

شمس الہدی

شرح اردو

قطر الندی و نالصدی

تقریباً ۱۰۰۰ سال قبل

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

کتاب خانہ

۱۰۰۰ سال قبل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شَمْسُ الْهُدَى



قَطْرُ الْوَدَىٰ وَبَلِّ الصَّدَىٰ

شارح

مفتی محمد عالمگیر دانش قاضی سیتا مڑھوی

نام

دارالکتاب دیوبند

انتساب

ہندو تہذیب اپنی اس سماج حقیر کو مادہ علمی و ادراکات و دین کی جانب منسوب
 کر دیا ہے۔ جو شیعہ ارشد و ہدایت، اور مرکز علم و ہدایت ہے۔ اور اپنے نام و مرتبہ اللہ
 عز و جل کے نام جن کی ہر گاہی دعاؤں اور نصیحتات و خشوں کے نتیجہ میں ہندو کے
 لیے علوم و دینی سکھانے کی سعادت بھری رہا ہے۔

محمد عالمگیر دانش دہلی

۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء

فہرست شمس الہدی شرح آردو قطر الندی جلد اول

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۰	آغاز کتاب	۹	دائے گرامی۔ جناب مفتی محمد ابراہیم صاحب
۶۱	علم کی وضاحت	۱۱	مفتی اعظم صاحب بدین
۶۲	لحمہ کی وضاحت	۱۲	ارشاد عالی۔ جناب حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب
۶۳	اللہ سے دعا	۱۳	صاحب دکنی۔ جناب صاحب مولانا محمد ابراہیم صاحب
۶۴	مکتبہ کی وضاحت	۱۴	مفتی مفتی۔ الاموال
۶۵	کلی اصطلاحی قرطب	۱۵	علم کو کے مشہور علماء اور ان کی تصانیف
۶۶	مکتبہ سے مراد اور اصطلاحات و جمادات	۱۶	مباحثات علم و ادب
۶۷	کلی قسمیں اور دلیل صحت	۱۷	ایمانیہ لطائف
۶۸	طوائف صحت	۱۸	قرطب کی قرطب
۶۹	اس کی دو قسمیں ہیں صحت و صحت	۱۹	موضوع کی قرطب
۷۰	اس صحت کی وضاحت	۲۰	غرض کی قرطب
۷۱	مفتی کی قرطب	۲۱	تذہین کی قرطب
۷۲	مفتی کی قسمیں	۲۲	نوعی قسم کی قرطب
۷۳	مفتی کی قسم کی قرطب	۲۳	نوعی اصطلاحی قرطب
۷۴	مفتی کی قسم کی قسمیں	۲۴	علم کو کا موضوع
۷۵	اس صحت اس میں اختلاف	۲۵	علم کو کی قرطب
۷۶	تفصیل اس میں اختلاف	۲۶	تذہین کو
۷۷	مفتی کی دوسری قسم مفتی الیٰہ کی وضاحت	۲۷	تفصیر خانہ حیات صاحب قطری الندی
۷۸	مفتی کی تیسری قسم مفتی الیٰہ کی وضاحت	۲۸	عام مطلب
۷۹	قبیل اور بعد کی وضاحت	۲۹	چاروں اولاد
۸۰	والہو لکھنا اور لزوم القسم کی وضاحت	۳۰	تفصیل علم
۸۱	مفتی کی چوتھی قسم مفتی الیٰہ کی وضاحت	۳۱	مکتبہ کے بارے میں حاشیہ کبریٰ کا قول
۸۲	وہو اصل التبتہ کی توضیح	۳۲	اتن ملحدون کا قول
۸۳	فصل کی قرطب	۳۳	مکتبہ علیہ الرحمہ کی حیثیت
۸۴	فصل کی قسمیں	۳۴	آپ کی خصوصیت
۸۵	ملحق کی قسمیں	۳۵	تصانیف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۶	اگر آپ کی چار قسموں کا قسم ۵۶	۳۷	فصل ہشی کی تعریف
۵۷	اگر آپ کی چار قسموں کی علامتیں	۳۸	فصل ہشی کی علامت
۵۸	اگر آپ کی چار قسموں کی علامتیں	۳۹	فصل ہشی کا حکم
۵۹	اگر آپ کی چار قسموں کی علامتیں	۴۰	فصل ہشی کا اعراب
۶۰	فصل کا اعراب	۴۱	نعم، ولس، علس ایس کی وضاحت
۶۱	حشیہ کی تعریف	۴۲	صحیح قول
۶۲	حشیہ کا اعراب	۴۳	وہ ہر چیز جیات
۶۳	کلا و کلفا اقلان و اقلان کی تحقیق	۴۴	فصل ہشہ کی تعریف
۶۴	جمع ذکر سالہ کی تعریف	۴۵	فصل ہشہ کی علامتیں
۶۵	جمع ذکر سالہ کا اعراب	۴۶	فصل ہشہ کا حکم
۶۶	جمع ذکر سالہ سے ملنے کی علامت کا اعراب	۴۷	فصل ہشہ کی علامت
۶۷	اولوا کی تحقیق	۴۸	فصل ہشہ کی علامت
۶۸	اعلون کی تحقیق	۴۹	فصل ہشہ کی علامت
۶۹	والہلون کی تحقیق	۵۰	فصل ہشہ کی علامت
۷۰	لوسون کی تحقیق	۵۱	اگر آپ کے فصل ہشہ کا حکم
۷۱	منوون کی تحقیق	۵۲	حرف کی علامت
۷۲	ہنون کی تحقیق	۵۳	فصل ہشہ کی علامت
۷۳	عم	۵۴	اذا ما کی تحقیق
۷۴	جمع مؤنث کائنات کی علامت	۵۵	بھما کی تحقیق
۷۵	چند اصطلاحات	۵۶	ما مصدر کی تحقیق
۷۶	و ما جمع ہذا و تلوز و متین کی علامت	۵۷	ما مصدر کی تعریف
۷۷	غیر صرف کی تعریف	۵۸	ما مصدر کے ہارے میں الحکاف
۷۸	غیر صرف کا پہلا حکم	۵۹	لنا کی تحقیق
۷۹	غیر صرف کا دوسرا حکم	۶۰	کلام کی تعریف
۸۰	الامثلة الخمسة کی تعریف	۶۱	فصل کی وضاحت
۸۱	عم	۶۲	منہ کی وضاحت
۸۲	عم	۶۳	منہ کی وضاحت
۸۳	اگر آپ کی تعریف کی صورتیں	۶۴	منہ کی وضاحت
۸۴	نہ کی تحقیق	۶۵	منہ کی وضاحت
۸۵	نہ کی علامت	۶۶	منہ کی وضاحت

رائے گرامی

جناب حضرت مولانا مفتی عبدالرزاق صاحب مدظلہ

ملحق اعظم مدینہ منورہ عالم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ ترمذیہ الہیہ موہنپارک بھوپال (انیم، پی)

حافظاً وعلیاً وعلیاً وعلیاً۔ اللہ بسیمت جانتے ہیں کہ علم عظیم الیہ میں عربی زبان کے لیے اس کی حیثیت رکھتا ہے۔ علم نجوم قرآن کے لیے ذیادہ معرفت حدیث نبوی کے لیے وسیلہ ہے۔ قال العرب "الخنو فی إسان العرب اعلیٰ من الرطب واخلیٰ من العیب" (علم نجوم مجبور سے زیادہ شیریں اور انگوڑے زیادہ خوش ذائقہ ہے) اس کے بغیر عربی زبان سے استفادہ بہت دشوار ہے۔ خصوصاً اہل علم کہ اس فن کے بغیر عربی زبان سے کوئی فہم نہیں لگا سکتے۔ قرآن کریم اور حدیث پاک کی زبان عربی ہے اور ان کا کھنسا یا سمجھا، علم نجوم کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے حتمی حقائق و حقائق میں اہل نظر علمائے کرام نے اس فن کو اپنی خدمت جمید کے لیے منتخب کیا۔ اور بعض اصناف نے اس کی بہ مشعل خدمت کی۔ لیکن ان بزرگوں کی پیش خدمت عربی افادہ زبانوں میں ہی ہیں۔ ہند پاک میں عربی علوم کا ذریعہ تعلیم اردو زبان ہے۔ اس لیے اب اردو زبان میں بھی علم نجوم کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔

وزیر موصوف مفتی **محمد عالمگیر دانش** قادیان (استاذ مدرسہ جامعہ اسلامیہ بخاری موہنپارک) کو اللہ تعالیٰ نے علم حق سے خصوصی مناسبت عطا فرمائی ہے۔ "قطر القندی و جبل القندی" جو علامہ ابو محمد عبداللہ بن علی بن ہشام تصانیف مصری کی مشہور و معروف اور مستحکم کتاب ہے اس کی جامعیت اور زبان کی سلاست کی وجہ سے عوام نصاب مرتب کرنے والوں نے اس کتاب کو داخل درس کیا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب جن طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے یہ ان کے علمی مستوی سے بلند ہے، اس لیے عمر و زمانہ سے ایک ایسی شرح کی ضرورت تھی جس سے طلبہ استفادہ کر سکیں۔ اب اللہ تعالیٰ یہ ضرورت جامعہ اسلامیہ بخاری کے ایک کامیاب اور مدبہ نادر مفتی محمد عالمگیر دانش قادیان کے قلم سے پوری ہو رہی ہے جس کے بارے میں ہم کہنے کی ضرورت نہیں۔

”نیک آں باشد کہ خود بخود نہ کہ خطا گوید“

زیر نظر کتاب نمشی بہ ”شمس الہندی شرح اردو قطر الہندی و بہار الہندی“
جسے نہایت شوق و ذوق اور محنت سے عزیزم موصوف نے تشریح و تالیف کیا ہے۔ میں نے بہت
مواقع سے اس سے دیکھا ہے، ہر اقتباس سے نہایت مفید کتاب ہے۔
دعا ہے کہ اللہ رب اعزت شارح عزیز کو زیادہ سے زیادہ طبعی خدمات کی توفیق ارزاں
کرے اور ان کی اس خدمت جلیلہ کو ظہور و اساتذہ کے درمیان قبول عام اور اپنی بارگاہ میں
شرف قبولیت سے نوازے۔ والحمد للہ اولاً و آخر

المہدی الضعیف

(مفتی) مہر الہی (صاحب)

ترجمہ النبی مسجد بموہاں

۲۲ اگست ۱۳۵۴ء

ارشاد عالی

فیہ اتنس جناب حضرت مولانا الحاج محمد اشفاق الرحمن صاحب مداحی
استاذ اقدس تفسیر جامعہ اسلامیہ بخاری چو پانی سوانحہ (ایم۔ بی)

ہاں وہی ہے کے خطاب فیہ میں ”تم“ کو ایک خصوصی ہیئت حاصل ہے کہیں کہ ”قرآن
ادہ“ کی زبان عربی ہے اور اس کا مقصود ”قرآن ادہ“ کی تفسیر ہی ہے۔ مگر علوم و فنون کی
میشیت تو ذرا الگ و مسائل کی ہے۔ اور عربی زبان ”لو“ کے لئے کھلا تقریباً ممکن ہے۔ اس اعتبار سے
”قرآن ادہ“ کی فہم ”لو“ کے ہائے متوقف ہے۔ اور آپ کا مقصود ہے کہ متوقف کا متوقف
طے کی بازی ہو ضروری ہو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ محمد بن وحید نے اس کی کھلی بازی
بہت ہی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

اسی ”سلسلہ طرز“ کی ایک کڑی ”مجموعہ علی بن ابی شام کی“ تصنیف لطیف ”عام
”شرح فتویٰ القندی و بیہل القندی“ ہے۔

ابن شام نے اس کتاب میں صرف یہ کہ ”مسائل“ کو جامعیت و اختصار کے ساتھ بیان کیا
ہے بلکہ اس میں مشہور مسائل کا اہم علمی نکات کو جو دلچسپ و دلکش انداز میں پیش کیا ہے۔
کتاب کے علاوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ”سہول“ کو ”قرآن کریم“ سے بلاشبہ تعلق تھا۔ تقریباً
تمام مسائل میں انھوں نے ”آیت قرآنیہ“ اور کام و باب سے استفادہ کیا ہے۔ اس لیے مذکورہ کتاب
”مسائل“ کو کہ اس میں مشہور کے ساتھ دیکھنے کا بہتر ہے۔

لیکن چنانچہ کہ ”لو“ کی دیگر کتب کے متعلق کے مقابلے میں ابن شام کا اسلوب تحریر اور نگارش
متمن و ہے۔ اس لیے مستفیدین کو چند مقامات کے لئے ذکر کیا جائے کہ اس میں دشواری پیش آتی ہے لہذا
ضرورت تھی کہ اس کتاب کا لکھنا پڑا۔

”جامعہ“ میں ”مسائل“ کے ”کتاب مذکور“ کے ۲۰ جلد کا حصہ ہی سے متعلق ہے۔ اس
اور ابن ہارڈل میں خیال ہے کہ ”یکام ہذا“ ہے ”اسی“ کا نام میں معلوم ہوا کہ ”عزیز کرم“ صاحب مثنوی
محمد عالمگیر دانش صاحب آکاکی لاہور نے علامہ ”نور الدین“ نے ”کتاب مذکور“
کی شرح ”عام“ ”شمس القندی“ شرح ”امام فتویٰ القندی و بیہل القندی“ سے تفسیر

کے ساتھ مرتب فرما رہے ہیں۔ یہ قطعی خوش اسرے کے ساتھ دل میں مصروف کے جذبات تفسیر و ترجمہ ہو گئے۔ **فہرست اولہ احسن الفہرست فی الفہرست**۔

مہسوف کے ایمان بندہ نے "مسودہ کتاب" کا مطالعہ کیا۔ اللہ نہ بہت صاحب و مفید پایا۔ کچھ مشورہ دے دیے جن کو ملتی صاحب مہسوف نے دوست قمری کے ساتھ قبول فرمایا۔ یہ یقین ہے کہ محترم مہسوف "اس قسم کی علمی تجزیہ اور تفسیری خدمات کے لیے نمایاں اللہ توفیق دات ہیں۔

مہسوف نے اپنی اس کتاب میں ہر مسئلہ کی کافی، شافی وضاحت کرتے ہوئے بہت سی مطلوبات افزاء باتوں کا اضافہ کیا ہے۔ اور اخیر میں تو "کچھ ضروری اصطلاحات" کے عنوان سے گویا اچھے احسان کی تحمیل فرمادی۔ اور ایسے امور کی وضاحت کی ہے جن سے واقفیت کمال پر مہم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ "شرح مذکورہ" کو کویت خاصہ پائندہ سے نوازے۔ اور اس کے نفع کو عام جام ملے۔ "مؤلف مہسوف" کو ہر علمی و ادبی اور نفسی خدمت کی توفیق مرحمت فرماتا رہے آمین

دعا گو رہا مجھ

محمد اشفاق الرحمن۔ لاہور

۱۸ اگست ۱۹۰۳ء

گئی ہے۔ مگر کہیں اردو جملہ کے طویل ہونے کی وجہ سے یا معلوم عبارت کو ذہن سے قریب کرنے کی خاطر ہم یہاں تک کر سکے ہیں۔ اس کے لیے ضرورت خود ہیں۔

(۷) بعض مباحث میں شرح میں ضروری اور مفید معلومات کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔

رہا یہ کہ ہم اپنی ان کوششوں میں کس حد تک کامیابی سے ہمکنار ہوئے ہیں تو اس کا فیصلہ آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ کتاب کو مزید فوائد سے نواختن کرنے کے لیے ہم آپ کے شعوروں کے شکر و ہیں گے۔ آخر میں ہم ان قصص اور کرم فرماؤں کا شکر یہ ہوا کہ ضروری سمجھتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کے لباسِ ہستی زیب تن کرنے میں کسی طرح کا بھی تعاون فرمایا ہے۔ اگر میں اپنے ان کرم فرماؤں کا شکر یہ ادا نہ کروں جن کے حکیم تقاضوں نے مجھے یہ اوراق سیاہ کرنے کی ہمت عطا کی، خصوصاً برادرِ کرم مولانا محمد صدیقی صاحب مظاہری مہتمم جامعہ خدّاء اور مولانا محمد تصور صاحب علامی عالم تعلیمات جامعہ خدّاء مولانا محمد عبید اللہ صاحب کاکی اور مفتی محمد اکسن صاحب کاکی اساتذہ جامعہ خدّاء کا میں جہد دل سے ممنون ہوں جن کے شعوروں سے مجھے بہت کچھ روشنی ملی اور ان حضرات نے رائے قریر فرما کر کتاب کی قدر افزائی فرمائی۔

طاہر نقصین اور طلبہ عزیز سے سوا دہانہ گزارش ہے کہ دائم دستور کو دعاء خیر سے محروم نہ فرمائیں، احقر بارگاہِ اہل دی میں دستِ بدعاہ ہے کہ نقصین کی دعاؤں کی برکت سے احقر کی اس کاوش کو طلبہ کے لیے نفع بخش بنائے اور اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازاے آمین ثم آمین

محمد عالمگیر دانش کاکی خفرا

غلام تدریس جامعہ اسلامیہ بنجاری اندر

۱۱ اگست ۲۰۰۴ء مطابق ۲۲ جمادی الآخر ۱۴۲۴ھ

مبادیات علم نحو

ابتداء سے کلمات تفسیر میں قرآن کی کتاب ہے اور کسی بھی علم میں قرآن کو روشن کرنے سے پہلے چوتھ
جز میں لکھا ہے ضروری ہے۔ (۱) اس میں قرآن اور اصطلاحی تفسیر۔ (۲) اس کی عرض و ممانعت (۳) اس
کا موضوع (۴) اس کا مقام (۵) اس کی تدوین (۶) مصنف کے حالات زندگی۔
تفسیر کا ہاں اس لیے ضروری ہے تاکہ مباحث عقلی کی طلب لازم آئے۔
غرض ممانعت کا ہاں اس لیے ضروری ہے تاکہ مباحث اور ہے کہ رجز کا طلب کرنا ضرورت ہے۔
موضوع کا ہاں اس لیے ضروری ہے تاکہ ایک فن کے مسائل کو دوسرے فن کے مسائل سے ممتاز
کیا جاسکے۔

تدوین کی معرفت اس لیے ضروری ہے تاکہ کلام کا علم ہو جائے اور اس میں کی تاریخی حیثیت
وہاں لکھی ہو جائے۔ اور مصنف کے حالات کا ہاں اس لیے ضروری ہے تاکہ مصنف کے مرتبہ سے اس
کی تعریف کا اندازہ لگایا جاسکے کیوں کہ جس درجہ کا حکم ہوتا ہے اس کا کام بھی اسی درجہ کا شمار ہوتا
ہے، چنانچہ مشہور ہے "کلام طہلوک طہلوک الکلام" بادشاہوں کا کلام کلام کا بادشاہ ہوتا ہے۔ یعنی
کہنہ والا جس درجہ ہو گا اس کا حکم بھی اسی درجہ کا شمار ہوگا۔

تفسیر کی تفسیر: تفسیر کہتے ہیں "مفہوم بہ حقیقۃ الشیء" کو جس کی تفسیر وہی
ہے جس کے اور یہ کسی چیز کی حقیقت بیان کی جاتے۔

موضوع کی تفسیر: موضوع "مفہوم فیہ عن حوالہ اللہ" کا نام ہے، یعنی
کس فن کا علم کا موضوع، وہی کہلاتی ہے جس شے کے موضوع ذاتیہ سے اس میں بحث کی جاتے۔
غرض کی تفسیر: اور غرض کہتے ہیں "مفہوم الفصل عن الفصل لاسلہ" کہ یعنی غرض
ہو، اس لیے جس کی وجہ سے قائل سے فصل حاصل ہوتا ہے اور ممانعت و نتیجہ ہے جو اس پر عرپ ہوتا ہے۔
حکام لڑنے کے لیے باز رہا تا تو غرض ہے اور کلمہ غرض لینا ممانعت ہے۔

تدوین کی تفسیر: حشر اور بکھرے ہوئے اجزاء کو ترتیب دینے کا نام ہے۔

نحو کی تفسیر: تفسیر: لغوی کا حاصل یہ ہے کہ لغت میں لہو کے کئی معنی ہیں (۱) امرات جیسے ہلکا
لغوی لغوی یہ ہوا عارضت ہے۔ (۲) نور مثلاً ہلکا علی لہوہ صحاح، یہ چار قسم ہے (۳) شکل

مجھے خدا بخیرہ۔ جن کے شہ ہے۔ (۴) لہذا مجھے بخیرت خدا بخیرہ جس سے یہ ارادہ کیا ہے۔
خیرہ۔

لہذا اس اصطلاحی تعریف علم کو دیکھ کر یہ جس کے ذہن میں عربی ہوئے کی حقیقت سے تینوں گروہوں کی آخری حالت معلوم ہو جائے اور بعض گمراہت کا مضمحل سے ساتھ عربی ہونے کی اہمیت معلوم ہو جائے۔

علم کا موضوع علم کا موضوع کہہ کر کام ہے کہیں کہیں نہیں ہے اصول سے بحث کی جاتی ہے۔ من حیث الایمان و طہارہ

علم نحو کی غرض علم نحو کی طرف کلام عرب میں نہایت ہی اہم نقل عمل سے چاہا ہے۔

خدا بچن کو اس علم سے آگاہ فرمادیا کہ وہ سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے
 عیسیٰ کے ساتھ فرستادیا اور وہی (محلہ ۱۱۰) کے مہربان کے انوکھے اور سب
 سے پہلے قرآن حکیم پر مہربان بن گئے۔

تو ان کی وجہ سے رایت عربیہ اور دہلی نے حضرت علیؑ کو حاکم مقرر کیا۔ اور اسونے چاہا کہ نظر کجایں نہ پڑے۔ انھوں نے کہا میں نے تمہارے ارشاد میں لعل کو سنا ہے اس لیے میں نے عربیت میں آیا کرتے تھے کا نام رکھا ہے۔ مگر میں سن دن کے بعد آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے مجھے ایک چیز بتائی کہ جس میں ہم اللہ کے بند و حضور جنوں خدام الکلام کلہ اسم والفعل وحرف فلاسم ما الباء عن المسمى والفعل ما الباء عن المفعول والاعرف ما الباء عن المعنى پس باسم ولا فعلی حضرت اُن نے کہا کہ یہ میری معلومات کے مطابق ہے تو اس میں اور اضافہ کر لیجئے

مختصر خاکہ حیات صاحب قطر الہدی

نام و نسب : امام عبداللہ بن یوسف بن احمد بن عبداللہ بن ہشام انصاری مصری۔ کنیت ابو محمد۔
لقب : جمال الدین۔

تاریخ ولادت : آستان علم و فضل کا یہ سورج شنب کے دن ۵۷۱ھ بمطابق ۱۱۷۵ء
کا طور پر۔

تحصیل علم : آپ نے شہاب مہد اللطیف بن مرسل بن سراج بابویان، الحاج الفاکہانی دہقان
حمزہ بڑی جسی جہاز روزگار ہستیوں سے کتاب فیض کر کے اپنی علمی خواہید و صلاحیتوں کو یہاں چھایا۔
علم و فن کے اقیانوس میں غوص کر کے وہ قیمتی در گرہا یہ موتی نکال کر لائے جن سے حق میں کی
نکاحیں آئیں۔ چنانچہ خداداد اہانت اور محققانہ اجتہاد و سمجھت کی بنا پر بہت جلیل امت
میں صاحب فضل و کمال کے طبقہ میں اپنی مقرریت کا لوہا منوایا۔

ابتداء میں آپ نے فقہ شافعی چھی، پھر ضلعی مسلک اختیار کیا، از حدی کے آخری ایام میں یعنی
مرنے سے پانچ برس پہلے مقرر ہوئی کو حارسیہ سے کم میں حفظ کیا، جو آپ کی غیر معمولی قوت حافظہ پر
فہم و دل ہے۔

مصنف کے بارے میں حاش کبریٰ کا قول: حاش کبریٰ زادہ نے کہا کہ ہے "مفسر
العربیۃ لطائف الاطراف بل فشیخ" کو میں لکھا مہارت پیدا کی کہ ہم صبروں لکھ استادوں پر
نویس لے گئے۔

ابن خلدون کا قول: اور علامہ ابن خلدون نے شہادت دی "ان ابن ہشام علی علم
حجۃ مشہد بطلو لغزو فی صافۃ فشیخ" ابن ہشام کا علم عربیت میں بہے پائوں علم اس بات کا
ثبوت ہے کہ ان کو ان میں یہ طوطی حاصل تھا۔

"ملولنا ومن بالمغرب نسبح اللہ ظہر مصر عظم بالعربیۃ بقال لہ ابن ہشام
انہی من سینہ۔"

مغرب میں ہم لوگ یہ ہمارے ہے کہ مصر میں ابن ہشام نامی ایک شخص پیدا ہوا ہے جو سب سے
سے مکی زیادہ خوب جانتا ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ کی مقبولیت: نہ صرف ہم لوہیں بلکہ آپ کی کتابوں کے مطالعہ سے
 ائمہ اہل علم و کرام آپ کو ہم ادب و احترام جہاں وقت، تحقیق و بحث کا ذخیرہ، بلکہ کامل دستگاہ حاصل
 تھی، اسی وجہ سے محققین علماء نے آپ کی کرامت و بیادیت کا اعتراف کیا۔ اور تحقیق و تہقیق، تصنیف
 و تالیف اور علم و معرفت گہرائی و اتیرائی کے اتلی ہر ماٹا ہونے والے ستارے میں نئی روشنی کے سامنے مانہ
 چمکے گا اور آپ کا شہرہ و درجہ سن ہمر کی حد سے گذر کر بڑا و مغرب تک پہنچ گیا۔

آپ کی خصوصیت: علامہ ابن ہشام کو آپ نے اپنی المسمیٰ کی کتاب میں ائمہ اہل علم و اقتدار اور
 اقطاب و کھلیل پر یکساں جگہ حاصل تھا۔

تصانیف: آپ نے کثیر تصانیف تھے، مگر مکی مشہور کتاب ”شذراہ القلوب“ آپ ہی کی
 تصنیف ہے، جس کی آپ نے خود شرح بھی کی ہے۔ لوہیں یہ کتاب بہت عمدہ ہے۔ مثالیں، کثر و بیشتر
 آیات قرآنی سے فقہاء کی ہیں اور اس سے زیادہ مشہور کتاب مکی المصنف ہے۔ جو لوہیں اپنی نظیر آپ
 ہے۔ اور درجن سے زیادہ آپ کی کتابیں ہیں۔ مثلاً التوحید علی المصابیح، شرح القاموس المبرہدین، عمدۃ الطالب
 فی تحقیق تفریط، ابن المصنف، شرح التفسیر، شرح الشواہد کبریٰ، شرح الشواہد صغریٰ، التواہد الکبریٰ،
 التواہد الصغریٰ، قد ائدی شرح تفریط الہدی، المباحص الصغیرہ وغیرہ۔

وفات: یہ کتاب عالم کتاب ایک عالم کو سنہ کر کے بروز جمعہ ۱۲/ ۱۱/ ۱۱۰۰ھ مطابق
 ۱۷۰۰ء کو اس خاکدان دنیا کو الوداع کہہ کر گاہر میں ہمیشہ بخش کے لیے غروب ہو گیا۔ رحمہ اللہ
 تعالیٰ رحمۃ واسعہ

آغاز کتاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ قَالَ الشَّيْخُ، أَلَمَامُ، الْعَالِمُ،
الْعَلَامَةُ، جَمَالُ الْمُتَصَنِّفِينَ، وَتَأْجِ الْفَرَاءِ، تَذْكِرَةُ أَبِي عَمْرٍو،
وَسَبِيهِ، وَالْفَرَاءِ۔ أَبُو مُحَمَّدٍ غِيَاثُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ بْنِ هِشَامِ
الْأَنْصَارِيِّ، قَسَمَ اللَّهُ فِي قَبْرِهِ۔

ترجمہ: شروع کرتے ہیں میں اس اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ شیخ وقت، پیشوائے قوم، صاحب علم، زبردست عالم، مجلس علماء کی روشنی اور قرآن کے سر تاج، ابو عمرو، سیوید اور فراء کی یادداشت ہے، ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن ہشام انصاری نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں کشادگی دے اور فرمائے۔

وضاحت: صاحب قطر المصدی ونبی المصدی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "نبی المصدی ونبی المصدی" کا آغاز ہم اللہ سے کیا ہے۔ لالہ قرآن کریم کی تحید کرتے ہوئے۔ دوسرے حدیث پاک کی اتباع کرتے ہوئے حدیث کے الفاظ ہیں۔ "کُلُّ كَلَامٍ لَا يَبْدُو فِيهِ بِاسْمِ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اللَّهُ فَهُوَ اجْزَاءُ"۔ یعنی دو حصہ اس حاجۃ المصلحہ - یعنی جس کام کی ابتداء ہم اللہ اور اللہ تعالیٰ سے نہ کی گئی ہو وہ تمام ٹوڑے پرکت ہو گا۔ ابن ماجہ، ابن حبان، ابوالحاتم، شیخ ابن صلاح الدین وغیرہ محدثین نے اس روایت کی تصحیح کی ہے اور فقہاء کے نزدیک یہ معمول رہا ہے۔

فَال۔ سیفہ احد لہ کر قاصب کس ماضی باب لہ اس ایک مروئے کہا زمانہ گذشتہ میں۔

الشَّيْخُ: واحد ہے اس کی جمع شیوخ ہے، یعنی بڑے علماء، عمر و سیدہ، دربار کا چادر ہے۔

الامام: واحد ہے اس کی جمع ائمہ ہے، یعنی رہبر، پیشوا، امام۔

العالِمُ: واحد ہے اس کی جمع علماء ہے، صاحب علم، عظیم یافتہ انسان۔

العلامة: باخبر، زبردست جاننے والا، ہدایت کا میز ہے۔

جمال: داروش، خوش صورتی، خوش اخلاقی، میز صفت ہے۔

المتصنفين: باب تکمل سے اسم قائل، یعنی تذکرہ کا میز ہے حالت حوی میں۔

الفرأء: لاری کی جمع ہے، کس چہ چہ والا۔

تذکرة: یعنی یادداشت، یہاں صدر یعنی اسم قائل ہے یاد دلانے والا۔

طرف مشوب ہو چکا کہا ہاں صلوٰۃ الہیہ تو اس کے معنی استغفار ہیں۔ اور جب بندوں کی طرف مشوب ہو چکا صلوٰۃ الہیہ کہا ہاں تو اس کے معنی دعا ہیں۔ اور جب پرندوں کی طرف نسبت ہو چکا صلوٰۃ الہیہ تو اس کے معنی شیع ہیں۔

راجع باب فتح یمن سے اسم قابل کامیڈ ہے یعنی بلند کرنے والا، اٹھانے والا۔

الذرجان یہ درخت کی جگہ ہے یعنی یزیدی درجہ مقام۔

لحفظ بندی کے بعد کشتی اختیار کرنا یا باب انحال للتحلفا صہ۔

فتح اب فتح سے اسم قابل یعنی کھولنے والا۔

انتصب کھڑا ہوا، جانا، بلند ہونا، اب فتح سے۔

شکر شکر کے لغوی معنی ہیں فعل یسبح عن تعظیم النعمہ یعنی شکر اپنے فضل کو کہتے ہیں جو نعم کی تعظیم پر دلالت کرے۔ اور اصطلاحی تعریف ہے صرف جمیع ما انعم اللہ بہ علی عبیدہ اللہ ما خلق لاحلہ یعنی اللہ کے تمام نعمات کو ان کے مقاصد میں صرف کرے۔

الفصلۃ کام کا تعریف سے نکالی ہوئی۔ باب کرم کا حصہ ہے۔

رواق ساتواں، آدھ، چھت سے لے کر چھ تک کا پرہ، جمعۃ اروقۃ وروقات۔

البلاۃ کام نفع کا شخص مال کے مطابق ہو۔

مطابق یعنی کمزیر، کمزور، جس کو عورتیں کریم یا نہ معنی ہیں اور اس کا پلائی حصہ

پچھلے حصہ پر اور پچھلے حصہ میں تک ٹکراتا ہے معنی مطوق، لیکن یہاں یہاں بلاط مراد ہے۔

المعروف اب باب فتح اسم معلوم معنی پہچانا ہوا۔

القضیۃ خفیہ کی جگہ ہے معنی دلائل۔

آل آل کی اصل بعض معررات کے نزدیک مل ہے، کیوں کہ کفار سے کہ یہی آل کی تفسیر میں کو اس کی اصل کی طرف دہاتی ہے، اور آل کی تفسیر فعل آتی ہے۔ اور بعض معررات کے نزدیک اس کی اصل اول ہے۔ آل اور فعل میں فرق کی تفصیل یہ ہے کہ آل کا اطلاق اثرات پر ہوتا ہے۔ خواہ شرکات ذاتی ہو جیسے آل فرعون، خواہ شرکات انفرادی ہو جیسے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کو دونوں اعتبار سے شرکات حاصل ہے۔ اور آل کا اطلاق عام ہے خواہ اثرات ہوں یا احوال ہوں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ آل صرف ذاتی معقول کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مل کا لفظ ذاتی لا محالہ اور غیر ذاتی معقول و انہوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں آل سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مل بیت میں پیدا آپ کی اولاد یا آل سے مراد یہ مومن تھے اور خدا ترس لوگ ہیں۔

اصحاب اسکا یہ بات صاحب کی محنت ہے، ظاہر ہے، (صحف) (کسر
الحاء) کی محنت ہے۔ جیسے افسار، معنی کی محنت ہے۔ (صحف) (معنی لکھنا) کی محنت ہے، جیسے افسار،
معنی کی محنت ہے۔ (صحف) کی محنت ہے۔ جیسے افسار، معنی کی محنت ہے۔
صحابی اس وقت ہیں جس نے عبادت ایمان، سال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی جو اور
ایمان پر خاتمہ بھی ہوا۔ (۲) جس نے صحابی سے عبادت ایمان ملاقات کی اور رقی تابعی جس سے
تابعی سے عبادت ایمان ملاقات کی ہو۔

الذین "هو وصيه الله سائق لدوى العقول بالحنيفه المعهود الى الخير
ملاقات"۔ یہ ایسا مذہبی دستور، جو بڑی عقل لوگوں کو ان کے کاملی قدر اختیار اور قدرت کے وسیع
رضائے الہی اور عبادت خدا کی تک لے جاتا ہے۔

وبعد عهد مکت حوزتها على فئمتي المسماة مطهر الندي، وبل
الضدى رابعة لاجلها، كلغة لطلبها، نكتة لشرارها نفقة
لعلها، كناية لمر القصر عليها، والية بمعنى من جمع من طلب
علم العربية لطلبها، والله المسئول ان ينفع بها كما ينفع مصلها، وان
يسئل لما طرق الحبران وسئلها، لانه حواذ كريم، رؤوف رحيم وما
نوفقت الا بلفظ، عليه توكلت واليه انيب

ترجمہ۔ اور یہ مکتوب کے بعد یہ شکل مساکی جن کو میں نے داغدار پر تحریر کیا ہے۔
"قطر الندی و دل الضدی" کے نام کے ساتھ موسوم ہے، جو اس کی پوشیدگی کو اور کرنے والی اور اس کے
تذیب و کثرت دلی سے اس کے دل کی کے لیے مکتوب ہے۔ اور اس کے لکھنے کے لیے قرآن ہے اس شخص
نے لکھا، کالی ہے جو اس پر انھما کرنا چاہے، عقلی شخص ہے اس کی آواز کے لیے جو کا صواب ہونا چاہے
شیعہ عربی کے ہتھیار ظہر میں ہے۔ بعد رب العزت کی بارگاہ میں درخواست ہے کہ اس کے اور یہ اس
طریقہ عام ملاقات پہنچے، جس طریقہ اس کے اسل سے نظر بکھلا دیا، اور اسے لیے بکھلائی اور اس کے راستے
کو سوار دے۔ ہے شب وہ چاندی میں اور نرم دلی ہے میرا ان اور شفقت کرنے والا ہے، اور خبر کی جانب
میرے رہنمائی اللہ کی کی توفیق سے ہے، وہی پر میں نے مجھ کو سیکھا اور اس کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

وضاحت۔ لفظ بعد کی تفسیر لفظ بعد اور لکھنؤ طرف زمان ہر مکان دونوں کے لیے
مستعمل ہوتے ہیں۔ عربی زبان کی مثال کلمہ بعد الیوم، کل، غدا، وغیرہ کے بعد ہے۔ الیوم

فعل الغد - آج کا دن کل آئندہ سے پہلے ہے۔ اور عرف مکان کی مثال 'داری بعد دارک' میرا گھر تیرے گھر کے بعد ہے۔ 'داروی قبل دارک' میرا گھر تیرے گھر سے پہلے ہے۔ لفظ قبل اور بعد کی تین صورتیں ہیں (۱) ان کا مضاف الیہ مذکور ہو (۲) ان کا مضاف الیہ مخدوفہ سیاستاً ہو (۳) ان کا مضاف الیہ مخدوفہ منوی ہو۔ اول کی دو صورتوں میں مذکورہ دونوں لفظ صرب حسب المبادل ہوتے ہیں اور تیسری صورت میں علیٰ عام ہوتے ہیں۔

نکتہ - واحد ممکنہ شکاں مسئلہ جو شہ نظر سے حاصل ہو۔

قطر الندی و دبی القندی - یعنی بارش جمعۃ قطر، القندی یعنی تری، قبضہ ہوا، تہ - اہل تابصر تر رہا، القندی جمعۃ لحدادہ یعنی شدت چلاں۔ چارے جملہ کا ترجمہ ہوا شبنم کی بارش اور شدت چلاں کی تہ ہوت۔

صاحب کتاب طبع ہنزہ نے مرصوۃ کے بعد فرمایا کہ میں نے یہ کتاب جس کا نام قطر الندی و دبی القندی ہے ایسے دو مقدمہ پر تحریر فرمائی ہے جس سے نحو کے تمام عجیبہ مسائل حل ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہ مضمون کی پیشہ دہی اور رے دہی ہر اس کے کتاب کو کھولنے والے سے علم نحو کے رازوں کے لیے عجلہ اور اس کے فوائد کے لیے محنت سے انچھٹیں مضمون سے موجود مسائل پر اکتفا کرنا چاہیے اس کے لیے کافی ہے۔ ۲۲ جو کہ کتاب ہونا چاہیے اس کی آرزو سے بے عقلی بخش رسالہ ہے۔ اللہ رب العزت سے یہی دعا ہے کہ اس کے فوائد کو عام و خاص فرمائے ابتداء و انتہاء میں اللہ ہی تو فیقی عطاء کرنے والا ہے۔ وہی میری نیک نیتی اور انہماک کی توفیق دینے والا ہے۔ یہی پرہیزگاروں کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

الکلیۃ قول مفرد

ترجمہ - کہ قول مفرد کا معنی ہے۔

وضاحت - کہ کا اطلاق لغت میں جملہ مفید ہوتا ہے، جیسا کہ ہادی تعالیٰ کا فرمان کلا ایہا کلمۃ ہو فقللھا (ترجمہ ہر ٹھیکسی ایسا ایک بات سے کہہ دی جاتا ہے۔ چلاؤ؟ اور زبہ ار جعفر علیٰ اعدی صلیخا عیسا ترکک (ترجمہ اے وہ بھوکھ کو پھر بھیجی دو، شاہی کچھ میں بھلا کا سر لہوں میں جو پیچھے چھوڑا۔ پارہ ۱۸، ص ۶۶) سے ذرا یہ معلوم ہو جائے کہ لفظ کل جملہ مفید سے معنی میں مشتمل ہے۔

کلہی اصطلاحی تعریف - - سلطان میں کل قول مراد کہتے ہیں۔

قول سے مراد - قول سے مراد لفظ ہے جو معنی پر طاعت کرے جیسے زحلی (آئل) غرض

وضاحت:- جس ضمیر کا مرجع کلمہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ کلمہ کی تین قسمیں ہیں، اسم، فعل، حرف، جب مصنف کلمہ کی تعریف کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب یہاں سے کلمہ کی قسمیں بیان فرما رہے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ کلمہ کی تین قسمیں ہیں، اسم، فعل، حرف۔

اشکال لیکن تین کی اس عبارت پر اشکال ہوتا ہے کہ مصنف نے کلمہ کو تین قسموں میں ہی منحصر کیوں کیا ہے اس کی چوتھی قسم کیوں نہیں ہوئی۔

جواب کلمہ کے تین قسموں میں ہی منحصر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جو جن اور غلام، ملا، کرام نے کام عرب میں بہت ہی متبع و تلاش اور چھان بین سے کام لیا، لیکن ان کا مشاہدہ کلمہ کوئی چوتھی قسم نہیں ملی، اگر انہیں کوئی چوتھی قسم ملتی تو وہ ضرور واقف اور مطلع ہو کر غور فرماتے، لہذا چوتھی قسم کا نہ ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تین قسموں میں ہی منحصر ہے اور یہاں انصار و منتظر ملی ہے۔

دوسری دلیل حصر: کہ تین قسموں میں ہی منحصر ہے اس کی وجہ یہ ہے "باتو کلمات کرے گا ایسے سنی پر جو اس کی ذات میں ہو، یا کلمات کرے گا ایسے سنی پر جو اس کی ذات میں نہ ہو، اگر اس کی ذات میں نہ ہو تو وہ حرف ہے اور اگر کلمات کرے گا اس کی ذات پر جو اس کی ذات میں ہو تو پھر وہ دو حال سے خالی نہیں باتو تینوں زبانوں میں سے کوئی زبان اس میں پایا جائے گا یا نہیں، اگر پایا جائے گا تو وہ فعل ہے، اور تمام ہے۔

اشکال: وہی لسم، وفعل و حرف، پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ مصنف نے اسم کو فعل پر اور فعل کو حرف پر کیوں مقدم کیا۔

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم افادہ میں مستقل ہے، فعل و حرف کی طرف احتیاج نہیں رہتا اور نہ ہی اس کا مذہب پر فعل سے مشتق ہے بخلاف فعل کے کہ وہ افادہ میں مستقل نہیں ہے بلکہ اسم کی طرف محتاج ہے اس وجہ سے اسم اصل ہو اور فعل فرع، اور اصل فرع پر مقدم ہوا کرتی ہے لہذا مصنف نے اسم کو فعل پر مقدم کر دیا۔ پھر فعل کو حرف پر اس وجہ سے مقدم کیا کہ فعل حرف کی طرف افادہ میں محتاج نہیں اور حرف دونوں کی طرف محتاج ہے اور جو محتاج ہوتا ہے وہ غیر محتاج کی فرع ہوتا ہے اس وجہ سے فعل اصل ہو اور حرف فرع، لہذا فعل کو حرف پر مقدم کیا۔

فَاتَمَّا الْإِسْمُ هِيَ حَرْفٌ، بِأَنَّ كَلِمَتَهُ جَزْئِيَّةٌ، وَالتَّوْبَتَيْنِ كَوْنَهُمَا جَزْئِيَّةً، وَبِالْحَدِيثِ عَنْهُ كَقَوْلِهِ ضَرْبَتْ.

ترجمہ:- پس بہر حال اسم تو وہ بچاؤ جاتا ہے الف لام کے ذریعہ جیسے التَّوْبَتَيْنِ اور تَوْبَتَيْنِ سے جیسے رَحْلٌ اس کے حلق نکلتا کرنے سے جیسے ضَرْبَتْ کی تاء۔

وضاحت - جب عفت لڑکی قسم سے فارغ ہو گئے تو اب یہاں سے اس کی ملاحتوں کو

ماں لڑا رہے ہیں، تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس کا یہ ہر دستکارت سے ہوا اقلیت کی بناء پر مبتدئی طور پر بہت ساری غلطیاں کرتے ہیں۔ پہلے اس کی تعریف ملاحظہ فرمائیں پھر اس کی عطا کریں۔

اسم کی تعریف: اسم واکل ہے جو بذات خود اپنا سنی بتائے اپنا سنی بتائے میں کسی کا عینیت ہوا دیتا ہوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔ جیسے لڑخل (آوی)

اسم کی عطا کریں۔ - اسم تین عطا کریں (۱) آل کا مال ہوا جیسے لڑخل (آوی) لفرس (خوڑا) توین کا مال ہوا جیسے قلام و خل۔

یہاں توین سے تون زادہ سنا کر مراد ہے اور اسم کے آخر میں لاق ہوتا ہے لفظ اعتبار تحریر کے۔
رسمائیں۔ نیز یہ تون لون کا کید نہیں ہوتا ہے جیسے زید، رجل، صو حیللو، فسلطانیہ یہ سب اسم ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ان تمام اسم کے آخر میں توین داخل ہے۔

(۲) تیری طاعت منو ہے کہ اس کے بارے میں کوئی بات نقل کی جائے جیسے قلام و زید،
یہی مذہب اسم ہے اس لیے کہ اس کے بارے میں تمام اس کی بیان کیا یہ طاعت منو ہے کہ اس

اس معلوم کو سنی صحابی کہتے ہیں۔

متنی صدی سے مراد وہ معلوم ہے جس کا تصور بغیر کسی ذات کے ہو سکتا ہو جیسے خرب و غنہ
ضارب و معروب کے تصور بغیر کسی ذات کے۔

وَهُوَ حَرَبِيٌّ، نَفَرٌ، وَهُوَ مَا يَتَفَقَّرُ أَجْزَةً بِصِيبِ الْقَوَائِلِ الذَّاخِلَةِ
عَلَيْهِ كَزَيْدٍ وَغَنِيٍّ. وَهُوَ بِخِلَافِهِ كَهَوْلَاءَ فِي لُزُومِ الْكَسْرِ. وَكَذَلِكَ
جِدَامٌ، وَأَنْسٌ، هِيَ لَفْظَةُ الْجَحْلَوَاتِ، وَكُلُّهَا عَشْرٌ وَأَخَوَاتُهَا فِي لُزُومِ
الْفَتْحِ، وَكَقَبْلٍ وَبَعْدَ وَأَخَوَاتُهَا فِي لُزُومِ الْفَتْحِ، إِذَا خِفَتْ التَّنْصِيفُ
الْيَهُ، وَنَوِي مَعْقُوفٌ وَكَمَنْ وَكَمْ هِيَ لُزُومِ السُّكُونِ، وَهُوَ أَصْلُ الْيَعْلُو.

توضیح - اور وہ (اسم کی) ہوا تئیں ہیں، عرب، اور وہ ہے جس کا آخر بابتا رہا ہے

ان اول کی وجہ سے جو اس پر داخل ہونے والے ہیں، جیسے زید، غور (دوسری قسم) اسی ہے اور وہ اس کے یہ خلاف ہوتا ہے ہولاء، کسر کے لازم ہونے میں، اور اسی طرح جدام اور انس غار میں کی حالت میں، اور جیسے لحد غشور اس کے اخوات فتح کے لازم ہونے میں، اور جیسے قبیل اور نفقہ اور ان دونوں کی اخوات کسر کے لازم ہونے میں۔ جب متضاد ہیہ حذف کر دیا جائے اور اس کے سنی کی

نہت کی جائے۔ اور اسی طرح من اور کم ٹکون و ملازم ہوتے ہیں اور یہی نظام کی اصل ہے۔

وضاحت :- جب صاحب قطر لادی اس کی طرف لو اس کی طاقتیں بیان کرنے سے قاصر ہو گئے تو اب یہاں سے اس کی تفسیر چنانچہ فرما رہے ہیں چنانچہ فرمایا اس کی وہ تہمتیں ہیں جو عرب اور حتیٰ

سوال: لیکن یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ صاحب کتاب نے عرب کو جی پر کیوں مقدم فرمایا؟
جواب: چونکہ عرب اصل ہے اور غی فرار، اصل فرار پر مقدم ہوتی ہے، اس وجہ سے عرب کو
تہیہ مقدم فرمایا۔

اسکے مغرب کی تعریف :- اسے مغرب مہیا اسم ہے جس کا آخر حال کے اختلاف سے بدل
ہوتا ہے۔ (باتفاقاً آخر مغرب مہیا اسم ہے کہ اس کا آخر بدل جائے اس سبب سے کہ اس پر وائل آج
سے حال میں ہے) (جیسے جلتی زینہ، زینت، مروث، ہزینہ، نزل میں جاتا، سی، حالی میں
وایت، اور اللہ میں حرف جر ہا مال ہے جس کی وجہ سے جلتی کا آخر بدل گیا جس وقت اور کرد کے ساتھ
حوالہ۔ یہاں ایک غور و تامل یہ ہے کہ اگر اسم کے آخر کے علاوہ دوسرے حرف کے عرب
میں تہ غلیظہ اور (غلو تہ غلیظہ) وسط میں ہو (بتقدمہ) میں اور یہ تہ غلیظہ کسی مال کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ
یوں ہی ہو ماسی مرتد و ماسی جن کے خبر میں غیر متبدل ہو، لیکن وہ مال کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ خبر مال کی
وجہ سے متبدل کیا گیا ہے اسے مغرب کہہ سکتے ہیں۔

جواب: ۱۹۱۱ء جن کے آخری تیرہ سال نہ ہو گئے اور اواسط حرف میں نیکو ہو تو اسے
مغرب نہیں کہہ سکتے۔ جسے فلسفہ آپ اس کی تفسیر لائیں، فلسفہ، اور فلسفہ کی تمام سائنس لائیں
الفلسفہ و فلوں تو یہ مغرب نہیں ہو سکتے، کیوں کہ مغرب کی جو شرط ہے وہ یہاں مفقود ہے۔

ایسی طرح وہاں اس شخص کے اخیر میں تیرہ تھیں لیکن وہاں کی وجہ سے وہ، بلکہ غیر مال کی وجہ سے
 ہوا تو ابھی صوبہ نہیں ہو سکتے تھے جلسہ حیدر جلسہ زینب میں حیدر کو آخر کے ساتھ اور
 حیدر کو آخر کے ساتھ اور حیدر کو آخر کے ساتھ ہے کہ یہ تین صورتیں کسی حال کی وجہ سے
 نہیں ہیں بلکہ اس کا صوبہ نہیں کیا جا سکتا۔

مئی کی تحریف۔ - جی دوا ہے جو ہمیشہ کسی بھی ایک عذاب پر رہے، احوال کے بدلنے سے اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوجے ہوگا۔

جنتی کے اقسام - جنتی کی چار قسمیں ہیں (۱) جنتی ہل انگر (۲) جنتی ہل پنج (۳) جنتی ہل انجم (۴) جنتی ہل اسکون۔

منی علی انگریز کی تقریف:۔ اس سے مراد ماہم حق ہے جسکا آخری حرب ہر مال میں کھو جاتا ہے۔

جی ملی لکری کسمیں۔ جی ملی لکری دو قسمیں ہیں (۱) قسم متعلق علیہ (۲) قسم تعریفی۔
 (۱) قسم متعلق طبیعت اور ذات جی ہے جس کا اثر تمام حالتوں میں کسم اور اس کے کسم ہونے
 پر کسی کا تعلق ہو جیسے ہو وقتاً بہ وقتاً بل کر ہر سہ سے جی ملی لکری جتنے ہیں کسی کس میں اختلاف نہیں ہے۔
 (۲) قسم تعریفی سے مراد وہ جی ہے جس کے اثر کا کسم ہونے میں اختلاف ہو اور وہ قطام
 اور قطام ہے اور ان دونوں کے اثر جو محال کے طور پر آنے والے ہوں مطلق موقوفہ میں سے ہوں
 طرح گفتہ کسم "جب آپ وہاں ہوں تو لکری بخار کے کسم سے پہلے گزر چکا۔"

باب حذام میں اختلاف۔ - قطام حذام اور قطام کو جی ملی لکری چھابے یا حالت ریش
 میں خمر کے ساتھ اور حالت نصب اور جرجی خ کے ساتھ؟ تو اس بار سے میں اہل ہجاز اور خویم کے
 درمیان اختلاف ہے۔ اہل ہجاز حذام اور قطام کو قطام جی ملی لکری چھابے میں جیسے جلتا تھی
 حذام، وراثت حذام، و موقوفہ حذام۔
 نیز اختلاف کے طور پر شاعر کا قول بھی کیا ہے۔

ملولاً الفرجات من القلیلی لما توفى فقط لیلین قطام
 انا قلت حذام فصل فزنا فلان القوی ما قلت حذام
 (ترجمہ اگر راستہ کی پھر میں دو عورت تھانوی رہی تھی خیر سو مانگھوڑا۔ جب حذام
 کوئی بات کہتا ہے اس کی تصدیق نہ کر، کہیں کہیں بات نہ دیتی ہے جو حذام نے کی۔)

شاعر کا کام:-۔ جن دونوں اشعار کے کہنے والے کے ساتھ میں اختلاف ہے، ایک قول کے
 اشعار سے یہ دونوں اشعار لہجہ میں غارتی کے ہیں جو زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے ایک جتنے
 مذکور ہے اور دوسرے قول کے اشعار سے یہ نظم میں محب اور عزیز اور محب کے اشعار ہیں۔ اور یہی
 زیادہ درست ہے جیسا کہ پہلے لکھی تھی شرح فہرست لکری "المراسل" کے حوالے سے مرقوم ہے۔
 حذام یہ شاعر کی لکری کا کام ہے جس کی شان میں یا اشعار کہے گئے ہیں۔

اس شعر میں گل احشام و قطام حذام ہے، مذکورہ اشعار میں شاعر نے قطام حذام کو یاد کر لیا ہے
 اور دونوں ہر کسم میں یاد کر لیا ہے، حالانکہ قطام اصل کا کمال ہے اور اصل عرفی ہے اور جو کہ قطام
 حذام کسم کو کر لیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قطام حذام جی ملی لکری ہے اور یہ ہجاز میں ہی تھی۔
 لکری جماعت خویم کی ہے کہ قطام حذام کو جی ملی لکری چھابے یا نہیں؟ تو خود خویم میں
 لاگروہ ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کو ہر حال میں سرب ہی چھابے یا نہیں؟ تو خود خویم میں
 ساتھ اور حالت نصب اور جرجی خ کے ساتھ، جیسے جلتا تھی حذام، وراثت حذام، و موقوفہ

پختا۔ اور خویم کے اکثر لوگوں کا کہنا ہے کہ جو اسم فاعل کے وزن پر آئے اس میں ذرا تفصیل ہے کہ وہ اسم جس کے اخیر میں راہ ہو تو جلی اہل کسر پر آ جائے گا جیسے وہار (ایک قبیلہ کا نام ہے) اس کے اخیر میں راہ ہے اسی طرح خصلو (ساتھ کا نام ہے) اس کے اخیر میں بھی راہ ہے اور منتلو (ایک چشم کا نام ہے) اس کے اخیر میں بھی راہ ہے، پہلے یہ تین جگہیں تینوں حالتوں میں جلی اہل کسر پر آ جائے گی جس طرح اہل جاز کے نزدیک چمگی جاتی ہیں۔

اور وہ اسم تو ہی جو فاعل کے وزن پر ہو اور اس کے اخیر میں راہ نہ ہو تو اس کو غیر صرف عرب پر آ جائے گا جیسے خدام اور قطلم یعنی حالت رفع میں خبر کے ساتھ اور حالت نصب اور جر میں آخر کے ساتھ، جملہ تہی خدام، وایت خدام، قزاق خدام۔
لفظ انص میں اختلاف - لفظ انص (جسے قرآن نے اس دن کو حیرت آج کے دن سے پہلے ہے) میں اہل عرب کی تہی نہیں ہیں۔

مکمل الفت:- اہل عہد کی ہے کہ ہر حال میں لفظ انص جلی اہل کسر ہوگا۔
جیسے مضی انس، (گدھن گل گدھن) واعتكفت انس (گدھن گل میں نے اظلال کیا) وملتوا بقضاہ انس۔ (اور گدھن گل میں نے اس لکھن دیکھا) تینوں حالتوں میں کسر کیا تھا ہے۔
اہل جاز نے استفعال میں شاعر کا قول بھی نہیں کیا ہے۔

منع لہقلہ ثقُلُہ الشمس وطلوعُہا من حیث لا تُنصی
وطلوعُہا خسرہ ضلیہ وغروبُہا صفراءُ ظُفُورِہ
لہیوم اظلم ما یجفیہ یہ
(تیسرے - سورج کی گردش اور اس کا اپنے مقام سے طلوع، جہاں اس کی شام نہیں ہوتی ہے
چندوں کے وہام کے لیے داغ ہو اور اس کا طلوع ہوا صاف سرخ روشنی کے ساتھ اور اس کا غروب ہوا
زرد روشنی کے ساتھ و ظفران کی طرح آج کا دن خود ان چیزوں سے بخوبی واقف ہے جن کو دور نے گاہ
اور گل کا دن اپنے واضح فعل کے ساتھ چلا گیا۔)

شاعر کا نام:- یا شاعر یا تو نبی بن آقرن نامی شاعر کے ہیں یا اسحق بن ابراہیم کے۔

(تیسرا مکمل لہدی تحقیق شرح قطر الفتی میں ۱۵)

ذکر وہا اشعار میں لفظ انس کو مضی فعل کا قائل ہونے کے باوجود جلی اہل کسر پر آ گیا ہے۔
شعریں میں گستاخانہ انس ہے جو مضی قائل ہونے کے باوجود کسر ہے پہلے یہ جلی اہل کسر ہوگا۔
دوسری الفت:- قبیلہ خویم کی ہے لیکن خویم میں دو جماعت ہے پورہن میں سے ہر ایک کی

دائے ایک دوسرے کے برخلاف ہے۔

قبیلہ بنو جمہ کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ لفظ انس کو ہر حال میں غیر صرف کا اعراب دیا جائے گا۔ یعنی حالت رفع میں صرف کے ساتھ اور حالت نصب و جر میں نحو کے ساتھ جیسے انسی (گندھک گند گیا) صفت کے ساتھ واعتقلک انسی (گندھک میں نے اٹھال کیا) اور ماو ایتنا منذ انسی (گندھک سے میں نے اس کو کھنکھایا) لڑکے کے ساتھ۔
اسی طرح شاعر کا قول۔

لذلا زلیت عجبا منذ انسا عجاظا وقل الشفلی خفنا
بقلن ما فی زخولن خفنا لاترن افلا لہن ہرنا

ولا لہن الخیز الانفا

(ترجمہ)۔ میں نے گندھک کی ایک عجیب چیز دیکھی یعنی چہل چکی پانچ حوریں۔ جو چکے چکے اپنے کپڑے کی چیزیں کھادی تھیں، اللہ ان کی کوئی ناز نہ پہنچے۔ اور انہوں نے نہ لے کر بدلت ہو کر۔ اپنا ناز دینی شاعر کے لفظ ہیں۔ (نکل جہی مراد)

ان اشعار میں گل و شہادہ منذ انسا ہے کہ انشا پر حرف جو مذ داخل ہونے کے ساتھ دکرہ کے بجائے لڑکے یا بچہ کی غیر صرف کا اعراب ہے۔

اور قبیلہ بنو جمہ کی دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ لفظ انس حالت رفع میں صرف کے ساتھ اور حالت نصب و جر میں تہاں لکھری صورت میں چہا جائے گا۔

قیسری الفت۔۔ قیسری الفت ماسد ہذا کے نزدیک بعض ہل عرب کی ہے، کہ بعض ہل عرب نے انس کو تہاں لایا چہا ہے اور اسد ہل میں شعر پیش کیا ہے۔ منذ انسا کہ انشا پر حرف جہاں ہونے کے باوجود دکرہ کے بجائے تہاں یا بچہ کی لکھی اس کے تہاں لایا ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن صاحب قطر الخند فرماتے ہیں کہ نام زہانی کو لفظ جہاں کی ہر دو یکھ لکھی گئی ہیں۔ حالانکہ دست اور اصل بات تو یہ ہے کہ لفظ انس معرب ہے اور غیر صرف کا اعراب اس پر آتا ہے۔ جہاں تک شعر منذ انسا کی بات ہے تو انسا شعر میں فعل ماضی ہے اور اس کا کامل شعر ہے لکھری جماعت میں ہے منذ انسی الفسہ

یعنی کی دوسری قسم یعنی تہاں لایا کی وضاحت:

اب عجاظ تہاں لکھری جماعت ہے لکھری اب تہاں کی دوسری قسم یعنی تہاں لایا کی

وضاحت ان میں کیجیے۔

مبنی علی التثنی کی تعریف:

مبنی علی التثنی اس قسم کی کہتے ہیں جس کا آخری حرف ہمیشہ مفتوح ہو جیسے اَخذَ عشر اور اس کی نظیریں مثلاً اَخذَ عشرة، اربعة عشرة وغیرہ۔

آپ کہہ سکتے ہیں جہے میں اَخذَ عشر ورجلاً، ورايتُ اَحدَ عشر رجلاً، ومروثُ بأَخذَ عشر رجلاً، تینوں حالتوں (یعنی حالت رفع، نصب اور جر) میں آخری حرف دونوں لگے کا مفتوح ہے اسی طرح اس کی نظیروں میں کہہ سکتے ہیں۔

سوال۔ لیکن یہاں ایک سوال یہ ہے کہ اَخذَ عشر کی نظیر یہ ہے کہ آپ نے کہا جس طرح اَخذَ عشر، مبنی علی التثنی ہے اسی طرح اس کی نظیریں بھی مثلاً اَخذَ عشرة، اربعة عشرة، خمسة عشرة، مبنی علی التثنی ہے لیکن اِثْنی عشر میں پہلا کلمہ عرب ہے اور یہ حالت رفع میں الف کے ساتھ اور حالت نصب اور جر میں وا کے ساتھ آتا ہے جیسے جہے میں اِثْنی عشر رجلاً، ورايتُ اِثْنی عشر رجلاً، ومروثُ بِلِثْنی عشر رجلاً؟ تو مبنی علی التثنی لکھ کر بتا دیتا ہے کہ صرف پہلے اور آخری لے اَخذَ عشر وَاِثْنی عشر اور اِثْنی عشر میں اِثْنی عشر کی حالت ہے کہ اگر کوئی دوسرا لفظ کہنا چاہے تو اَخذَ عشر کا اَخذَ عشر جواب: صرف روضہ اللطیف نے اپنے قول "ولمحوته" کے مطلق رکھنے سے اِثْنی عشر کو مستقل نہیں کیا، بلکہ اعادہ کر کر دیا ہے کیوں کہ آئندہ اسباق میں اِثْنی عشر اور اِثْنی عشر کی بحث باخبر ہانے کی جہاں اس کی مسلسل بحث ہوگی۔

مبنی علی التثنی کی تعریف کی وضاحت:

اب تک آپ مبنی علی التثنی کی بحث کا خلاصہ دیکھ چکے ہیں لیکن اب مبنی علی التثنی کی تعریف کی وضاحت ان میں کیجیے۔

مبنی علی التثنی کی تعریف:

مبنی علی التثنی وہ اسم مبنی ہے جس کا آخری حرف تینوں حالتوں میں مضموم ہو جیسے قَبِلَ اور وَطَلَ بشرطیکہ قَبِلَ اور وَطَلَ کا مضاف علیہ لفظوں میں مذکر نہ ہو، بلکہ پرشیدہ ہو اور اس کا مفعول مرد ہو گیا ہو۔ قَبِلَ اور وَطَلَ صرف مذکر ہی سے ہے اور اس کا مضاف علیہ مضاف مفعول ہے، اس وجہ سے اس کو مبنی علی التثنی ہی کہتے ہیں، اسی طرح قَبِلَ اور وَطَلَ کی نظیریں بھی مبنی علی التثنی ہوتی ہیں۔

قبل اور بعد کی چار صورتیں

اگر آپ کے اقہار سے قبل اور بعد کی چار صورتیں ہیں۔

پہلی حالت :- قبل اور بعد دونوں مضامین ہوں گے۔ ان دونوں مضامین کے درمیان میں
دونوں کثرت کی بناء پر نصب دیا جائے گا۔ یا صرف میں ہی وہ ہے جو پہلا ہے۔ یا صرف میں ہی
جھٹکے قبل زبید و بعدہ مثال مذکور میں قبل مضامین ۱۰ زوج مضامین ۱۱۔ اب اس میں بعد
مضامین اور ۱۲ ضمیر مضامین ۱۳۔ لہذا ان دونوں کثرت میں نظر ایتنی ظاہر ہے۔

دوئم ہن کی مثال جھٹکے میں قبلہ میں بعدہ مثال مذکور میں قبل مضامین ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔
مضامین ۱۳۔ اب اس میں بعد مضامین اور ۱۴ ضمیر مضامین ۱۵۔ یہ ہیں۔ اب اس میں بعد مضامین ۱۶۔
گیا ہے۔ اس میں پہلی مثال کا قول کذبت قبلہم قوم (پہلا ہے۔ یہ ان سے پہلے ہوں گے)
قوم۔ (پارہ ۱۲۱، سورۃ آیت ۱۱) اور قبلی حبیث بعد اللہ و آیتہ یوموں (۱۲) ان بات و اس
اور اس کی باتوں کو چھوڑ کر مانگیں گے۔ (پارہ ۱۲۵، سورۃ النبیۃ آیت ۶) ان دونوں میں کثرت کی بناء
پر قبل اور بعد کو نصب دیا گیا ہے۔ لہذا وہ مثال کا قول۔ اللہ بأنہم مہم الدین میں
قبلہم (کیا کچھ نہیں ان کو بہن لوگوں کی زبان سے پہلے تھے۔ سورۃ احزاب۔ ۱۰۰، آیت ۱۱) میں
بقدر ما اظلمت القلوب الاولی (پہلے میں کے کہ ہم مارت رہے تھیں ہماتوں و۔ پارہ ۱۲۵، سورۃ
قصص آیت ۳۳) ان دونوں میں قبل اور بعد کو صرف میں ہی وہ ہے جو پہلا ہے۔

دوسری حالت :- قبل اور بعد کا مضامین الیہ مضاف ہوں گے۔ مضامین الیہ مضاف کے لئے
موجود ہونے کی نیت کی گئی ہو۔ ان دونوں کو نہ کہہ اور آپ دیا جائے گا۔ یعنی کثرت کی بناء پر نصب اور
میں کی وجہ سے کسر دیا جائے گا۔ اور اضافت کی نیت کی وجہ سے تین نہیں آتے کی بناء پر مضامین
تین نہیں آتی ہے۔ جیسا کہ شاعر نے اپنے شعر میں لکھا کہ کر کیا ہے۔

وہن قبل ملدی کل مولی قرابۃ
فما عطفت مولی علیہ العولطف
(ترجمہ) اور اس سے پہلے ہر ایک رشتہ دار نے اپنے رشتہ دار کو پکھڑا دیا۔ پس نہیں میرانی کی اس پر
میرانی کرنے والوں نے۔ اس شعر کا کمال کون ہے۔ یہاں کمال کے ہر دو پہلے نہیں لگے۔
شاعر نے قبل مضامین کو کر کیا ہے اور اس کا اضافہ لکھا کہ لکھا ہے جو کہ مضاف ہے۔ لیکن

لکھا اس کے موجود ہونے کی نیت کی بناء پر مضاف ہوں گے۔

وہن قبل ذلک کل مولی قرابۃ
فما عطفت مولی علیہ العولطف

اسی طرح شعر مذکور میں تقد قبل تسمو ہے مگر حرف چر کی وجہ سے لیکن اس پر غزین نہیں آئے گی اضافت کی نسبت کی وجہ سے جیسا کہ ماسمجھ دی ہو مگر اصل نے کیلہ الامز میں قبل و میں بعد میں جن کی وجہ سے تسمو پڑھا ہے اور اضافت کی وجہ سے غزین سے اسرار کیا ہے اصل عبارت اس ہوگی۔ "من قبل العلاب و میں بعد"

تیسری حالت - قبل اور بعد کی تیسری حالت یہ ہے کہ قبل اور بعد اضافت سے خالی ہو لفظی طور پر اور مضامین ایک ہی نیت اور ارادہ نہ کیا ہو (یعنی قطعاً نسبت اضافی سے خالی ہو) اس حالت میں بھی ان دونوں ظرفیت کی بناء پر نصب اور میں کی وجہ سے جروا پڑ جائے گا، لیکن اس وقت ان دونوں پر غزین آئے گی، لیکن کہ اضافت نہ لفظ ہے اور نہ معنی، بلکہ معنیاً معینا ہے، اور جب یہ مضامین سے خالی ہیں تو اس بات کے حکم میں داخل ہوں گے اور اساتے مگر اس پر غزین آئی سے لہذا ان دونوں پر بھی غزین آئے گی، جیسے حلقہ قبل و بعد اس مثال میں قطعاً اور بعد ان دونوں اضافت سے خالی ہیں، لیکن ظرفیت کی بناء پر منصوب ہیں اور اضافت سے خالی ہونے کی بناء پر غزین آئی ہے۔ اور من قبل و میں بعد میں جن کی وجہ سے جروا پڑا ہے اور اضافت سے خالی ہونے کی وجہ سے غزین آئی ہے۔ اس کو شاعر کے قول سے ہم تفصیل سمجھ لیجئے۔

شاعر کا قول - مسامحی القلوب و کنت قبلًا لکذا أعص بسلام القرات
(ترجمہ میرے لیے عطا آسان ہو گیا، حالانکہ پہلے مجھے تنہی پائی سے بھی پسماندگ پایا کرتا تھا۔)
ایک قول کے اعتبار سے یہ شعر مبداء لہی عرب کا ہے، لیکن اسے قول یہ ہے کہ یہ پڑچین صنف کا شعر ہے۔ (یعنی ابتدائی صنف)

شعر میں کل اصطلاح قبلًا ہے، جس کو شاعر نے اضافت سے خالی کر کے ذکر کیا ہے اور اس شعر کے حکم میں ہونے کی وجہ سے غزین آئی ہے اور ظرفیت کی وجہ سے اعراب نصب آئے ہیں اور بعض لوگوں نے عربی چر کی وجہ سے اس کا ذکر اور غزین کی تسمو پڑھا ہے۔ جیسے لہو الامز میں قبل و میں بعد چوتھی حالت قبل اور بعد کی چوتھی حالت یہ ہے کہ دونوں مضامین اس اور میں دونوں کا مضامین الیہ مضاف ہوں اور مضامین الیہ مضاف کے معنی کی نیت کر لی گئی ہو (یعنی قطعاً مضاف اور مضاف متعلق ہو) اس وقت یہ دونوں کے دونوں متعلق الیہ انضم ہوں گے، جیسے قرآن مجید کی قرات لہو الامز میں قبل و میں بعد قرآن مجید نے میں قبل اور میں بعد میں قبل اور بعد کو مضاف پڑھا ہے اور اس کے مضامین الیہ مضاف کے قطعاً مضاف اور متعلق مروجہ ماسمجھ اسی ہے اس کو متعلق الیہ مضاف پڑھا ہے۔

الکمال۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فعل ماضی کو متنی برقوق ہونے کی یہ شرطیں کدو خمیر مرفوع
محرک اور اوج سے نکالی ہو گیا کیوں؟

جواب: چونکہ فعل ماضی مرفوع محرک کے ساتھ متکسر ہونے کے وقت حتی برکون ہوتا
ہے اس لیے کہ خمیر ماضی مرفوع فعل ہے، اگر تخریص کو ماضی نہ کیا جائے تو اس میں جو کدو واحد کے
درجہ میں ہے تو اسی اربع حرکات لازمت ہونے کی اور وہ ناجائز ہے اسی طرح فعل کے ساتھ جب اوج
ہو تو مناسبہ و اوی رہے وہ متکالی الهم ہو گا جسے معصوم اور غیرہ۔

فعل ماضی کا اعراب

فعل ماضی پر تینوں اعراب آتے ہیں جیسے کہ متعجب بالانہ کدو ہوا یعنی ماضی کو متنی برقوق ہوتا ہے
جیسے فاضت، فاضت، فاضت وغیرہ۔ ماضی ماضی ہوتا ہے۔ جب کس کے آخر میں اوج ہیں ماضی سکون ہوتا ہے
جیسے فاضت، فاضت، فاضت وغیرہ۔

نظم، بلفظ غرضی، ایس کی وضاحت

یہ چاروں غرضی مختلف ہیں۔ بعض لوگوں نے اسم پر حاء ہے اور بعض لوگوں نے حرف، اور بعض
لوگوں نے فعل ماضی پر حاء ہے اس لیے ان چاروں کو تلفظ غیر فعال ماضیہ کہا جاتا ہے۔ اختلاف اعراب
کے ساتھ ساتھ تحقیق سند جدید مل کر رہی گئی ہے۔

ہم اور بعض - نام از ادوار ان کے ہم ادوار میں سے کوئیوں کی ایک عبارت کا کہنا ہے کہ
یہ دونوں اسم ہیں۔ اور ان کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں پر حرف جود اعلیٰ ہوتا ہے اور حرف جود کا اعلیٰ ہونا
اس کے خواص میں سے ہے۔ معلوم ہوا کہ ہم اور بعض دونوں اسم ہیں۔ جیسے وفد فاضل بیعتہ۔
والله ما ہی بہم المولد (اسے تحقیق کر لائی کی تحفہ لڑی سنائی گئی تو کہا کہ اسے کہلا کر لائی ہی بہتر ہے)
ہم بہم پر اعراب جود اعلیٰ ہے اس لیے وفد معاصر اعلیٰ معجزہ علی جملہ بطیہ الشیر
نعم الشیر علی بعض الفیض۔ (اسے تحقیق کدو ہنسہ وفاد کدو پر سوار ہو کر اعلیٰ محبوب کی طرف
چلا اور کہا بھول چلا کیا تھا، بہتر ہے کہ سادات پر سفر کرنے سے اس میں بس پر حرف جود اعلیٰ ہے۔
ایس، علمیات میں یہ حوالہ ہے کہ امام قاری کے نزدیک ایس حروف لئی ہے جو بار بار
کدو میں سے ہوا لیکن تفسیر کی گئی تھی اس لیے۔

امام قاری سے مراد عبدالرحمن بن عمر معروف پائان در ستوپ قاری ۸۴۱ھ ۱۴۳۷ھ مشہور تھا اس
سے ہیں اور اس کی کتاب "انوار شفاء" بہت عمدہ کتاب ہے ماضی ہوتی ہے۔

عنسی: کثافت کو فکا کہتا ہے کہ عسی حرف ترقی ہے جو کہ لغز کے درجہ میں ہے اور یہی نامی
اسرائیل کا لقب ہے۔

صحیح قول:

لیکن صحیح قول یہ ہے کہ یہ چاروں لگے افضل باقی میں سے ہیں۔ کیوں کہ یہ چاروں احوال نامہ
تائیدہ ساکنہ کو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں تائیدہ ساکنہ آتی ہے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول
من توضأ يوم الجمعة فبها وبعثت، ومن اغتسل فلفنسل افضل (میں نے جو غسل کے دن
خود کیا اس نے بھلا کام کیا اور جس نے غسل کیا اس نے افضلیت کا پایا۔)

اس مثال میں بعثت کے ساتھ تائیدہ ساکنہ کی ہوئی ہے اور یہ فعل باقی کی طاعت ہے۔
بغض کی مثال جیسے بغضت المرأة حنثاً العط (لڑکی نے عورت کی عورت بڑی محبت ہے)
اس میں بغض کے ساتھ تائیدہ ساکنہ کی ہوئی ہے اور یہ تائیدہ ساکنہ فعل باقی کے ساتھ آتی ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل باقی ہے۔

ابوس کی مثال: جیسے وابست هذا نفلانة (اور ہمہ کامیاب نہیں ہوئی) اس مثال میں
لبست کے ساتھ تائیدہ کی ہوئی ہے جو کہ فعل باقی کی طاعت ہے۔

عسی کی مثال جیسے عست هذا ان تزورنا (اگر وہاں کو امید ہے کہ وہ ہماری زیارت کرے
کی اس میں عسی کے ساتھ تائیدہ کی ہوئی ہے اور یہ فعل باقی کی طاعت ہے۔

وجوہ ترجیحات:

عسی: لبس، نظم اور بغض میں چراغہ لگا اختلاف ہے، اسے آپ نے ذہن کھول دیا،
اور صاحب کتب کے نزدیک جو پہلہ چھوٹا ہے، اسے بھی ملاحظہ فرمایا، لیکن ملاحظہ کرنے کے قول کا
جواب کیا ہوگا اور جو ترجیحات کیا ہیں اسے سمجھئے۔

گوئیوں کا یہ کہنا کہ معمر اور بغض ام ہے اس سے کہ ان دونوں پر حرف جزم باطل ہوتا ہے جو
صحیح نہیں، کیوں کہ جہاں حرف جزم باطل ہے وہاں موصوف و صفت کے حذف پر تاویل کی گئی ہے اور
صفت کے معمول کو موصوف کی جگہ میں قائم قرار دیا ہے۔ تھوڑی عبارت میں ہوئی نامہ مبالغہ
مقول فيه معم الولد ومع السیر علی علی معقول فيه بغض العیر اس حرف جرحیت
میں ام جزم باطل ہے جو کہ مبالغہ ہے اسی طرح شعر کے درجہ وضاحت ہو رہی ہے۔ شاعر کا قول

والله ما لبثي بدم صلاحية ولا نعطيت اللبني جارية

(ترجمہ) اھنکی اُنھنکی ہے پھری رات میں رات بھی مِس کے واسے میں۔ کیا جائے کہ اس رات کا صاحب ہو گیا اور نئی سے اس کا پہلا ملا جائیگا ہے۔ اس شعر کا چکل یا معلوم نہیں ہے۔

اس شعر میں کل بضم ہے، اس کی اصل عبارت واللہ ما جلیل مقول فیہ نام صاحبہ ہے۔

وَأَمَرَ وَيُعَرِّفُ بِدَلَالَتِهِ عَلَى الطَّلَبِ، مَعَ قَبُولِهِ بَيَانِ الْمُحَاطَبَةِ
وَبَيَانُهُ عَلَى السُّكُونِ كَالصَّوْبِ، إِلَّا الْفُعْلَ فَعَلَى حَذَفِ آخِرِهِ، كَمَا عُرِ
وَإِخْشَ، وَازِمٌ، وَسَحَرُ قَوْمًا، وَقَوْمُوا، وَقَوِصٌ، فَعَلَى حَذَفِ النُّونِ
وَوَقْفَةٍ (هَلَمْ) مِثْلُ لَقَا تَمِيمًا، وَ (هَلَا) وَ (تَفَلَّ) مِثْلُ الْأَصَمِ.

توضیح :- اور امر اور طلب پر دلالت کی وجہ سے چھٹا جاتا ہے۔ واحد مؤنث حاضر کی یاد کو قبول کرنے کے ساتھ، اور وہ جی رہا کہ ہے، جیسے بصوب، مگر حرف علت اس کے آخر سے حذف کرنے کی صورت میں نہیں جیسے اغز، اور اخض اور لرم۔ قوما اور قوموا، اور قوِص، نون کے حذف کرنے کے ساتھ اور اسی میں ختم ہے، جو ہم کی لغت میں۔ اور هَلَا اور هَلَمْ اور هَلَا کے مطابق۔

وضاحت :- اب تک مصنف طے کرتے فعل ماضی کی تعریف، علامت، علم اور تلفظ یہ افعال ماضی کے حقائق بحث کر رہے تھے، لیکن فراغت کے بعد اب یہاں سے فعل امر کی تعریف، علامت اور حقیقت نکالتا کو جان لے رہا ہے۔ یہ بات پہلے معلوم ہو چکی کہ فعل کی تین قسمیں ہیں، ماضی، امر اور مجہول۔

افعال: لیکن یہاں ایک افعال پر مبنی ہے کہ فعل امر کس فعل مضارع پر مبنی کیوں کیا جب کہ دیگر کو بھی نے مضارع کو امر پر مبنی کیا ہے یا نہیں؟

جواب: چون کہ فعل امر میں زمانہ حال پایا جاتا ہے، اور مضارع میں حال اور استقبال دونوں پائے جاتے ہیں، لہذا مصنف نے اس استقبال کا لحاظ کرتے ہوئے حال کے ہے امر کو مبنی کر دیا۔ کیوں کہ امر میں زمانہ حال پایا جاتا ہے۔

فعل امر کی تعریف:

امر وہ فعل ہے جس میں کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے جیسے افعل (اگر) بصوب (فعل) اور مجرد (فعل) اور مجرد

نون کے حذف پر مبنی ہوتا ہے، جب کہ مشی کا تلف قائم مقام ہونے والا ہو جیسے قوماء و اوائتہا
دیسے دلا ہو جیسے قوموا، یا مخاطبہ پر اور دے دلا ہو جیسے قومو۔

کلمات مختلف فیہ کی بحث:

وہنا حَلَمَ فِی لَفَا نَمُو نَمِیْعَ الْفِیْہِ یہاں سے دو کلمات ذکر کیے جا رہے ہیں جن میں
اختلاف ہے کرا ودا ام ہے یا فُل؟ اور یہ کُل نہیں کلمات ہیں۔ حَلَمَ، حَلَمَتْ اور تَعَلَّ۔

حَلَمَ کی تحقیق:

یام ہے یا فُل؟ اس سلسلے میں اہل عرب کی روایات ہے، ایک اہل مجاز اور دوسری جو ہمہ گیری
اہل مجاز کا کہنا ہے کہ حَلَمَ ام فُل ہے کیوں کہ اس میں فُل امر کی علامت نہیں پائی جاتی، فُل امر کی
علامت دو چیزوں کا مجموعہ ہے طلب امر کا معنی ملنا اور مخاطب کو قبول کرنا۔ اس میں صرف طلب فُل
معنی ہے لیکن مخاطب کو قبول کرنے کی ملاحضت نہیں، کیوں کہ یہ ایک ہی حالت میں برقرار رہتا ہے اس
کی گدائیں نہیں آتی ہے۔ جیسے حَلَمَ یا رَیْدَ، حَلَمَ یا وِیْدَانِ، حَلَمَ یا رَیْدُفُوفَ، حَلَمَ یا رَیْدَ۔ حَلَمَ
یَا جَنْدَانِ، حَلَمَ یا عِشْرَانِ یہاں واحد مشبہ جمع نہ کر اور سوٹ ہر ایک کی مثال پیش کی گئی ہے، مگر
تمام صورتوں میں حَلَمَ واحد کا صیغہ آیا ہے یا مخاطب کے یا فُل ہی قبول نہیں کیا ہے اور یا مخاطب کو قبول کرنا
فُل امر کی علامت ہے، جب یہ شرط مقفود ہو جاتی ہے تو یہ فُل امر نہ ہوگا۔

قرآن کریم کی آیت بھی اس پر شہادت دے رہی ہے جیسے ہر ی تَعَالٰی کَا تَوَلَّی وَ لَظَافِلَی
لَا حَوَانِہُمْ حَلَمَ الْبِنَا (اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس۔ پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب
آیت ۱۰) اور قُلْ حَلَمَ شَہِیْدَ اَوْ اَوْحَمَ (تو کہہ کہ لاؤ اپنے گواہ جو کوئی دیں۔ پارہ ۸ سورۃ الاحزاب
آیت ۱۱) دونوں آیتوں میں حَلَمَ کو جمع کے صیغہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، لیکن حَلَمَ واحد ہی ہے
یہ ظاہر یام ہے یا فُل نہیں۔

تو ہمہ گیری کا کہنا ہے کہ یہ فُل امر ہے، ام نہیں۔ اس لیے کہ اس میں فُل امر کی دونوں علامتیں پا
جاتی ہیں۔ طلب فُل کا معنی بھی لاو واحد سوٹ حاضر کی یا مکی، کیوں کہ اس میں اس کی ضمیر یا مذکر
لی جاتی ہے، جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے، چنانچہ ضم واحد کے لیے حَلَمَ، مشبہ کے لیے
حَلَمَ جمع کے لیے حَلَمُوا اور واحد سوٹ کے لیے حَلَمَ، حَلَمَ کہے۔ اس میں یا مخاطبہ امر ہے
یہاں یہ فُل امر ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری کی وہ حدیث جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض اوقات
میں ارشاد فرمایا حَلَمُوا الْکُتُبَ لَکُمْ کَتَابُہَا لَا تَقْرَؤُا بَعْدَہَا میں بھی حَلَمُوا جمع کا صیغہ ہے۔

آخر میں تون متوت داخل ہے چنانچہ پہلے ہے جو کہ عفا یعفو سے نکلتا ہے اور تون داخل فطر سے جو
مطلقات کی طرف ہو کر رہا ہے اور اس کا تون بفعول ہے۔ یہ بفعول اس بفعول کی طرف سے نکلتا
ہے جو آپ نے ذکر استعمال کرتے ہیں مثلاً القرحا بفعول۔ اس لیے کہ وہ شیخ نے ذکر کی ضمیر ہے جیسے
یعفون میں وہ شیخ نے ذکر کی ضمیر ہے۔ اور فعل کا وہ حذف کر دیا ہے اور تون علامت دے رہا ہے اور اس کا
وزن بفعول ہے۔ بعض لوگوں نے آلا ان بفعول کو آلا ان بفعول انون کے حذف کے ساتھ
چاہا ہے جیسے آلا ان بفعول اس کی قطعی بحث آئندہ آئے والی ہے مگر اس کا کام ہیجے۔

اور کسی فعل مضارع کا آخری حرف بقی الی اللہ ہو گا بشرطیکہ تون تاکید (نون ضمیر اور تون تخیل)
تلفظاً یا تکراراً فعل مضارع کے آخری حرف کے ساتھ متصل ہو جیسے کلا لبسوں میں کیوں کہ اس سے
فعل مضارع یسعد ان باب ہیں ۲۰ ہے دال آخری حرف ہے اور تون تاکید ہی کے ساتھ ملا ہوا ہے
لہذا جو شرط کی بنا پر یہ بقی الی اللہ چاہا گیا ہے۔

پہلے آر فعل مضارع کے آخری حرف اور تون تاکید کے درمیان میں کوئی حرف نہ داخل
ہو جائے تو منقوضہ شرط کی بنا پر وہ فعل مضارع بقی الی اللہ ہو گا۔ جیسے ہاری تعالیٰ کا قول ولا تقبل
مہینا لہدین لا یعفون۔ (اور مستحکم اور تون کی جڑ ہوا متف ہیں۔ پارہ ۱۲ سورہ بقرہ آیت ۹۹ اور
لنقبلن فی احوالکم۔ (اور شہدائی آزمائش ہو گی دلوں میں۔ پارہ ۱۲ سورہ آل عمران آیت ۱۸۶ اور
قلام نوبین من البشر احداً۔ (پھر اگر تو دیکھے کوئی آدمی۔ پارہ ۱۲ سورہ مريم آیت ۶۹) ان تین
آجمل میں شرط منقوضہ ہونے کی بنا پر فعل مضارع بقی الی اللہ نہیں ہو گا۔ کیوں کہ پہلی آیت میں فعل
مضارع کے آخری حرف میں اور تون تاکید کے درمیان تلف صہ داخل ہے۔ اور دوسری آیت میں وہ
صہ داخل ہے۔ اور تیسری آیت میں یہ صہ داخل ہے۔

اسی طرح آر فعل مضارع کے آخری حرف اور تون تاکید کے درمیان کوئی حرف نہ داخل
ہو جائے اس صورت میں بھی فعل مضارع کا آخری حرف بقی الی اللہ نہیں ہو گا۔ بلکہ وہ معرب ہو گا۔ جیسے پہلی
تعالیٰ کا قول ولا یضنک عن آتبات الفیہ۔ (اور نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں اللہ کے حکموں سے۔
سورہ قصص آیت ۷۷) میں لا یضنک اصل میں لا یضنک فاعل میں تو اہل ہوئی ہے۔
لہذا یہی حرف چاہا ہے اس نے آخر سے تون متوجہ کر دیا۔ باب لغاری میں تون متوجہ کر دیا ہے اور تون کے
درمیان پہلا حرف صہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ اور ضربی رکھا گیا تاکہ وہ اس کے حذف
ہونے پر دلالت کر سکے لا یضنک ہو گیا۔ اس میں آخری حرف دال اور تون تاکید کے درمیان تلف صہ
داخل ہے اور تون متوجہ کر دیا گیا۔ اس کی وجہ سے یہ بقی الی اللہ نہیں چاہا جائے گا۔ بلکہ معرب ہو گا۔

ويعبر فيما عدا ذلك فصل من اصل بناء على فصل من فاعلية وضميراته
الضائفة تليق به. حلالا كما تليق في اعرابها كتحقيق اولى جبر، اس وجع من ايات اصل
التي كره على جبر فصل مضار الم کے ساتھ بہت سی چیزوں میں مشابہت رکھتا ہے اس
وجہ سے نحوی مضرات اس کا عرب قرار دیتے ہیں لہذا اصل مضار کے ساتھ لون کا کبر قلیل اور خلیفہ اور
نہی فی مائتہ مثل مثل لہذا تو یہ عرب ہوگا۔

ولما الحرف. - فيعرف. بأن لا يقبل شيئاً من علامات الإسم.
واللؤلؤ. محو. هل. وهل؟ وليس منه ههنا، وإدما. بل ما المصدرة
لنا الزلطة في الإسم.

توجہ - ہر مہر مال حرفۂ قدوس کا چاہتا ہے کہ وہ ہم اور اس کی مخلوق میں سے کسی کو بھی کوئی ٹھیک کرنا چھوے۔ ہل اور اس میں سے بھاگ اور بھاگ نہیں ہیں، بلکہ ماہر، پاد اور نقاد اپنے ہی اس میں سے جس کے گناہ کے مطابق۔

وضاحت:- جب مصنف سید فضل کے تفصیلی بیان سے فارغ ہوئے تو آپ کے پاس سے لکھی تیسری رقم کو بیان کے دائرہ کا کیا چنانچہ حرف سے متعلق چند تحقیقی نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

حرف کی لغوی تعریف:

حرف کے لفظی معنی طرف اور کلام کے معنی کہیں کہا کلام میں حرف اور کلام میں کلام ہے۔
 ۱۱۔ مخصوص الفاظ سے مشعر اور مشاعر کے ساتھ لکھی جاتی ہیں۔

حرف کی علامت:

میں عرف۔ ہاں لا یقبل شہیداً الف یہاں سے مصحف طبرہ نے علامت حرف کو بیان کیا ہے حرف کی علامت یہ ہے کہ اس کا اعتبار یا قائل یا منقول یا مسموع نہ ہو سکی طبرہ اس کا تکرار بھی درست نہ ہو چوں کہ غیر مستقل یا معلوم نہ ہو یہ اور یہ ہر مسلم ہے کہ غیر خبر عنہ دونوں مستقل یا معلوم ہوتے ہیں جس کی بنا پر اصل یا خبر حرف نام نہ ہو یہ ثابت نہیں۔

حرف کی مدد سے یہ ہے کہ ہم کی جوتہ میں ہیں مثلاً تہ تر تہ، حرف جڑ کو میں وغیرہ کا دخل اور جو جس کی طائیں ہیں مثلاً دخول جہاز مقدمہ میں دوسرے وغیرہ ان میں ہے حرف کسی کو کی لہ لہ نہیں کرے۔ چون کہ حرف میں ان طائیں اور لہ لہ کا انکشاف نہیں ہے لہذا انھیں کا دخل بھی ان میں نہیں ہو سکتا۔

ہاں، ملے یہ دونوں حرف کی مثالیں ہیں جو طاعت اسم اور طاعت فعل و قطعاً فعل نہیں آتے۔
جب ان دونوں کا اسم اور فعل ہو، شکی ہو کیا تو اب یہاں یہ دونوں حرف ہوں گے۔

تخلف فیہ حرف کی تحقیق

ولیس معہما و ایسا ملج یہاں سے منصف ان چار ٹکروں کی تحقیق یاں فرما رہے ہیں
جن کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ اسم ہیں یا حرف؟ اور یہ کل چار کلمے ہیں۔ ایسا چھٹا، ما
سمہ یہ ہمارا لفظ اول۔

ایسا کی تحقیق۔ ایسا حرف ہے یا اسم؟ اس مسئلہ میں تجویزوں کی ایک بڑی جماعت کے
درمیان اختلاف ہے؟ امام سیبویہ ہمارے ان کے ہم آہنوں کا کہنا ہے کہ یہ حرف ہے جو کہ ان شرطیہ کے
درجہ میں ہے اور ان شرطیہ حرف ہوتا ہے لہذا ایسا بھی حرف ہو گا کیسے ایسا نقد نقد، ان نقد نقد
(اگر تو کفر اہل کفر میں بھی کفر اہل کفر) کے معنی میں ہے۔ اور امام بخاری، ابن سراج اور
قاری کا کہنا ہے کہ یہ حرف و اسمیہ میں سے ہے۔ اور طرف زبان اسم ہوتا ہے، لہذا یہ بھی اسم ہے۔
چنانچہ جب آپ "ایسا نقد نقد" کہیں گے تو اس کا معنی "نقد نقد" ہو گا (یعنی جس وقت کفر
کفر سے ہو گئے میں کفر اہل کفر)۔

اور ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ قطعاً کفر اہل کفر ہونے سے پہلے ما القوی کے معنی میں
ہو کر اسم تھا۔ اور جب ما القوی ہو گیا تو بھی وہ اسم ہی رہا ہمارے کیا تخیر و تبدل نہ ہو گا اس کی اصلیت پر اصل
ہے لہذا یہ بات ثابت ہو گی کہ یہ اسم ہے، حرف نہیں جیسا کہ سیبویہ ہمارے ان کے ہم آہنوں کا خیال ہے۔

شارح نے نام سیبویہ کی طرف سے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ماہر دکان کہتا کہ یہاں کوئی
تغیر و تبدل نہیں ہوا ہے یہ سب کچھ نہیں۔ کیوں کہ صورت مذکورہ میں یقیناً تغیر ہوا ہے جو اس کی اسکی یہ ہے
کہ "اذ" نامی کے لیے آتا ہے لیکن ما کے دخول کے بعد وہ مستقبل کے لیے ہو گیا۔ بعد از ما نہ نامی
سے زمانہ مستقبل کی طرف لگتا دیا گیا، لیکن قبول شارح اس جواب میں نظر ہے۔ اس لیے کہ اگر "اذ" کا
ایک زمانہ پر دلالت کرنے سے دوسرے زمانہ پر دلالت کرے کے لیے لگتا یہ اسم یا فعل کا، اپنی اصل نوع
سے لگتا نہیں کہا جاتا اس لیے کہ فعل نامی زمانہ نامی پر دلالت کرتا ہے اور جب اس پر ان شرطیہ داخل
ہو تو زمانہ مستقبل پر دلالت کرنے لگتا ہے اور فعل مطہر حال ہوا مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور جب اس
پر لغت نامی داخل ہو تو نامی پر دلالت کرتا ہے اس کے باوجود کسی عالم نحو نے ان دونوں فہموں میں سے کسی
کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ یہ نامی اصلیت سے خارج ہے۔

مہما کی تحقیق کتب مہما سے ہر ایک کی توجہ سے اس میں اختلاف ہے کہ یہ اسم ہے
یا حرف تو سمجھا کہ کتب سے کہ یہ اسم ہے اور اس کی دلیل یہ تھائی کہ اول مہما مہما سے آئے
اور اسے آئے نکاح میں و چونکہ اسے قیاسی ہے۔ چنانچہ اسے کہ ہے۔ مہماش ما اسم ہے اور
یہ کی حلقہ ضمیر ای اسم کی طرف لٹ رہی ہے مگر ضمیر بیش اسم کی طرف ہوتی ہے اس سے پتہ چلا کہ
مہما اسم ہے۔

لام نیکی اور اس میں ن کا کتب سے کہ یہ حرف ہے۔ ہوا ان پانچ شعر کے قول سے استدلال کیا
ہے۔ شاعر کا قول۔

وہما نکس عند اسوی ہن حلیقہ وان حلقھا معنی علی اللہ فی فعلہ
(ترجمہ) آوی میں آوی کی حالت ہو اور چاس کا حال ہو کہ وہ ہمیں دے تو کئی سے کئی معلوم
ہو رہی ہے۔ لہذا یہ اسم یا فعلی اسمی ہو رہی ہے۔

اس میں مگر اختلاف مہما نکس سے استدلال ہے کہ حلیقہ شکل کا اسم ہے اور
راہد ہے۔ اب جب فعل کا اسم حلیقہ سے ہوتا ہے تو فعل ضمیر سے نکلی ہو گیا۔ اور جب فعل ضمیر سے نکلی
ہوئی تو مگر مہما کا اولیٰ اسم عرب ہائی نہیں رہا اور اگلے اسم کے لائق ہی نہیں ہے۔ اور ان کا
عرب کا مگر ہوا چنانچہ متبتا ہوتا ہے لیکن متبتا ہوا بھی حلقہ ہے لیکن کہ وہ اس میں کوئی یہ حرف
نہیں ہے چنانچہ اس متبتا ہوا کے جو سے ہوتا ہے اور اسے متبتا ہوا ہوتا ہے اور ہوا کی ماہر اس کا متبتا ہوا
اگر خود ہوا اس سے جوت ہو گیا اس کا اولیٰ اسم عرب نہیں چنانچہ حرف ہوا متبتا ہو گیا۔

لیکن صاحب فقہ اللہ فی ولی اللہ فی تحقیق یہ ہے کہ نکس کا اسم پیشہ ہے اور میں حلیقہ
مہما کی ضمیر ہے جیسا کہ اس آیت میں مانی ضمیر کے ہے جس میں آیت ہے اور مہما متبتا ہے اور
معلوم ہے اور متبتا ہوتی کی ملاقات اس میں ہوتی ہے کہ حرف میں متبتا مہما اسم ہے۔

ما مصدر یعنی تحقیق ما مصدر یہ اسم ہے حرف آواز میں توجہ کا اختلاف ہے لیکن
انکس کی وضاحت سے نکس مصدر کی تریب کا ذکر نہیں۔

ما مصدر یہ کی تریب ما مصدر یہ دو ما سے جو اپنے ماہر والے لفظ کا مصدر کے ساتھ لائق
نہیں ہے وہی فعل کا قول و دو ماہر ہوتا ہے (ابن کوفی) ہے تم جس قدر تکلیف کر لو۔ اور وہ
سہ ماہی حرف (ماہر) اس میں ما مصدر یہ سے اپنے ماہر فعل عینم کا مصدر کے معنی میں کہ
و اما باطل عبارت ہوئی و ہو۔ عنکم ای مرن شاعر کا قول

ہر ما نعب للیلی وکلن فہلہن لا معنا

لفظ اللہ کی تائید کا احزاب میں لکھا ہے۔

(۱) لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔ لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔

(۲) لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔ لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔

(۳) لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔ لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔

(۴) لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔ لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔

(۵) لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔ لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔

(۶) لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔ لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔

(۷) لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔ لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔

(۸) لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔ لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔

(۹) لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔ لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔

(۱۰) لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔ لفظ اللہ کے لئے ۱۰۰ روپے دیئے گئے۔

و حقیق الخروف مبینہ

ترجمہ - اور تمام حرف تھی۔

وضاحت - جب صفحہ حرف کی طائیفہ ہر حرف پر کلمات کے جان سے فارغ ہوئے

تو کئے کئے حرف کی جان کو خرواں یا چنانچہ لفظ کے کئے کئے حرف کی جان کو خرواں یا چنانچہ لفظ کے کئے کئے

والکلام لفظ مفید

ترجمہ اور کلام مفید و مقصود بات کا نام ہے۔

وضاحت سب مصنف نے اس کے ایک موضوع کی تعریف، تشبیہ و بیان اقسام کی تعین کر دی تو ہمارا کہنا ہے کہ یہ موضوع کی تعین ہو چکا ہے۔ چوں کہ موضوع کو جب تک متعلقہ نہ کر لے اس وقت تک اس کے احوال کا نہیں سمجھ سکتے اس وجہ سے مصنف نے کہا "۱۵-۱۶"۔ چوں کہ یہ ایک مستقل موضوع ہے اس وجہ سے اس کو ایک مستقل فصل میں بیان کیا گیا ہے تاکہ اس کا مستقل موضوع ہو نہ معلوم ہو چکا ہے۔

کلام کی تعریف

کلام مفید و مقصود بات کو کہتے ہیں۔

لفظ کی وضاحت:

وہ آواز جو بعض حروف پر مشتمل ہو جو آواز جس کو ہوا کرنے میں طاقت صرف ہو اسے لفظ کہتے ہیں۔ ہاں کی مثال رحل اور حرف ہے۔ اور دوسرے کی مثال خمیر مشتر ہے۔ لہذا اور انھیں بھی مثالوں میں لفظ خمیر مشتر ہے۔

مفید کی وضاحت:

مفید وہ ایسا لفظ ہے جو اس کا مضمون ہوا کرے جس پر خاموشی درست ہو جیسے قلم زینہ یہ کلام ہے۔ اور میرا کلام ہے جس پر اکتفا کرنا درست ہے، نہ خلاف ذہن۔ علامہ ربیعہ، القیدی قلم انوار جیسے اقوال کے کہن میں سے کسی کو بھی مفید نہیں کہا جاسکتا ہے اس لیے کہ ان پر سکوت ہی ٹھیک ہے تو ان کو کلام بھی نہیں کہا جاسکتا۔

صاحب کتاب کی تحقیق یہ ہے کہ جب آپ زینہ قلم لکھیں تو یہ کلام نہیں ہوگا اس لیے کہ اس پر اکتفا کرنا ہیج ہے، لیکن یہ لفظ نہیں ہے، کیوں کہ اس کو ہوا کرنے میں زبان کی آواز کا کوئی دخل نہیں ہوا۔ اسی طرح جب آپ کسی کو قیام یا قصود کی طرف اشارہ کریں تو وہ اشارہ بھی کلام نہیں ہوگا، حالانکہ اس سے مخاطب کو پورا پورا فائدہ حاصل ہو رہا ہے، لیکن اس اشارہ سے بھی زبان کا کوئی دخل نہیں ہے لہذا یہ کلام نہیں کہیں ہے اس وجہ سے اس کو کلام نہیں کہا جاسکتا، ماحصل یہ نکلا کہ کتنے بزرگانِ حال کو مصنف نے کلام کہا ہے۔ قریم اشارہ کو کلام نہیں کہا ہے۔

واقلاً التجلابہ ہی اسمیں، کہ رُیْدُ فَنُیْمٌ اور جعل واسم کہ نام رُیْدٌ

ترجمہ - اور کلامِ انحرک ہوا تم سے کہہ دو انہوں سے مجھے وردِ قائمہ (ایک فصل ۱۱)

ایم ے ایے فلم ریڈ

وضاحت :- یکہ گری نسبت دوسرے گری سے اس طرح ہے کہ جس سے طلبہ توجہ حاصل کر

فائدہ حاصل ہونے والی اصلاحات میں روٹوں کے پائوٹھیکا ہوں جیسے روٹ فلام وائن میں ہے۔
ایک ٹھیکا ہوا روٹ ہوتا ہے۔ جیسے تصویر۔ گلاب کا ٹھیکا ہوتا ہے۔

ذکرہ بالا اجراءات میں مصنف علیٰ ارحم نے کام کے حركہ ہونے کی صورتوں کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کام کے حركہ ہونے کی چھ تھیں ہیں۔ (۱) پانچواں اسوں سے حركہ ہوگا (۲) ایک ام اور ایک فصل سے۔ (۳) پانچ فصلوں سے (۴) ایک فصل اور دو اسوں سے (۵) ایک فصل اور تین اسوں سے (۶) ایک فصل اور چار اسوں سے۔

کام دیکھوں سے مرکب میں کی جاوے اور جس میں (۱) مستراح ہے۔ جیسے ورقہ فلفلہ اس مثال میں رے مبتداء اور فلفلہ اس کی خبر ہے۔ (۲) مبتداء اور ایف ایسا قائل ہو جو خبر کے قائم مقام ہے۔ جیسے اقلیدہ الفریضان ؟ لبقوم الفریضان میں قائم مبتداء ہے اور الفریضان قائم کا قائل ہے جو کہ خبر کے قائم مقام ہے۔ اور مبتداء خبر سے کام مرکب ہے اور ایسا ہی کام مرکب ہوگا۔ (۳) ایک مبتداء ہو اور ہر اے ب قائل ہو کہ خبر کے قائم مقام ہے جیسے اصبغ وٹ الفریضان میں مصروف مبتداء ہے اور الفریضان ؟ ب قائل ہے جو کہ خبر کے قائم مقام سے لہذا یہ مرکب قائم ہے۔ (۴) دونوں میں کا ایک اسم فاعل ہو اور دوسرا اس کا قائل ہو جیسے ہبیلان العقیق۔ اس مثال میں ہبیلان اسم فاعل ہے اور دوسرا ہے کے متعلق میں ہے اور عقیق اس کا قائل ہے۔

فصل دوم ہے عرب ہونے کی دو صورتیں ہیں (۱) نام قابل کے فعل کا قائل بنے جیسے قادم
 وید (۲) نام کا سب قائل بنے قابل کے فعل کا وجہ ضرب وید

[illegible]

نیکی کا ایک فعل نور و حسن سے مرکب ہے جسے کلاس ریڈ قائل ہے۔

اعراب کی چاروں قسموں کا تقسیم ہونا

پھر مثال کے اعتبار سے اعراب کی یہ چاروں قسمیں عین بقسام میں تقسیم ہوتی ہیں۔
 پہلی قسم ایک قسم تو وہ ہے جس میں ساکنہ افعال مشترک ہیں۔ ورنہ اور نصب ہیں۔ ورنہ
 دونوں کے مشترک ہونے کی مثال۔ ورنہ بقوم سے کہ زید جہاد ہونے کی وجہ سے عرفہ ہے اور
 علامت دفع ہے۔ بقوم عرفہ ہے کہیں کہ فعل مضارع ہے جو نصب و جازم سے خالی ہے
 اس کی علامت دفع بھی ہے۔

نصب میں دونوں کے مشترک ہونے کی مثال۔ ان وبقا ان یقوم ہے کہ زید اسم ہے
 جو ان کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کی علامت نصب نون ہے۔ بقوم فعل مضارع ان کی وجہ
 سے منصوب ہے اور اس کی علامت نصب بھی نون ہے۔

دوسری قسم دوسری قسم یہ ہے جو اسماء کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے مروت بن جندبہ کہ وہ راہ
 کی وجہ سے مکرر ہے۔ اور علامت جر کہ وہ ہے۔

تیسری قسم تیسری قسم 7 مانی ہے جو افعال کے ساتھ خاص ہے جیسے لم یقم کہ یقم فعل
 مضارع لم کی وجہ سے مکرر ہے۔ علامت 7 حرکت کا حذف ہے۔

اعراب کی چاروں قسموں کی علامتیں

اعراب کی چاروں قسموں کی علامتیں ہیں۔ جنہیں کلی طور پر یہ قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
 (۱) علامات اصول (۲) علامات فرد۔

علامات اصول تو چار ہیں (۱) رفع کا اظہار مکرر کے ۱۔ یہ ہو (۲) نصب کا اظہار نون کے ۱۔ یہ ہو
 (۳) جر کا اظہار کمرہ کے ۱۔ یہ ہو (۴) مکرر جزم کا اظہار سکون بھی حرکت سے حذف کے ۱۔ یہ ہو۔
 نے ان تمام ہی وضاحت و رد ہوا مثالوں میں روشنی ہے۔

علامات فرد سات اعراب میں جمع ہے جن میں سے ۱۲ کے لیے پانچ اور افعال کے لیے
 ان کا تفصیلی بیان مختلف اعراب کی شکل میں آ رہا ہے۔

الأسماء الستة، وهي أبوة، وأخوة، وحنوها، وحنوة، وفوة،
 ونومال، فتعريف بالواو، ونصبت بالالف، ونحو بالياء۔

توجہ - مکرر اسماء سے ۱۲ اور وہ أبوة، أخوة، حنوها، حنوة، فوة اور نومال
 ہیں۔ مکرر اسماء ایسے جاتے ہیں وہ ان کے ساتھ اور نصب ایسے جاتے ہیں ان کے ساتھ اور جر وہ

جاتے ہیں یا نہ کے ساتھ۔

وضاحت اعراب کی طائعات میں اصل وہی ہے جس کا ہم نے اعراب کی بحث میں ذکر کیا مگر اس اصل سے سات باب خارج ہیں جن میں پہلا باب "اسمائے متعلقہ عقائد" ہے۔
دوا، انود، لعود، حنوعا، هنود، فود، اور یومالی ہے۔

اسمائے متعلقہ اعراب:

اسمائے متعلقہ حالت نقل میں ضرر کے بجائے واؤ کے ساتھ حالت نفس میں فقر کے بجائے الف کے ساتھ اور حالت دہی میں کسر کے بجائے یاؤ کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے جیسے حاء، یں، لہود، واحود، وحنوعا، وعود، وفود، و یومالی (حالت نقل میں ضرر کے بجائے واؤ کے ساتھ) رأیث املہ، ولحلف، وحملہ، وحلف، وعلف، وعلالہ (یہ تمام اسماء حالت نفس میں فقر کے بجائے الف کے ساتھ ہیں) امروت ملہ، واہیہ، وحبیبہ، وایو، وہی مقب (یہ تمام اسماء حالت جری میں کسر کے بجائے یاؤ کے ساتھ ہیں)

اسماء پر اعراب بالحرروف آنے کی شرطیں

اسمائے متعلقہ کاذبہ ہوا اعراب (یعنی حالت نقلی میں واؤ کے ساتھ حالت نفس میں الف کے ساتھ اور حالت جری میں یاؤ کے ساتھ) کے لیے تین شرطوں کا پابا ضروری ہے۔

پہلی شرط - یہ اسماء مفرد ہوں۔ جنبہ جمع نہ ہوں۔ اگر یہ اسماء جنبہ ہوں تو ان کا اعراب وہی ہوگا جو جنبہ ہوں ہے۔ یعنی حالت نقلی میں الف کے ساتھ اور حالت نفسی دہی میں یاؤ کے ساتھ۔
دوسری شرط - جیسے حذہ میں انوار، ولعود (حالت نقلی میں الف کے ساتھ ہے) رأیث املہ میں واحویں و مروت ملہ میں واحویں (حالت نفسی دہی میں یاؤ کے ساتھ ہے)

تیسری شرط - یہ اسماء جمع ہوں تو ان کا اعراب وہی ہوگا جو جمع کا ہوتا ہے۔ اگر وہ جمع - جمع کسر ہے تو حرکت اصل ہے۔ یعنی حالت نقلی میں ضرر کے ساتھ حالت نفسی فقر کے ساتھ اور حالت جری میں کسر کے ساتھ ہوگا۔ جیسے حذہ میں املہ (حالت نقلی کی مثال) و رأیث املہ (حالت نفس کی مثال) و مروت ملہ (حالت جری کی مثال ہے)۔
چوتھی شرط - یہ اسماء جمع ہوں تو ان کا اعراب وہی ہوگا جو جمع کا ہوتا ہے۔ اگر وہ جمع - جمع کسر ہے تو حرکت اصل ہے۔ یعنی حالت نقلی میں ضرر کے ساتھ حالت نفسی فقر کے ساتھ اور حالت جری میں کسر کے ساتھ ہوگا۔ جیسے حذہ میں املہ (حالت نقلی کی مثال) و رأیث املہ (حالت نفس کی مثال ہے)۔
پنجمی شرط - یہ اسماء جمع ہوں تو ان کا اعراب وہی ہوگا جو جمع کا ہوتا ہے۔ اگر وہ جمع - جمع کسر ہے تو حرکت اصل ہے۔ یعنی حالت نقلی میں ضرر کے ساتھ حالت نفسی فقر کے ساتھ اور حالت جری میں کسر کے ساتھ ہوگا۔ جیسے حذہ میں املہ (حالت نقلی کی مثال) و رأیث املہ (حالت نفس کی مثال ہے)۔
ششمی شرط - یہ اسماء جمع ہوں تو ان کا اعراب وہی ہوگا جو جمع کا ہوتا ہے۔ اگر وہ جمع - جمع کسر ہے تو حرکت اصل ہے۔ یعنی حالت نقلی میں ضرر کے ساتھ حالت نفسی فقر کے ساتھ اور حالت جری میں کسر کے ساتھ ہوگا۔ جیسے حذہ میں املہ (حالت نقلی کی مثال) و رأیث املہ (حالت نفس کی مثال ہے)۔

کا انحصار ہے عربی، ان میں اس کے جانے کا کام ہے کہ صنف واحد کے آخر میں حالت رگی میں
اللف بالمل مفتوح اور حالت صغریٰ میں بالمل مفتوح اور دونوں کے بعد لون کسور جو جانے سے پہلے
ہے، جیسے یے سے زیدان، اور زیدیں۔

تشبیہ کا اعراب:

اس باب کا اعراب حالت رفع میں لغز کے بجائے الف کے ساتھ۔ اور حالت جر و نصب میں
کسورہ لغز کے بجائے بالمل مفتوح، ابجد کسورہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے حاتس الزیدان۔ (حالت
رگی میں صر کے بجائے الف کے ساتھ ہے) وراثت الزیدیں، و مورث بالزیدیں (جر
حالت نصب و جری میں لغز کسورہ کے بجائے بالمل مفتوح اور لون کسورہ ہے۔)

کلا، وکلنا، اثنان واثنتان کی تحقیق:

جس طرح کا عرب میں تشبیہ کو نہ کسورہ والا اعراب دیا جاتا ہے، اسی طرح چار الفاظ اور ہیں جنہیں
بھی تشبیہ کا اعراب دیا جاتا ہے، ان میں سے دو الفاظ ایسے ہیں جن کو شرائط کے ساتھ یہ اعراب دیا جاتا
ہے اور دو الفاظ ایسے ہیں جن کو بغیر شرائط کے یہ اعراب دیا جاتا ہے۔

کلا وکلنا یہ دو الفاظ ہیں جنہیں ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی شرط پر تشبیہ کا اعراب دیا جاتا
ہے جیسے جا، می کلاخما وکلناخما (یہ دونوں حالت رفع میں ضم کے بجائے الف کے ساتھ ہیں)
وراثت کلہما وکلنہما، و مورث کلہما وکلنہما۔ (یہ دونوں حالت صغریٰ و جری میں لغز، کر
کے بجائے بالمل مفتوح ہیں)

اگر یہ دونوں اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو ہر حال میں یہ دونوں الف کے ساتھ ہیں گے
عصر و فنی کی طرح اسم متصور ہو کر، جیسے حلہ ہی کلا احویک، وراثت کلا احویک
و مورث بکلا احویک اسی طرح کلفنا کی مثل لے لے گئے۔

اثنان واثنتان یہ دو الفاظ ہیں جن پر بلا شرط تشبیہ کا اعراب داخل ہوتا ہے، چاہے یہ دونوں
مفرد ہوں جیسے حلہ ہی اثنان واثنتان، وراثت اثنین واثنتین، و مورث اثنین
واثنین یا یہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں جیسے اثنان یا یہ دونوں اسم ظاہر کی طرف مضاف
ہوں جیسے اثنان احویک یا یہ فقط عشر کے ساتھ مرکب ہوں جیسے حلہ ہی اثنان عشر، وراثت
اثنین عشر، و مورث اثنین عشر۔ (ہر حال میں حالت رفع میں الف کے ساتھ بلکہ حالت صغریٰ
جری میں بالمل مفتوح ہوگا۔)

جمع ذکر سالم کی تعریف

اس میں کچھ کو کہتے ہیں جس سے آخر میں وہاں نقل مضمون ہر عن متون ۱۰۰۔ یادہ والی کتب ہر
نوں متون ۱۰۰ کے ردیفوں ۱۰۰ دیں۔

جمع ذکر سالم کا اعراب

جمع ذکر سالم حالت اولیٰ میں وہاں کے ساتھ ۱۰۰ حالت مکی و حجازی میں وہاں کے ساتھ جیسے جلد میں
الزینوں (حالت اولیٰ کی مثال ہے) اور لبت الزینین و سورت مغزہ میں (حالت مکی
اولیٰ کی مثال ہے)

نوٹ - صفحہ ۳۰۰ ذکر کی قید کا کرنا صرف سے ذکر کیا ہے جیسے حدیث ۱۰۰ "سالم"
کی قید کا کرنا صرف سے ذکر کیا ہے جیسے حدیث ۱۰۰ "ربوہ"
جمع ذکر سالم سے ملحق کچھ الفاظ کا اعراب

جس طرح کہ عرب میں جمع ذکر سالم کو کہہ دیا اعراب دیا جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ الفاظ ہیں
(مثلاً) اولوا، عالموں اور حیدوں، مسوں ۱۰۰، عسکریوں وغیرہ) میں اعراب دیا جاتا
ہے۔ ان میں سے پہلا لفظ اولو ہے۔

اولو کی تفسیر یہ جمع نہیں بلکہ اسم جمع ہے اس کا کوئی واحد عقلی نہیں ہے لیکن اس کا واحد
معتدی یعنی "عوا" ہے۔

جمع سے مراد وہ اسم ہے جو جمع ناموں کو کہتا ہے اس کا کوئی واحد عقلی نہیں
اسم جمع سے مراد وہ اسم ہے جس میں جمع کا معنی ہو مگر اس کا واحد عقلی نہ ہو اس کا واحد معتدی ہو۔
جیسے حسدی کی مثال حسو۔ دراصل کی تفسیر

اولو کو وہی اعراب دیا جائے گا جو جمع ذکر سالم پر آتا ہے جیسے ہری تعالیٰ کا قول "ولا
یقل اولوا الفصل منکم والشفعة ان یؤثروا اولیٰ القربی" (اور جو لوگ قریب سے ہوں گی اور
وہعت اسے ہیں تا قریب کو دینے سے قسم نہ کھائیں۔ پارہ ۱۰۰ کو ۱۰۰) اس سے مل کر اعراب
اولو ہے۔ اور دوسرے قول یہ ہے کہ "اولو" بقیل کا قائل ہے، علامت رفع وہاں ہے۔ لیکن کہ
حالت رفع میں جمع ذکر سالم کہی جائے صرف کے اوپر وہاں ہے۔ اور "اولیٰ" جو ثبوت کا مفعول
ہے اس کی علامت نصب یا مے نہیں کہ جمع ذکر سالم کو حالت نصب میں تو کہے جائے یا حالت مفعول
۱۰۰ ہے۔ اسی طرح پہلی تعالیٰ کا قول "ان ہی ملک لیکری اولیٰ الاصل" (اے ملک اس میں

۱۔ اہل حیات نے جن مہرت ہے ۱۳۱۹ء میں ان کے ہاتھ لگے۔ اولیٰ تھا ۱۳۱۹ء
۲۔ کبھی اولیٰ احمد دینی خان سے ہر کی خدمت میں ہے۔

یہ نیک انسان ہے (یعنی نیک) ان کا دین اور ان کا عمل ایسا ہے جیسے جہ سے ہندو، وید اور
عشریں و صوفیہ عشریں۔ ان کے دین کے لیے ان کے اعمال کے لیے۔

[illegible]

دوسری آیت - من اوسطہ سائنس دانوں کا طبقہ (۱۰-۱۵) کہ ان کا علم نہ دیتے نہ چھپاتے۔
گھبراہٹوں کے بارے میں ۱۰-۱۵-۱۶ آیت ۱۷-۱۸ آیت میں ان کا طبقہ - تطنفونو لخص و غافل ہے۔ اس کی علامت نصب یا ہے، کیوں کہ جملہ کرامات و حالت نصب میں فتوے بجاے یا نہیں ہو رہے یا چاہتا ہے۔

فیروز آباد :- اعلیٰ عدالت نے کلکتہ کی طرف سے ہجرت
کیس کی حاکمیت چھوڑ دی۔

واہلوں کی تکفیل - اسی میں سے "واہلوں" ہے۔ یہ واہلوں کی جمع ہے (مطل سولہ درہم ہار ہار)۔
 ارصوں کی تکفیل - اگر ایسی الفاظ میں سے ارصوں یا ارادے سے یہ مراد ہے۔
 کی جمع تکفیر ہے کیوں کہ اس کا واو "ارص" سکون ارادہ آتا ہے۔ ارص مؤنث ہے واحد جمع
 لا ارص لثقلها (اور زمین اپنے بوجھ پر کمال چھپنے کی۔ پارہ ۳، صفحہ ۳۳) کی دلیل سے یہ صفت
 بوجھ پر غیر ماضی ہے، لیکن اس میں جمع نہ کر سالم کا اعراب آتا ہے کیوں کہ کادہ ہے "سالم" مغرب (مضی)
 اس کی جمع واوا نون کے ساتھ آتی ہے (و نہ نہ ماضی کی جمع سالم کے ضم میں آھا جاتا ہے۔ جیسے ہمدہ
 رخصوں وغیرہ۔ اور ضررہ، دابگی، راہ کو ساکن کر دیا جاتا ہے جیسے مد مٹ میں ہے۔ "ومن حصہ
 یقذف شہرہ بن ارجس طوقہ میں صبیح لڑھکیں یوم القیعة" (جس شخص نے ایمہ داشتہ
 میں نصب کر لیا، قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا حقوق کا کر اس کی گردن میں ڈالنا جائے گا) اس
 میں ارص سکون ہوا، مشتمل ہے۔

جنور کا تختہ - انہیں التھام میں سے بیٹھو ہے۔ بیٹھوں کی طرف بروہام جاتی

جیسے مسلحد اور مصلیح۔ یہ دونوں جمع ہیں اور جمع، اصل کی قرین ہے اور ان دونوں کے معنی جمع جنسی
الجمع ہیں ان کی سب جمع نہیں۔ مثلاً کسی اصول کا کل، مغالہ اور مغالیل کے معنی جمع ہیں۔ اے اے
کافے کہ یہ ان کی جمع نہیں۔ مگر ان کی جمع کے معنی دوسرے معنیوں کے بعد بطور جمع ان کے استعمال
ہیں، گویا جمع کی طرح ان میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ جمع کے کافر متعارف ہو جاتے ہیں اور مغالیل
دوسرے معنی کے معنیوں سے کہ ان کی جمع جمع بھی ہوتی ہے جیسے کلفہ کی جمع کلفہ اور جمع ان
کلفہ ہوتی ہے اور فلس کی جمع فلس اور جمع ان فلس ہوتی ہے۔ اسی طرح عرب کی جمع
عرب اور جمع ان عرب ہوتی ہے۔

جڑ جلی کی جڑ جلیس صحراء و حبلو کے اردن پر آنے والے صیف تانیہ کی ہیں اور ان
میں تانیہ تکریر کر کے جڑ تانیہ نام ہے۔ تانیہ اور تانیہ کو یہاں تانیہ کہتے ہیں۔ اس کے
معنی بھی غیر حصر ہے۔

اصل کلام یہ تھا کہ جڑ تانیہ ان کے معنی صحراء و حبلو کے معنی صحراء کے ساتھ
ہوں گے۔ غیر حصر ہونے کے لیے کوئی شرط نہیں ہے، بلکہ ان دونوں میں سے ہر ایک وجہ کے قائل
مقام کا ایک تانیہ اور دوسرا تانیہ۔ ان دونوں کی وجہ سے یہ دونوں غیر حصر ہوتے ہیں۔

غیر حصر کا پہلا حکم

غیر حصر کا پہلا حکم یہ ہے کہ صحف طبری میں جمع کے معنی صحراء و حبلو کے معنی صحراء کے ساتھ
ہوں گے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر جمع ہونے والی جمع ہر ایک جمع ہوتی ہے۔ جیسے
مروت، مغلطہ، مسلحد، مصلیح، صحراء، ان مثال میں تمام اسماء و حالات جرمیں جمع ہوتی
اعراب دیا گیا ہے جیسے کہ ان تمام اسماء کو مفعول ہونے کی صورت میں قوت دیا گیا ہے۔ جیسے روایت
مغلطہ، مسلحد، مصلیح، صحراء

قرآن کریم میں بھی غیر حصر قوالت جرمیں بچائے گئے۔ ان کے قوالت عرب دیا ہے جیسا کہ ہادی
تالی کا قول "و اوحیما الی امر لہد و اسعیل و اسعیل و یعقوب" (اور ہم نے امر لہد اور
اسعیل اور اسعیل اور یعقوب کے پاس دی بھیجی تھی۔ پھر سورۃ احزاب آیت ۱۳) میں لفظ امراہم،
اسعیل، اسعیل اور یعقوب حالت جرمیں جمع ہونے پر اعراب دیا گیا ہے، حالانکہ یہ سب ان کی حرف جرمی
تھیں مگر وہ ہیں۔

اسی طرح دوسری آیت میں بھی غیر حصر قوالت جرمیں جمع ہونے پر اعراب دیا گیا ہے جیسے

ہوتی تو اس کی مثال کا قول "تیسوں نے ما مشاء میں محلوہ و منقلب (وہ بات ان سے ہے اور
نہی نہ دیتے ہیں جو ان کو منظور ہے۔" کی جی تو نہیں دے سکتی۔ یہاں پہلے پہل سے پہلے پہل سے
اس کی مثال محلوہ و منقلب میں محلوہ و منقلب کی وجہ سے حالت ہر جگہ ہیں اس
کے ہر جگہ اس کی مثال ہے۔

غیر محلوہ کا دوسرا قسم

الامیہ ال سعودیہ بالافصل علیہ سے صحت سے غیر محلوہ کا دوسرا قسم ہے جو
نہی نہ دیتے ہیں اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
دوسری صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
اس کی مثال ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
اس کی مثال ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔

دوسری صورت کی مثال ہے کہ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
اس کی مثال ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
اس کی مثال ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔

نوٹ - جو الفاظ صحت کی وجہ سے جو محلوہ ہوتے ہیں ان کی مثال ہے کہ اس کی مثال ہے۔
محلوہ بن جائے گی۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
جیسے اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔

نوٹ - غیر محلوہ کا دوسرا قسم ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔

نوٹ - اس کی مثال ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔
اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔ اس کی صورت ہے کہ اس کی مثال ہے۔

شرعاً ثابت (۱) کیا ہے اور نہ۔ و اگر ان میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو تو ان کا نہ ہونا صحیح ہے۔

فہم میں خطاب ہے غیر حذف ہے لیکن الف لام کے دخول کی وجہ سے حالت جہ میں ام ابیہ پہلی حالت نہ رہا ہے بلکہ افعال سے کہنا شروع ہو گیا۔ بعد فقہ التنبیہام وقتہ زمانہ اور ان کی صورت میں کلام مخالف ہونے کی وجہ سے حیرت سے خارج ہو کر ہو جائے گا۔ جس کا ہونا اس میں صرف وزن عمل ہائی ہے گا۔ چہ و کیا میرے طرف میں ہو گا۔ اور چونکہ افعال سے کہ حیرت ہائی ہے اور الف لام (۲) نہ ہو لیکن محض طے فرمنا کا قول "بالا فصل" میں آیا افعال میں ہے لہذا محض کا قول بالا فصل شروع کرنے کی وجہ سے ہے۔

الباب السادس الأفعال الخمسة حكّم هذه الأفعال

والأمثلة الخمسة، وهي تفعّلون، وتفعّلون، يلبّون، والياء، والناء، فيهما، وتفعّلين، فترفع بثبوت اللّون، وتجرّم وتضمّن بحذفها محو
(ہاں لم تفعّلوا ولی تفعّلوا)

ترجمہ - اور پانچ مثالیں۔ اور وہ تفعّلون، وتفعّلون، یلبّون، والیاء، والناء، کے ساتھ۔ اور تفعّلین تو ان کو ان کے ذکر کے ساتھ رفع دیا گیا ہے۔ اور ان کے حذف کے ساتھ جزم و نصب دیا گیا ہے۔ جیسے ہاں لم تفعّلوا ولی تفعّلوا
وضاحت :- چنانچہ جو علامات اصول سے ملتی ہے وہ یہ پانچ مثالیں ہیں۔ تفعّلون، یلبّون، یلعبون، تفعّلون اور تفعّلین۔

الأمثلة الخمسة کی تعریف

ان سے مراد ہر وہ فعل مضارع ہے جس میں شیعہ الف لام نہ ہو۔ جیسے شیعہ نائب کی مثال یفعلون، اور شیعہ حاضر کی مثال یفعلون۔ ان دونوں مثالوں میں شیعہ الف فعل مضارع کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یا جمع کا ملا ہوا ہے جیسے جمع نائب کی مثال یفعلون۔ اور جمع حاضر کی مثال یفعلون۔ ان دونوں مثالوں میں جمع کا وہ فعل مضارع کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یا واحد مؤنث حاضر کی پابندی ہوگی جیسے یفعلین۔ ان مثالوں میں واحد مؤنث حاضر کی پابندی ہے۔

حکم۔ ان پانچ مثالوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو رفع، جزم کے بجائے ان کے ذکر کے ساتھ۔ اور نصب، جزم، تو ان کو ان کے بجائے ان کے حذف کے ساتھ دیا گیا ہے۔ جیسے انتم یفعلون رفع

کی مثال ہے۔ یہاں سب جازم سے خالی ہونے کی وجہ سے ماضی سے طاعت رفتا فون کا ترجمہ ہے۔ اور کہ تقوموا جازم، تقوم سے طاعت جزم و سون سے بجائے فون سے حذف کے ساتھ نہ ہوئے۔ اور کہ تقوموا سب و مشوب سے طاعت نصب، فون سے بجائے فون کے حذف سے ساتھ نہ ہوتا ہے۔

اسی طرح وہی فعل کا قول: فاعل نہ فعلوا، ولس فعلوا سے کہ نہ فعلوا جازم و جزم سے لا، لں فعلوا سب و مشوب سے۔ اور جزم و مشوب کی طاعت بجائے فون و سون سے فون کا حذف ہوتا ہے۔

الباب السابع: الفعل المضارع المفعول الآخر

والفعل المضارع المفعول الآخر، فيجزم بعد حذف آخره، نحو: لم يعز ولم يعش، و کہ یوم

ترجمہ - اور وہ فعل مضارع جس سے آخر میں حرف طبع ہوتا ہے اور جزم اس کے آخر (حرف طبع) کے حذف کی شکل میں دیا جاتا ہے۔ جیسے لم يعز، لم يعش، و کہ یوم۔
وضاحت - بیان ماضی و اب تک سے آخری باب سے جو طاعات اصول سے مشکی ہیں یعنی وہ فعل مضارع جس سے آخر میں حرف طبع آتا ہے، ان کو جیسے یعز و یعش اور یوم، قلم ان کا حکم ہے کہ اس کو حرکت کے حذف کے بجائے آخری حرف حذف کر کے ۲ دیا جاتا ہے۔ جیسے لم يعز، فعل مضارع جزم ہے اور طاعت ۲ کا حذف ہوتا ہے۔ و لم يعش فعل مضارع جزم ہے اور طاعت ۲ کا حذف ہوتا ہے، و لم یوم بھی فعل مضارع جزم ہے اور طاعت ۲ کا حذف ہوتا ہے۔

الفصل فی علامۃ الاغراب ظاہرۃ او مخفۃ

فصل تقدر جميع الحركات في نحو غلامی والغنی، ونسني الثاني مقصوراً، والصفة والكسرة في نحو الفاضی، ونسني مفوضاً، والصفة والفتحة في نحو یحیی، والصفة في نحو ینعو ویقسی، وتظهر الفتحة في نحو: ان الفلانی، ان یقسی، ولس یندعو۔

ترجمہ - فصل غلامی اور الغنی میں تمام حرکات ظہری ہوتی ہیں۔ اور نسني (الغنی) کا ۲م حضور نمایا ہے اور الفلانی میں تمام حرکات ظہری ہوتی ہیں۔

ہوتے ہیں۔ اس کا نام "تقدیری" رکھا جاتا ہے۔ اور بعضی میں "مردہ" فقرہ تقدیری ہوتے ہیں۔ اور بدغلو و بقیسی میں "مردہ" تقدیری ہے اور کئی اقلیسی، ان بقیسی، و ان بدغلو جیسے میں "مردہ" تقدیری ہے۔

وضاحت: - علامات اعراب کی وہ قسمیں ہیں جن میں اعراب ظاہری یا اعراب تقدیری، مذکورہ ہیں۔ ان اقسام جو علامات اصول سے متعلق ہیں، اعراب ظاہری کے اقسام تھے جن میں اعراب بھی "مردہ" بھی ہے۔ اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

اعراب تقدیری کی صورتیں:

اعراب تقدیری کی پانچ صورتیں ہیں (۱) کبھی اعراب کی تمام ہی حرکات مقدور ہوتی ہیں، جب کہ کلمہ کے آخر میں غلام لازم، چوں کہ یہ اعلیٰ حور پر کوئی حرکت قبول ہی نہیں کرتا، اسے اس تصور کیے ہیں جسے "لفظی" آپ کہیں گے۔ حلق لفظی، رابطہ لفظی، و مورد ث بلفظی، یہی مثال میں "مردہ" تقدیری، دوسری میں "مردہ" تقدیری، تیسری میں "مردہ" تقدیری ہے۔ اور اس کی وجہ ہے کہ کلمہ کے آخر میں "مردہ" ہوا، اس لیے جو اعلیٰ طور پر کسی حرکت قبول ہی نہیں کرتا، اس لیے اس حرکت کے سحرہ کرنے کی وجہ سے یہاں حرکات تقدیری ہوں گی۔

(۲) کبھی اعراب کی تمام حرکات مقدور ہوتی ہیں۔ مگر سے کسی حرف کے متصل ہونے کی وجہ سے جسے کسی اسم کی اضافت یا ظہری طرف ہونے کو یا ہر حال میں اپنے مائل سرور چاہتی ہے۔ لہذا یہاں نیز ان مائلوں میں اعراب تقدیری ہوگا۔ جیسے غلامی لعلی، لعلی، وغیرہ۔ ان مثالوں کو مائل یا "مردہ" تقدیری حرکاتوں کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے۔ کیوں کہ اسم کا آخر یا "مردہ" چھٹا ہے۔ مناسب حرکت سرور کے ساتھ مفعول ہونے کی وجہ سے "مردہ" اعراب کے ظاہر ہونے سے روک دے گی۔ اس لیے اس وقت اس سے پہلے اعراب حرکات کا آغاز ہوگا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ کلمہ "واحد، آن، واحد" میں وہ حرکات قبول نہیں کرتے، لہذا مناسب آپ "حلق غلامی" کہیں گے تو علامت مائل یا "مردہ" پر "مردہ" تقدیری ہوگا۔ اور "رابطہ غلامی" کہیں گے تو علامت نصب مائل یا "مردہ" تقدیری ہوگا، اور "مورد ث بلفظی" کہیں گے تو علامت جر مائل یا "مردہ" تقدیری ہوگا۔ کہ یہ موجود کر دے۔

(۳) جس اسم کے آخر میں یا مائل کلمہ اس میں "مردہ" کر دے کہ اعراب تقدیری ہے۔ ایسا کہ اسم محض کہتے ہیں۔ جیسے "فعلی" اور "نقلی"۔ لہذا جب آپ "حلق غلامی" و "فعلی" کہیں گے تو علامت مائل یا "مردہ" تقدیری ہوگا۔ "مورد ث بلفظی" و "نقلی" کہیں گے تو

علامت برائے مال یا نہ ہو، مگر اگر مال ہو، لیکن نہ لیتے فلسفہ و مذاہب میں علامت نصب مال و مال
نہ ہو، مگر اگر مال ہو۔

(۴) یہ فعل جس کا آخری حرف الف ہو (مثل الف) اس میں ضرر فخر تقدیر کی وجہ سے
تقدیر میں ہوتے ہیں، ان کو کہ الف پر حرکت محدود ہوتی ہے، اس فعل کا مثل الف کہتے ہیں، جیسے بعض
نہا جب آپ بعضی دینہ لکھیں گے تو علامت رفع الف پر ضرر تقدیر ہوگا۔ اور اس میں بعضی
ہمرو لکھیں گے تو علامت نصب الف پر ضرر تقدیر ہوگا۔ اور کم بعضی لکھیں گے تو اس پر جزم
نے کا حرف آخر الف کے حذف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۵) اگر فعل مضارع مثل وادی یا مثل بانی (یعنی لام مکمل و اکایا) ہے تو ضرر تقدیر ہوگا۔
مثل وادی جیسے یدفعو اور مثل بانی جیسے یربھی، ان دونوں میں اعراب ٹھیک ہونے کی وجہ سے
صرف ضرر تقدیر ہوگا ہے۔ آپ لکھیں یربہ یدفعو، اور یربہ یربھی، ان دونوں میں علامت رفع
ضرر تقدیر ہوگا اور دو حرکتیں ان میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک نصب فخر کے ساتھ اور یہ اس کے خفیف
ہونے کی وجہ سے ہے۔ نصب فخر کے ساتھ ظاہر ہوگا مثل بانی میں۔ خورہ اور ہوں و الحال۔ جیسے
ان فی الفلاس اس سے اس کے بارے میں نصب فخر کے ساتھ ظاہر ہے۔ ان بعضی فعل ہے اس کے بارے
میں نصب فخر کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن مثل وادی پر نصب فخر کے ساتھ ظاہر ہوگا فقط الحال میں اور
میں لکھیں۔ جیسے کہ یدفعو فعل سے ان کے بارے میں نصب فخر کے ساتھ ظاہر ہے۔

اسی طرح ہادی قتل کا قول تمحبوا داعی اللہ (یعنی طرف دعوت دینے والے کی پکار کا
قول کر) میں داعی اس سے مثل بانی ہے اس کے بارے میں دعوت دعوت نصب فخر کے ساتھ ظاہر
ہے اور اس میں یؤتیہ اللہ حیوۃ (اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو ثواب نہ دے گا۔ پارہ ۱۳، ذریعہ ۳) میں کن
یؤتیہ فعل ہے اور مثل بانی ہے اس کے بارے میں کن حرف ماضی کی وجہ سے نصب فخر کے ساتھ ظاہر
ہوا ہے اور اس میں مدعو من فوبہ القہا (اس میں کو چھوڑ کر کسی مجبور کی عبادت نہ کریں۔ پارہ ۱۴، ذریعہ ۳)
(۱۳) میں اس میں کن مدعو فعل ہے اور مثل وادی ہے اس کے بارے میں کن حرف ماضی کی وجہ سے نصب فخر
کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔

باب رفع الفعل المضارع

فصل۔ یرفع المضارع حالینا میں ملجب وجہا، نحو یقوم زینت

ترجمہ:- فعل مضارع کو رفع دیا جائے گا (حال) ماضی و ہجاز سے خالی ہونے کی

وجہ سے جیسے "بنوم ویدہ"۔

وضاحت:- تمام لغویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جب فعل مضارع کا مال نام سبب ہوا تو اسے
نالی اور حرف فاعل کے بعد یقون ویدہ اور یقونہ صرف ہوگا۔ لیکن فعل مضارع کا مال رت یا ہے تو اس
سلسلے میں اختلاف ہے۔ امام لغوی ادراک کے ہمو اس کا مذہب یہ ہے کہ فعل مضارع کا مال نام سبب
ہوا تو اسے خالی ہوگا اس کے بعد فتح ہونے کا مال ہے۔

امام کسائی کا مذہب ہے کہ فعل مضارع کا مال حرف مضارع ہے۔ اور حرف مضارع چار
ہیں نالہ، تہ، واہ، نون۔ جن کا مجموعہ "کتبوا" ہے۔

امام شیب کا مذہب یہ ہے کہ مضارع کا ام کے مشابہ ہوا فتح کا مال ہے جیسے "کتبوا" فعل میں
قام کے مشابہ ہوا ہے۔

نجات ہوا کہتے ہیں کہ فعل مضارع کا ام کی جگہ میں ہوا اس کے بعد فتح کا مال ہے یہی "زیدہ
یصربہ" میں کہ "زیدہ" صلیب کی جگہ میں ہے لہذا اس کو "ا" عرب دیا گیا جو اس میں اور اتوا ہے۔
لیکن جب اس پر "ا" لاء، "ا" نالہ، "ا" وائل ہو تو اس کا حرف ہوا فتح ہو جائے گا، کیوں کہ ان حرف
کے بعد امر واقع نہیں ہوتا بلکہ اب یہاں کی جگہ میں نہیں ہوگا۔

محققان مانتے ہیں کہ سب سے آسان اور درست قول یہ ہوا کہ فعل مضارع کا مال نام سبب
ہوا تو اس کے بعد فتح کا مال ہے۔ اور یہی اصل عرب کا یہی مشہور قول ہے۔ ہوا امام کسائی کا
مذہب کہ فعل مضارع کا مال حرف مضارع ہے۔ یہ درست نہیں، کیوں کہ فتح کا جرماسی میں فعل
نہیں کرتا ہے۔ چنانچہ حرف مضارع بھی مال نہیں ہو سکتا۔

اور امام شیب کا مذہب یہ ہے کہ فعل مضارع کا ام کے مشابہ ہوا فتح کا مال ہے۔ کیوں کہ
مطلوبہ میں حیثیت الجملة ام کے عرب کا خلاف کرتا ہے یہ بھی درست نہیں، کیوں کہ اس وقت عرب
کے نظام میں سے ہر ایک قسم ایک ایسے مال کا خارج ہوگا جو اس کا خلاف کرے۔ لہذا اس وقت فعل
مضارع کا مال حرف فاعل ہوا نہ ہوگا۔

اور ہر میں کا مذہب کہ مضارع کا ام کی جگہ میں ہوا اس کے بعد فتح کا مال ہے یہ بھی درست نہیں۔
کیوں کہ "خلا یقونہ" جیسی میں "خلا" صرف شخص کے بعد فعل واقع ہوا ہے۔ اور حرف شخص کے بعد
ام نہیں آتا ہے۔ کہ فعل مضارع کا ام کی جگہ میں ہوا اس کے بعد "خلا یقونہ" میں یقونہ کا ام کی
جگہ میں ہوا ہے۔ حالانکہ "خلا" کے بعد نہیں آتا ہے۔ لہذا یہاں لغویوں میں فعل مضارع کا ام کی جگہ میں ہوا
مذہب جس کا ام کی جگہ میں واقع ہوا درست نہیں تو اب اس کا مال فتح بھی ہونا درست نہیں۔

باب نواصب المضارع — الکلام علی "لن"

وینصفہ بلین: محذو کی مدوح۔

ترجمہ۔ ہر فعل مضارع نصب یا ہوتا ہے ان کی وجہ سے جسے لن مدوح۔

وضاحت۔ جب صفت فعل مضارع کے مال رفع کے جان سے فارغ ہوئے تو اس

مال نصب کو بیان کر شروع کیا۔ چنانچہ فرمایا کہ جب لن، کن، جن اور لن ان چاروں اصول
میں سے کوئی ایک فعل مضارع کے شروع میں آئے تو مضارع پر نصب آئے گا۔

● یہاں ایک طالب طاعت کا حال ہوتا ہے کہ جب فعل مضارع کو نصب دیکھنے والے مال چار
ہیں لن، کن، جن اور لن، تو ان میں کن کو بقیہ مال نصب پر مقدم ہوا۔ ان کو تو فرکیں کیا؟

● اس کا جواب یہ ہے کہ چون کہ لن مطلق نصب کے لیے آتا ہے برخلاف دوسرے مال نصب
کے کہ وہ مطلق نصب کے لیے نہیں آتے۔ ہاں یہ قاعدہ ہے کہ مطلق مقید پر مقدم ہوتا ہے، لہذا لن بھی
مقدم ہوگا۔ اسی بناء پر لن کو مقدم فرمایا۔ اور ان کو تو فرکیں لیے کیا ہیں کہ اس کی بحث طویل ہے، مگر
کے لیے مستقل وقت اور غنی الفاظ کن ہو، درکار ہے تاکہ ہند میں اہمیان سے جان کیا جائے۔

لن کی تحقیق:

کن: ہاں اتفاق فعل مضارع کوئی مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔ لیکن وہ ام کا قاضی کرتا ہے یا
نہیں؟ تو اس مسئلے میں اختلاف ہے۔ امام دہلوی کے نزدیک یہ ام کا قاضی کرتا ہے۔ اور جمہور کے
زویہ قاضی نہیں کرتا، اسی طرح یہ تاکید کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یا نہیں؟ تو جمہور کا کہنا ہے کہ یہ
تاکید کے لیے نہیں آتا، لیکن امام شافعی فرماتے ہیں کہ تاکید کے معنی پر دلالت کرتا ہے، لہذا اس
اختلاف کی بنیاد پر کن بقوم: جیسی مثال میں آپ تمک لا نقوم ابدًا کا معنی بھی مراد لے سکتے
ہیں اور تمک لا نقوم بعض اؤسمة المستقبل کا معنی بھی مراد لے سکتے ہیں، لہذا یہ "لا نقوم"
کی طرح ہو جائے گا تاکید کا مقدمہ نہ دینے میں۔

ایک اختلاف یہ بھی پڑا ہوتا ہے کہ کن دعاء کے لیے آتا ہے یا نہیں تو جمہور کا مذہب یہ ہے
کہ یہ دعاء کے لیے نہیں آتا، لیکن ابن السراج کا کہنا ہے کہ یہ دعاء کے لیے آتا ہے۔ اور استدلال میں
باری تعالیٰ کا قول: "قل رب ینزل نعمت علی من یشاء من لکون ظہیر النجرین" (ترجمہ کہنے
لگاتے ہیں میرے رب آپ اچھے کرنے والے ہیں) پر یہ کہم فرمایا، میں بھی اس پر گزرتی کہ تمہارا دعا دہکار نہ ہوں گا۔
اور اس پر اس شخص کا جواب بھی کیا ہے۔ وہ استدلال یہ ہے کہ اس میں لن دعاء کے لیے استعمال کیا

تو کہنے والے ایمان کے لیے آئے گا۔
 بیور فرماتے ہیں کہ اس سے استدلال کرنا درست نہیں، کیوں کہ یہاں میں لکھوں
 لا لکھوں کے معنی میں ہے۔ اور یہی محض پر محمول ہے اور اللہ تعالیٰ سے معاذ و نذر ہے کہ
 یہ امر ممکن نہ ہو کہ اس لفظ اور الفاظ کے جب جو لفظ انے اس پر کیا ہے لہذا یہی محض کے
 ہے معاذ کے لیے نہیں ہے۔

لام کی اصلیت:

میں نے حقیقت اور اصلیت کیا ہے؟ تو اس سلسلے میں اثر تحریر کا ہم اختلاف ہے۔ لام فاعل کا
 نہ کہ اس کی اصل "لام" ہے، جزو و غرض خفیف اور الف تھکا، راسخین کی وجہ سے حذف کر دیا
 گیا ہے۔ جسے اسی شق و تلفظ کر کے "امیش" کرتے ہیں۔ لام فاعل کا مذہب یہ ہے کہ اس کی اصل
 لا ہے الف تو خون سے بدل دیا ہے، لیکن نام یہی ہے اور مصنف کا مذہب یہ ہے کہ یہ ستمل کہ ہے
 کی اصل سے بدل دیا نہیں ہے۔ اور نہ لامی سے مرکب ہے۔

وسمک المصنویۃ، محو الکبلا تاسوا

ترجمہ: اور فعل مضارع کو نصب دیا جاتا ہے کی صورت یہی وجہ ہے کہ محو الکبلا تاسوا
وضاحت: فعل مضارع کے احوال ہمہ میں سے اور احوال نام صرف کی ہے۔
 حرف کی ان صورتوں کے قائم مقام ہو کر مضارع کو نصب دیتا ہے۔ یہی عمل یہاں وقت بھی کرتا ہے
 جب "لا" پر لفظ لام داخل ہو جیسے ہائی تعلیل کا قول۔ اکبلا تاسوا اور اکبلا یفکون علی
 التوسمیں حرف "ان" دونوں مثالوں میں لام تفسار کی پر داخل ہے لہذا اسے ہدائے دے کے اصل
 مضارع کو نصب دیا ہے۔

باعتدال لام داخل ہو جیسے جئت کی شکل میں کی اور اصل لکھی ہے لام حذف کر دیا
 ہوا اور اس کے سوجھو ہونے کی تہت کر لی گئی۔ اور لام مقدرنہ نامی تو کی حرف پر جے گا، لام تعلیل
 مقام ہو کر روایت کے بعد لازماً ان مقدم ہوگا جس کی وجہ سے فعل مضارع کو نصب دیا جائے گا۔

وإذن منصوبۃ وهو مستقبل مقبول او منفعول بقسم منقو آذن

أكرمك و آلمن والله نروهم بحروب

ترجمہ: اور فعل مضارع کو نصب دیا جاتا ہے اور ان منصوبہ (یعنی صورت کلام میں
 سے وہاں ان کی وجہ سے اور وہ مستقبل مقبول ہوتا ہے یا منفعول ہوتا ہے حم کے بعد، جیسے این

لکھو کہ (حب میں تیری تعظیم کروں گا) اور اس وقت وہ وہی وہی محروپ (حب تو خدا کی قسم تمہارا
سے لگی جگہ کریں گے۔)

وضاحت:- تیسرا حال مایہ صاب آدن ہے اسے تمام بیویوں کے نزدیک جواب دہ اور جہاں
کا طرف کیا جائے۔ یہی قول تمام طوائف کا ہے۔ کہیں کہیں جواب اور جہاں میں ہی استعمال کیا جائے
ہے اور تمام کا رکن ہے مگر یہی کہا ہے کہ یہ جواب دہ جہاں میں کثیر استعمال ہے اور بعض نے صرف
طرف جواب کہا ہے۔ اور استدلال کیا ہے بل عرب کے قول "أنتك" سے وجہ استدلال یہ ہے کہ
جب کوئی آپ سے "أنتك" کہے تو آپ اس کے جواب میں "أنا أظنک صلیفاً لیکن گے۔ اور یہ
جواب ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ جواب کا طرف ہے۔

آدن کے حال مایہ صاب بننے کی شرطیں

این فصل مہدار کوئی شرطوں کے ساتھ نصب ہوتا ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ یہ عداوت کلام
میں ہو، اگر عداوت کلام میں نہ ہو تو پھر اس وقت وہ فصل مہدار کہ نصب دے گا، بلکہ اس وقت اس کا
ماہر صرف ہوا گا، جیسے "ویند این فکونہ" میں فصل مہدار کو دفع کے ساتھ پڑھا جائے گا، کیوں کہ
این عداوت کلام میں نہیں ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس کے بعد فعل زمانہ مستقبل کے ساتھ فعل
ہو نہ کہ حال کے۔ اگر حال کا معنی پڑا جا رہا ہو تو پھر اس فصل مہدار کہ نصب نہیں دے گا، بلکہ دفع آئے گا۔
جیسے تم سے کوئی بات کہے تو تم اس شخص (حب تم کی کہتے ہو) کی تو اس وقت حال کا معنی پڑا جا رہا
ہے اس کی وجہ سے اس شخص کہ نصب نہیں دے گا۔

تیسری شرط - اس اور فصل مہدار کے درمیان قسم کے علاوہ اور کوئی عامل نہ ہو جیسے کہ
واللہ لکھو کہ اس طرح شاعر کا قول

آدن والہ مریخو محروپ تعینت الکل من قبل الشیخ

(ترجمہ حب تو خدا کی قسم تمہارا سے لگی جگہ کریں گے جو میں کو چوٹی سے براہ کر دے گی۔)
چند نکتے قابل غور ہیں جہاں کہ تکی الہدیٰ میں ۵۹ پر رقم ہے۔

اس شعر میں "آدن" فصل مہدار پر داخل ہو کر نصب دے رہا ہے، صرف قسم حاصل ہے، لیکن یہ
فصل اس کے قبل زمانہ سے مانع نہیں ہے، مگر طرف قسم کے علاوہ اور عامل ہو تو پھر یہ فصل مہدار
کہ نصب نہیں دے گا، مثلاً اگر تم "آدن" یا "ویند" کہتے ہو اس کے بعد آئے والے فصل "أنتک" کو دفع کے
ساتھ پڑھو گے، یہی امر مایہ صاب این فی الذلہ کیونکہ اس کے بعد آئے والے فصل "أنتک" کو دفع

میں اصل دار اتم انہا ہے کہلا ۲۲ ہے اور اس کی ۱۰ وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یہ اس "فل" سے واقع
ظہار منقحی مشابہت رکھتا ہے جو معذہ سے تعلق ہے ظہار ظاہر ہے اور منقحی اس وجہ سے کہ وہ دار
محصودہ ہیں۔ اور باقی صرف مجسہ محل میں اس پر محمول ہیں، کیوں کہ وہ استحکام کے لیے آئے ہیں۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ نظیر اور ضمیر دونوں صورتوں میں فعل مضارع کو نصب دیتا ہے برخلاف جر
نوعصب کے کہ وہ فقط ضمیر ہونے کی صورت میں محمول کرتے ہیں۔ حالت احرام میں مجسہ۔

معصفت نے ان کی بحث کو بقرہ حال مجسہ سے اس لیے ترک فرمایا کہ اس کی بحث طویل ہے۔
بقرہ حال مجسہ کی بحث زیادہ طویل نہیں جتنا معصفت نے یہ بجز سمجھا کہ آسان اور چھوٹی بحثیں پہلے آکر
دیکھا جائیں اور طویل بحث بعد میں لکھنا ان سے یہاں کیا جائے گا کہ جتنی طلبہ کے لیے کتابت نہ ہو۔
ان خاصہ ظاہرہ کا محمل

وببل الصدویۃ ملخصاً کی اضافت۔ ان فعل مضارع کے شروع میں انھوں میں خاصہ
ہوتا ہے اور مضارع کو مصدر کے محلی میں کرتے ہوئے آخر کو نصب دیتا ہے۔ جیسے اپنی تعادل کا قول
والذی یلکم ان یظہروا حطالتہ (اور وہ جو تجھے کلاتے ہیں کہ تجھے میری نصیب دے اور اس پر
آیت ۸۲) اور یتربد اللہ ان یخفف عنکم (انہ چاہتا ہے تم سے جو کچھ کاہلہ کر دے) ان دونوں
آجوں میں کسی انھوں میں ظاہر ہے اور فعل مضارع کو مصدر کے محلی میں کرتے ہوئے آخر کو نصب دیتا
ہے۔ معصفت نے پہلی آیت میں ان یظہروا محال کی مثال دی ہے اور دوسری آیت میں کہ
یخفف راہی کی مثال دی ہے تاکہ یہ محال نہ ہو سکے کہ ان صرف محال ماضی سے آئے ہوں۔
فعل مضارع میں محمول کرنا ہے اور ہاں ماضی سے آئے والے فعل مضارع میں نہیں۔

ان مصدر یہ سے احراز۔
معصفت نے ان کو مصدر کے ساتھ مقدمہ فرما کر ان مضمرہ اور ان راہیہ سے احراز کیا ہے
کیوں کہ ان دونوں کی وجہ سے فعل مضارع کو نصب نہیں دیا جاتا۔

ان مضمرہ کی تعریف۔

ان مضمرہ دایہ طرف کہتے ہیں جس سے پہلے قول کے محلی پر علامات کرنے والا کوئی فعل لایا جائے
اور وہی محلی مراد لایا گیا ہو جیسے کہ یخفف اللہ ان یخفف کفاس حال میں ان فعل مضارع یخفف
نصب نہیں دیا کیوں کہ ان مضمرہ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس سے پہلے ایسا فعل لایا گیا ہے جو قول
کے محلی پر علامات کرتا ہے اور وہی محلی مراد لایا گیا ہے اور یہ گامدہ ہے کہ ان سے پہلے قول کے محلی پر

دلائل کرنے والا کوئی فعل موقوفہ اس مفسر ہوگا، جس پر عمل نہیں کرے۔

آن زادہ کی تشریح۔

ان زادہ ایسے حرف کہتے ہیں جو حم م، لو کے اور میان واقع ہو جیسے تفسیر بلالہ لو
یا نبیسی وید لکھونا (خدا کی قسم اگر میرے پاس رچے گئے گا تو میں اس کی ضرورت نہ کروں گا)
اس مثال میں اس فعل مضارع یا نبیسی کو نصب نہیں دیا ہے۔ بلکہ کہہ کر اس زادہ ہے جو حم م،
لو کے درمیان واقع ہے۔

علم اور ظن کے بعد ان کا واقع ہونا۔

علم نسبتاً معلوم لے کر، خاصیت۔ معنی نے علم نسبتاً معلوم کی تہذیب کران
تھوڑی سی شک کے ساتھ لیا ہے۔ وہ اس خود پر کہی صدر کی اپنے ناک کے اشارے سے تین حالتیں
دلی ہیں۔

نالی حالت۔ اگر اس سے پہلے علم یا اس کے شک کے دلائل کرنے والا کوئی فعل واقع
ہو تو اس تھوڑی سی شک ہی ہوگا، جسے نہیں۔ اس نالی پیدا ہوتا ہے کہ علم کے بعد انے والا اس تھوڑی
سی شک کے ساتھ ہے۔ جسے نہیں، لایا گیا ہے اس کا جواب ہے کہ چون کہ اس تھوڑی سی شک ہے
کہ اس صدر یہ صوبہ۔ کی وجہ ہے کہ "علم ان سینکوں" میں نالی حضرات کہتے ہیں کہ یہ دراصل
"لنا سینکوں" تھا چنانچہ اس کا وہ گیند کا وہ دیکھ کر یہ باتیں کہیں پر بھی نہیں پڑتا۔
فصل علم سے مراد:

علم سے مراد وہ فعل ہے جو مفید نہیں ہو، خواہ تھوڑی سی اس کے علاوہ زوہت اور اچان اور
نہیں، تحقیق اور اختلاف وغیرہ ہو، جو مفید نہیں ہوتے ہیں۔

اس پہنا چاہے کہ جب ہم کے بعد فعل مضارع یا اس تھوڑی سی شک کے بعد اس وقت فعل
مضارع یا اس کا جواب ہوں گے، یا کہ فعل مضارع مرفوع ہوگا، اور اس کے بعد فعل مضارع یا
جاءز ہوں یعنی حرف تمکین (سہی، سوف، یا لہ، یا لو، یا حرف لگی میں سے ہر فعل کے ایک کا
ہو یا نہ ہو، اس سے اس کا شروع ہی سے اس تھوڑی سی شک ہوگا، اور صدر پہلے فرق ظاہر ہو چاہے وہ نہ ہو
بلکہ فرق ظاہر ہوگا، کیوں کہ اس صدر پہلے اس فعل کے درمیان میں پر داخل آتا ہے، صرف نہ کہ وہ میں
سے نالی نہیں پڑتا۔

حرف تمکین کی مثال: جیسے "علم ان سینکوں" و "نظم ترشی" (اٹھنے ہوا کہ اگر یہ ہم

میں ہمارے پاس ہے۔ پارہ ۲۹ سورہ اہل آیت ۲۸) اس مثال میں ان کا مفہوم ہل کے درمیان حرف تعلق ہے۔
 میں داخل ہے جو وہ حاصل ہو یہی مفہوم ہونے کی علامت ہے۔

حرف لکی کی مثال۔ کھلا بیڑوں ان لا یرجع الیہم قولاً (کھلا بیڑوں نہیں دیکھتے کہ وہ جواب تک نہیں دیتا ان کو کیا بات کا۔ پارہ ۲۹ سورہ ۲۰ آیت ۸۹) اس میں ان کا مفہوم ہل کے درمیان حرف لکی لا داخل ہے اور یہی مفہوم ہونے کی علامت ہے۔

حرف قد کی مثال۔ "علیٰ ان قد یقوم زید" (میں نے جانا کہ یہ قیام نہ کرے گا) اس میں ان کا مفہوم ہل کے درمیان قد داخل ہے اور یہی مفہوم ہونے کی علامت ہے۔

حرف لو کی مثال۔ "ان لو یثقل قلبہ لہدیٰ فلس حبیبہا" (اگرچہ ہے اللہ تو دہم لائے سب لوگوں کو۔ پارہ ۳۰ سورہ ۷۷ آیت ۳۱) اس مثال میں ان اور فعل مضارع کے درمیان لو آتا ہے جو فاعل ہے اور ان سے پہلے کلمہ بیاس فہیں آتا ہے جو علم بعلم سے سنی میں ہے اور ماضی نے یہی تحریر کر دیا ہے نیز تمیز کے واسطے ان کی صلت میں ہی کلمہ بعلم کے ماضی میں مستعمل ہے۔

اسی طرح حکم کا ماضی شاعر نے بھی اسے شعر

فقلوبہم بالمشغبہ اور بامروسی فلم نیاسوا النبی من فہرس زہدہم
 (ترجمہ میں ان سے کہاں میں کہہ دیا حسب وہ مجھے نہ قرار رہے تھے کیا تمہیں نہیں معلوم میں
 فہر زہدہم کا کیا ہوا۔) میں فلم نیاسوا اور فلم نعلوا کے سنی میں استعمال فرمایا ہے۔

نیز حضرت ابن عباس کی قرأت میں کلمہ بیاس کا ترجمہ علم بعلم سے کیا گیا ہے اس سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ بیاس بعلم کے سنی میں ہے۔ لیکن ماضی سے بیاس کا بعلم کے سنی میں ہونے سے انکار کیا ہے ان کا یہ قول ضعیف ہے۔

دوسری حالت - اگر ان سے پہلے طے پہلا لیت کرے وہاں کو اس میں دو وجہ چاہئے
 ہیں۔ پہلی مفہوم ہل کے درمیان میں اور ان میں سے پہلی بھی۔ لیکن ان میں سے پہلی کا ہر دوہا مانع
 ہے اور یہی قیاس کے مطابق ہے کہ ان کی کثیر الاستعمال ہے۔ اسی وجہ سے جانے کوئے ہادی تعالیٰ
 کے قول "فلم یثقل قلبہ ان یثقلو" (کیا یہ کہتے ہیں لوگ کہ کجوت چاہئے۔ پارہ ۳۰
 سورہ ۷۷ آیت ۳۱) میں ان کو محض ہونے پر اتفاق کیا ہے چنانچہ ان میں سے فعل مضارع کے آخر
 سے ان کی کوئی رخصت ہوئے۔

اور ہادی تعالیٰ کا قول "وہبنا ان لا نکون ہنقا" (اور خیال نہ کر کہ ہم نہ بنیں۔ ہوگی۔

۱۲۱۔ سہ ماہیہ (۱) میں ملتا ہے خواہ اشتیاق سے بعض کہتے ہیں کہ میں ان نظموں کا مطالعہ
چنانچہ اصل مضامین پر مشتمل ہے۔ ۱۲۲۔ وہی عنوان لا نکون و ہذا چاہا ہے گا۔ اور بعض
کہتے ہیں کہ اس صورت پر یہ ہے چنانچہ اصل مضامین پر مشتمل ہے ۱۲۳۔ ان لا نکون چاہا ہے گا،
اصل یہ کہ ان نامہ کی صورت میں مشتمل ہے گا اور ان نظموں کی صورت میں مشتمل ہے گا۔

تیسری حالت - اور یہ ہے ان سے پہلے میں نے نہ ہوئے اصل مضامین کو جو انصاف سے ہے
یہی ہمارے تعالیٰ کا قول - ولقد اطمعنا ان یفعلوا حطیتہم (اور وہ جو کچھ تو قہر ہے کہ غصہ
میری ہے۔ ۱۲۴۔ سورہ شوریٰ ۸۵)

ان مضامین کا اصل:

۱۲۵۔ حوالہ بعد ملاحظہ مستحق مسلم حلقوں کی و تامل - جس طرح ان
مضمون کے بعد اصل مضامین منسوب ہے ۱۲۶۔ اسی طرح ان مضامین (مقدمہ) کے باوجود بھی اصل
مضامین پر مشتمل ہے۔

۱۲۷۔ میں نے پتہ دیا۔ جس کی دوسری شکل میں (۱) میں کامیاب رہا نہ ہے۔ (۲) میں کامیاب رہا نہ
واجب و لازم ہے۔ لیکن حوالہ میں ۱۲۸۔ ان کا نہیں چھوڑا نہ تھا ۱۲۹۔ یہاں واجب ہے تو
تو پہلے بالترتیب جائز ہوئے کے مقامات کو ملاحظہ فرما میں ملے گا واجب ہونے کے مقامات کو ملاحظہ
فرما میں گئے۔

(۱)۔ ان کی ایسے حلقہ ملاحظہ کے بعد مدق ہو جس سے پہلے اس مضمون سے جو اصل کی جگہ
استعمال میں ہے ۱۳۰۔ یہ وقت میں کا اظہار و اظہاروں کا ہے۔ جسے وہی حلقہ کا فہم و ملاحظہ
بشر ان مکملہ الفاظ الا وحیاً لو من وراہ جہاں لو یومیل و رسولاً (اور کی انسان کی جو
شان میں کہ نہ عقل میں سے مدد نہ ملے کہ نہ عقل میں سے مدد نہ ملے کہ نہ عقل میں سے مدد نہ ملے
بھیگا۔ ۱۳۱۔ سورہ زمرہ ۱۲) میں یومیل اصل مضامین و قرآن و قرآن میں سے جس نے ان
چھوڑا نہ کر نصب کے ساتھ چھوڑا نہ کر یہی عبارت میں ہوگی تو ان یومیل ۱۳۲۔ وحیاً
میں اس مضمون سے جو اصل کی جگہ استعمال میں ہے۔

اور اگر آپ یومیل سے پہلے میں ظاہر کرنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے وہی طرح شاعر نے پہلے
کلام میں ان کے اظہار و اظہاروں کو چھوڑا نہ کر دیا کہ میں نے کھل نہ چھوڑا نہ چھوڑا نہ چھوڑا نہ
خفیوں والی شاعر نے کہ

ولیس عبادہ و مقرب عیبی احب الی من نفس المسکوف
 (ترجمہ ۲۱۰) پہنچا ۱۰۰۔ یہ ہے فی انکس لفظی جو مجھے زمبابو میں پہنچے۔ یاد رکھو۔ (۱)
 اس شعر میں "و مقرب عیبی" فعل مضارع اس صاف کے بعد آیات میں "۱۰۰" صحت سے پہنچ
 آیا ہے اور خاص سے جو طبعی کی جگہ استعمال کی ہے ۱۰۰ سے ۱۰۰ نفس ہے، لہذا یہاں "۱۰۰" صحت سے پہنچ
 اس صحت پر چشیدہ ہوگا۔ نفس مضارع کو تاویل صحت میں سے تراجم سے کہہ دینا اس طرح سے
 نفس پر صحت درست ہوگا۔ اب شہری جہالت میں ہوگی۔ و لیس عبادہ و ان مقرب عیبی
 (۲) دوسری صورت - لام جر کے بعد بھی ان صحت کا کھراہہ اختیار جاری ہے۔ خواہ وہ صحت
 فعل کے لیے ہو جسے ہادی تعلیل کا قول "ولولہذا البک للک نفس اللسان" (اور ہم سے آواز
 آیا آپ پر) اور تاکہ آپ لوگوں کے سامنے واضح رہے۔ یاد رکھو۔ صحت (۱۰۰) اس آیت میں
 انہیں کھل اشتہاد سے لام جر تعلیل کے لیے ہے، لہذا ان صحت کا ظاہر ہے۔ ان تہنیل للسان
 پر صحت اور چشیدہ کر کے چھ صحتوں میں ہاں ہیں۔

اسی طرح ہادی تعلیل کا قول "کنا ففعلنا ک ففعلنا مینا لیفعلک اللہ" (ہے شہر
 (اس نے) ہم نے آپ کو ایک حکم کھل دی ہے تاکہ جو کچھ تیرے ساتھ ہے اسے اس طرح پہنچے ہوئے
 سب کو فہم تعلیل صحت فرمائے۔ یاد رکھو۔ صحت (۱۰۰) میں لیفعلک فعل مضارع میں لام جر تعلیل
 کے لیے ہے، یہ فعل مضارع منصوب ہے، کیوں کہ لام تعلیل کے بعد اس کا پوشیدہ رکھنا جائز ہے۔ یہ
 ظاہر رہا بھی جائز ہے۔ شہری جہالت میں ہوگی ان لیفعلک اللہ۔

لام جر عاقبت کے لیے ہو بھی اس کے بعد ان کا پوشیدہ ہو جائز ہے اور ظاہر ہو جائی جائز ہے
 جسے ہادی تعلیل کا قول "فلان ففعلنا آل ففعلنا لیفعلک اللہ عذوا وحزنا" (اور فرعون کے
 لوگوں نے اس سے کھل کھل کر افرکار کی پھر ان کا دشمن ہوا اور ان کے رنج کا باعث بنا۔ سورہ قصص
 آیت ۲۸) میں لام تعلیل کے لیے نہیں ہے، بلکہ لام جر عاقبت کے لیے ہے، جس کے بعد ان
 پوشیدہ ہوتا ہے اسی وجہ سے فعل مضارع کو نصب آیا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ لیفعلک میں لام جر تعلیل
 کے لیے ہے تو درست نہیں، کیوں کہ ان لوگوں نے نہیں اٹھایا ان کو اس وجہ سے بلکہ اٹھایا تاکہ ان کے
 لیے کھلی فضا ہو جائے، لیکن اس کا جلد یہ ہوا کہ ان کے لیے باعث فہم و صحت ہو گیا۔

اسی طرح اگر لام جر اندہ ہو تو اس کے بعد بھی ان کا کھراہہ اختیار دینا صورتیں جائز ہیں اور لام
 جر اندہ کے بعد آئے واسے فعل مضارع پر اس صحت کی وجہ سے نصب آئے گا جیسے "انما یؤتی اللہ
 لیفعلک اللہ" (اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اسے نبی کی گھر الیہ اتم سے وہ جو

کے ہاتھ کے لیے قیامت ہو۔ اس مثال میں حتیٰ یعنی جیسا اس لیے کہ موتی کا گوشت زنا کا حکم کے برابر پیچھے رہنے کی قیامت اور انتہاء ہے۔ اس کے لیے سب نہیں ہے کہ سمجھی گئی ہو۔ نیز مثال مذکور میں حتیٰ کا بعد اس کے ہاتھ کے کھانا سے بھی زمانہ مستقبل میں ہے۔ اور زمانہ تکلم کے لحاظ سے بھی جیسا کہ ظاہر ہے کہ کسی سورۃ فصل مضارع کا مینہ ہے۔ اور ہادی تعالیٰ کا قول "وَوَلَّوْا حَتَّىٰ يَفْزُوا لِرَسُولٍ" (اور تم بھاگنا گئے یہاں تک کہ کہنے کا رسول۔ پھر ۱۰۰ روایت ۲۸۳ میں اس مثال میں حتیٰ یعنی جیسا ہے اور اس میں حتیٰ کا بعد یعنی قول رسول تکلم کے زمانہ کے لحاظ سے اُرجح زمانہ انہی میں ہے، لیکن اپنے ہاتھ کی رول زوال کے لحاظ سے مستقبل میں ہے۔ اور کلام حتیٰ فاعل للجنة یہ حتیٰ یعنی کسی کی مثال ہے، یعنی جیسا کہ اس وقت ہوگا جب کہ حتیٰ کا ہاتھ حتیٰ کے ہاتھ کے لیے ہے۔ اور اس میں حتیٰ کا بعد یعنی دخول جنہ اس کے ہاتھ یعنی اسلام کے کھانا سے بھی مستقبل میں ہے اور تکلم کے زمانہ کے لحاظ سے بھی زمانہ مستقبل میں ہے۔

اور التامیرون حتیٰ تطلع الشمس یہ مثال حتیٰ یعنی کسی کی بھی ہو سکتی ہے اور حتیٰ یعنی کسی کی بھی ہو سکتی ہے۔ حتیٰ یعنی کسی کی مثال اس وقت ہوگی جب کہ اس سے حکم کا قصد صورت کا ہو اور اس صورت میں یہ حتیٰ ہوگا کہ کسی ضرر پر رکتا رہوں گا۔ تاکہ سورج طلوع ہو جائے۔ اور حتیٰ یعنی کسی کی مثال اس وقت ہوگی جب کہ قصد و حکم کا قیامت اور انتہاء ہو اور اس صورت میں اس کے یہ معنی ہوں گے۔ میں ضرر پر رکتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔ لب مثال مذکور میں حتیٰ کا بعد یعنی طلوع شمس ہاتھ کی مثال حتیٰ کے لحاظ سے زمانہ مستقبل میں ہے۔

اور ہادی تعالیٰ کا قول "فَقُلُّوْا اَللّٰہِیْ نَہِیْ حَتّٰی نَہِی" (تو تم سب لاؤ اس چیز حائل دانے سے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پھر ۱۰۰ روایت ۲۸۴ میں اس آیت میں اور اس میں ہادیوں اور چاہیں تو حتیٰ نہیہ کے بجائے کسی نفع میں بھی نہ چھوکتے ہیں۔ اور چاہیں تو ان نفع میں بھی نہ چھوکتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ آیت میں حتیٰ کا بعد یعنی اللہ کے حکم پر آنا اس کے ہاتھ یعنی ترقی کرنے کے کھانا سے بھی مستقبل میں ہے اور تکلم کے زمانہ کے لحاظ سے بھی زمانہ مستقبل میں ہے۔

مذکورہ بالا تمام مباحثوں اور اس سے مشابہت رکھنے والی نظموں میں شکی حد پر حتیٰ کے بعد اس پر شیعہ ہوگا۔ یہاں ایک بات درمیان میں ہے کہ حتیٰ کے بعد آنے والا فعل مضارع اس ضرر کی وجہ سے منصوب ہوگا۔ یعنی حتیٰ کی وجہ سے نہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ حتیٰ جادہ ہے اور ایک ہی فعل اس کے لیے جادہ فعل کے لیے صواب ہوگا۔ صواب میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی لہذا یہ اپنے ہادیوں کو روکنے کے لیے ہادی تعالیٰ کا قول "حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ" میں مطلق اس طرف سے ہادی حتیٰ کی وجہ سے

اگر ایسا ہی طرح حق میں بھی حق کی وجہ سے جڑنا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حق اولیاء ہے۔ طائے اوفکار وہ ہے کہ حق کی وجہ سے فعل مضارع انصبہ آتا ہے۔

حق کے بعد فعل مضارع کا مرفوع ہوتا

حق کے بعد فعل مضارع کو رفع آئے گا۔ لیکن تین شرطوں کے ساتھ۔

پہلی شرط - حق کا بعد اس کے فعل سے منبہ ہو، اگر یہ شرط موجود نہ ہو تو اگر حق کے بعد فعل مضارع انصبہ آئے گا رفع نہیں آئے گا۔ صورت حق تظلم النفس میں حق کے بعد فعل انصبہ نہ چاہیائے۔ کیوں کہ اس مثال میں حق ہی فعل ہے اس لیے کہ طوعا عسیرا ظلم کی قاعدہ اور انجاء ہے اس کے لیے سبب نہیں کہ حق کا بعد اس سے منبہ ہو۔

دوسری شرط - یہ کہ سبب حق کے بعد سے حال کا اردہ کر میں چٹکا یا ٹکڑا تو اس وقت حق ابتدا سے اردہ سے پہلے ہو گا نہ کہ بعد اور معلقہ اور حق کا بعد کام مستقل مرفوع ہو گا۔ چوں کہ اس صورت میں حق کے بعد کا فعل سے اردہ کا معلقہ نہ ہو چکا ہے لہذا یہ ضروری ہے کہ حق کا فعل کا مرفوع کے لیے سبب ہو گا کہ اردہ موقوف نہ ہو۔

چٹکا کی مثال کہ صورت حق لفظ اس مثال میں بعد حق میں دخول شرط سے مل چٹکا مرفوع ہے۔ یہاں کہ باری ہے۔ اردہ نہ حال کا نہ معلقہ نہ ہے اس لیے دخول شرط نہ تکمیل چٹکا سے اس کی مثال نہ ہو کہ حق کا بعد مرفوع اس کی مثال یعنی یہ بعد حق میں دخول شرط کا سبب ہے۔ ٹکڑا کی مثال - ٹکڑا کی مثال ہی ہے جو چٹکا کی ہے۔ شرط کہ مارتہ مذکورہ کہ ظلم اس وقت کیا ہو سبب کہ وہ زمانہ تکمیل سے پہلے شروع داخل ہو چکا ہو۔ اس کا یہ ہے کہ اس وقت فعل مذکور حال گذشتہ سے معلقہ ہے اس لیے کہ اصل مارتہ شروع داخل ہو جے وقت ختم ہو رہی ہو چکی ہو۔ لیکن اب وہ زمانہ تکمیل سے شروع داخل ہونے کی حکایت کرتا ہے کہ اگر اس وقت داخل ہو رہا ہے۔ پس حال مارتہ کی حکایت ہو گا۔ سبب بعد حق سے حال کا اردہ آیا تو اس مثال میں بھی حق کا بعد مرفوع ہو گا۔ اسی وجہ سے یہی قیاسی قول حق بطول القسول پر مشابہ ہو جائے۔ کیوں کہ رذائل و قیاسی قول و اس میں ہیں لیکن حق کے بعد قول رسول سے حال کا اردہ کیا گیا ہے۔

تیسری شرط - یہ ہے کہ حق کا فعل تام ہو یعنی کائنات ہونے کی صورت میں حق کے بعد مرفوع دیا جائے۔ جیسے کفار مہجری حق لفظ اس مہجری میں سے ہونے کی حکایت و اس میں کائنات ہونے کی حکایت اور حق کے بعد مرفوع دیا گیا ہے اس لیے کہ کائنات

ہے۔ (میں تو سلازم ہوں گا یعنی مجھ ساتھ ہوں گا یہاں تک کہ میرا حق مجھ کو دے دے اس مثال میں لو کے بعد مضارع تکہ بران منصوب ہوا ہے اور یہ تو جی ان کے معنی میں مشتمل ہے۔ اسی طرح شاعر کے قول سے بھی استدلال ہوا ہے۔ شاعر کا قول:

لا تستعملن الضعف لو أدرك الفنى ضا تقادیر الآمال إلا لصاحب

ای جی ان أدرك الفنى (میں ضرور دیکھوں گا آسان یا اس کا حق کی کاپی آزاد دیکھوں یا اس میں صبر کرنے والوں کے لیے ہی پہلی ہوتی ہیں) اس شعر میں گل استفہاد تو أدرك الفنى ہے، کیوں کہ لو یعنی جی ہے جس کے بعد مضارع تکہ بران منصوب ہوا ہے۔ (اس شعر کا کمال معلوم ہو گا) لو یعنی جی کی مثال۔ جیسے لا فطن الکفر لو یسلم ای الا ان یسلم (میں کا فر کو ضرور گل کروں گا تا یہ کہ وہ مسلم نہ لے آئے) اس مثال میں لو یعنی جی ہے کہ جس کے بعد مضارع یسلم تکہ بران منصوب ہوا ہے۔ اسی طرح دیکھنا ہی شاعر کا شعر

و کنت اذا عزت قلة قوم کفرت کفوتها لو تستغنى

(جب میں کسی قوم کا بڑا آدمی کے لیے لیتا ہوں تو اس کے بعد کہ تو دیتا ہوں آتا ہے کہ وہ

دوست ہوتا ہے۔)

اس شعر میں گل استفہاد کفوتها لو تستغنى ہے کیوں کہ لو الا ان کے معنی میں ہے جس کے بعد مضارع تکہ بران منصوب ہوا ہے۔ مگر یہی عبارت اس طرح ہوگی، ای الا ان تستغنى فلا لکفر کفوتها جی لو کہ جی کے معنی میں مراد لیماہ ست نہیں، کیوں کہ استفادت کر کے لے لیتا نہیں ہے۔

تیسرا مسئلہ۔ وہند فلم التنبیہ کی وضاحت یہ عبارت یفد حق پر مشتمل ہے، یعنی فاد حق کے بعد فعل مضارع تکہ بران اس وقت منصوب ہوا جب کہ شرط میں پائی جائے۔ ایک یہ کہ لا کا مائل اس کے بعد کے لیے سبب ہو۔ دوسرے یہ کہ لا کے مائل اشیاء سے اس سے ایک فاعل ہو، اشیاء سے یہ ہیں (۱) فاعل (۲) طلب فعل (۳) نمی (۴) مفعول (۵) بخشی (۶) تزی (۷) لفظ (۸) استفہام (۹) شرط۔

شرط اول کی تفصیل۔۔۔ مائل شرط یہ ہے کہ لا کا مائل اس کے بعد کے لیے سبب ہو، کیوں کہ دفع سے نصب کی طرف عدول سبب پر دلالت کرنے کی وجہ سے آتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ تکرر لفظ تکرر معنی پر دلالت کرتا ہے، مگر اگر سبب خصوصیت پر توجہ سے نصب کی طرف عدول کرنے کی حاجت نہ ہوگی۔

ہے جس میں لاسوس کے بعد تکدیہ ان نصیب آیا ہے جو فاء غل معیوں استہام کے بعد واقع ہے۔
(۹) عرض کی مثال:- جیسے شاعر کا قول:-

يَقْتَنِ الْفُكْرَامُ لَا تَقْتَنُوا فَيَنْبَحُوا
قَدْ حَقَّقُوا غَمَارًا لَوْ قَتَلُوا مَنُوحًا
(ترجمہ: اسے شریکوں کی دادا اور قرب ہو جاؤ، پھر تم ان چیزوں کو کچل لو گے جسے ان لوگوں نے
تہوار سے ماننے بیان کیا اور یہ مسلم ہے کہ کچھ تو اسے شہدائے کی طرح نہیں دیکھا اس شعر میں گل استہاد
”قَتْنَجَز“ ہے جو ”لَا تَقْتَنُوا“ (عرض) کے بعد واقع ہے اور فاء معیہ کے بعد تکدیہ ان منصوب ہے۔
چوتھا مسئلہ:- او واپو اللہیۃ کی وضاحت۔ وا کے بعد بھی مفاد استہاد کی منصوب ہوا
ہے، لیکن وہ شرطوں کے ساتھ، ایک معیت و معیت، کہ جس کا معنی ہے کہ وا کا تعلق اس کے ساتھ
صاحب ہو یعنی وہاں کے حصوں کا زمانہ ایک ہو۔

اور دوسری شرط یہ ہے کہ وا سے اگلے لاسوس کی طرح اشیاء متعدہ کو دیکھیں سے کوئی نہ کوئی ضرر
ہو۔ آئی رہی وا کی مثالیں تو وہ اسی طرح ہیں جس طرح وا کی مثالیں ہیں، صرف وا کو فاء کی جگہ
استعمال کریں۔ حرف کی تصرف کی ضرورت نہیں۔

مثلاً باری تعالیٰ کا قول: ”وَلَمَّا يَضْلَمُ الْفُجُورُ يَكْشِفُوا مِنْكُمْ وَيُظْلَمُ الضَّالِمِينَ“ اے
وہ ان یظلم الضالہین (ترجمہ: ملاں کہ اب تک ظلم تعالیٰ نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ تم میں سے جہاد
کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں۔ پارہ سورۃ آل عمران آیت ۱۸۳) اس مثال میں
و یظلم الضالہین گل استہاد ہے جس میں وا معیت کے بعد تکدیہ ان نصیب آیا ہے، چوں کہ یہ
وا معیت لگی محض کے بعد واقع ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

اسی طرح باری تعالیٰ کا قول: ”يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا بِأَيِّدِيكُمْ دَنَاقًا وَتَكُونُوا مِنَ
الْمُتَوَكِّلِينَ“ اے وہ ان لا تکتب بآیات دہما، ولی مکتوب بن الفویہین۔ (ترجمہ: ہائے کیا
اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیج دیے جائیں اور اگر یہاں ہو جائے تو ہم اپنے رب کی آیات کو بھول جائیں
تاکہ ہم اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں۔ پارہ سورۃ الاحقاف آیت ۱۷) اس آیت میں گل
استہاد ”وَلَا تَكْتَبُ“ اور ”وَتَكُونُ“ ہے جو وا معیت کے بعد تکدیہ ان منصوب ہے اور یہ وا
معیت ”يٰٓأَيُّهَا“ کے جواب میں واقع ہے۔

اسی طرح شاعر کا قول: ”لَمَّا أَفْجَلَكُمْ وَتَكُونُ بَيْنِي“ — وَبَيْنَكُمْ الْمُنَاقِظَةُ وَالْإِخْلَافُ
(کیا میں تمہارے چہرے کی نہیں، اور تمہارے درمیان مہل چار کی اور معیت کی)۔ یہاں مکان میں
وہاں شاعر کا شعر ہے۔ اس شعر میں گل استہاد ”وَتَكُونُ“ ہے جو وا معیت کے بعد تکدیہ ان

منسوب ہے چوں کہ اس سے پہلے کی مجلس ہے۔

دوسرے شارح کا قول: لا تلتزم من خلقی وتلقی وظلہ۔ فلما علمتہ انما علمت عظیمہ
(اے خلاق سے صحت و اس میں کوئی شک نہ کرے ہو، اگر کیا کرے گا کہ تمہارے لئے بڑی شرم کی
بات ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے ہی نام غم کا شمر ہے اس قسم میں کل اعتقاد و تلقی وظلہ ہے مگر
والامیت کے بعد کہہ رہا ہے چوں کہ اس سے پہلے ہی لا تلتزم آ رہا ہے۔

طرار کا قول: لا تلتزم فتنک و تشوب قلبن (مجلس سے کما اور وہ چنے کے ساتھ)
اس حال میں تشوب فعل مضارع والا سمیت کے بعد ان پر مشورہ ہونے کی وجہ سے منسوب ہے
چوں کہ یہ اصل ہی کے بعد واقع ہے اور اگر آپ ان دونوں محلوں میں سے ہر ایک کو اصل ہی مان لیتے
اس وقت تاہم ہی کی وجہ سے ہر ایک کو جڑ مانے کا جسے لا تلتزم فتنک و لا تشوب قلبن اور اگر
پہلے فعل کو ہی اور دوسرے کے مستقل ملاحظہ جملہ نامیہ دوسرے فعل کو ہی آئے گا جسے لا تلتزم فتنک
ولک شوب قلبن۔ (المراد)

باب جوازہ الفتن المضارع

فلان سقطت الفتن بعد الطلب وقصد الجزاء جزم، نحو قوله تعالى
(قل تعلقوا آئنا)۔ وشروط الجزم بعد التثني حيثما خلوها كين لا
محل، نحو لا تلتزم من الأسد تسلّم بخلاف "يقفك" وجزم أيضاً
بأنه نحو (لم يلد ولم يولد) ولنا، نحو (ولنا بقص) وبالإلام و
لا الظلمتين نحو (لننطق، لننطق، لا تضر، لا تؤاخذنا)۔

ترجمہ :- پس اگر طلب (یعنی فعل امر) کے بعد لازمہ ملحق ہو جائے اور اصل مضارع
(سے) جڑ کا قصد کیا جائے تو، (یعنی مضارع) مجزوم ہوگا، جسے یہی حالتی کا قول کل تعلقوا آئنا
(آپ کیسے کا آئیں گے کہ وہ حق پر جڑ کرے اس اور فعل ہی کے بعد مضارع کو) جڑ مانے کی شرط
یہ ہے کہ اس لا، لم کی جگہ کیں لا کا آواز نہ ہو جسے لا تلتزم من الأسد تسلّم (شیر کے قریب
معتد جاؤ کہ وہ نہ ہو کہ بخلاف بقیہ کے اور مضارع کو کالم کی وجہ سے بھی جڑ دیا جائے
جسے لم یلد ولم یولد (اس سے کوئی پیدا ہوا نہ ہو) یا لانا اور لسا کی وجہ سے بھی جڑ
دیا جائے جسے ولنا بقص (اس نے ابھی تک پیمانہ نہیں کیا۔ مگر لام (یعنی لام ہا) اور لا ملائین
لام ہی مطلق کے اور جڑ دیا جائے جسے لننطق (چاہے کہہ کر ہی کرے) کینطق (چاہے

کوہ پورا کرے) لا تشیرک (ترک مت کر) لا تؤخفنا (ترس نہ کرنا)

وضاحت:۔ جب صفحہ محال جس کی بحث کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب یہاں سے حوالہ جازم کیان کرنا شروع کیا۔ چنانچہ فرمایا۔

حوالہ جازم کی تعریف:

حوالہ جازم اولاً وہ ہے جس میں اصل مضامین یا حوالہ ہر پارہ میں درج نہ کرنا عیب و مضر ہو
ایک واحد مؤلف یا مضمون کے سینے سے نکل کر اپنی کوکڑیوں اور پانچ میٹروں میں جرم کرتے ہیں۔
یعنی واحد نہ کرنا عیب و مضر ہو، واحد مؤلف یا عیب، واحد مطلب مع حکم اور دو میٹروں میں کوئی عمل نکلا
کرتے اور دو مع مؤلف یا عیب و مضر ہیں۔

حوالہ جازم کی قسمیں:

فصل مضامین کو جرم دینے والے حوالہ درجہ کے ہیں۔ بعض ایک فصل کو جرم دیتے ہیں۔ بعض
دو اطراف کو جرم دیتے ہیں۔

ایک فصل کو جرم دینے والے حوالہ:

ایک فصل کو جرم دینے والے حوالہ پانچ ہیں (۱) حلقہ (۲) نم (۳) فضا (۴) لام طبع
(۵) لام نمی۔

جازم اول مطلب کی وضاحت:

قُلْ مَنْ مَلَكَ الْقُلُوبَ فَلَهُ الْقُلُوبُ قُلْ مَنْ مَلَكَ الْقُلُوبَ فَلَهُ الْقُلُوبُ جب ہر نفی، اسطرح، واحد، عرض
و غیرہ امور طلب پر ملاحظہ کرنے سے کوئی نقطہ مقدم ہو اور اس کے بعد فصل مضامین اور جملہ سے نکلی ہو
اور اس سے جواب طلب ہو لیا گیا ہو تو وہ فصل مضامین اس طلب کی وجہ سے مجرم ہوگا۔ کیوں کہ اس میں
شرط کاغذی موجود ہے اور اس شرط پر مجرم ہوتا ہے اور اس طلب جرم اس میں بھی شرط و جزاء ہونے کی
صلاحیت ہوتی ہے اس طرح کہ طلب سبب بنتی ہے اور جواب طلب سبب بنتا ہے۔ جسے داری تعالیٰ کا
قول: تَقْلُ تَقْلُو قُلُوبُ (آپ کیجئے کہ آپ کا نام کوہ چڑی چڑھ کر گاؤں۔ پھر وہ صراحتاً فرماتا ہے: ۱۵۰)
اس آیت میں تعلق فصل طلب ہر پر ملاحظہ کرتا ہے جو مقدم ہے اور اس میں فصل مضامین کا۔ سے نکلی
ہے جو ضرور ہے اور اس سے جواب یعنی جواب طلب کا قصد کیا گیا ہے، کیوں کہ اس آیت کا مضمون ہے کہ
آگاہ اگر تم آگاہ ہو تو تمہارے سامنے چھوٹا کلمہ اللہ کے سامنے چھوٹا سبب ہو جانے کا۔
اور وہ سے قتل فصل مضامین کو جرم ہوتا ہے اور ملاحظہ جرم حرف آخر (ہاں) کے خلاف کی صورت میں

کبر وہ ہے شاعر کہ قول سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔ شاعر کا قول۔

فما نزلک من ہکری خبیث و سفول بعقوب القوی بین الفضول فحول
(تم لوگوں کو جو ہر جا کر ہم نہ لگی اپنے محبوب اور اس کی منزل کو یاد کرتے ہوئے جو، عد کے
قودے کے پاس ہے بدل قول اور محل کے دو بیان) یہ مرثیہ انھیں نامی شاعر کا قول ہے جو نہایت ہالوت کا
پاکیزہ و گزشتہ قریب شعر میں گل و شہاد "تفہنک" ہے۔ قصائل طلبہ ہر پردہ لست را ہے جو
مقدم ہے اور خلیق طلبہ ہر کا کا۔ سے خالی ہے۔ جو تاخر ہے اور اس سے ۲ اس کی جواب طلبہ کا
قصہ کیا گیا ہے اور اسے ۲ کہا گیا ہے صحت ۲ حرف لڑائی کے خلاف کی صحت میں ظاہر ہو ہے
اور اصل رب کا قول انھیں "تفہنک" (۱) میرے پاس آ میں تیری عزت کو دے گا اے گل سر
خانی ہے۔ کیوں کہ اس قول میں اپنی سیفاں ہے اور "تفہنک" کا۔ سے خالی ہونے اور جواب
واجب ہونے کی وجہ سے مجرم ہے۔

اور "خلی تائبی اخفک" (کیا تو میرے پاس آئے گا تو میں تجھ سے گفتگو کروں گا) میں خلی
تائبی فعل طلبہ اسلام پر دلالت کرتا ہے اور اخفک سے جواب طلبہ کا قصہ کیا گیا ہے۔ اس کے
مجرم ہے۔

اور "ولا تنظر تنخل الخف" (اگر مٹ کر بند میں داخل ہوگا تو میں بھی اس کی مثال ہے۔
اس مثال "ولا تنظر" میں فعل طلبہ بھی پہلے لکھتا ہے اور اس کے بعد آنے والے فعل تنخل
سے جواب طلبہ کا قصہ کیا گیا ہے اور کا۔ سے خالی ہے اس لیے مجرم ہے۔

ماصل یہ لکھ کر جواب میں مجرم ہوتا ہے لیکن ہر نامی کے جو مطارہ پر کا۔ اصل وہاں آئے
مجرم مجرم نہ ہوگا، جیسے "خنی فیتخون کمال صحت خنی فہو یخون" ہے اور مطارہ مجرم نہیں بلکہ
مرفور ہے۔

فعل مضارع کب مجرم نہ ہوگا۔

اگر طالب کے جانے فعل مضارع سے پہلے مثبت یا فعل یا خبر ہو تو فعل مضارع مجرم نہ ہوگا، جیسے
"ما تلوینا تخلفنا" اس مثال میں فعل مضارع سے پہلے ما تلوینا فعل مثبت ہے۔ اس
وجہ سے اس واقعہ طائے فعل مضارع کو مرفوع چنا گیا ہے۔ اس لیے مجرم ہے۔ مگر اس کے بعد
میں صاحب عمل سے منع ہو گیا کہ انہوں نے اس صحت میں بھی ۲ مرفوع چنا تو فرما دیا ہے۔ اور
لنت تلوینا تخلفنا میں لنت تلوینا فعل مثبت ہے اور اس کے بعد کہنے والا مضارع تخلفنا

ایمان طاعت کو فروغ دینا چاہیے۔

سوال: یہاں ایک صاحبانِ مکمل بتا رہے ہیں کہ عرب کا قول "یقنی اللہ بجزائہ" نقل حیرا یثقب علیہ" محرم ہے جب کہ اس سے پہلے یقنی اللہ اور فعل ماضی ہے کہ چاہوں کی وجہ سے یہ دعویٰ اللہ ہے لیکن ظاہر میں فعل ماضی ہے نیز اس میں تو یہ یثقب علیہ پر جزم نہیں آیا جب کہ یہ جواب طلب نہیں کرتا ہے۔

جواب: یقنی اللہ اور فعل اور حقیقت اس میں اور یثقب علیہ جواب اس لئے کی وجہ سے محرم ہے کہ یہ دونوں یقنی اللہ بجزائہ والی جملہ جیسا کہ آپ نے خیال فرمایا ہے۔ یہی حال ہادی تعالیٰ کے قول "قل انکم علی تجارۃ فنجکم من عذاب الہم" نمومن بظاہر ورسولہ و"تجعلنون فی سبیل اللہ بظاہرکم و"انصکم" بظاہرکم ان کدتم تعلقون" بظہرکم" (اسماحان والی کیا میں تمہیں وہ تجارت نکالوں جو تمہیں خدا کا عذاب سے بچائے اللہ تعالیٰ یہاں اس کے رسول پر ایمان لائے کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرے۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں ظم ہو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ پر یہ صحت سے خارج ہے کہ "تؤمنون بظاہرکم ورسولہ" و"تجعلنون فی سبیل اللہ بظاہرکم و"انصکم" کے بعد بظہرکم کے محرم ہونے کا ہے کہیں کہ یہ افضل ہے کہ میں۔ اور بظہرکم جواب طلب ہے یا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قول "تؤمنون بظاہرکم ورسولہ و"تجعلنون فی سبیل اللہ بظاہرکم و"انصکم" کے معنی میں ہے۔ استہام کے لئے عرب میں ہے خذوا من کے بعد آئے وہاں بظہرکم جواب طلب ہونے کی وجہ سے محرم ہوگا، کہیں کہ گناہ معاف کرنے کا جواب ایمان اور جہاد اور سب سے بہتر باتوں میں سے ہے ایمان اور جہاد۔

طلب کے بعد آنے والے فعل مضارع کی تین حالتیں:

طلب کے بعد آنے والے فعل مضارع کی تین حالتیں ہو سکتی ہیں (۱) کیا تو جواب طلب ہی ہے کہ اس وقت تک کہ وہ محرم ہوگا۔

(۲) جواب طلب ہی بن سکا ہے اور صفت ہی بن سکا ہے تو صفت میں کہ فروغ اور جواب طلب میں کہ محرم دونوں طرح سے ہو سکتے ہیں جیسے ہادی تعالیٰ کا قول "خذ من لظہرکم و"انصکم" (آپ ان کے ہاتھ میں صدف لے لیجئے جس کے اوپر سے آپ ان کو پاک صاف کر لیں۔ پر یہ صحت سے خارج ہے کہ "تجعلنون فی سبیل اللہ بظاہرکم و"انصکم" کے معنی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فروغ دینا چاہا ہے، اگرچہ فعل طلب

اس کے برخلاف "لا تفتخر بتفخیل الناز" اور "لا تفتخر بنی الامم بظلمک" میں ان شریعت کا مقصد
 بیان ہے کہ کسی کو فخر میں نہ آتی لازم آ رہا ہے کہ جب اپنی شریعت کو مقصد بنا
 رہا ہے تو پھر شرعاً مقصود کرنے کی وجہ سے اسے فعل مطہر پر جرم نہیں آ سکتا بلکہ اس پر فرائض چھا
 جانے کا ہی وجہ ہے نیز اس نے اپنی خیالی بات کو "ولا تفتن فتنکون" (اور اس میں کہ نہ ہوا
 اپنے کی خواہش نہ کرو۔ اور نہ ہوا نہ آیت ۱) کو فرائض چھا ہے مجرم نہیں، چوں کہ اس پر لایا لا
 کا کر شرعاً نہیں پایا جاسکتا اور ان لا تفتن فتنکون نہیں چھا جاسکتا۔ یہاں شام کا دعویٰ ہے۔

لیکن پھر اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں حق تو یہ ہے کہ فتنکون حال ہے لا تفتن
 کی غیر سے اس لیے کلمہ منسوب ہے مجرم نہیں سب عبادت اس طرح بھی لا تفتن فتنکون
 (جو فعل نے کیا کہ ہم کس سے منع فرمایا ہے کہ کلمہ حق دین اور دنیا میں اس کا قیام رکھے۔)

سوال۔ لیکن یہاں ایک عرض ہے کہ من بھرتی نے تو فتنکون کو مجرم چھا ہے، کیوں؟
 جواب۔ حضرت من بھرتی کی قرأت میں فتنکون کو مجرم چھا گیا ہے اس کی تین وجوہات
 ہیں۔ (۱) تفتن سے بدل ہونے کی وجہ سے مجرم ہے۔ لا تفتن لا تفتنکون بلکہ اس میں صحت جتنا
 اور جڑا ہے نہ میں صحت سمجھو۔ (۲) اس کا یہ اس آیات کی وجہ سے وقف کیا اور وقف کی وجہ سے
 اسے ساکن چھا ہے۔ پھر وقف کی نیت سے فعل کی ہو۔ (۳) پہلے بھی آیات کے موازنہ فتنکون،
 فتنکون، فتنکون کی روایت میں مجرم چھا ہے۔

ایک فعل کو جرم دینے والے اس وقت میں کا دوسرا حال:

وَنُفِخَ بِنُفْثِ الْفَحِّ كِي مَضَاعِدَ - ایک فعل کو جرم دینے والے اس وقت میں کا دوسرا
 حال "نم" ہے، فعل مطہر لا فحی کرتا ہے اور نہ فحی میں بدل دیتا ہے۔ جیسے "نم یفحم" اور "نم
 یفحم" اس طرح ہی فعلی کا قول "نم یفحم" اور "نم یفحم" (نہ اس سے کوئی بچا ہوا نہ کسی سے بچا
 ہوا۔ اور نہ اس سے بچا ہوا) میں "نم" فعل مطہر چھا ہے اور اسے جرم دیا ہے اور
 فحی فحی کے معنی میں کہلا ہے۔

تیسرا حال چاروں:

تیسرا حال "نم" ہے، یہ چاروں میں "نم" کا شریک ہے۔ (۱) حرف ہونے میں
 (۲) مطہر کے ساتھ خصوص ہونے میں (۳) مطہر کو جرم دینے میں (۴) مطہر کو لانا یعنی
 نما بدل دینے میں۔ جیسے وہی فعلی کا قول "نم یفحم" (اس نے اسے بچا ہوا کے علم کی

بجا آوری نہیں کی۔ پھر ۳۳۰ میں آیت ۲۲ (ہی طرح ہاری متعلی کا دوسرا قول) تہل لنا میسر ہوا
عذاب۔ (بلکہ انہوں نے اب تک میرا عذاب چکا نہیں۔ پھر ۳۳۱ میں آیت ۲۳) ان دونوں آیتوں
میں لٹا چاروں چیزوں میں تم کے ساتھ شریک ہے، حرف ہونے میں، مطہرہ کے ساتھ تخریم
ہونے میں مضائقہ کو جزم دیتے ہیں۔ کہیں کہہ چکی آیت میں بنفس سے حرف طبع کرانے کی شکل
میں جزم ہوا ہے اور دوسری آیت میں ینفوقوا سے تون مرہی کو کر کر جزم ہوا ہے اور مطہرہ کو از
ماضی میں ہلہ دیتے شریک ہے۔

لنا اور تم میں فرق:

تم اور لنا میں چار چیزوں کے درمیان فرق ہے یعنی لنا تم سے علاحدہ ہے۔ (۱) لکنا
کی نفی نہ حال تک سحر رہتی ہے یعنی ماضی کے تمام زمانوں کو گھیر لیتی ہے اور تکلم کے زمانے تک اس
کی نفی ہوتی ہے جیسے لنا بنفس ما لم یز۔ (اس نے اب تک اللہ کے حکم کی بجا آوری نہیں کی) جب
کہ تم کی نفی کسی سحر رہتی ہے جیسے تم یلہ ولم یولہ۔ (خاس سے کوئی عداوت نہ ہوگی سے پیدا ہوا)
اور کسی قطع ہو جاتی ہے جیسے قل لیس علی الانسان حیون ذل الفخر لنا یعنی شینقا
منفکوزا (چینا گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جب کہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ پھر
سورہ ہر آیت ۱۵ میں لٹا ینفم تم فام کہا درست نہیں ہے کہیں کہیں ماضی میں فام فام
اور ہے۔ اس لیے کہ جب لنا ینفم کہا تو تکلم کے زمانے تک کی نفی ہو رہی ہے مگر تم فام کا اثبات کیے
ہوگا لیکن تم ینفم فام کہا درست ہے کہیں کہیں ماضی میں زمانہ ماضی کی نفی ہو رہی ہے تکلم کے زمانے
تک لٹا ینفم فام کا اثبات تکلم کے زمانے میں ہو رہا ہے۔

(۲) لنا اکثر و بیشتر ہے اور کے الٹح ہونے کی توقع ملتا ہے جیسے بقی لنا ینفوقوا
عذاب۔ (بلکہ انہوں نے اب تک میرا عذاب چکا نہیں۔ تو میری مدد کے بعد وہ ضرور چکیں گے)
اس حال میں کہ وہ زمانہ میں عذاب کے چکے کی امید توقع ملتا ہے۔ اور تم اس کا ٹکڑہ نہیں کرتا۔
طہرہ سحر کرتی ہے اپنی کتاب میں اس کے بارے میں تفصیل بحث کی ہے فلنیز اجب۔

(۳) لکنا کے بعد بھی فعل مطہرہ حذف بھی کر دیا جاتا ہے، لیکن تم کے بعد نہیں۔ جیسے آپ
سے کوئی شخص کہے قل فعلت الذلوز تو آپ اس کے جواب میں کہیں کے قلز فہلوا ولنا اور
لیں کے ولنا فہلوا لیکن قل فعلت الفلوز کے جواب میں قلز فہلوا ولم کہا جائے نہیں بلکہ
کہیں کہہ تم کا غول جائز الفلوز نہیں ہوتا۔

کا قول "وما تعلموا من حیر یقلنا اللہ" (جو بھی اچھا کام کرے گا میں اس کو جانتا ہوں۔ پاور،
سورہ بقرہ ۱۷۷) اس میں یقلنا اور یقلنا دونوں ناشر ہیں ایک وجہ سے مکرر ہیں۔

(۶) مہمائی وضاحت:- یہ فیروزی اشعار کے لیے آ ہے جسے ساری انیس کا شعر
افعلوا وہی ان خبک فاعلین وانک مہمائی فاعلین
(ترجمہ کیا تجھے میرے آپ میں دھوکہ ہو گیا ہے کہ تیری میت میرا قاتل ہے ساتھ جو کچھ لو
کچھ کرنا لے گا۔ یہ ساری انیس میں مکرر اللہ کی کا شعر ہے۔) (یکل الہدی ص ۵۸)

اس شعر میں گل اشتہاد "مہمائی فاعلین" فاعل ہے اس میں ہر کہ مہمائی دونوں
ظہور کو جو ہر ہے اس میں فاعل ہر کے قاتل کا سبب ہے۔

(۷) مہمائی کی وضاحت:- ہر فاعل کے لیے آ ہے جسے شاعر کا قول "مہمائی فاعلین
فعلنا تفر فوس" (جب میں غار، اردوں کا ب تم لوگ مجھے بھی لے کر گئے) اس شعر میں مہمائی
صرف شرط ہے جس کی وجہ سے فاعل اور تفر فوس دونوں مکرر ہیں۔ (ہم میں دیکھ رہا ہوں) کا شعر
ہے۔ یہاں شعر اس طرح ہے: انا تفر فوس و فاعل فاعلنا۔ مہمائی فاعلین تفر فوس
(۸) فاعلین کی وضاحت:- یہ بھی صرف فاعل کے لیے آ ہے جسے شاعر کا قول
فعلین مہمائی فاعلین (جب اس مہمائی ہر کے پائل ہے) اس شعر میں فاعلین
صرف شرط ہے فاعل اور فاعلین دونوں میں ایک وجہ سے مکرر ہیں۔ یہاں شعر اس طرح ہے:

اذا التبعہ الفاعل کثرت بقدر فاعلین مہمائی فاعلین فاعلین فاعلین
(۹) فاعلین کی وضاحت:- ہر طرف مکان کے لیے آ ہے جسے شاعر کا قول:
فعلنا نستقم یظنر لک اللہ نجلا فاعلین علیہ الا زمان (ترجمہ تمہارے گاہن فعل میرے
لے جیتنے میں کامیابی قدر کرے گا۔ اس مثال میں فاعلین صرف شرط ہے ہر طرف مکان کے
لے ہے اس نے مستقیم اور یقین دونوں میں مکرر ہیں۔

(۱۰) اذنا کی وضاحت:- جسے شاعر کا قول:
وانک اذنا فان ما انت آہر بہ تلف من اذنا فاعلین آہر

(اور بہ تلف کرتے کسی چیز کا حکم کرتے ہوئے) کا جس کا حکم کرتی ہے اس میں اذنا
صرف شرط ہے جس نے فان اور تلف سے طرف ملت کرنا کرنا ہے۔ (لیون الفی لم نعلو
ابا علی لعل معین)

(۱۱) لعل کی وضاحت:- ہر طرف مکان کے لیے آ ہے جسے شاعر کا قول: فاعلین فاعلین

اسی فاعلاً متشعراً بہا تخط (جس پر بھی توجہ کرے گا تو وہی ایم الکتاب کے ساتھ اس قسم
میں کسی حرف شرط ہے جس نے تخط ہوا، تخط وہاں فعل کہ جڑ ہوا ہے۔ (یہاں تین ہی جہات
کا شعر ہے جس کا ہر مصرعہ اس کے مکمل لفظ ہے جس میں شرط ہے
(فصل بحث اسی فاعلاً متشعراً بہا تخط — خطاً جولا و نازاً ناجحاً)
ذکرہ بالا تمام صورت شرط و اصل میں شرط و جڑ اور جڑ ہوتے ہیں۔ پہلے فعل کا نام شرط اور
دوسرے جڑ اور کہا جاتا ہے۔

دوسرے فعل میں جڑ اور بننے کی صلاحیت نہ ہوتی؟

وَمَا لَمْ تَصْلَحْ لِمُتَشَعَّرِ الْأَوَّلِ لِمَ كِصَاحِفَ (اگر دوسرے فعل میں جڑ اور بننے کی
صلاحیت نہ ہو کہ اس پر حرف شرط آئے تو پھر اصل کی جانے کی وجہ کہ ہر جڑ اور اصل
مکمل ہے یا حتیٰ بلن ہر جڑ اور اصل ہر جڑ اور اصل ہر جڑ اور اصل ہر جڑ اور اصل ہر جڑ اور اصل
یَتَصَلَّحُ بِحُزْبٍ فَهُوَ عَلَى كَلْبٍ شَرَفٍ فَتَوَيَّرَ (اور اگر کچھ کو اللہ تعالیٰ کوئی طرح پہنچائے تو وہ ہر جڑ اور
پہلی قدرت رکھنے والا ہے۔ یہاں سے تمام آیتیں اس میں اصل میں شرط کی جڑ اور اصل اس سے ہر
جڑ اور بننے کی صلاحیت رکھ رہا ہے کہ اس پر حرف شرط آئے گا جڑ اور اصل کی گئی ہے۔ اور ہر جڑ اور اصل کا قول
كَلْبٌ لَّنْ كُنْتُمْ تَجْهَلُونَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِحُزْبٍ فَتَوَيَّرَ اللَّهُ وَفَقَدْ لَكُمْ نَذِيرٌ (اگر تم اللہ تعالیٰ
سے محبت رکھتے ہو تو میری دعا ہر جڑ اور اصل کی کہ وہ خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا
دے گا۔ یہاں سے تمام آیتیں اس میں اصل میں شرط کی جڑ اور اصل اس سے ہر جڑ اور اصل اس سے ہر
جڑ اور بننے کی صلاحیت رکھ رہا ہے کہ اس پر حرف شرط آئے گا جڑ اور اصل کی گئی ہے۔

ہر جڑ اور اصل کا قول كَلْبٌ لَّنْ كُنْتُمْ تَجْهَلُونَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِحُزْبٍ فَتَوَيَّرَ اللَّهُ وَفَقَدْ لَكُمْ نَذِيرٌ (اگر تم مجھے مال
دے دو اور میں اپنے سے کم دیکھ رہا ہوں ہے کہ میرا آپ مجھے۔ یہاں سے تمام آیتیں اس میں اصل میں شرط کی جڑ اور اصل اس سے ہر
اس آیت میں شرط کی جڑ اور اصل اس سے ہر جڑ اور اصل اس سے ہر جڑ اور اصل اس سے ہر جڑ اور اصل اس سے ہر
جڑ اور اصل کی گئی ہے۔

ہر جڑ اور اصل کا قول وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ (یہ جڑ اور اصل اس سے ہر جڑ اور اصل اس سے ہر جڑ اور اصل اس سے ہر
ہر جڑ اور اصل کی جڑ اور اصل اس سے ہر جڑ اور اصل اس سے ہر جڑ اور اصل اس سے ہر جڑ اور اصل اس سے ہر جڑ اور اصل اس سے ہر
ہے جو اس کے ساتھ ہے اور یہ جڑ اور بننے کی صلاحیت رکھ رہا ہے کہ اس پر جڑ اور اصل کی گئی ہے۔
ہر جڑ اور اصل کا قول وَمَا لَمْ تَصْلَحْ لِمُتَشَعَّرِ الْأَوَّلِ لِمَ كِصَاحِفَ (اگر تم مجھے مال

یہ غائب (اور ان کا جملہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ لگا دیا ہے جس پر نہ تو تم نے گواہی دی اور نہ
دور نہ اور نہ ہر ایک کے ہاتھ لگا دیا ہے اس آیت میں شرط کی جڑا، لہذا لو جہنم لکی ماضی ہے جس پر
نا داخل ہے جو جڑا بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے لہذا نا داخل کی گئی ہے۔

ہاں ہی تعالیٰ کا قول کن یضرب فقد سرق اے نا من قتل (اگر اس نے چوری کی تو کوئی
توبہ کی بات نہیں تحقیق کس کا بھائی بھی پہلے چوری کر چکا ہے۔ ہر ایک کے ہاتھ لگا دیا ہے اس
آیت میں شرط کی جڑا، لہذا سرق لکی ماضی ہے جس پر نہ تو نظر داخل ہے جو جڑا بننے کی صلاحیت نہیں
رکھتی ہے لہذا نا داخل کی گئی ہے۔ فقد سرق۔

اسی تعالیٰ کا قول من یقبل فی شہید اللہ فیقتل او یغلب فیسوق فلو توبوا لنعزا
فلیظننا (جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پانے یا غلب آجائے پھر یا ہم اسے
بہت بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔ ہر ایک کے ہاتھ لگا دیا ہے اس آیت میں شرط کی جڑا، لہذا سوف
موتوبہ مطہر عفت ہے جس کے شروع میں حرف محض "سوف" ہے، جو جڑا بننے کی صلاحیت
نہیں رکھتا ہے اس لیے اس پر نا داخل کی گئی ہے۔

تاکہ جبکہ انا لہا یہ کا استعمال:

جب دوسرے جملہ میں جڑا بننے کی صلاحیت نہ ہو کس پر حرف شرط ڈال سکے کہی لایہ کہ انا
لہا یہ بھی آہا ہے شرط کی جڑا، لہذا یہ ہو۔ تاکہ انا لہا یہ کے استعمال کی وجہ یہ ہے کہ جوں کہ
دلوں کے اندر فریت مٹتی ہے یعنی دلوں کی شئی کے بعد دوسری شئی کے حدوث و کمور کی خبر دیتے ہیں۔
لیکن انا لہا یہ ہم کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

جیسے ہاں ہی تعالیٰ کا قول فان فحسنہم منا فقتل فیہم اذا ہم یفطنون (اور اگر
انہیں میں سے انہوں کے کلمات کی وجہ سے کوئی نہ ملے پچھتو ایک دم وہ محض کا امید ہو جاتے ہیں۔
ہر ایک کے ہاتھ لگا دیا ہے اس آیت میں شرط کی جڑا، لہذا ہم یفطنون ہے جو جڑا بننے کا ہر جڑا
بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے لہذا انا لہا یہ داخل کیا گیا ہے۔

نوٹ:- جملہ اسمیہ پر نا لہا یہ داخل ہو سکتا ہے اصل یعنی متون میں اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے
میں کہ یہ حرف جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہے اس لیے اس کی شرط لگانے سے میں نے بے نیازی
انتہا کی ہے۔

بابُ التُّكْرَةِ وَالْمَعْرِفَةِ

فَضْلُ الْأَسْمِ صَرْبَانِ نَكْرَةً. وَهُوَ مَا شَاعَ فِي جَنَسٍ مُوجُودٍ.
كَوَجَلٍ أَوْ نَقِيرٍ كَشَشٍ. وَتَعْرِفُهُ وَجْهَةً. وَجْهَةً الضَّيْعَةُ. وَهُوَ مَا نَلَّ
عَلَى مُتَكَلِّمٍ أَوْ مُخَاطَبٍ أَوْ عَلِيٍّ. وَهُوَ إِذَا مَسَّتْهُ كَلْفَتُهُ وَجُودًا
فِي نَحْوِ الْقَوْمِ وَنَقَوْمٍ. أَوْ جَوَازًا فِي نَحْوِ زَيْنَةِ يَقَوْمٍ أَوْ بَابِرٍ.
وَهُوَ أَمَّا مُتَّصِلٌ كَقَوْلِهِ كُنْتُ وَكَأَنَّ أَكْرَمَكَ وَقَالَ غَالِيهِ. أَوْ
مُفَصَّلٌ كَقَوْلِهِ وَهُوَ وَكَأَيُّ وَلَا فَضْلٌ مَعَ إِنْكَاسِ الْمَوْسِلِ بِإِلَّا فِي
نَحْوِ إِيَّاهُ مِنْ سَائِرِهِ بِمَزْجٍ وَجْهَةٍ. وَظَنَنْتُكَ وَكُنْتُ بِرُجْحَانٍ.

[illegible]

وضاحت:- فصل۔ الاسم خبریں مکوۃ کی وضاحت: قرطبہ، انجیر کے اہل ہر
 سے ایک دہائیں ہیں۔ (۱) گمرہ (۲) صرف
 سوال۔ لیکن یہاں طالب علمانیک اعتراض ہے کہ مصنف نے گمرہ کو صرف پر کیوں مقدم فرمایا؟
 جواب۔ چون کہ گمرہ اصل ہے اور صرف فرعا ہے اور یہ گمرہ ہے کہ اصل فرعا پر مقدم ہوتی ہے، اس
 لیے مصنف نے گمرہ سے اصل کو صرف پر مقدم فرمایا۔
 گمرہ کی تعریف:

گمراہی کا نام ہے جو پہلی مجلس میں شروع کیا گیا ہے۔ چاہے اس کے اثر و نتائج میں موجود ہیں
جسے دینی پوچھنے والے سمجھ کر کے لیے مخصوص ہے۔ جب بھی اس مجلس کا کوئی فرد چلا جائے گا اس پر اس
تقدیر کا اطلاق ہوگا جس کے اثر و نتائج میں موجود ہے۔ بلکہ خود اس لیے جس مجلس کے لیے یہ قرار

کے لیے موضوع ہے جس کا تعین اس کی آیت کریمہ سے کیا گیا ہے کہ خاتون میں ہونے والے کے اعتبار سے چھ ماہ ہے اگر رخیل کی طرح خاتون میں سے خاتون ہوتے تو یہ خاتون کے بھی قابل تھا، جیسا کہ رخیل خود خاتون پر لایا جاتا ہے اور اس کے خاتون خاتون میں سے ہوتے ہیں۔ یہ مرد و عورت کی خاتون خاتون کے لیے موضوعات ہیں۔

مصرف کی تعریف اور اس کی قسمیں:

وَمَنْفَعًا زَعَمَ مَنَّا لِقَاحِ كِيَانِهَا - صرف وہی ہے جو حین فی کے لیے وضع کیا گیا ہو چھ ماہ مرد و عورت کے لیے۔

اس مصرف کی چھ قسمیں ہیں، ان میں سے پہلی قسم خیر ہے، چنانچہ کہ صرف خاتون ہے اس لیے اس کو اس نام پر مشہور کیا ہے اور چھ ماہ مصرف کو فتم کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔

خیر کی تعریف

خیر وہی ہے جو حکم یا واجب یا نایب کی حالت کرے جس کا ذکر کتابی یا عاقل پلایا جاتا ہو۔ حکم کی حالت کتاب کی حالت تحت تصرفات کی حالت تحت ہے۔

خیر کی قسمیں:

۱۔ خیر کی قسمیں ہیں: (۱) اسبغ (۲) ایل

اگر انھوں میں کوئی خیر کی صورت ہے تو وہ خیر ہے اور نہ مستحضر ہونے کی حالت میں خیر نہ خیر اور نہ مستحضر کی حالت میں خیر نہ خیر ہے۔

مستحضر کی قسمیں:

مستحضر کی قسمیں ہیں: (۱) واجب (۲) مستحضر (۳) مستحضر

واجب مستحضر صرف وہی ہے کہ اس کی حکام یا نایب یا نایب مستحضر ہو جسے اصل مفاد کے احاطے میں آجیاد، جن کی ابتدا مستحضر کے ذریعہ ہو مثلاً واجب حکم تقوم، یا ان کے ذریعہ ہو مثلاً حق حکم تقوم، یا ان کے ذریعہ ہو مثلاً واجب مستحضر، واجب مستحضر تقوم، ان تمام میں خیر مستحضر واجب مستحضر ہے اس وجہ سے تقوم زود اور نقول ضرور کہ مستحضر ہے، کیوں کہ اس کی حالت میں خیر کی حکام یا نایب یا نایب مستحضر کے مستحضر ہے۔

چنانچہ حکم مستحضر صرف وہی ہے جس کی حکام یا نایب یا نایب مستحضر کے مستحضر ہے۔

آیت۔ جس طرح خیر مرفوع متصل کے بارے میں لکھ رہے ہیں اسے مانجے جہہ اسی طرح خیر موصوبہ متصل کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔

مرفوع متصل کی مثال۔ انا مؤمن میں قناتہ بنو ہاشم اور بنو ہاشم مرفوع ۲۲ ہے۔
موصوبہ متصل کی مثال۔ اِنَّكَ لَكُونْتَ مِنْ قَبْلِهِ مَعْلُومٌ مقدم ہے اور معلوم کا اور موصوبہ ۲۲ ہے اس کے برعکس ہاؤنٹیکس یعنی قناتہ بنو ہاشم اور انا لکھتے ہیں کہ ہاشم سے ملتا ہے۔

خیر متصل کا استعمال کب درست نہیں؟

ولا فصل مع لکنان فوصل فتح کی وضاحت یہاں سے صحت ایک دہرا کا صحت مان
فرما ہے اور۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ جب تک خیر کو متصل لا سکتے ہیں اور فصل نہیں لایا جاسکتا۔ اس
جہاں جہاں فصل لا سکتا ہے وہاں فصل ذکر کیا جائے گا۔ جیسے قناتہ اور لکھتے ہیں اِنَّكَ لَكُونْتَ
مَعْلُومٌ۔ کیوں کہ یہاں خیر کو متصل لا سکتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ صحت مان ہے۔ بخلاف غلام
الہی اور انا لکھتے ہیں اِنَّكَ لَكُونْتَ مِنْ قَبْلِهِ مَعْلُومٌ۔ کیوں کہ یہاں فصل لا سکتے ہیں اور لکھتے ہیں
کہ ہاشم سے ملتا ہے۔ اس لیے کہ اتصال سے مانجے ہے اس لیے یہاں فصل لائی گئی ہے لیکن وہ
مقتضیٰ ہے کہ یہاں اتصال لکھنے کے بارے میں اتصال مانجے ہے۔

(۱) اور خیر مرفوع ہوں۔ مکی دہری کے مقابلے میں زیادہ معرفت مکی ہے اور خیر مرفوع اور
فصل متصل دونوں لکھتے ہیں۔ جیسے سَلَوْنُوہ اور سَلَوْنُوہ اِنَّكَ لَكُونْتَ مِنْ قَبْلِهِ مَعْلُومٌ۔
ہاؤنٹیکس ایک ضابطہ یہ بھی ہے کہ ہاؤنٹیکس میں خیر مرفوع ہے طالب سے۔ اور طالب کی خیر
مرفوع ہے طالب کے مقابلے میں۔

(۲) خیر لکنان اس کے اخراجات کی خبر ہے۔ مانجے لکنان خبر سے پہلے اور انا اور لکنان کی
خبر ہے کہ سَلَوْنُوہ اِنَّكَ لَكُونْتَ مِنْ قَبْلِهِ مَعْلُومٌ۔ انا میں لکھتے ہیں اِنَّكَ لَكُونْتَ مِنْ قَبْلِهِ مَعْلُومٌ۔
زینہ چھوڑا ہے۔

خیر کی مثال صحت مکی سَلَوْنُوہ مانجے لکھتے ہیں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ خیر فصل
لا سکتا ہے۔ اور یہ کہ فصل لکھی ہو جیسے سَلَوْنُوہ اور انا لکھتے ہیں۔ لکھی ضابطہ قرآن کریم کی آیت
اَنْتُمْ مَعْلُومُوہ اِنَّكَ لَكُونْتَ مِنْ قَبْلِهِ مَعْلُومٌ۔ چھوڑا ہے اور اس خیر فصل لا سکتا
ہے۔ لیکن فصل خوب مثلاً جَلَوْنُوہ اور طَلَبُوہ میں ہاؤنٹیکس کے باب مثلاً جَلَوْنُوہ اور طَلَبُوہ
زینہ میں۔ مسجد نماز اور لکھتے ہیں کہ مانجے لکھتے ہیں۔ مسجد نماز کے یہاں خیر فصل لا سکتا ہے اور

وضاحت :- تم التوصل کہ نامت پر تمام ہوا ہے۔

۱۔ موصول کا آخری - موصول سے ہم کہتے ہیں جو غیر ملکی ملک یا جہاں سے ملے
۲۔ موصول کے - ۱۰۰ موصول سے ہم کہتے ہیں جو ملے اور موصول کا ۱۰۰۔

اللہ کے احکامات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جی چاہتا ہوں۔

اسمائے موصولہ کی قسمیں۔

اسلامی ماحول کی بنیادیں ہیں (۱) بعض مخصوص جملہ اقدار عام ماحول پر مبنی ہیں۔

۱۰۰ ملٹر، خشک مائع ذکر ہو تو میں بھی کسی خاص قسم کے ماحول سے قلعہ مضبوطی کے لیے لائق

مطردہ موت کے لیے، اللہ تعالیٰ شہید کر کے لیے، اللہ تعالیٰ شہید کر کے لیے شہیدوں کے لیے شہیدوں کے لیے

حالیہ دفع میں ایک کے ساتھ اور مالی خرابی و جمع میں بار کے ساتھ مشاہد کیے جاتے ہیں۔

یہ القیاسی حق و باطل کے لیے ہیں۔ انہیں تمام ممالک میں باہر کے ساتھ ہی کسی جیسے ہیں۔

کے نزدیک، لیکن جو اہل علم اور سچے دانشور ہیں ان کے لیے ان کے

(۲) مہسولہ کی دوسری قسم مشترک کی ہے۔ یہاں مشترک ہے مشترک ہیں، مہسولہ ہی کرنا

آئے ہیں اور انکی دھرم سے سبکی شکرت پر یا اسلھام کے لیے انکی استعانت کرتے ہیں۔ اور دوسری قوم

شعرا کہ ہے کہ ان کی ہر ایک مٹرو، شہر، محل، ایک کو خوب کے لیے ہے۔ اور ان

ہاں، اے، نو اور نڈہ، میرے چاہنے والے آپ میں کوئی یقین نہیں ہے کہ جہاد کے لئے، میں جہاد کے لئے

جہاں کہ، وفاق جہاں کہ، وفاق جہاں کہ اور میں چھٹے کی اصل میں استعمال کرتے ہیں۔

[illegible][illegible]

سے پتلا کر لیجیے۔

از مصداق بی‌مخاطبه:

نقل و حرکت کے لیے ضروری ہے۔

والہی وحیہ صریح میر محمد علی صاحبہا حق تعالیٰ کے رسولوں کے ہے اور
میر مرتضیٰ علی صاحبہا حق تعالیٰ کے رسولوں کے ہے اور

الف لام معنی قادی ضرورت ہے اور ام مطلق ہو جسے انضویوت پر الف لام بمعنی قادی

حرون کے گل نگر، عمارتِ سعادت، مقبرہ حاجیہ الغنم، پانچ لاکھ سی فیڈی غنم کے



ملکی (۱) جملہ (۲) لہجہ

جملہ کے صلیب کی دو طرحیں ہیں۔ ایک یہ کہ جملہ غریب و متنی اس میں صلیب آداب کا
 استعمال ہو۔ چنانچہ جملہ الفیدی لغویہ کہا جاتا ہے۔ اس طرح جملہ الفیدی معتدلاً تمام صحت
 نہیں، جب کہ اس میں سے الفاظ کا قصہ کہ کہیں کہیں ہوں غلط کی مثال ہو یا اس کی درستگی میں صحت
 و کتب کا استعمال نہیں ہو۔ لہذا جملہ غریب یا متنی میں صلیب کے برخلاف جملہ الفیدی لغویہ الفاظ
 (آداب) غرض جس کا باب کڑا ہے اور جملہ الفیدی لغویہ (آداب) غرض جس کو میں نے لیا) کہا
 جاتا ہے، کہیں کہیں صلیب کی جملہ فعل الفیدی ہم موصول لغویہ صلیب جملہ صلیب ہے۔
 صلیب صلیب ہے صلیب کہ جملہ الفاظ غریب و متنی سے مل کر ہوں صلیب غریب و متنی سے مل کر ہوں صلیب
 اپنے صلیب کی کہ ہاں صلیب صلیب ہے صلیب کی کہ جملہ صلیب غریب و متنی میں صلیب لغویہ الفاظ
 جملہ صلیب ہے جس میں جملہ صلیب ہم موصول کی طرف لاتی ہے اور صلیب صلیب کی جملہ
 صلیب ہم موصول۔ صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب
 جملہ صلیب غریب و متنی صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب
 صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب

جملہ کے صلیب کی دو طرحیں ہیں۔ ایک یہ کہ جملہ غریب و متنی اس میں صلیب آداب کا
 استعمال ہو۔ چنانچہ جملہ الفیدی لغویہ کہا جاتا ہے۔ اس طرح جملہ الفیدی معتدلاً تمام صحت
 نہیں، جب کہ اس میں سے الفاظ کا قصہ کہ کہیں کہیں ہوں غلط کی مثال ہو یا اس کی درستگی میں صحت
 و کتب کا استعمال نہیں ہو۔ لہذا جملہ غریب یا متنی میں صلیب کے برخلاف جملہ الفیدی لغویہ الفاظ
 (آداب) غرض جس کا باب کڑا ہے اور جملہ الفیدی لغویہ (آداب) غرض جس کو میں نے لیا) کہا
 جاتا ہے، کہیں کہیں صلیب کی جملہ فعل الفیدی ہم موصول لغویہ صلیب جملہ صلیب ہے۔
 صلیب صلیب ہے صلیب کہ جملہ الفاظ غریب و متنی سے مل کر ہوں صلیب غریب و متنی سے مل کر ہوں صلیب
 اپنے صلیب کی کہ ہاں صلیب صلیب ہے صلیب کی کہ جملہ صلیب غریب و متنی میں صلیب لغویہ الفاظ
 جملہ صلیب ہے جس میں جملہ صلیب ہم موصول کی طرف لاتی ہے اور صلیب صلیب کی جملہ
 صلیب ہم موصول۔ صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب
 جملہ صلیب غریب و متنی صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب
 صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب صلیب

عائد کا حذف ہوتا:

وقد یختلف نحو لفظ القفی کی وضاحت: ۱۱ ضمیر جو موصول کی طرف لٹکا ہے بھی حذف کی گئی ہوتی ہے چاہے مرفوع ہو جیسے ہادی خلیل کا قول "ثم لنسرعن من كان ضیعة القفی" (پھر اپنے غمزدہ منہ کی طرف سے ہم ہر جماعت سے اس کو چھوڑ دیں اور سخت سے زمین پر ہاتھ مار کر گئی کرنے کے) ایسی القفی ہو لفظ اس آیت میں لٹکیا موصول لفظ القفی اس سے جس میں ضمیر پوشیدہ ہے جو مائدہ ہے موصول کی طرف۔ اور وہ موصول کے مطابق ہے مرفوع ہونے میں یہ منصوب ہو جیسے "وما قبلت ابداً یحییم" کو مکرر کر کے اور شبہ کے علاوہ افراد نے حلقہ ہا کے ساتھ اصل پر تپاس کر کے چھ مکرر ان حضرات نے ہا کے حذف ہونے کی صورت میں چھ ہے۔ اور یہ موصول کی ضمیر ہے اس لیے یہاں ضمیریت منصوب ہے۔ پھر مکرر ہا اضافت ہو جیسے ہادی خلیل کا قول "فلفص فالت فلفص" ایسی مانت فلفظیہذا میں فلفص مضاف اور ضمیر مضاف الیہ ہے لہذا یہ اضافت کی وجہ سے مانت جیسی ہے۔

اور مکرر نے بھی ضمیر مائدہ کو حذف کی صورت میں استعمال فرمایا ہے جیسے شاعر کا قول:

مستغنی لک الا یام ما کنت جاعلاً — وفلفظہ بالاختیار عن لم تفرق
ای ما کنت جاعلاً (مگر یہ نہ مانے تھے وہ بہت کچھ غلام کا جس سے تم جو انت تھے۔ تھوڑے پاس وہ لوگ خیال کریں گے جس میں تم نے مکرر بھی نہیں کیا تھا) اس شعر میں گل مستفاد ما کنت جاعلاً ہے جس کی اصل جاعلاً ہے کہ اس سے ضمیر مائدہ کو حذف کر کے استعمال کیا گیا ہے جو موصول کی طرف لٹک رہی ہے۔ (یہ طرف میں مکرر کی کا شعر ہے۔) پھر مکرر حرف جر ہو جیسے ہادی خلیل کا قول "بقل وما تفلون وما فیضون وما تفلون" ایسا منہ (جس سے تم لوگ کھٹے ہو اس سے وہ کھانا ہے اور اس سے وہ پیچھے ہے جس سے تم لوگ پیچھے ہو۔) اس آیت میں وہا مضاف ہے جو گل مستفاد ہے جس میں ضمیر حرف جر کی وجہ سے مکرر ہے جو کہ موصول کی طرف لٹک رہی ہے۔ اسی طرح شاعر نے بھی ضمیر مائدہ کو مکرر حرف جر حذف کر کے استعمال کیا ہے۔ شاعر کا قول:

نضلی للہ فی ضلت قریض ونقبتہ وإن جحد لفقوم

(ترجمہ) ہم اس کے لیے نماز چاہتے ہیں جس کے لیے قریش نے ناز چھی، اور ہم اس کی عبادت کرتے ہیں اگر چہ جنت انہیں ملے گی اس شعر میں گل مستفاد ضلت قریض ہے جس کا اصل مہارت ضلت لہ قریض ہے اس میں لہ کی ضمیر لام جر کی وجہ سے مکرر ہے اور وہ مضاف ہے جس کے القفی موصول کی طرف لٹک رہی ہے۔ (شاعر مسلم غصہ ہے۔)

بھی نہیں ہے بلکہ اسم ظاہر کہ کھانا پانا ہے جو موصول کی طرف لڑتا ہے جیسے شاعر کا قول

مَنْعَلًا قَلْبِي لِمَنْعَتِكَ خُبًّا مَسْغَلًا وَ لِمَنْعَتِهَا عَنكَ اِسْتَقْرًا

(ترجمہ: سلام جس کی محبت نے تم کو کھڑو کر دیا اور اس کی بندگی برابر جو حق میں لگی ہو منع ظاہر موضع یا ضمیر کا کہ کائنات قائم ہو جاتا ہے اس لیے خُبُّہا کی حد کی جگہ خُبُّ شمعہ اسم ظاہر ذکر ہے۔) (مستطاب اہل حق ص ۳۷۷ ج ۱)

بھی اسم موصول کا صلب شبہ حمل ہوگا:

بھی اسم موصول کا صلب حمل کی صورت میں ہوتا ہے شبہ حمل جن چیز میں ہوتی ہیں (۱) حرف ہ (۲) جار کر ہ (۳) مفت صریح ہو جس یا اللہ ص ۵۷۲ ہے۔ حرف کی مثال جیسے قَلْبِي وَمَنْعَتِہَا کر ہ کی مثال جیسے قَلْبِي مَنِ الْمَنْعَتِ صریح الضار ہ ای القی الضار ہ۔ طرف اور ہمار کر ہ کے خرب خے کی شرط ہے کہ وہ دونوں نام ہوں یعنی ان کے آنے سے بات پہلی ہو جاتی ہو اس لیے جملہ قَلْبِي مَنِ اور جملہ قَلْبِي مَنِ جیسے مطلقہ معلوم ہیں۔ کہیں کہ ہاں کہ ہمار کر ہ ہے اور نفس طرف ہے۔ لیکن دونوں جملہ نہیں ہیں۔ بلکہ قصہ ہیں اس لیے اسے صلب ہمار معلوم۔

اسلام سوال لے جو مثل کیا ہے نَزَلْنَا الْقُرْآنَ الْقَرِیْظَ الْقَرِیْظَ الْقَرِیْظَ ای الْقَرِیْظَ نَزَلْنَا الْقَرِیْظَ ای یہ مثلاً ہے جب حرف جار ہمار کر ہ صریح ہو کر اسے فعل ہوا ہے سے حلق ہوں گے۔ اِسْتَقْرًا عَمَّا تَاجِدُ اور جو ضمیر فعل میں پوشیدہ ہے وہ اس سے نکل ہو کر حرف جار ہمار کر ہ کی طرف لے کر۔

قَدْ نُو الْأَنَافِ وَہِیَ اَنْ عِنْدَ الْخَلِیْلِ وَہِیَ نُوہِیَ۔ لَا اللَّامُ وَخَفِیَ
خَلِیْقًا لِاَخْفِیَ، وَتَكُوْنُ لِقَدْ نُوہِیَ (ہی وَجَلَّوْا الرَّجُلَیْنِ) وَ
جَلَّوْا الْقَلْبِیْنَ اَوْ لِلْجَنَسِ كَ تَفْلَکَ النَّاسِ الَّذِیْنَ لَوَّوْا وَتَلَوْا
(وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَیٍّ) اَوْ لَا تَسْتَفْزِیْ اَقْرَابَہِ نَحْوُ
(وَجَعَلْنَا الْاِنْسَانَ ضَعِیْفًا) اَوْ جَعَلْنَاهُ نَحْوُ نُوہِیَ الرَّجُلِ۔

ترجمہ:- ہمار کر ہ (یعنی اللہ نام و اللہ اسم) ہے اور وہ ظہل اور ہمیں کے نزدیک اللہ نام (حرف) ہے حرف اللہ نام نہیں۔ یہ مثال نام لفظ کے کہ ان کے نزدیک حرف اللہ نام صرف ہے اللہ (یعنی اللہ نام) اللہ کے لیے ہمار کے ہی وَجَلَّوْا الرَّجُلَیْنِ کہ جملہ القلبي۔

یہاں لام نہیں کے لیے ہوگا جیسے **كَلَّمَكَ النَّاسُ الْقَبِيلَةَ وَالْقَوْمَ** (اور پھر وہ تم نے لوگوں کو ہلاک کر دیا) اور **وَجَعَلْنَا مِنْ قُلُوبِهِمْ غُصًّا** (اور ہم نے پانی سے ہر جاندار کو گھٹا کر دیا) کے الفاظ کے استراق کے لیے ہوگا۔ جیسے **وَنَخْلُقُ الْإِنْسَانَ ضَوْفًا** (اور انسان کو زود پیدا کیا گیا ہے) یا اس کی صفات کے لیے ہوگا جیسے **رَبِّهِ الْقَوَّيْلُ** (جیسی زیادہ آؤں ہے جس میں اچھے لوگوں کی صفات پہنچتے ہیں۔)

وضاحت:- **فَمِنْ دَوَائِلِهَا** کی وضاحت: مرکز کی پانچویں قسم دواوا ہے یعنی وہم جماع لام کے ذریعہ صرف دایا گیا ہے اسے صرف لام ہی کہتے ہیں۔ جیسے **الْقُرْآنُ** اور **الْقَلَامُ** کہ حرف اور علامت دونوں کے ساتھ اور وہم کے سنی پہلات کرتا تھا لیکن ہاں لام داخل کر کے صرف لام دایا گیا ہے۔

اسم کو معرف ہاں لام بتانے میں اختلاف:

وَهُيَ الْإِلَاحَةُ الْخَلِيلُ وَسَبِيحَةُ الْفَخ کی وضاحت: یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ مرکز کی پانچویں قسم سرب ہاں لام اور دواوا ہے، لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے ہاں لام دونوں مل کر لکھ کر صرف ہاتے ہیں یا صرف لام ہاتا ہے تو ہاں لکھ لیں اور مشہور قول یہ ہے کہ پہلوں میں خبر ہاں (یعنی یہ دونوں لکھ کر معرف ہاتے ہیں) جب کہ سب یہ صرف لام کو معرف مانتے ہیں۔ لیکن ابن مالک کا خیال یہ ہے کہ سب یہ اور لکھ لیں وہی ہاں لام کو معرف مانتے ہیں ہاں صرف ہاتا ہے کہ مکمل دونوں کو اصل مانتے ہیں، جبکہ سب یہ ہاں کو زائد قرار دیتے ہیں۔ ابن مسعود کا کہنا ہے کہ ہاں لام دونوں لکھ کر معرف ہاتے ہیں لیکن ابن کمال کا قول ہے اور ہاں ہاں لے گئی اسی کی تائید کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس باب میں تین مذاہب ہیں (۱) ہاں لام دونوں معرف ہیں اور ہاں اصل ہے۔ (۲) ہاں لام دونوں معرف ہیں اور ہاں زائد ہے (۳) صرف لام معرف ہے۔

اللف لام تعریف کی قسمیں:

وَتَكُونُ لِلْمَعْدُوعِ مِنْ رُجَالِهِاءِ الْإِخْلَافُ کی وضاحت: ہاں لام تعریف کی تین قسمیں ہیں (۱) ہاں لام مہدی (۲) ہاں لام نہیں (۳) ہاں لام استغراقی جو ہاں لام مہدی ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں (۱) لا کر (۲) لا لئی۔

اللف لام مہدی کی سے مراد یہ ہے کہ کسی اسم کو ذکر کیا گیا ہو پھر دوبارہ ہاں لام کے ساتھ اسے ذکر کیا جائے جیسے **تَرَى الْقَوْمَ كَيْفَ يَخْلُقُونَ الْقَوْمَ** اس مثال میں **الْقَوْمُ** یہ ہاں لام

مکی استغراق ابراہیم کی حالت کے اظہار سے مراد ہے۔ پہلے کی مثال جیسے ہادی تعالیٰ کا قول "وخلق الانسان من عینہ" (انسان کو عین سے پیدا کیا گیا ہے) پس اس سے مراد ہے کہ (یعنی جس سے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔)

دوسری مثال ثلث الزخرف: یعنی تو میرا آدمی ہے جس میں اللہ کی صفات کی صفات ہیں۔
الف لام استغراق کی پہلی قسم کا ضابطہ:

الف لام کی جگہ پر استعمال یا اظہار حقیقت کے ساتھ ہوگا، لہذا خلق الانسان من عینہ کی جگہ خلق کل نفسان ضعیفان کہہ کر اسے جگہ پر استعمال میں ہوگا۔

دوسری قسم کا ضابطہ:

یعنی صفت کے استغراق کے لیے الف لام آتا ہے اس کا قصہ یہ ہے کہ اس کی جگہ پر کسی کا ہونا یا نہ ہونا ثلث الزخرف کی جگہ ثلث الزخرف۔ (آپ نے اس کی جگہ پر استعمال کی تاہم صفت آپ میں ہی ہے اور صفت ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خلق الضعیف من خوف الخلق (الضعیف یعنی کمزور کے خوف میں ہے) اس میں الف لام کی جگہ پر آگیا ہے۔

نوٹ: کل الضعیف من خوف الخلق یہ جملہ فہم کہتا ہے جس کی جگہ پر صفت میں ہونا اور اس میں سے بڑی مادہ پہری ہو جائے اور اس جملہ کے لیے کل پر لایا جاتا ہے کہ وہ اپنی حالتوں کے تحت ہونے کی پروردگار کے ساتھ صفت میں ہونا اور اس کا قول

انہن علیٰ قلوبہن مستغفرات لئن فیض خلقکم فی ذلک (انہن علیٰ قلوبہن مستغفرات) کے لیے ہمارے ہمارے (خبر) کہتا ہے کہ عالم کا یکساں ہونا میں تھا کہ ہے۔
اس شعر میں کل الضعیف "خلقکم" ہے جس میں الف لام کی جگہ پر کل کا لایا جاتا ہے۔
ان فی خلقکم کل ان کل صفات خلقکم (یہ لفظ اس میں ہی اپنی کافر ہے)

وَابْدَأَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ وَفِئَا لَعْنَةُ الْجَنَنِ

تو وہ آدمی - قید میری حالت میں وہ کہیں سے دل دیا جاتا ہے۔

وضاحت: قید میری حالت میں وہ کہیں سے دل دیا جاتا ہے اور یہ ہم بھی مرنا

کا لفظ ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی حالت میں کام لیا ہے۔ حضور کا قول

ہو ہی طرف کا ہوگا۔ سوائے خیر کے۔ اگر خیر طرف الیہ ہو اس کے مقابل کا وہ چمک کر رہے گا۔
خیر کا وہ نہیں ہوگا۔ اس کا کل یہ نقطہ ہے توڑت ہونے کی ضرورت ہے۔ اگر خیر کی طرف اختلاف کی
وجہ سے صاحب خیر کے ہر کام کو صرف ہوا ہے تو یہ اس کی طرف سے ہوا ہے۔

باب المبتدأ والخبر

بَابُ الْمُبْتَدَأِ وَالْخَبَرِ مَوْقُوعِ عَنِ: كَـ "اللَّهُ رَبُّنَا وَتَحَقَّقَ مَبْنِيَا."

ترجمہ:- یہ باب ہے۔ مبتداء اور خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں۔ جیسے "اللَّهُ رَبُّنَا" اور
"تَحَقَّقَ مَبْنِيَا" (مگر ہمارے لیے ہیں)
وضاحت:- جب معنی میں امر و خبر کے خیر کے اعتبار سے اسم کی اقسام کی تشکیل ہو
یہ یوں کہ جتنے اب یہاں سے مبتداء اور خبر کی طرف ہوں گے نظام کو ان کو شروع کیا۔
افعال: لیکن یہاں ایک افعال ہوتا ہے کہ معنی نے ان دونوں کو ایک باب میں آکر
ہے۔ جب کہ یہ مرفوعات کی شکل دیکھی ہیں۔ کیا ہیں؟
جواب:- میں کہ یہ دونوں مرفوع ہیں۔ جب ایک لفظ ہوتا ہے تو دوسرا بھی لفظ ہوتا ہے۔
دوسرے اس دم سے نکلا کہ ان کا حال میں شریک ہیں۔ کیوں کہ ان دونوں کا حال مستوی ہے۔
مبتداء کی تشریف:

اسناد کے لیے آنے والا وہ اسم ہے جو مرفوع لفظ سے خالی ہو۔ "اسم" جنس ہے جو
مرتب اور مرفوع دونوں کو شامل ہوتا ہے۔ مرتب کی مثال جیسے "زَيْدٌ فُلَانٌ" میں زید۔ مرفوع کی
مثال امر و خبر کے فعل ہندسہ ہے۔ ان مائل کے ساتھ لی جہاں مائل بن جاتا ہے جیسے ہادی فلول کا قول
"وَأَنْ تَصُونُوا حَيْزُ لَكُمْ" (لیکن تمہارے حق میں پھر کام ہوتا ہے کہنا ہے۔ پھر سوچو کہ آج
میں کا میں وان تَصُونُوا مرفوع لی جہاں مائل بن جاتا ہے۔ جو مبتداء ہے جس کی طرف سے خبر کی خبر ملتی چارہ
ہے۔ یہ دونوں مرفوع ہیں۔ اب مبتداء کی طرف ان الفاظ میں ہوگی۔ اسناد کے لیے
آنے والا وہ اسم مرتب یا مائل ہے جو مرفوع لفظ سے خالی ہو۔ مرفوع لفظ سے خالی ہونا یعنی
کوئی مائل اس نام سے پہلے موجود نہ ہو۔ چنانچہ اس سے "تَحَقَّقَ زَيْدٌ عَلَيْنَا" جیسی مثال خارج ہوگی
اس لیے کہ یہ مرفوع لفظ سے خالی نہیں ہے۔ بلکہ ان مائل موجود ہے۔ جس کی وجہ سے زید کو مرفوع اور
عَلَيْنَا کو مفعول آتا ہے۔ اسم اسناد کے لیے ہوا کہ اسناد موجود ہوگی تو مرفوع و مبتداء نہیں بن سکتا

جسے کئی کے ہاتھ میں لے کر آیا سو گات کو کر کے کھانا دیا اور کچھ مال انھیں سے نکال
 چر رہے تھے ان میں سے ایک سو گات بھی ہے لہذا یہ بتا دینا کہ اس سے بتا دیا کی اس
 طرف میں ہوں تم کے ساتھ اس میں کے ہا یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا ہے و ذی الحی
 ہا یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا ہے و ذی الحی

خبر کی تعریف:

خبر وہ ہے جو بتا دینا کے ساتھ لے کر آیا سو گات۔

خبر کی تعریف: یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے
 یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے
 یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے
 یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے

بتا دینا خبر کا حکم:

بتا دینا خبر کا حکم یہ ہے کہ یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے

وَيَقْعُ الْفَيْقُ نَزْوَةً اِنْ غَمَّ اَوْ حَسَّ، فَخَوْ: مَا زَجُلُ فِي السَّلْوِ
 اِلَّا مَعَ الْوَلْوِ وَ لَقَبْتُ عَزْوِي خَيْرٌ مِّنْ وَشْوِي وَ خَفِضَ ضَلْوَانِ
 خَفِضْنِي اَللهُ:

قرآن: - اور بتا دینا کہ یہ ہے کہ اس میں بتا دینا کے ساتھ لے کر آیا سو گات
 ہا یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے
 یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے
 یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے
 یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے
 یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے
 یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے
 یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے یہ بتا دینا کے لیے

فَصَحَابُكُمْ يَدْعُونَ إِلَى أَنْ يَكُونَ خُشْنُ الْبَدَنِ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ

مَدْرِي كَيْفَ يَكُونُ: كَيْفَ يَكُونُ خُشْنُ الْبَدَنِ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ

فَدَعَى كَيْفَ يَكُونُ خُشْنُ الْبَدَنِ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
(كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ)
كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ

سَوَال: بِنْتَانِ كَيْفَ يَكُونُ خُشْنُ الْبَدَنِ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
لَكِنْ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ

بِإِسْمِ: بِنْتَانِ كَيْفَ يَكُونُ خُشْنُ الْبَدَنِ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
مَرْفُوعٌ كَرِيبٌ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
بَارِئٌ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
وَكَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ

أَجِبْ: كَيْفَ يَكُونُ خُشْنُ الْبَدَنِ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
لِي كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ
كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ كَمَا هُوَ

وضاحت:- مبتداء کی خبر بھی ظرف منصوب ہوتی ہے اور بھی جہاد مجرور جو اس وقت ایک مطلق متفقہ یا استغفر لا (مذہب قدر مانا جائے گا۔) سمجھو اور میں مستقر قدر مانتے ہیں، اچھا کہ جہادی قدر ہے اور خبر میں اصل ذمہ ام مرفوعہ ہے جہاد ہادی تہائی کا قول "الزکب لاسفل منکم" اور کاظم سے پہلے "درہمہا مال" (۲۷) میں الزکب مبتداء اور اسفل ظرف منصوب خبر ہے اور اس سے پہلے مسکّر قدر ہے اور یا ام مرفوعہ خبر میں اصل ذمہ ام مرفوعہ ہے اس سے سبب اصل عبارت ہوگی "الزکب منفق" اسفل منکم" اور ہادی تہائی کا قول "اللعنہ للو رب العالین" (تمام) تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہادوں کا تہاد ہے) میں لعنہ مبتداء اور قلہ جہاد مجرور سے ل کر خبر جس سے پہلے مسکّر ام مرفوعہ ہے جس سے مطلق ہے۔ سبب اصل عبارت ہوگی "اللعنہ منفق" للو رب العالین

جب کہ نام افش، داری، زحرفی، استغفر فعل مقدّر مانتے ہیں، کیوں کہ عرف کے لیے کوئی مال ہو چکا ہے جس کے مطلق ہو جس میں اصل ہے اس لیے اس کو مقدّر کریں گے۔ اور جب فعل مقدّر ہو تو ظرف فعل کے مطلق ہوگا۔ اور خبر جملہ ہوگی۔ چنانچہ ان معنات کے مذہب کے مطابق ہادی تہائی کا قول "الزکب لاسفل منکم" میں لاسفل ظرف سے پہلے استغفر فعل مقدّر ہوگا اور اسی طرح "اللعنہ للو رب العالین" میں للو جہاد مجرور سے پہلے استغفر فعل مقدّر ہوگا۔ کیوں کہ مال ذمہ ام مرفوعہ ہے۔

وَلَا يُخْبِرُ بِالْقَوْلِ عَنِ الدَّاءِ، وَاللَّيْلَةُ الْهَلَالُ مُنْأَوَّلُ

ترجمہ:- اور (مبتداء) اس کی خبر ظرف زمان کے ساتھ نہیں آئی جاتی۔ اور اللیلۃ الْهَلَالُ جو علی حدیث ہے۔

وضاحت:- ظرف کی دو قسمیں ہیں (۱) ظرف زمان (۲) ظرف مکان۔

مبتداء کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) ابتداء فی جہاد کہہا جاتا ہے جیسے عہدہ، مجرور۔

(۲) عرضی۔ جسے صرف کہہا جاتا ہے جیسے قیام خود وغیرہ۔

مبتداء عام ذات ہو یا عرض۔ ظرف مکان کو اس کی خبر جہاد سے ہے اور ہر کی مثال جیسے زینۃ لفلان (یہ مبتداء) امام مطہر، کاف خطاب مطہر، الیہ مطہر، سچ مطہر الیہ سے ل کر ظرف مکان ملامت یا استغفر یا لہیت شبہ فعل کا۔ فعل یا فعل اسے کامل اور ظرف سے ل کر مبتداء کی خبر۔ مبتداء خبر سے ل کر جملہ صیغہ۔

مرض کی مثال والحقیر انسان کی بھی ترکیب اسی طرح ہوگی۔ لیکن اگر ہمتدار ہم ذات حق
اس کی خبر عرف زمین میں لے آتی، لیکن اس کو اسے مرض کی خبر دیا جاسکتا ہے لہذا آپ کہتے ہیں
الیوم کہہ سکتے ہیں، لیکن ریت الیوم میں کہہ سکتے۔ اور کہہ سکتا ہوں میں اس کی کوئی خبر دے دوں
تاویل کرنا واجب ہوگا۔ جیسے میں کا قول **قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتُمْ** (اقلیہ کے لفظ کے ساتھ کیا کسی
طرف ہے۔ لہذا کی خبر مقدم ہے) تاویل شدہ ہے اور تاویل اس طور پر ہے کہ اس کی تقدیر **قَالُوا**
مَلُوعٌ لِّلْهَلَالِ ہے۔ اور طرح مرض ہے نہ کہ ذات ہر طرف کو حذف کر کے خطاب الیہ کی اس کے
کام مقام کر دیا گیا ہے۔

وَيُقْفَى عَنْ الْخَبَرِ مَرْغُوعٌ وَضَبٌ مُّقْتَدِرٌ عَلَى اسْتِفْهَامٍ أَوْ نَفْيٍ نَحْوُ
أَقْبَلُنْ قَوْمٌ سَلَسٌ وَ تَامَ مَضْرُوبٌ الْقَفْرَانِ

توضیح:- اور مبتدا ہے مرفوع الیہ کی خبر سے ہے یا زائد ہوتا ہے جب کہ مبتدا پر
معتد ہو اور لی باسٹھام یا احکام کرنا ہو۔ جیسے **أَقْبَلُنْ قَوْمٌ سَلَسٌ** (کیا قوم سلی تمام کہنے والی
ہے اور تَامَ مَضْرُوبٌ الْقَفْرَانِ

وضاحت:- اگر خدا میں معتد ہو اور لی باسٹھام یا احکام کرنا ہو (احکام کا ملزم ہے
کنی باسٹھام اس مبتدا سے پہلے واقع ہو) اور وہ ہے مرفوع کے ساتھ الیہ کی خبر سے ہے یا زائد ہوتا
ہے۔ جیسے **أَسْطَحَامُ كِي حَالِ تَقْلَمُ الْقَوْمَانِ** (ولی کی مثال تَامَ الْقَوْمَانِ) میں دونوں مثالیں
میں زمین و حق کے ساتھ قابل ہے اور خبر سے مستثنیٰ ہے اس لیے کہ یہاں میں معتد فعل کی
تاویل میں ہے اور مرفوع اس کا کامل بن گیا ہے لہذا یہ یہاں ہو گیا ہے **لِيَقْضَى الْقَوْمَانِ** ہو
تَامَ الْقَوْمَانِ کہنا نہ سہ ہے۔ فعل کی خبر کی خبر صحت لکھ رہی اسی طرح سے بھی لکھ سکتی۔

صاحب کتاب نے خاصہ کے ذریعہ بھی مشغول کیا ہے اس کی بھی اسٹھام میں تاویل
خَلَفْنِي مَا وَابٍ مَّقْدِرٌ تَقْتَضَا إِنَّمَا تَمَّ تَكُونَالِي خَلِي مِّنْ قَالِمْ

(اے میرے دوست! تم دونوں میرے ہمراہ (حجت) کو پکارنے والے ہو کہ جسے جب
میں کہوں تو اس کی اطاعت ہو کر میرے (بعد) نہ جانا میں سے جس طرح نکل رہا ہوں۔)

اس شعر میں گل احشاد تَامَ وَابٍ تَقْتَضَا ہے کہ واپ میں معتد لائے لی، احکام کی خبر
کے ساتھ تَقْتَضَا کے ساتھ ہے۔ خبر کی کوئی خبر صحت نہیں رہا، رہے کہ واپ کی خبر مقدمہ ہوا تَقْتَضَا
کہبتدارت کر لیں دیا جاسکتا حدیث خبر کا طریقہ ہوتا کہ شیخ ملازم آئے گا۔ اس شعر میں

لوگوں پہنچے ہے جو مبتداء کی قسم دہی میں ضمیر خلیل کو بیخود منت کا کامل ملنے کے حق میں نہیں ہیں۔
 اعلیٰ ہائی اسٹیمپ میں شاعر کا قول

أَقْلَابُ قَوْمٍ سَلَسِي أَمْ نَزَوَا طَفَنًا؟ اِنْ يَنْطَقُوا قَفْجَبَتْ عَيْنُ مَنْ قَطَنًا
 (کیا انہی کی قوم قیام کرنے والی ہے یا اس نے کوچ کا ارادہ کر لیا ہے؟ اگر کوئی کہے گی تو اس
 شخص (یعنی شاعر) کا بیجا عجیب ہو جانے کا جو یہیں ٹیم رہے گا) اس شعر میں کل استعشاہ اَقْلَابُ
 قَوْمٍ سَلَسِي ہے کہ قلوب بیخود منت استعشاہ پر احمد کے ساتھ قوم کو نشان دے رہا ہے۔ قوم
 سَلَسِي کامل ہے جو خبر کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس طرح تمام مصروب القنواں لفظ کی استعشاہ
 میں پیش کیا گیا ہے کہ مصروب بیخود منت لفظ پر احمد کے ساتھ مبتداء ہے اور القنواں اس کا کامل
 ہے خبر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وَقَدْ يَنْفَعُ الْهَبْرُ مَخُوٌّ وَهُوَ الْفَقُودُ الْوَنُودُ

ترجمہ:- ابھی کی ایک مبتداء کی خبر خود دہی میں ہے "وَهُوَ الْفَقُودُ الْوَنُودُ"
 (یہ خبر خلیل کرنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔)

وضاحت:- ایک مبتداء کی ایک خبر خود دہی میں ہے "وَهُوَ الْفَقُودُ الْوَنُودُ" کی ایک مبتداء
 کی خبر خود ایک سے زیادہ خبریں ملتی ہیں حرف صفت کے ساتھ ہر ایک حرف صفت کے لیے
 "وَهُوَ الْفَقُودُ الْوَنُودُ" اور "وَهُوَ الْفَقُودُ الْوَنُودُ" (یہ خبر خلیل کرنے والا اور محبت
 کرنے والا ہے۔ حرف کا ماک، محبت والا ہے۔ جو چاہے کر گزرنے والا ہے۔ پس یہ خبر
 خود آیت ۱۰۰۰۰) ہو مبتداء ہے، ہر خبر میں ہیں۔ لہذا یہ حضرات ہر خبر سے پہلے مبتداء مانتے ہیں۔
 چنانچہ اس آیت کریمہ میں چار خبریں کے ساتھ چند مبتداء ملے گے اب اصل عبارت ہوگی "وَهُوَ
 الْفَقُودُ" و "وَهُوَ الْوَنُودُ" و "وَهُوَ الْفَقُودُ الْوَنُودُ" و "وَهُوَ الْفَقُودُ الْوَنُودُ" ہاں زید شاعر
 و کتب اب الزینان شاعر و کتب اب هذا خلقوا بعض کتب مثالیں میں امامہ کا خبر ایک
 ہونے پر امتثال ہے چنانچہ مثالی میں زید مبتداء اور شاعر خبر ہے اور کتب کا شاعر پر
 صفت ہے۔ اب یہ خبری مثالی میں الزینان میں تو ہر ایک لفظ صفت ہے جس کے بعد ہر
 ایک کی خبر دی ہو رہی ہے۔ اب یہ خبری مثالی میں خبر واحد کے علم میں ہے، چنانچہ اس کے مثالی
 هذا خبری مثالی میں اس کے کتب کے ہیں اب یہ تمام حقیقت میں ایک ہیں۔

وَقَدْ يَنْتَقِمُ، يَخُوَ فِي الْفَلَاوِ زَيْدٌ، وَ آيِنَ زَيْدٌ ؟

ترجمہ :- اور بھی خبر بتدہ پر مقدم ہوتی ہے۔ جسے فی الفلاو زینڈ (گرمی سے بڑا) اور آین زینڈ (کہاں سے بڑا)۔

وضاحت :- یعنی بھی خبر بتدہ پر مقدم ہوتی ہے اس قطبہ جرح کیل کے واسطے آئے ہے اس سے اشارہ کر دیا کہ خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ بتدہ سے خارج ہو، کیوں کہ وقت تقدیم اصلاح تاخیر کو مستلزم ہے گویا کہ صحت نے کہا "والاصل فی الخبر ان یُتَأَخَّرَ وَقَدْ يَنْتَقِمُ عَلَى الْمُبْتَدَأِ" یعنی اصل خبر میں یہ ہے کہ بتدہ کے بعد آئے اور بھی بتدہ پر مقدم بھی ہوتی ہے اس سے بطور کلیہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بتدہ میں اصل یہ ہے کہ وہ خبر سے مقدم ہو۔ بشرطیکہ تقدیم سے کوئی چیز مانع نہ ہو اس لیے کہ بتدہ صحت سے بعد خبر اس کے محال میں سے ایک حال ہے اور اس سے اپنے حال پر مقدم ہوتی ہے۔ اب مذکور قصہ صحت کا مطلب ہے کہ خبر بھی بتدہ سے پہلے آتی ہے۔ مگر ہمارا اور بھی وجہ ہمارا اجازت عدم ہو جسے فی الفلاو زینڈ (گرمی سے بڑا) اور دوسری مثال کا قول "صَلَامٌ هِيَ" یہاں سے مراد سلامتی کی ہوتی ہے۔ یہاں سے بتدہ بعد اور "وَأَيَّةٌ لَهُمْ فَلْيُنِیْ" اور ان کے لیے ایک محال صحت ہے۔ یہاں سے بھی آئے ہے ان تینوں مثالوں میں خبر مقدم ہے۔ بتدہ مؤخر ہے۔ پہلے ام کو بتدہ نہیں مانگتے۔ اور مذکور کی خبر صحت سے بلا لازم آئے گا خبر مؤخر یا مقدم ہو۔ جسے فی الفلاو زینڈ (گرمی سے بڑا) اور آین زینڈ (کہاں سے بڑا) اور اصل عرب کا قول "خَلَى الْفَنَزَةُ وَظَلَّهَا زَيْدًا" (بگود پر اس کے ظل میں ہے) ان تینوں مثالوں میں خبر کو بتدہ پر مقدم کرنا لازم ہے۔ کیوں کہ پہلی مثال میں خبر کو مؤخر کرنا صحت کے ساتھ اکتفا اس کا خلاف کرتا ہے۔ اس لیے کہ اگر کسی شخص کے لیے صحت کی طلب زیادہ کرتا ہے بہ نسبت خبر کے تو اس وہم کو دور کرنے کے لیے زینڈ گود کی صحت نہیں ہے بلکہ خبر ہی ہے اسے مقدم کر دیا جائے کہ صحت بھی مقدم نہیں ہوتی، اکتفا ترکیب ہوگی۔ فی الفلاو خبر مقدم اور زینڈ بتدہ مؤخر ہے۔ دوسری مثال میں خبر کو مقدم کرنا لازم ہے، کیوں کہ خبر صحت کا کام چاہتی ہے۔ اگر مؤخر کر دیں تو جس کا کہ صحت کا کام ہے اسے صحت سے مؤخر کرنا لازم آئے گا جسے آین زینڈ بتدہ بعد تیسری مثال میں غیر لازم کی طرف رجحان لازم آئے گا جو اتفاقاً مؤخر ہے۔ اور یہاں تاڑ ہے، بلکہ خلی الفنزہ و ظلَّهَا زَيْدًا میں خلی الفنزہ خبر مقدم ہے اور وظلَّهَا صحت غیر کے بتدہ مؤخر ہے۔ اور وظلَّهَا کا غیر الفنزہ کی طرف مانع ہے، بگود پر اس کے ظل میں ہے۔

وَقَدْ يُخَفِّدُ كُلُّ هُوَ الْفَيْتَقَامِ وَالْخَبِيرِ مَخْوً: سَلَامٌ، قَوْمٌ مُنْكَرُونَ
أَبَى عَلَيْهِمْ أَنْتُمْ.

توضیح :- اور بھی مبتدا خبر میں سے ہر ایک حذف کیا جاتا ہے (کی قرید کی وجہ سے)
جیسے سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ (کہ سلامتی ہو) اور کہا جائے کہ میں ہی (میں تم پر) تم لوگ۔

وضاحت

حذف مبتدا و خبر کی صورتیں،

مبتدا و خبر سے ہر ایک کا حذف کر بھی جائز ہوتا ہے اور بھی واجب۔ جائز تو اس وقت ہے
جب کہ قرید موجود ہو جو اس کے محذوف ہونے پر دلالت کرتا ہو چاہے لفظی ہو یا عقلی، مثلاً ہو یا
مثلاً۔ یہی مبتدا محذوف کی مثال ہے ہر اری قتلی کا قول: قُلْ لَقَدْ أَخَذَكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ ذَلِكُمْ فَفَلَوْلَا
لِیْ هِیَ الْفَلَا (کہدیکھو کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ برتر خبر دوں۔ وہ آگ ہے۔ اور مہلک اور مہلک
آج سے اس آیت میں بھی مبتدا محذوف ہے اور پشورِ قَوْلِ ذَلِكُمْ قرید ہے اور یہ قرید لفظی ہے۔
اسی طرح ہر اری قتلی کا قول: نَسُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا لِنَارٍ هَذِهِ سُورَةٌ (یہ ہے وہ صحت جبرام
نے نازل فرمائی ہے۔ اور یہ سورہ نور آیت ۱) اس آیت میں بھی مبتدا محذوف ہے اور قرید عقلی
وہاں ہے اس لیے کہ سورہ نازل کرنے کا قصد ایک ہی اکسین کر کے اس پر صلیح کا حکم کرتا ہوتا ہے،
تاکہ اس کی طرح دوسرے حضرات بھی عمل کریں۔

خبر محذوف کی مثال ہے ہر اری قتلی کا قول: تَلَقَّيْنَاهُ نَازِلًا وَتَلَقَّيْنَاهُ نَازِلًا (اس کا معنی
تو لگی والا ہے اور اس کا سایہ ہوگا۔ اور سورہ نور آیت ۲۵) اس آیت میں لفظ نَازِلًا خبر محذوف ہے،
پہلا لفظ قرید ہے اور یہ قرید عقلی کی مثال ہے اسی طرح ہر اری قتلی کا قول: قُلْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ اَم
الْاِنْسَانُ (یہ ام اللہ اعلیٰ) (کہدیکھو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟ اور سورہ بقرہ آیت ۱۷۷) اس آیت
میں اللہ مبتدا ہے اور اس کی خبر لَفْظٌ اَعْلَمُ محذوف ہے، پہلا لفظ قرید ہے جو دلالت کرتا ہے، یہ قرید
عقلی کی مثال ہے۔

و مبتدا و خبر کا اجتماع اور ان کے محذوف ہونے کا حکم:

بھی وہ مبتدا و خبر اس طرح جمع ہو جاتے ہیں کہ ایک کا مبتدا محذوف ہو جاتا ہے اور دوسرے
کی خبر۔ جیسے ہر اری قتلی کا قول: سَلَامٌ، قَوْمٌ مُنْكَرُونَ (ایسا حکم علیہ السلام نے تھا یہ سلام دیا
اور کہا جائے کہ میں ہی) اس آیت میں سَلَامٌ مبتدا ہے اور قَوْمٌ

کے اور علوکم غیر خلاف ہے۔ اصل حدیث ہے سلام علیکم۔ اور قوم منکرون مبتدأ
خبر کی خبر ہے اس کے کس سے پہلے انتم مبتدأ ہے جو خلاف ہے۔ اصل حدیث ہے انتم
قوم منکرون۔ اس پر ہی حدیث اس طرح کی سلام علیکم انتم قوم منکرون

وَبِمَجِبْ حَتَّى الْخَبَرِ لَمَّا جَوَابِي "وَلَا وَالْقَسَمِ الضَّرِيحِ. وَالْحَلِ
الْمَنْتَبِعِ كَوْنَهَا جَبْرًا. وَنَقَدَ وَأَوِ الْفَصْلَ الْضَرْبِ. مَحْزُ: لَوْلَا
لَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ" كَقَوْلِكَ لَا مَقْلَنَ "وَضَرْبِي زَيْنًا قَالًا وَ كَلَّ
زَجَلٍ وَضَيْفَتَا."

ترجمہ:- اور لولا کہ تم میری جوابی "وَلَا وَالْقَسَمِ الضَّرِيحِ. وَالْحَلِ
الْمَنْتَبِعِ كَوْنَهَا جَبْرًا. وَنَقَدَ وَأَوِ الْفَصْلَ الْضَرْبِ. مَحْزُ: لَوْلَا
لَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ" (اگر تم نہ ہوتے تو میں تو سوچتا ہوں) لَقَوْلِكَ لَا مَقْلَنَ
(خیر میری قسم میں ضرور پلٹ کر کہتا ہوں) ضَرْبِي زَيْنًا قَالًا وَ كَلَّ
مَّا كَدَّ كَلَّ (اور برائی یا نیکی یا کیرا ہوں کے ساتھ ہوں)

وضاحت

خبر کو جو با حذف کرتا:

خبر کا حذف کس وقت واجب ہے جب کہ خبر کا خبر کی قائم حالی کرنے والا دونوں صورتوں
ہوں۔ لہذا در مسائل میں خبر کو جو با حذف کیا جاتا ہے۔

مسئلہ اولی: لولا کے جواب سے پہلے خبر کو حذف کرنا لازم ہے جیسے ہادی خلی کا قول لَوْلَا
أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ" (اگر تم نہ ہوتے تو میں تو سوچتا ہوں)۔ ہادی (۳۷۷) اس آیت میں
لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ لَوْلَا کا جواب ہے۔ اور اس سے پہلے ضَفَفْتُوْا غِي لَقَوْلِي خَيْرَ مَخْلُوفِ ہے
وہی اس فقرہ کی آیت أَنْتُمْ ضَفَفْتُوْا غِي لَقَوْلِي خَيْرَ مَخْلُوفِ ہے۔

مسئلہ ثانی: تم میری کے جواب سے پہلے خبر کو حذف کرنا لازم ہے جیسے ہادی خلی کا قول
كَقَوْلِكَ لَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ" (خیر میری قسم میں ضرور پلٹ کر کہتا ہوں)۔ ہادی (۳۷۷) اس آیت میں
لَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ کے جواب ہے۔ اور اس سے پہلے ضَفَفْتُوْا غِي لَقَوْلِي خَيْرَ مَخْلُوفِ ہے۔
لَقَوْلِي خَيْرَ مَخْلُوفِ ہے۔ اور اس کا لازم تم پلٹ کر کہتا ہے کہیں کہ تم پلٹ کر کہیں نہیں ہو سکتا تھا
فَقَسِي مَخْلُوفِ ہے۔ سلام تم حال میں وقت غور کی میں کا خبر تو (فَقَسِي) سے بدل گیا۔

بہت قسماً میں عمر آ گیا ہو گیا البتہ اس کے

سوال: صفحہ ۷۴ جم کے ساتھ مربع کی تہ کیوں ملتی ہے؟

مخاب: مرتب کہ کہ عوذ اللہ ہے کہ کثرت جو بھی قسم نہ بھی مطلق مہد کے لیے استعمال
ہوے ہیں اس امر کا کیا ہے حفظ عوذ اللہ لا اضرنا ۱۰۱۔ قسم کے حق میں ہے۔ لیکن عوذ اللہ
توجب التوبہ بہ مطلق مہد کے حق میں ہے۔ اسی وجہ سے اس خبر کو ذکر کرنا درست ہے۔ لہذا آپ
رعن عوذ اللہ کہہ سکتے ہیں۔

مسئلہ ثالث۔ اس حال سے پہلے جس کا مبتداء کے لیے خبر نہ ملے اور کو ملاحظہ کرنا لازم ہے کہ اصل عرب کا قول ضربین زینا فلاقا اصل میں ضروب زینا حاصل ایا کان فلاقا ہے فلاقا مال سے پہلے حاصل ایا کان کی ملاحظہ لگے گا۔ اور یہ حاصل ملاحظہ خبر ہوگا۔ ایا خبر کے لیے طرف ہوگا جو کان خبر کی طرف ملاحظہ ہے کان کا اصل ای میں مشتق ہے جس کا مرقع ضربین محمد کا معلول ہے۔ اور فلاقا اس سے حال ہے۔ اور یہ فلاقا ایما حال ہے جو ضروب مبتداء کی خبر نہیں بن سکتا۔ آپ ضروب فلاقا نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ ضروب کی صفت فلاقا نہیں آیا کرتی۔ اور ای طرح اکثر ضربین التنبیہی ملتونتا مسائل اکثر ضروب التنبیہی حاصل ایا کان ملتونتا ہے اور احکام ما یکون الامور فلاقا مسائل احکام ما یکون الامور حاصل ایا کان ملتونتا ہے۔ (اس تیسری حالت کا ضابطہ یہ ہے کہ مثال بدل کی طرح مبتداء محمد مرتب ہو یا مثال بدل کی طرح اصل التعلیل صدر مرتب کے لیے مضاف ہو۔ یا مثال بدل کی طرح اصل التعلیل صدر متزل کی طرف مضاف ہو اور اس کے بعد محمد کے لیے معلول ہو۔ پھر یہ حال شرح کے ساتھ نام منصب ہوگا صدر قرار ہے کہ یہ حال خبر تابع ہو۔)

مسئلہ ماہی: ماہی صاحبِ حرم کے اہل بیتہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک ماہی کو قتل کیا ہے۔

باب النواصخ المبتدأه والغیره

وَمَا فِيهَا مِنَ الْمُتَسَاوِينَ لَكُمْ فِي الْمُنَادِيَةِ وَالْمُجِبِّ وَالْمُتَلَقِّ لِلثَلَاثَةِ آمَوَاعَ، لَمْ يَلْهَأْ كَلِمَةً، وَنَاسِي، وَنَسِيحٌ، وَأَصْحَى، وَطَلٌّ، وَبَلَّتٌ، وَضَلَّ، وَنَيْسٌ، وَمَا زَالَ، وَمَا فَهِمَ، وَمَا انْفَكَّ، وَمَا بَرَحَ، وَمَقَامٌ، فَيُرَاضُ الْمُتَقَدِّمُ إِسْمَاعِيلَ لِقَائِهِ

وَيَنْصَبْنِ الْغَيْرَ خَيْرًا لِّهُنَّ، مَقْوُ (وکلان ربك قدیرا)۔

ترجمہ:- یہ باب ہے، مبتداء و خبر کے حکم کے لیے نواسخ تین قسم کے ہیں، ان میں ایک قسم کلن، انفس، اضمح، ظل، باث، صلہ، لیس، ملاز، مافق، ما انفق، و غیرہ اور خلاق ہیں۔ مگر یہ سب مبتداء کو رخ دیتے ہیں اپنے لیے اسم تاکر و خبر کو نصب دیتے ہیں اپنے لیے خبر ہونے کی حیثیت سے جیسے وکلان ربك قدیرا (بلاشبہ آپ کا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے)۔
وضاحت:- نواسخ کی نوع ہے۔ لغوی معنی زائل کرنے کے ہیں۔ چنانچہ جب سورن سایہ کو زائل کر دے تو اس وقت کہا جاتا ہے مسخت الشمس الظل (کہ سورج نے سایہ کو زائل کر دیا)۔

نواسخ کی اصطلاحی تعریف:

جو مال مبتداء و خبر کے حکم کو فتح کرے اصطلاحاً نواسخ کہلاتے ہیں۔

نواسخ کی وجہ تسمیہ:

یہ بلاسیہ پد داخل ہوتے ہیں اور مبتداء و خبر کا امر یا مہل دیتے ہیں ماسی لیے ان کو نواسخ مہل (مہل کا مضموع کہنے والے) کہتے ہیں۔ یہ مہل بلاسیہ پر جب داخل ہوتے ہیں تو مبتداء کا نام امر ہو جاتا ہے۔

نواسخ کی قسمیں:

نواسخ کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مہل جو مبتداء کو اپنا اسم تاکر رخ دیتے ہیں اور خبر کو اپنی خبر تاکر نصب دیتے ہیں یہ کلن اور اس کے اخوات ہیں۔

(۲) مہل جو مبتداء کو نصب اور خبر کو رخ دیتے ہیں۔ یہ ان اور اس کے اخوات ہیں۔

(۳) مہل جو مبتداء اور خبر دونوں کو نصب دیتے ہیں۔ وہ ظن اور اس کے اخوات یعنی اظن کہلاتے ہیں۔

نواسخ کے اعتبار سے مبتداء و خبر کا نام:

باب کلن کے پہلے اسم کو ان کا اسم پد داخل ہوا دوسرے کو ان کی خبر یا مفعول کہا جاتا ہے۔ اس لیے ان کے پہلے اسم کو ان کا اسم دوسرے کو ان کی خبر کہتے ہیں۔ باب ظن کے پہلے اسم کو مفعول یا خبر دوسرے کا مفعول یا خبر کہتے ہیں۔

کان اور اس کے اخراجات کا بیان:

الاحمال ناقصہ کی تعریف:- ضعیف، بچہ، مفلوج، جو کامل کو کی حالت پر مقرر کرنے کے لئے وضع کیے گئے ہیں۔

الاحمال ناقصہ کی تعداد:- الاحمال ناقصہ چار ہیں۔ غلن، آنسی، اضمیغ، اضمی۔ غلن، بات، صلا، انوس، فلزل، غلظن، فالفظ، فانیع، غلظان۔

الاحمال ناقصہ کی وجہ تسمیہ:- مگر الاحمال کی طرف یا احمال حدوث پہلا ت نہیں کرتے۔ بلکہ اصل (م) ہم نام نہیں ہوتے بلکہ شر کے خلاف رہتے ہیں۔

الاحمال ناقصہ کا عمل:- یا احمال بل سب (جس کا ذکر) یا احمال ہوتے ہیں۔ جتنا احمال کا نام ہوتا ہے اس کا ذکر اور خبر کو صوبہ ہے جسے یہی احمال کا قول "وکان ذلک فلیذا" (پیشہ آپ کا پروردگار) (ہر چیز پر اس کا ذکر ہے۔ پارہ ۱۳ ص ۱۷۸) (۵۰)

ذکرہ عمل کے اعتبار سے الاحمال ناقصہ کی تقسیم:

ذکرہ الامال کے اعتبار سے الاحمال ناقصہ کی تسمیہ (۱) جو مبتداء کا رخ اور خبر کو صوبہ یا شرط ہے۔ یا احمال ہیں۔ غلن، آنسی، اضمیغ، غلظ، بات، صلا، انوس، اضمی۔

(۲) جو یہی عمل اس شرط کے ساتھ کرتے ہیں کہ اس سے پہلے لگائی ہوئی ہو یہ چار ہیں۔ زان، نین، فقی، انظف، لکی کی مثال جسے یہی احمال کا قول "ولا یزالون نغفلون" (اور اس کا انکار کرتے رہیں گے۔ پارہ ۱۳ ص ۱۷۸) اس آیت میں بزلفون سے پہلے لگائی ہوئی ہے۔ پہلی سے مراد یہی اور عام ہے۔ لکی کی مثال جسے شاعر کا قول

ضاح شاعر: ولا یزال ذلک

(سب سے شاعر سے لائق جانے والے تیار اور مسلسل موت کو کہہ کر صلا سے پہلے جانا ہی کر رہی ہے) عمل احتیاط - اس شعر میں گل احتیاط لا یزال ذلک الفوت ہے جو اس کی ہے، اذت ام ہے خا زان کا کہ ذلک الفوت خبر ہے چنانکہ زان پر حرف لگایا ہے اس لیے کہ فعل

تھیں لائق ہیں۔

دعا کی مثال: جسے شاعر کا قول

الا ینا لسانی یا ذلک منی غلی البانی
(اے پروردگار! سلام ہے، لے گی کے مگر جو کلمہ میں رہے ہو، مجھ سے اس کی بھی

مکر سے رہیں، یہ ایمان میں حقیقت ہے۔

مگر استہد۔ اس شعر میں گل استہد "لَا تَزُولُ مُنْقَلَبًا" سے اس لیے لازماً شعر میں

۲۰

(۳) تیسری قسم فعل ناقص کی جو اس شروع کے ساتھ یہ عمل کرتی ہے کہ اس سے پہلے ماضی میں
طرفین میں یہ نام ہے۔ جیسے ہادی خلیل کا قول "وَلَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ مَا فَتَكَ حَيَاتًا"
(اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا عہد کیا ہے جب تک میں زکوٰۃ نہیں دے گا۔) پہلا شعر یہ ہے "وَلَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ مَا فَتَكَ حَيَاتًا"
آیت میں گل استہد "مَنْ لَمْ يَلْمِزْ نَفْسَهُ يَلْمِزْ" ہے جو منقہ نقول کے معنی میں ہے، اس کو ماضی میں اس لیے
کہتے ہیں کہ اس کی نظر "مَنْ لَمْ يَلْمِزْ نَفْسَهُ يَلْمِزْ" ہے۔ اور غرض اس لیے کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں
طرف نکلا ہوا ہے۔ منقہ

وَلَقَدْ يَنْقُصُ الْخَبِيرُ تَحْوُ فَلَيْسَ سِنَوَاتٍ عَلِيمٌ وَجَهْلٌ

ترجمہ:- اور یہی خبر فعل ناقص اور اس کے ام کے درمیان ہوتی ہے۔ جیسے فلان
سنوۃ علیم و جہل۔ (یہاں مالہ اور ہال مابین میں ہے)
وضاحت

خبر کا فعل ناقص اور اس کے درمیان آتا:

یہی خبر فعل ناقص اور اس کے ام کے درمیان یعنی ام پر عدم ہو جاتی ہے۔ جیسے یہی معلول
قابل پر عدم ہوا ہے۔

ظہار ہادی خلیل کا قول "وَلَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ مَا فَتَكَ حَيَاتًا" (میں پر مہوں کی مدد کرنا
ہے۔ پہلا شعر یہ ہے "وَلَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ مَا فَتَكَ حَيَاتًا" اس آیت میں "تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ" کا ام یہ "تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ" کا
کلن کا خبر ہے اور خبر فعل ناقص کے ام پر عدم ہے۔

ہادی خلیل کا قول "وَلَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ مَا فَتَكَ حَيَاتًا" (کیا ان لوگوں کو اس بات سے خوب
ہمارے ہونے میں سے ایک شخص کے پاس وہی ہوگا۔) پہلا شعر یہ ہے "وَلَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ مَا فَتَكَ حَيَاتًا" اس آیت میں "وَلَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ" کا
لَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ کا ام یہ ہے اور خبر فعل ناقص کے ام پر عدم ہے۔

ہادی خلیل کا قول "وَلَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ مَا فَتَكَ حَيَاتًا" (ساری اچھائی مشرق و مغرب کی
طرف توجہ کرنے میں ہی نہیں۔) پہلا شعر یہ ہے "وَلَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ مَا فَتَكَ حَيَاتًا" اس آیت میں "وَلَوْ تَصَاحَبَ بِالشُّرَاةِ وَالزُّكَاةِ" کا
یہ شعر ہے اور خبر فعل ناقص کے ساتھ خبر عدم ہے۔

شاعر کا قول سنیں ان جہلت الفہن غنا وغنہن۔۔۔ فلفین شوالہ علقہ و جہول
(اگر ہم مختلف ہوتے لوگوں سے کلمہ لے لیں تو ان کے پاس سے کچھ بھی نہ ملے گا۔) بالہ
بالہ ہاں لکھیں ہو سکتے ہیں شہر میں علقہ و جہول۔۔۔ فلفین کلام ہر غرارہ شوالہ خیر مقدم ہے۔ (یہ
میل بن حاد یا یہودی کا شعر ہے غرض کہ ہاں لکھیں شاعر یا کمال بنانہ لکھیں) اور دوسرے شاعر کا قول
لا طیب للعیش ما دلت منقضا۔۔۔ الفلثہ ملا کبر الفلثہ و الفلثہ
(زنگی میں کئی حرکتیں ہیں جب تک کہ اس کی لڑکی موت ہو کر نہ رہے اور اس کی لڑکی اگر رہے)
اس شعر میں الفلثہ فلانیت کا اسم ہر غرارہ منقضا خیر مقدم ہے۔

نوٹ:- لکھنؤ شہر کی ایک روایت میں یہ قول ہے کہ لیس کی خبر کا اسم پر مقدم کرنا
باز ہے۔ اور ان میں سے کسی میں یہ قول ہے کہ نام کی خبر کا اسم پر مقدم کرنا بجا ہے۔ اور
دوسرا قول ہمارے مذکورہ شہر است دلاک سے مطلوب ہے۔

و قد یفتقد الخبز، إلا حیز نام و لیس۔

ترجمہ:-۔۔۔ (خمس نام کی خبر) (خمس نام ہاں لکھیں) ہاں لکھیں ہوتی ہے۔
نام و لیس کی خبر کے

وضاحت

خبر کی فعل یا قس واسم پر نظر کریں:

خبر کے عمومی طور پر تین ماحول ہیں۔ (۱) فعل یا قس ہاں لکھیں کے اسم کے بعد ہاں لکھیں کا اصل ماحول
ہے۔ جیسے ہاں لکھیں کا قول و کمال، و لیس، و لیس (۲) قس یا قس ہاں لکھیں ہر جہز پر قائم ہے۔ اور
ہر جہز پر قائم ہے اس آیت میں کمال فعل یا قس ہاں لکھیں و لیس اس کلام اور قس یا قس ہاں لکھیں
کے اسم اصل میں ہیں

(۲) فعل یا قس ہاں لکھیں کے دو ماحول آجائے ہیں۔ (۱) خفا غلبنا فنشر لیل و نیاں
(۲) ہر ماحول کی دوسری کلام ہے۔ اور ہر ماحول ہاں لکھیں کے ماحول لیل و نیاں
کلام ہر ماحول خفا غلبنا خیر مقدم ہے۔

(۳) فعل یا قس ہاں لکھیں کے اسم ہاں لکھیں ہر جہز پر قائم ہے۔ جیسے خفا غلبنا و لیس
علقہ فعل یا قس کی خبر ہے فعل یا قس ہاں لکھیں کے اسم ہاں لکھیں ہر جہز پر قائم ہے۔
اس میں ہاں لکھیں کے قول لیل و نیاں خفا غلبنا و لیس (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

کرتے تھے۔ ہر وہ چیز جو آلودہ (مذکورہ حالات اور عی ہے) اس آیت میں کلن فصل نہیں
ختم خیر اس کا، یقیناً غیرہ فی لفظہ، یقیناً کا موصول ہے جو کلن پر مقدم ہے اور موصول
مقدم ہر محال ہونے کو جائز قرار دیتا ہے۔

ملاحضہ اور ایضاً کی خبر کے بارے میں التفصیل دئے:

الْأَخْبَرُ دَامَ وَلَيْسَ كِي وَضَاعَ ملاحضہ اور ایضاً کی خبر میں الحال پر مقدم نہیں ہوتی۔
کیسے لَا نُضَحِّقُ مَا دَامَ زَيْنًا ضَوْيَقُہ (میں خود سے دعا کی نہیں کروں گا جب تک نہ تیرا دوست
ہے) میں خبر الی حالت پر قرار ہے۔ دَامَ کی خبر کے بارے میں حاقہ کا اتفاق ہے، چون کہ اس میں
ما موصول ہے جس کی خبر یہ صحت یہ آتی ہے اگر خبر اس سے پہلے آئے گی تو صلہ کو موصول پر مقدم کرنا
لازم آئے گا اسی طرح یہاں بھی نہیں کر سکتے کہ خبر کو ما کے بعد دَام سے پہلے ذکر کریں، کیوں کہ یہ
موصول حرفی ہے اس لیے اس کے بعد صلہ کے درمیان کوئی فاصل نہیں ہونا چاہیے، چون کہ یہ حرف
غریب، اظہار یہ غیرہ کی ہوتے ہیں اس لیے اس کی بین کے لیے کہ یہاں موصول بن کر آئے ہیں
صلہ کا متصل رہا نظر ہی ہے۔ کیسے "فَجَنَّتْ مَنَا زَيْنًا تَضَعُ" جیسی مثال نہ سہ نہیں ہے نہ
میں ما موصول اور صلہ کے درمیان زیناً قائل ہے۔ ہی موصول ای میں موصول صلہ کے درمیان
قائل موصول ہوتا ہے "جَنَّتْ لَدَى زَيْنًا خُزْبُ" الایہ کہ لاف لام موصول ہے تو پھر فصل چاہیے
چون کہ لاف لام داخل ہی اس میں ملت پڑتا ہے جو اس کا صلہ نہ رہا ہے۔ کیسے جَنَّتْ الصَّالِبُ
زیناً لیکن زیناً کو الضارب پر مقدم کیا جائے تو یہ جائز نہیں ہوگا۔

لَیْسَ کی خبر کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ لَیْسَ کی خبر لَیْسَ پر مقدم نہیں ہوتی۔ یہ لَیْسَ
میرا صلہ میں اسرار و غیرہ کا صلہ ہے اور یہی نہ سہ ہے اس لیے کہ "لَا نَحْبِطُ لَیْسَ" جیسی مثال
غیر مسموعہ ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ایضاً صلہ ہونے کی وجہ سے عین کے مشابہ ہے۔ یہ
غرضی کی خبر کا غرضی پر مقدم ہونا بلا اتفاق منہا ہے۔ لام قاری اور کن دینی وغیرہ نے خبر کا مقدم
لَیْسَ پر جائز قرار دیا ہے اور استدلال میں ہادی قتالی کا قول "الْأَيُّومُ يَنْقُضُهُمْ لَیْسَ فَخُزْبًا
غَضْمُ" (سنو جس دن وہ ان کے پاس آئے گا پھر ان سے لٹے ولا نہیں۔ پرہیزگاروں سے) اور
قاری کرتے ہوئے کہا کہ یوم مصروفاتے حلق ہے اور مصروفات ایضاً کی خبر ہے تو خبر کا موصول
ایضاً پر مقدم ہونا اور موصول کا مقدم ہونا محال کے مقدم ہونے کو جائز کر دیتا ہے، لیکن اس کا جواب یہ
ہے کہ یوم ظرف ہے نہ ظرف کے اس میں بہت حد تک ہیں اسے کہیں بھی ذکر کر سکتے ہیں۔

مخرج جلا تا شوب ختم کلمات گزرتی ہے

وَنَالِكَ مِنْ فَتْلِهِ خَلْفِي — وَخَيْرُ مَا عَنْ يَمِينِي الْأَشْرَفُ

(اور یہ خطراپ دیکھائی اس خوش خبری وجہ سے تھی، جو جو تک پہنچا یعنی مجھ کو خبری کی

پہچان کے ساتھ)

ان اشعار میں ثلاث جملہ ہے خبر کی ضرورت تھی۔ (پہر ما تیس میں ما تیس کے اشعار ہیں جو شعراء جاہلیت میں سے ہے) ابن ایشام (یعنی صاحب القراءۃ) نے نام کی طرح کی جو قائل ہوا ام کے ساتھ کہ پہر ما تیس خبر کی ضرورت نہ ہو۔ تاہم جسے خبر کی بھی ضرورت پیش آئے۔ اسی طرح کہ وہ دست قاتے ہیں، جب کہ انکو بھی اصل نام کی طرح اس طرح کرتے ہیں کہ وہ حد و زبان دونوں پر دلالت کرے۔ تاہم وہ ہے جس میں سے حدیث کے معنی طلب کر لیے جائیں اور انہی میں سے۔

وَكُلُّ مَنْ يَخُولُ رِجَالَهَا مُنْقَضَةً، نَحْوُ: مَا كُنْ أَحْسَنَ زَيْنًا

تو چھوڑو۔ اور کل ان کا نام ہونے اور وہاں میں لانے چاہئے کے معنی کے ساتھ ہے

مَا كُنْ أَحْسَنَ زَيْنًا

وضاحت:- عرب زبان میں کان میں ہر طرف سے استعمال ہوتا ہے۔

(۱) ناقص:- جسے ایک ام مرفوع اور خبر منصوب کی ضرورت ہوتی ہے جیسے توکل یزید

یذیر؟ (یا آپ کا پیغام پہنچ رہا ہے)

(۲) تامة:- جہاں مرفوع کے ساتھ نام ہوتا ہے خبر کی ضرورت سے بچنے والی فعل کا

قول توکل یزید غرض (اس کا کوئی بھی نام)

(۳) لا اتم:- کل نام کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی سے بدلے کے لئے

کلیا تہذیب سے اس کا نام کی ضرورت ہوگی نہ خبر کی۔

تکل کے کذا تہذیب کی شرطیں:

تکل کے کذا تہذیب کے لیے دو شرطیں ہوتی ہیں۔

(۱) تکل میں خاص ہو۔ (۲) کذا ایسے نام و لفظ کے ساتھ ہوں جو ہر طرف سے

جسے تکل احسن زینا اس کے ساتھ زینا تھا۔ ماہر لفظ احسن کے ساتھ کل نام کا

ہے کل نام کا معنی اصل ہوتا ہے جہاں سے لے کر ہر طرف سے ہر طرف سے۔

وحدید میں مضار بہا المعزوم، وضلاً ان تم یلقھا سلکون ولا
صغیر نصب متصل۔

ترجمہ:- اور اس (یعنی خان) کے مدارع نمود کے کون کا حذف ہوا، اصل اور
(یعنی اس پر حذف ہوا) اس کے بعد کی ساکن تار پہ اس کے ساتھ ضمیر منصوب متصل ہوا

وضاحت

خان کے آخری حرف کا حذف کرنا پانچ شرطوں کے ساتھ:

دوسرے افعال ناقص کے ساتھ اس کی یکا آخر ہی خصوصیات ہیں جن میں سے ایک اس
کا لازم ہونا ہے جیسا کہ پہلے آپکے اس طرح اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا آخری حرف
حذف کرنا جائز ہے اس کی پانچ شرطیں ہیں (۱) وہ میض مدارع ہو (۲) میض مدارع نمود ہو
(۳) اس پر حذف ہوا ہو بلکہ اصل ہوا ہو (۴) اس کے ساتھ ضمیر منصوب متصل نہ ہو (۵) اس کے
بعد کی ساکن تار پہ اس کی متصل جیسے ہری فعل کا قول و لم یفعل (اور نہ ہی ہوگا)۔
پہلے اس پر کیا ہے (۶) اس کے بعد لفظ فاعل تھا۔ تم کی وجہ سے کون نمود ہوا۔ (اور حذف کر
دیا گیا) اگر ساکن کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے تو اس کو حذف کرنا لازم تھا۔ مگر بعض تالیف
نوں کو بھی حذف کرنا ضروری ہے کہ حذف کرنا جائز تھا نہ ہی ہوگا۔

ہری فعل کا قول و لم یفعل فاعل لفظ الکتاب (دل کتاب کے کار و بار)۔
اس کے بعد لفظ ہے۔ یہاں سے لفظ آیت (اس کون حذف ہوگا۔ چوں کہ اس کے بعد لام اس کا
ہے جس کی وجہ سے کون پر حرف آئی ہے اور حرف کی وجہ سے تلامذہ یا کتاب حذف سے بہت دور ہو گیا
ہے۔ اور ضرور ملے لفظ علیہ سلم کا رد این یفعل فاعل فاعل علیہ (اگر یہی ہے تو اس
پر تم کو ہرگز کچھ نہیں دیا جائے گا۔ مگر شرح فی کتاب الفہم) میں یفعل سے ضمیر منصوب متصل ہے۔
اس لیے حذف نہیں ہوگا۔ چوں کہ ضمیر سینہ کا ہی اصل فعل ہے لہذا یہی ہے۔

حرف شریف کی توجیح:

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کے زمانہ مبارک میں مدینہ طیبہ کے اہل حق مسجد نبوی ایک اور
قریب آباد رہے ہوتے تو ان کی طرح طیبہ نبوی کا دعویٰ کرتے۔ جیسا کہ انہوں نے لوگوں کو
پہلے ان کے بعد ہر جہت سے اہل مدینہ طیبہ سلم حضرت محمد کے صاحب کے عرب اس کے پاس شریف
لے گا۔ حضرت عمر نے بھی یہی دیکھا۔ یہی دیکھا کہ مسجد کی حساب سے اس کے قریب آباد رہے

تو جملہ آہستہ گات ہر شاہد مانے جن کا ترجمہ ہے کہ اگر یہ (یعنی یہاں وہی) (سج و خجل) ہے تو اس پر تم کو ہرگز کاٹھنک نہ دیا جائے گا اور اگر یہ نہیں ہے تو تم کو اس کے گل میں کوئی کاٹھنک نہیں ہے۔
(مسکو دارالکتبہ ص ۲۸۰ غنی ص ۱۵۱)

وقف کی صورت میں یَنْكُنْ کا تون:

جس پر وقف کیا جائے اس یَنْكُنْ کا تون بھی حذف کرنا ہوتا ہے۔ تین طرف نے اس کی صراحت کی ہے اور یکساں راہ پر چلے اس لیے کہ فعل موقوف علیہ جب کس میں سے حرف کو حذف کر دیا جائے وہ حرفی ہوا ایک حرفی رہ جاتا ہے تو اس پر وقف ہونے کے ساتھ لازم ہے کہ یہ، لَمْ یَقْعْ، اس میں حرف اصلی صرف میں ہے اور ہونے کے ساتھ ہے مگر یَنْكُنْ کا تون بھی حذف کر دیتے لَمْ یَقْعْ نہ جانے گا لَمْ یَنْع کی طرح۔

وقف کی دو شکلیں:

وقف کی دو شکلیں ہیں یا تو حذف حرف کو ہمیں لے لیں، یا ادا نہ کر دے۔ مصنف کا کہنا ہے کہ اصلی حرف کا اعادہ کر لینا اسے حرف کو ادا نہ کرنے سے بہتر ہے۔ اس لیے لَمْ یَنْكُنْ نہ کیا، لیکن یہی متعلق لَمْ یَقْعْ میں نہیں مل سکے گی کہ بجائے ادا نہ کرنے کے یا ادا کر لیں جو کہ اصلی حرف ہے، کہیں کہ یا ادا نہیں لانے سے لَمْ جو ہلام ہے اسے بے گل کر دیا جائے گا، پر خلاف لَمْ یَنْكُنْ کے کہ جازمہ دہاں جس کے حذف کا مطالبہ کرتا ہے نہ کہ تون کے حذف کا جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

وَحَذَفُهَا وَحَذَفَهَا مَقْوُضًا عَنْهَا "مَا" فِي مِثْلِ "أَمَّا أَتَتْ ذَا بَقَرٍ" وَنَمِغَ إِسْمُهَا فِي مِثْلِ "إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ" وَ"أَلْقَوْسٌ وَلَوْ حَلَتْنَا مِنْ حَبِينٍ"

توضیح:- اور اس کو تمام حذف کر کے اس کے جہ میں اَلَا (کان کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے) اَمَّا أَتَتْ ذَا بَقَرٍ بھی شامل میں۔ اور اس (یعنی تِلْكَ) کے اسم کے ساتھ حذف کرنا (جائز) ہے اِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ اور اَلْقَوْسٌ وَلَوْ حَلَتْنَا مِنْ حَبِينٍ بھی شامل میں۔
وضاحت:- تِلْكَ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ تِلْكَ فعلی کو طرف کرنا بھی جائز ہے۔

کان کے محذوف ہونے کی دو صورتیں:

تِلْكَ کے محذوف ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی تو صرف تِلْكَ حذف کیا جاتا ہے۔ اسم اور خبر

ہائی رہے ہیں اور کلن کے عوض میں مالا یا جاتا ہے۔ مگر کلن کو اس کام و طول حذف کرنے
جاتے ہیں اور غیر ہائی راقی ہے اور کئی کلن میں خشک یا جاتا ہے۔

کلن صورت کی وضاحت:

جہاں کلن کو حذف کر کے عوض میں مالا یا جاتا ہے۔ ان صعد کے بعد ہر اس جگہ پر ہے جو
ایک فصل کو صعدے فصل کی طبع ہوا گیا ہو جسے انا انت منطلقا بطلقت۔ اس کی اصل ہر
کُنْتُ منطلقا تھی۔ اِن کُنْتُ منطلقا کہ انتہام یا قصص کی وجہ سے عدم کر دیا۔ اِن کُنْتُ
منطلقا بطلقت ہو گیا۔

پھر ہم ہر روز بضرر اختصار حذف کر دیا جاکر ان سے پہلے حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ہائی
قال اقول فلا جناح عليّ ان يظنّوا بيّنا بيت الله كأنّهم كرسىّات من الحديد
پہلے میں کئی کہہ نہیں۔ پس صعدہ آیت ۱۵۸ صفا ان يظنّوا بيّنا قال انّ کو بضرر
اختصار حذف کر دیا۔ غیر متصل ہوئی لنت۔ تا کو ان کے بعد کلن کے عوض میں مالا یا جاتا ہے
انا انت منطلقا بطلقت۔ صعدہ ہر روز کا ہم میں تمام کر کے انا انت منطلقا بطلقت ہو گیا۔
ہذاں میں ہر اس ہی شاعر نے بھی کلن کو حذف کر کے اس کے عوض میں مالا یا جاتا ہے۔
تا کہ قال انا خرافة انا انت ناقم۔ فلان فوجي لم تفلحوا فقتلتم۔

(پھر وہ کہتا ہے) اس وجہ سے کہ تم ارادہ لائے (خبر کرتا ہے) تجھے اس کا حق نہیں (کیوں کہ
تمی تو ہم کوئی رائے نہیں ہے خبر کا حق تو مجھے ہے) کیوں کہ میری تو تم کو قتل کرنے میں کھلا ہے اگر
اس کی تعداد صرف دو چھان بکھان میں نہیں ہے)۔

اس شعر میں اگر عقیدہ انا انت ناقم۔ ہے صفا ان کُنْتُ ناقم تھا۔ کلن حذف ہو
غیر متصل آئی۔ لی کے بعد مالا یا گیا۔ ہر روز کو اس مقام کرنے کے بعد انا انت ہو گیا۔

دوسری صورت کی وضاحت:

یعنی کلن کو حرام کے حذف کر کے اس کی خبر کو ہائی رکھ دیا اور کئی کلن کو مالا یا جاتا ہے۔
ان اور لوز طریقہ کے بعد ہے۔

ان کے بعد کی مثال۔ جیسے خبر علی طرطیہ سلم اقول القتر: متخول بنا قتل ہائی
متخول فسيف: وانی خنجر الخنجر (آگاہ ہے جس طرح سے گل کیا ہے اسی سے گل کیا جاتا ہے)
اگر وہاں کہہ دے گا تو خبر سے صفا کر دیا کہ خبر تھا اسے خبر سے گل کیا جاتا ہے)۔

اس حدیث میں اِنْ سَفَهًا امَّا اِنْ كَلَنَ مَا قَتَلَ بِهِ سَفَهًا مَلْدُوۡیۡ یُقْتَلُ بِهِ سَفَهٌ
وَلَاۤیۡنَ كَلَنَ مَا قَتَلَ بِهِ حَنْفَرًا مَلْدُوۡیۡ یُقْتَلُ بِهِ خَنْزَرٌ ہے۔ کَلَنَ اصل سے قتل بہ صدمہ وصول
نہ کر کے کام تھا دیوں کو اِنْ کے بعد حذف کر دیا گیا ہے۔

دوسری مثل۔ وَالْقَتَنِ تَحْمِلُوۡنَ مَاضِیَہُمْ اِنْ خَبَرًا فَعَفَرًا۔ وَلَٰۤیۡنَ شَرًّا فَعَفَرًا
(لوگوں کو اپنے اصل کی برائی چاہئے گی، اگر اصل اچھے ہیں گئے تو اچھی برائی سے وہ ہیں گئے
نہی برائی چاہئے گی) اس حدیث میں اِنْ خَبَرًا فَعَفَرًا امَّا اِنْ كَلَنَ فَعَفَرًا خَبَرًا فَعَفَرًا
خَبَرًا۔ وَلَٰۤیۡنَ كَلَنَ فَعَفَرًا شَرًّا۔ اَمَّا اِنْ كَلَنَ فَعَفَرًا۔ مَاضِیَہُمْ مَاضِیَہُمْ سے اصل کا کام
تھا دیوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔

شاعر کا قول۔ لَا تَقْرَبُوۡا الْخَبَرَ اِلَّا مَطْرَبٌ۔ اِنْ ظَلَمْنَا اٰیٰتًا وَّ اِنْ تَطَلَّوْنَا
(روانگی بکرا اہل طرف کوئی پہنچے گی۔ چاہے تو ہمیشہ ظالم رہے یا ہمیشہ مظلوم رہے) یہ کلی
ایہی کا شعر ہے۔

اس شعر میں اِنْ ظَلَمْنَا اٰیٰتًا امَّا وَلَٰۤیۡنَ كُنْتُ ظَلَمْنَا اٰیٰتًا وَّ اِنْ كُنْتُ تَطَلَّوْنَا ہے۔
كُنْتُ یعنی کَلَنَ اپنے ام کے ساتھ حذف کر دیا گیا ہے کیوں کہ کَلَنَ اصل سے قتل غیر مستحق حاصل
ہے۔ اہل طرف سے مراد قبلہ نما ہے اور قبلہ نما مراد کلی کے ساتھ ہیں۔

لو کے بعد کَلَنَ اس کے کام کے حذف ہونے کی مثل۔ حَسْبُ کَرَمٍ مِّلْیَہُ طَرِیْقَہِ سَلَمٍ کَا فَرِیۡنَ
اَلْقَتَنِ وَاَوَ خَافَاۤیۡنَ حَوِیۡنَ (حاشا کہ چلے ہو اس کی بگڑی سے ہی کیوں نہ ہو کیا اصل میں اَلْقَتَنِ
وَلَوْ کَلَنَ مَا تَلْقَتَنِ حَقًّا اِنْ حَوِیۡنَ ہے۔ کَلَنَ اصل۔ مَا تَلْقَتَنِ قَالِ وَاَوَ خَافَاۤیۡنَ ہے۔
شاعر کا قول۔

لَا یَلْسَنُ الْخَبَرَ نُوۡیۡنَیۡ۔ وَلَوْ تَلَاۡ۔ جُنُوۡدَہُ سَاقِیۡ غَنَیۡہَا اَشْوَیۡ وَالْجَبَلُ
(روانگی کی بکرا سے کوئی ظالم ہمارے پاس نہ ملے گا چاہے وہ بہت شہسوار کیوں نہ ہو جس کے گھر
سے وہ دیں اور یہ لالچ ہو جائیں) اس شعر میں اِنْ اَسْتَبَادَ وَلَوْ تَلَاۡ ہے جس کی اصل وَلَوْ
کَلَنَ اَلْقَتَنِیۡ تَلَاۡ ہے۔ کَلَنَ اصل۔ اَلْقَتَنِیۡ اس کا کام دیوں کو حذف ہیں۔

وَمَا اَنْطَلَبَیۡہُ وَفَدَ الْجَحَلِیۡنِیۡنَ کَلْبِیۡسَ اِنْ تَقَدَّمَ اِلَیۡہِمْ۔ وَلَمْ یُسَوِّقْ
بَلَنَ۔ وَلَا یَمْتَسُوۡلِ الْخَبَرَ اِلَّا ظَرَفًا لَوْ جَلَرًا وَتَحْمِلُوۡرًا۔ وَلَا اَقْتَرَنَ
الْخَبَرَ بِالْاَلَا۔ فَخَوَّ (ما هذا بشرا)۔

ہر ہر کی تہل کا قول "وَمَا مَعْخَفٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" (پھر حضرت
 نور محمد رسول خدا ہیں۔ اس سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں۔ پھر وہی آل مرثیہ ۱۰۷۲)
 میں ماکہ خیر رسول پر الا دائل ہے اس لیے مانے کچھ مل نہیں کیا۔
 ہادی تعالیٰ کا قول "وَمَا اخْزَا إِلَّا وَاحِدَةٌ" (پھر ہمارا حکم بس یکبارگی ہو جائے گا۔ پھر وہی
 سحر ۱۰۷۲) میں ماکہ خیر واحد پر الا دائل ہے اس لیے مانا کچھ مل بھی نہیں ہوا۔
 انجیل کے یہیں ماکہ مل نہیں کرے گا ہے جس میں شریعتیں ہیں۔ پتا چھوڑ لوگ "تَا
 رِيبَ فَلَانٍ" کہ "مَا هَذَا إِلَّا فَنَاسٌ خَيْرٌ كَفَرُوا" کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں۔

وَكُنَّا لَا نَنْفَعُ فِي الشَّعْرِ، بِشَرْطِ تَمْكِينٍ تَعْمَلُهَا، نَحْوُ
نَعَزُ فَلَاشِيَةً عَلَى الْأَرْضِ نَلْقَا — وَلَا وَزَرَ مَنَاقِصِ اللَّهِ وَالْإِنْيَا

ترجمہ :- اور اسی طرح لاہ فانی (عمل کرنے میں ایس کی طرح) ہے (شرطیکہ) شعر
 میں ہر اس چیز رسول کے گروہ ہونے کی شرط کے ساتھ جسے نَعَزُ فَلَاشِيَةً عَلَى الْأَرْضِ میں ہر اس شے
 میر کہیں کہہ دے زمین پر کئی چیز ہائی رستہ مل نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی پتہ گاہ اللہ کے نقصوں سے
 جانے والا ہے۔

وضاحت :- دوسرا حرف لگی جو ایس کا مل کرتا ہے۔ اس کے عمل کرنے کی ہر
 شریعتیں ہیں (۱) لاکہ ام پہلے وہ شعر ہے جس میں ہر (۲) خیر لاکہ سے متصل نہ ہو (۳) ام خیر دونوں گروہ
 ہوں (۴) لاکہ شعر میں، پھر میں نہیں۔ جسے شاعر کا قول

نَعَزُ فَلَاشِيَةً عَلَى الْأَرْضِ نَلْقَا — وَلَا وَزَرَ مَنَاقِصِ اللَّهِ وَالْإِنْيَا
 (میر کہہ دے زمین پر کئی چیز ہائی رستہ مل نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی پتہ گاہ اللہ کے نقصوں
 سے جاننے والا ہے لاکہ لفظ لہذا اللہ علی سببہ فی قتل میں)

اس شعر میں گل اختصار "فَلَاشِيَةً نَلْقَا" لاؤزہ واقینا ہے۔ چاروں شریعتیں سجدہ
 ہونے کی وجہ سے ایس کی طرح مل کرتے ہوئے ام گروہ اور خیر کو تخصیص دے گا۔ اگر ان شرائط
 میں سے ایک بھی شرط مفقود ہو جائے تو لاکہ فَلَاشِيَةً ایس کی طرح مل نہیں کرے گا۔ اسی لیے "فَلَاشِيَةً
 وَنَا لَحْدَةً" میں مل نہیں ہوا ہے۔ شریعتیں ہونے کی وجہ سے لاکہ لَحْدَةً إِلَّا الْفَضْلَ وَنَا لَحْدَةً
 میں مل نہیں ہوا ہے۔ لاکہ لَحْدَةً لَحْدَةً لَحْدَةً لَحْدَةً لَحْدَةً لَحْدَةً لَحْدَةً لَحْدَةً لَحْدَةً
 "لَا زِيدَ فَلَانٍ وَلَا حَسْرَةُ" میں مل نہیں ہوا ہے۔

ایہا مطلب ختمی کا قول۔

إِنَّمَا الْغُفُورُ لَمْ يَنْزِقْ خَلْقًا مِّنَ الْأَنْثَىٰ — فَلَا الْخُفْءَ مَكْشُوفًا وَلَا الْغُلَّ الْبَاطِنًا
 (جب ہماری کتاب اللہ ساری سے قطعی نہ ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی اور نہ ہی اس میں سے
 کو اس قدر میں گل و غنچہ نہ لایا خُفْءَ مَكْشُوفًا ہے۔ حد صرف ہے نہ کہ کام ہے بلکہ اس کا
 گل و نہ کہ مکتوبہ کا حسب ذکر کر کے ختمی کے مطلب کی۔

معنی نے ختمی کے شعر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے سخن میں لاء کی طرف
 و شریکوں کی ہیں ہائی کو ما پر قیاس کرتے ہوئے لکھ دیا، چوں کہ دونوں کامل ایک ہی ہے۔ ما
 عام ہے، اس اعتبار سے کہ وہ نظم و نثر دونوں میں حال ہے، جب کہ صرف نظم میں مل کر ہے تو
 قرائن ما کے لیے ہوں گی مطلقہ کے لیے بدلہ مل رہی ہیں۔

نوٹ:- صاحب کتاب نے اس کے لیس کی طرح مل کرنے کے لیے یہ شریکوں کی کسی
 غیر ہم پر مقدم نہ کیا۔ اس کی خبر سے متصل اور دونوں شریکوں کی خبر میں لگن یہ شرط کا کام
 ان دونوں متصل نہ ہوں کی کوئی ضرورت نہیں، کیوں کہ کام ان دونوں سے متصل نہیں ہوتا ہے۔

وَلَا تَ لَٰكِن فِی الْحَبِیْنِ، وَلَا یُخْفِی نَبِیْنَ جَزْءَ نَفَا، وَالْقَلْبَ حَذَفَ
 التَّوْفِیْعَ، نَحْوُ وَلَا تَ حَبِیْنِ مَنَاصِیْ۔

ترجمہ:- اور لا تَ لَٰكِن کی طرح مل کر ہے۔ اور اس کے دونوں جزو (یعنی ام
 و خبر) کے درمیان صحیح نہیں کیا جائے گا۔ اور اکثر مرفوع (یعنی ام) کا حذف ہوا ہے، جسے و ان
 حَبِیْنِ مَنَاصِیْ (اور خبر اور اس کے ساتھ کا حذف تھا)

وضاحت:- میرا حرف مل کر ہے۔ (مائل و مائل ہے صرف تا وہاں یہ جو حال
 کی ہے) یہ لیس کی طرح مل کر ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس کا ہم دونوں فقرہوں کا حذف حَبِیْنِ ہوا۔
 دونوں جزو میں سے کوئی ایک حذف ہو۔ مگر اس کام حذف رہتا ہے جسے ہادی فعلی کا قول
 "فَقُلْنَا وَلَا تَ حَبِیْنِ مَنَاصِیْ" اس کی تقدیری مہارت واللہ اعلم لَا تَ الْحَبِیْنِ حَبِیْنِ فَرَاہ
 ہے۔ (ساتھوں نے بڑی ہمت کی اور وقت خلاصی کا انتظام فرمایا، اور اس سے آج ۳۰ اس آج
 میں الحَبِیْنِ لَا تَ کام ہے جزو حذف ہے۔ حَبِیْنِ مَنَاصِیْ حذف و حذف الیٰی سے مل کر خبر ہائی
 ہے جزو مہارت نہیں میں ہے۔ اور بھی خبر حذف کر دی ہائی ہے اور لَا تَ حَبِیْنِ مَنَاصِیْ رفع کے ساتھ
 نہ چاہا ہے۔ تو اس وقت تقدیری مہارت اس طرح ہوئی۔ لَا تَ حَبِیْنِ مَنَاصِیْ حَبِیْنِ فَرَاہ

ہم عند تنادہم ونزول ما نزل ہم من العذاب (اور خاصاً کوفت پر کوفت لگے ہو جان
کو خاصاً کوفت پر کوفت لگے ہو جان پر نزل عذاب)

باب ان واخواتها

الغای: اِنَّ و اَنَّ لِلتَّكْوِيْدِ، وَلَكِنْ بِالْاِسْتِذْرَاءِ وَكَانَ لِلتَّشْبِيهِ، اَوْ
الظَّنِّ، وَلَيْتَ لِلتَّمَنِّي، وَلَقَدْ لِلتَّرَجُّي، اَوْ الْاِسْتِفْطَاءِ اَوْ التَّغْلِيْلِ،
فَيَنْصَحُنِ الْفَيْقِدُ اِسْتِاْلَهُنَّ، وَيَرْفَعُ الْخَبِرُ خَبْرَهُنَّ.

ترجمہ:- (ابتداء اور خبر کے لواغ میں سے) اور سے یہ ہیں۔ اِنَّ اور اَنَّ تاکید کے
لیے ہیں لیکن استمداد کے لیے ہیں تاکہ خبر کے لیے ہیں تاکہ خبر لیتے ہوں (یعنی آراء
ظاہر کرنے) کے لیے اور لَقَدْ تو جہی (یعنی امید کرنے) کے لیے، اِسْتِفْطَاءِ کے لیے یا غلظت بیان
کرنے کے لیے۔ لیکن یہ حروف ابتداء کو لے کر خبر کے لیے ہیں اور خبر کو لے کر خبر ہونے
کی حیثیت سے لے کر ہیں۔

وضاحت:- جب بعض صفت مبتداء اور خبر کے لواغ کی پہلی قسم ہیں اور اس کی اطوارت
کے جان سے قاصر ہوتے تو اب یہاں سے لواغ کی دوسری قسم اِنَّ اور اس کی اطوارت کو جان کر
خبر لے کر ہیں اور اس کی اطوارت پر حروف ہیں جنہیں حرف ربط یا فعل کہتے ہیں۔ مہرہ کہتے ہیں
پہلے اور حرف کے چار باتوں میں سے کسی ایک کے لیے۔

حروف ربط یا فعل کی تعداد:

حرف ربط یا فعل چار ہیں: اِنَّ، لَكِنْ، لَيْتَ، لَقَدْ.

حروف ربط یا فعل کی فصل متحرکی سے مشابہت:

ان حروف کو فصل متحرکی سے نکل جاتے ہیں اور اس سے پہلے ہے (۱) کونوں میں (۲) فصل میں
(۳) فصل میں۔

وزن میں مشابہت یہ ہے کہ جس طرح فصل متحرکی، رہائی، غمی اور غم ہوتا ہے اسی طرح
حرف ربط یا فعل اور فصل، لَكِنْ، رہائی، غم، لَكِنْ غمی، غم ہوتا ہے۔

فصل میں مشابہت یہ ہے کہ جس طرح فصل متحرکی کے لیے فصل و فصل ہوتے ہیں اسی طرح
حرف ربط یا فعل کے لیے مشابہت ہوتے ہیں۔

اور سنی میں مشابہت یہ ہے کہ لَنْ وَاَنْ حَقِيقَتُ کے سنی میں ہے اور کُلُّ شَيْءٍ شَيْءٍ کے اور
لَنْ اِسْتَفْرَغْتُ کے اور لَيْتُ تَنْشِيطُ کے اور لَنْ تَرْجُوْنِیَّ کے سنی میں ہے اور جس طرح سنی
میں نئی برکت ہوتا ہے اس طرح عربوں میں بھی برکت ہوتے ہیں۔

حروف مشبہ بالفضل کا عمل:

یہ تمام حروف سب بات میں قرینہ شریک ہیں کہ بتداء کو اچھام یا کر نصب اور خبر کو خبر کا کر دینے سے
ہیں لیکن ہر ایک کے سنی معانی ملاحظہ ہیں جن کی تحصیل یہ ہے۔
لَنْ وَاَنْ۔ یہ دونوں حروف تاکید یعنی کے سنی رکھتے ہیں مثلاً رِبْطٌ قَائِمٌ میں جب تاکید کے
سنی کے ساتھ ہوتا ہے تو ہمارے ہیں اب عبارت ہوگی لَنْ رِبْطٌ قَائِمٌ (یہ ممکن نہ ہو سکتا ہے) سنی
میں لے کر کے تمام کو ثابت کیا ہے۔

اسی طرح لَنْ بھی خبر کی تاکید کے لیے آتا ہے مگر وہ وہاں کلام میں آتا ہے اس سے پہلے کلام
ہوتا ضروری ہے مثلاً یَلْغِي لَنْ اَلْعَدُوْسُ ہاں اس کے علاوہ اب عبارت ہوگی تَوَلَّيْتُ لَنْ
رَبِّمَا مُنْطَلَقاً (کہا کو خبر بھی ہے کہ وہ چلے گا ہے) سنی سمجھ کر دے کے چلے گا ثبوت ہو سکتا۔
فَعَلْتُ۔ یہ استہدک کے لیے آتا ہے یعنی اگلے کلام سے جس بات کے ثبوت یا نفي کا وہ
بعد ہوتا ہے اور کرنے کے لیے کلام آتا ہے زَيْدٌ عَلِمَ کَمَا جَاءَ جِس سے اس کے صالح ہونے کا
وہم ہوتا ہے بعد کرنے کے لیے آپ کہیں لَوْ کُنَّا فَالْمَلِیْ بِاَمْلًا مَا زَيْدٌ شَجَاعٌ کہا جائے تو
اس سے اس کے کہ بہت ہونے کا شہد ہوتا ہے بعد کرنے کے لیے کہیں لَوْ کُنَّا کَوْنًا۔

فَعَلْتُ۔ یہ تشریح کے لیے آتا ہے۔ کُلُّ زَيْدٍ لَمْ یَفْعَلْ (یہ کو بائیر ہے)

افعال۔ یہاں ملاحظہ کیا کہ ہر حرف ہوتا ہے کہ فَعَلْتُ جَعَلْتُ کے لیے آتا ہے جہاں کہ فَعَلْتُ
وَعَدَا فَعَلْتُ کے ساتھ کوئی تشریح نہیں ہے یہاں کہیں؟

جواب۔ فَعَلْتُ تشریح کے لیے اس وقت آتا ہے کہ وہ اس کی خیرام بند ہو اور جس وقت خبر فعل
یا م شش۔ وَاَنْ یا بعد خبر ہوتا ہے اس وقت کُلُّ یا اے فلک وہاں ہوتا ہے نہ کہ ہائے تفسیر ہوتا
میں کہ جعل ہو کہ میں خیرام شش ہے اس لیے ہاں میں فَعَلْتُ تشریح کے لیے نہیں ہے۔

فَعَلْتُ کہی بھی اور وہاں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کُلُّ زَيْدٍ لَمْ یَفْعَلْ (میرے وہاں
محمد بن عبد اللہ ہے)

لَيْتُ۔ فَعَلْتُ کے لیے آتا ہے یعنی لَنْ جہاں جس کی طبع ندی ہو جیسے جو حلقہ میں آویزا

خوف کی مثال کے یہی مثال کا قول کفلاً یفزون یزجیع الخیم قولاً (کیا یہ کہہ رہا ہے)
 یہ بھی کہتے کہ وہ جن کی بات کا جواب بھی نہیں دے سکا۔ پہلا مسقط (۸۷) اس آیت
 میں لا مانع حاصل ہے۔ نو کی مثال کے یہی مثال کا قول وَلَنْ لَّوِ اسْتَغْنَوْا (اور اگر لوگ
 ماست پر سوار ہیں۔ پہلا مسقط (۸۷) اس آیت کے یہی ہیں اُن کلمہ اور اس کی خبر کے
 وہ میں حاصل ہو قابل ہے۔ اور انہی میں خبر پر اسلئے مستحق ہے جو مانع نہیں ہے۔
 کہی گئی خبر میں خبر و خوف شری کی ہے۔ یہ خبر فعل کے ان کی خبر آئی ہے جسے شمار کا قول

عَلَيْكُمْ أَنْ يُولَّوْنَ فَعَالُوا قَبْلَ أَنْ يُمْسَكُوا بِأَعْيُنِهِمْ

(ابھی سلوم تھا کہ من سے اس پر ہی ہاتھ کی جائیگی تو انہوں نے یہ سوال ہونے سے پہلے

• **وَمِنْكُمْ كَلَامُ اللَّهِ** (هذا الكلام على نسبة لخال المؤمنين)

میں نے بھی ضرورت شعری کی وجہ سے کئی کھڑے پن اٹھائے۔ کام نوبل کے بجائے حیران مہر کا
 اہل میں بھی ۵۰۰ ہے اور اس دولت میں کی ضرورت دو جملہ دل میں آسکتی ہے کہ کہ چاروں اہل شاعر
 میراث ہیں۔ شاعر کا قول

بِأَمْرٍ مِنْ رَبِّكَ وَنُفِثَ بِهِمْ وَنَجَّيْنَاهُمُ مِنْ ذُلِّ الْمَسْكُونِ

(آپ نے غسل بہا میں سر لٹکی کی باتیں ہیں مگر جیسا آپ نے وہاں فرمایا ہے میں) یہ خوب یاد رکھیں کہ میں حاضر ذی الکرام سے جس کو اس نے ہماری عزت و فکرت کے مرتبہ کی کہا ہے۔

وَأَمَّا كَانُ فَتَعْمَلُ، وَيَقُولُ يَكْرُ اسْمُهَا، وَيُقْضَى الْهَنْدِلُ مِنْهَا بِأَمٍ، تَرْقُطُ

ترجمہ :- اے میرا دل! غفلت (غفلت سے احتیاط) توڑ دے اور اس کام کی بھی
 فکر کر۔ اے دل! اس سے تیرا فائدہ کدہ بچھڑا گیا ہوتا ہے۔

کَلَّاں غلط ہے احکام اور اس کی پہچان:

جب کائنات سے اٹھو لایا جائے تو جس طرح ان کے وہاب کا حال ہے۔ ان
 طرح یہی وہاب کا حال ہوگا لیکن کائنات کا ہم ان کے کام کے بالکل زیادہ دیکھ رہے ہیں
 کائنات کے کامیروں کا حال دیکھ رہے ہیں۔ یہاں کہہ رہے ہیں کہ اسے اس طرح پرکھا ہے۔

وَيَوْمَآءِ أَوْفَيْنَا بِهِمْ وَقَدِمْ
كُلُّ ظَنِيَّةٍ تَعْلَمُوا إِلَى وَارِقِ السَّلَامِ

ایک دن تو اپنے غم و حسرت میں رہے کہ ساتھ ساتھ پاس میں طرح آنی طالب ہی کہی
 پہلی طے کے چے پھر اسے ملال کی طرف گھٹن رہے کرتے سے آنی چے اسے باعث ہی صبر و تحمل

(۳) قول اور اس کے معنی کے بعد جس سے حکایت شروع ہو اور وہ عملی اعتبار سے
کیوں کہ وہ علم و حق کے علم میں ہے (اور علم و حق کے بعد ان بارغ آتا ہے) جیسے ہادی خانی کا قول
قَالَ لَقَدْ غَفَلَ اللَّهُ - (یہ قول آقا کرم اللہ تعالیٰ کا بعد میں ہے۔ پر ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۳ء)۔
(۴) ان کسبہ کے بعد آتا ہے جیسے ہادی خانی کا قول وَاللَّهُ يَغْلَمُ إِنَّكَ لَمُسْوُوكٌ وَاللَّهُ
يَخْفِئُ إِنَّ لَفَنَّا لَقَوْنِ لَكَ إِنِّي قَوْلٌ - (اور اللہ جانتا ہے کہ تیرا آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ کی عیون
ہے کہ یہ مانتا تھا جو نے ہیں۔ پر ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۳ء) اس آیت میں یغلم اور یخفئ کے بعد
اُن آیت ہے میں کہ اس کے بعد لام موجود ہے ورنہ غلم اور خفئ کے بعد ان متروک آتا ہے جیسے
ہادی خانی کا قول غَلَمَ اللَّهُ أَنْتُمْ تَحْتَمِلُونَ تَحْتَمِلُونَ أَنْفُسَكُمْ (تمہاری پریشیدہ خیالوں کا اللہ تعالیٰ
کو علم ہے اور ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۳ء) اور شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ - (اللہ تعالیٰ اس بات کی کہیں
دیجے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پر ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۳ء) ان دونوں آیتوں میں لام نہیں
ہے اس لیے غلم اور شہد کے بعد ان بارغ آتا ہے۔

وَيَجُودُ تَحُولُ الْأَم عَلَى مَا تَأَخَّرَ مِنْ خَيْرِ كَيْ الْكَسُورَةِ أَوْ
إِسْبَهَاءِ أَوْ مَا تَوَسَّطَ مِنْ مَقُولِ الْخَيْرِ أَوْ الْفَضْلِ وَجِبْ مَغِ
الْمُخْفَةِ إِنَّ لُغْلُفَتْ وَلَمْ يَخْفَ الْفَقْنِ.

توضیح :- اور ان کسبہ کی خبر سے متفرع ہونے والے قطعی لام کا داخل ہونا جائز ہے اور
اس کے ام سے متفرع ہونے والے ام پر یا خبر کے معمول پر جو دو مقامات میں آجائے، یا خبر فصل پر
(لام کا داخل ہونا جائز ہے اور ان حروف کے ساتھ لام کا داخل واجب ہے بشرطیکہ یہ لگ کر داخل جائے
اور اس کا کوئی حق ظاہر نہ ہو سکے۔

ان کسبہ کے بعد چار مقامات پر لام کے دخول کا جواز۔

ان کسبہ کے بعد چار مقامات میں سے کسی ایک مقام پر لام واجباً داخل کرنا جائز ہے۔ اور
آخر میں آنے والے ہیں ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۳ء میں آنے والے ہیں۔

پھر اصل آخر میں آنے والے دو مقامات تو ان میں سے ایک خبر پر لام یا تہا داخل کرنا ہے جیسے
ہادی خانی کا قول وَلَئِنْ ذَلِكْ لَمَوْ مَطْلُوزَةٌ - (اور یہ شک حیران اب البتہ پیشہ دلا ہے۔ پر ۱۳۷۲ھ
بمطابق ۱۹۵۳ء) اس ام پر لام داخل کر کے آخر میں آئے جیسے ہادی خانی کا قول إِنَّ هِيَ ذَلِكْ لَمَوْ مَطْلُوزَةٌ
(یہ شک اس میں اس شخص کے لیے ہجرت ہے۔ پر ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۳ء) اور میان میں آنے

و لہذا مقامات میں سے ایک تو خبر کا معمول پر خبر سے پہلے آجئے جیسے کہیٰ زینا فطنتک اکل۔
اس مثال میں این کی خبر اکل ہے جس کا معمول فطنتک مقدم ہے اور اس پر لام باطل ہے۔ اسی
قرع و خبر سے مرہون نے فعل اور وہی نے لام کے نام سے موسوم کیا ہے اس پر لام باطل ہے
ہے جیسے ہادی تعالیٰ کا قول کہیٰ هذا لہو القطن القطن (جیسا صرف کہیٰ جاپوان ہے۔ ۱۰۴)
سہ ماہ مراد (۱۰۵) ہادی تعالیٰ کا قول زینا لثخن البسملون۔ زینا لثخن البسملون
(اور ہادی (بغی کی الہی میں) صفت بیت کزے ہی اور اس کی تھک ہوں کہ ہے۔ ۱۰۶) صفت
آیت ۱۱۶ (۱۱۷) کان و ہوں آیت میں خبر کا لام باطل ہے اور یہ فعل کا لام جائز ہے۔

ضمیر فصل و محاد سے مراد:

یہ ضمیر ہے جو مبتداء خبر کے بعد میان الائی جائے مطلق جہاں جب کہ مبتداء خبر وہی ہو
ہو۔ خبر اصل کا فعلی ہو (کیوں کہ اس کا فعلی ہو) صرف کے ساتھ ملتی ہے اس پر دخول
الف لام کے متعلق ہونے کی وجہ سے تا کہ خبر کا صفت کے ساتھ اتھاس لازم ہوتا ہے اور جہاں اتھاس کا
فعلیت ہو وہاں اصل الف لام پر ضمیر فعلی لائی جاتی ہے جیسے کنت لثخن القریب کے بعد خبر موصوف
ہو مکتی تو القریب صفت ہی کی ہے اور کہ مبتداء خبر کہیٰ ہو تو اب بھی صفت کے ساتھ اتھاس
ہے جہاں اتھاس کا خلاصہ ہے کہ ضمیر فعلی لائی جائے مگر ضمیر فعلی لائی جائے گی۔ (قرع و ہادی ۱۰۷)
دخول لام کا واجب ہوتا۔

کیوں کہ ان مقامات پر لام کا ناظر واجب ہوتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ ان مقامات پر
بے محل ہو اور انہماک کا انداز ظاہر نہ ہو (یعنی اس کا کوئی معنی ظاہر نہ ہو) جیسے کہیٰ زینا فطنتک
یہاں لام مبتداء این غائبہ ہیں لثخن البسملون کے بعد میان مطلق کا فتح کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔
جیسے ہادی تعالیٰ کا قول این عمنکم من شطالین فبیہ (تمہارے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں۔
۱۰۸) اس آیت میں این غائبہ ہے مل لثخن البسملون کی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جوں کہ
یہاں لام ابتداء نہیں لایا گیا ہے۔ لام ابتداء کے بعد ہونے کی وجہ سے ان غائبہ آیا ہے۔ لام ابتداء کو
لام ہادی بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ لٹی انا نہایت کے بعد میان یہ لفظ کا فتح کرنے کے لیے لایا جاتا ہے۔
شرائط کو روکا منظور ہوتا:

اگر کہہ دیا شراکت میں سے کوئی ایک بھی شرط مستور ہو تو لام مبتداء کا لازم نہیں رہے گا۔ بلکہ
جائز ہو جائے گا۔ اس لیے کہ ان غائبہ کے ساتھ اتھاس کا خبر نہیں رہتا مثلاً ان لثخن البسملون ہو جیسے

اِنْ رِبْقَا فَلَانَم۔ اِنْ اِنَّمَا ہر کرمل کر رہا ہے اِنْ رِبْقَا فَلَانَم۔ اِنْ اِنَّمَا ہر کرمل کر رہا ہے
لیکن معنی ظاہر ہو رہا ہے شاعر کا قول

لَا تَأْتِيَنَّ كُنُوزَ الْجَنَنِ مِنْ أَلِ مَنَالٍ وَلِي مَنَالُكَ كَمَنْتَ كَزَامِ الْغَنَالِ
(میں آل مالک میں غم سے محبت رکھنے والے کا رہا ہوں، اگرچہ جیسا آل مالک شریف ترین
خاندانوں میں سے رہا ہے۔) اس شعر میں اِنْ مَنَالُكَ كَمَنْتَ میں اِنْ ہر کرمل کر رہا ہے لیکن معنی
ظاہر ہے اس لیے لہذا ہم اس کو اس طرح لکھتے ہیں۔ (یہ طرز اس شعر میں یکساں نظر کا شعر ہے)

باب۔ لا التلافية للجنس

وَيَقُولُ اِنْ لَا التَّلَافِيَةَ لِلْجَنَسِ، لَكِنْ عَمَلُهَا خَلَصَ بِالْمُكَرَّاتِ
الْمُتَّصِلَةِ بِهَا، نَحْوُ: لَا صَاحِبَ وَلَمْ مَنفُوتٌ وَلَا عَشْرِينَ يَرْهَقَا
عَنَدِيَّ وَإِنْ كَرَارَ اسْمُهَا غَيْرَ مُضَابٍ وَلَا شَبْهٍ بَيْنَ عَلَى الْفَتْحِ فِي
نَحْوِ "لَا زَجَلٌ" وَ "لَا رَجَالٌ" وَغَيْرِهِ أَوْ عَلَى الْكَسْرِ فِي نَحْوِ "لَا
مُسْلِمَانَتٌ" وَعَلَى الْفَتْحِ فِي نَحْوِ "لَا زَجَلَيْنِ" وَ "لَا مُسْلِمَيْنِ"۔

ترجمہ۔۔۔ (ام کو صواب اور غیر کو رفع دینے میں کوئی عمل نہیں اِنْ کی طرح ہے لیکن اس
(یعنی لا الی جنس) کا عمل خاص ہے ایسے گروں کے ساتھ جو اس سے متصل ہو جسے "لا صاحب" و "لم
منفوت" اور "عشرین" پر ہوتا ہے جنہیں "لا صاحب" و "لم منفوت" و "عشرین" کے ساتھ
ہوگا "لا زجل" اور "لا رجال" جیسی مثالوں میں اور "لا مسلمانت" جیسی مثال میں مثال الی جنس کا عمل
اکثر ہوگا اور "لا زجلین" و "لا مسلمین" جیسی مثالوں میں یہ عمل ہی ہوگا۔

لا الی جنس کا بیان:

وَيَقُولُ اِنْ لَا التَّلَافِيَةَ لِلْجَنَسِ۔ (ام کو صواب اور غیر کو رفع دینے میں کوئی عمل نہیں شراک کے
ساتھ الی کی طرح ہے۔
شراک کا معنی: (۱) لا الی جنس کے لیے یہ (۲) لا اسمول (یعنی اسم ضمیر) دونوں کہ ہیں
(۳) اسم مقدم و اسم مؤخر۔

شراک مفعول ہونے کے وقت لا الی کا عمل:

اگر پہلی شراک مفعول اس طرح کہ لا الی ہو تو اس وقت دو فعل کے ساتھ خاص ہوگا اور اسے

ہا ہے وہ دوسرا اقلہ کے ہم (جو بیض وقت ہوگا) کی وجہ سے مرفوع ہو جائے گا قَبِيضًا وَفَلَا
مَقْلُوبٌ یا منصوب ہو جائے گا اَطْلَقًا جَبَلًا خَلِيفًا یا مرفوع ہو جائے گا لیسے حرف جر کا جملہ کے ہم
سے متعلق ہو جائے گا لَا خَيْرًا مِنْ زَيْنٍ وَنَفْلًا

اور اگر پہلی جنس کا اسم مرفوع ہو یعنی مضاف یا مضاف علیہ مضاف ہوئے صواب ہونے کی صورت میں
جو حالت کسی ہوگی اسی پر جی ہوگا۔ پس اگر مرفوع ہو یا جمع کر ہو تو فقرہ پر جائے گا لَا رَجُلٌ لَا رَجُلٌ
اگر تثنیہ یا جمع ہو کر سالم ہو تو یہ جی ہوگا۔ جیسا کہ یاد کے ساتھ نصب دیا جاتا ہے۔ مثلاً لَا رَجُلَيْنِ اور
لَا نَفْلَيْنِ عَقْدٌ

اور اگر جمع صواب سالم ہو کر وہ جی ہوگا۔ اور اگر تثنیہ ہو جائے گا لَا نَفْلَيْنِ عَقْدٌ
کو ہا طرح لَا نَفْلَيْنِ عَقْدٌ پر صواب کی درست ہے۔ شاعر کے اس شعر میں دونوں طرح کی روایتیں متحمل
ہیں۔ شاعر کا قول۔

لَا سَهَابٌ وَلَا خَاوَاةٌ فَاصِلَةٌ نَحْيُ الْقُنُوزِ لَذَى اسْتِيفَا أَجَالِ
(کئی آس کی نہیں ہے اور شیریں کوئی نہیں لہی نہیں ہے۔ موت کی ماضی کے وقت تخری پناہی ہے)
اس شعر میں لَا سَهَابٌ کو جی مل کر کے ساتھ ساتھ بھی لہی نہیں ملتا بلکہ جی مل جاتا ہے۔

وَلَكَ فِي نَحْوِ لَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ فَتَحِ الْأَوَّلِ، وَفِي الثَّانِي: الْقَتْعُ،
وَالنَّصْبُ، وَالرَّفْعُ، كَالْقَصْفَةِ فِي نَحْوِ لَا رَجُلٌ ظَرِيفٌ وَرَفْعُ
فَيَنْفَتِحُ النَّصْبُ، وَإِنْ لَمْ تَتَكَوَّرْ لَا أَوْ فَصَلَتْ الْقَصْفَةُ، أَوْ كَانَتْ
غَيْرَ مَفْرُوقَةٍ، انْقَطَعَ الْقَتْعُ۔

ترجمہ - اور تیرے لیے لَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ جیسی مثال میں اول کو فتح اور دوسرے
میں فتح نصب اور فتح مفت کی طرح چڑھنے کا اختیار ہے، جیسے لَا رَجُلٌ ظَرِيفٌ جیسی مثال میں
اور اس (یعنی اول) کو فتح چڑھنے کی صورت میں دوسرے کو نصب چڑھانا جائز ہوگا۔ اور اگر "لا" مکرر نہ
لایا جائے ماضی کے بعد میان فصل کر دیا جائے گا، یا غیر مرفوع ہو کر فتح ناجائز ہوگا۔

لام ثانی جنس مکرر لانے کا بیان:

لام ثانی جنس کا اسم ہمیشہ مکرر ہی ہوتا ہے، لام کی غیر مقدم ہو یا اسم مکرر ہو تو لام ثانی ہوگا اور اگر
آئے گا۔ اس میں دونوں مقامات کی روشنی میں اگر لام ثانی مکرر ہو کر آئے تو اس مکرر کو مرفوع بھی
چڑھ سکتے ہیں لام ثانی میں مکرر چوں کہ یہی نہیں پر ماضی ہوتا ہے۔ جیسے لَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِطَلْعِ

پہلے ہم یعنی خول کو مفتوح اور مرفوع دونوں طرح چہ کہے ہیں۔ اب اگر سے مفتوح چہ میں تو
دوسرے ہم یعنی قوۃ میں لٹو مرفوع اور نصب تینوں میں درست ہے۔ جیسے لا خول ولا قوۃ الا
بہلواء۔ لا خول ولا قوۃ الا بہلواء۔ لا خول ولا قوۃ الا بہلواء۔ لا قوۃ میں ہا۔ کزل جس میں
کر قوۃ بہلواء اور لا کہ تین میں کہ ہا میں چہ ہا جائے گا۔

وَرَفَعْنَا فَعِيقَةَ الْبَحْرِ - اسی طرح پہلے ہم کو فروغ پر چاہئے تو دوسرے ہم کو
 لَاقُوْةٌ میں روک دینا ضروری ہے۔ لیکن غیب پر ممانعت ہوگا۔ جسے لَاحَوْلَ وَلَا
 قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ جس سے کہیں اور لَاقُوَّةَ
 ۱۰ این ہم فروغ والا زادہ قُوَّةَ، لَاحَوْلَ پر مخلوق جب بھی فروغ ہوگا وہیں غیب نہیں ہو سکتا۔
 چوں کہ اس صورت میں حَوْلِ غیب کے گم پر صاف ہوتا ہے اور یہاں حَوْلِ فروغ ہے۔ جبکہ
 بھی ہمیشہ بھی اِذَا قُوَّةَ پر غیب کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

لَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کی پانچ صورتیں۔

ترسیب لاخلول ولا فتوة الا بقلو کی کل پانچ صورتیں ہیں کی (۱) ہاں اس میں ہرگز ہے
لاخلول ولا فتوة الا بقلو ہاں لامعا لگی جس سے اور فرما دیا ہے۔
(۲) ہاں اس میں فرج ہو جائے لاخلول ولا فتوة الا بقلو اس صورت میں لامعا نہیں ہوگا
اور جتنا شکر کہ کہہ رہی تھی۔

(۳) پہلا اسم بھی برحق اور دوسرا غلط ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس صحت میں پہلا لفظ بھی جس کا معنی اور لفظ قوۃ کا معنی حول کے لگے ہیں۔

(۴) پہلا اسم غلط اور دوسرا بھی برحق ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس صحت میں پہلا لفظ جس کا معنی اور لفظ قوۃ کا معنی حول کے لگے ہیں۔

(۵) پیدا اسم غی پر فخر اور دوسرا منصوب مجھے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اس صحت میں پیدا ۱۰ ہمارے غی جس کا دوسرا ترجمہ ہے۔
اسکے ترنہ ہونے کی صورت میں اس کا ترجمہ کا حکم۔

[illegible]

لا یخلو وثقوة یکرهہم عام میں آخر پڑھنا جائز نہیں، جیسے شمار کا قول۔

فَلَا أَبَ وَثِقَاتُ بَلْ نَزَوَانِ وَأَتِیَہَا (کوئی باپ اور بیٹا دونوں اس کے لیے کی طرح نہیں) اس شعر میں فَلَا أَبَ وَثِقَاتُ مکمل استثناء ہے۔ اس طرح سے کہہا ہوا ممکن ہے ایک عورت یا لڑکی ہے پیلا ام مقرر ہے خاندانی جنس کی وجہ سے اور دوسرا ام منسوب ہے پیلے ام کے گل پر مقرر کرتے ہوئے اس دوسرے ام کو فروغ بھی پڑھنا جائز ہے۔ لہذا ہمارے اس کے ام کے گل پر مقرر کرتے ہوئے جیسے فَلَا أَبَ وَثِقَاتُ (یہ شعر جو بعد میں آگیا ہے) گناہ کا ہے۔ اگر لاء ام مقرر ہو تو اس کی صفت مقرر دلائی جائے:

لَوْ فَعَلَتْ الْخِثْفَةُ فُلِحَ. اگر لاء ام مقرر ہو تو اس کی صفت مقرر دلائی جائے اور ان دونوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہوگا۔ لَارْجُلُ ظَرْفٌ فِی الْقَلْبِ۔ تو صفت کو فروغ، مقرر اور منسوب تینوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ لہذا ہمارے اس کے ام کے گل کا اعتبار کرتے ہوئے مقرر جاتا ہے۔ چنانچہ کہ مقرر فروغ ہے اعتبار اس کی وجہ سے جیسے لَارْجُلُ ظَرْفٌ فِی الْقَلْبِ۔ اور لاء ام کا منسوب ہونا ہے اس کا اعتبار کرتے ہوئے نصب پڑھنا جائز ہے جیسے لَارْجُلُ ظَرْفٌ فِی الْقَلْبِ۔ اور آخر پڑھنا جائز ہے۔ موصوفہ اور صفت کو کرب یا مٹا کر جیسے خُشْتَةُ غُضُرِ دُؤُوسٍ پُرِ اِیْکِیْ اِیْرَاسٍ آتَا ہے۔ یہاں دہریوں کا لاء ام ہونے کی وجہ سے مقرر ہوگا جیسے لَارْجُلُ لَحْدِ خُشْرِ فِی الْقَلْبِ۔ اگر لاء ام ہوں اس کی صفت کے درمیان فاصلہ ہے یا صفت خود کرب ہو تو کرب نہیں پڑے۔ بلکہ ہاں مقرر نصب یا موصوفہ جائز ہوں گی۔ دل کی مثال جیسے لَارْجُلُ فِی الْقَلْبِ ظَرْفٌ وَظَرْفًا دَمٌ کی مثال جیسے لَارْجُلُ طَلْقًا جَبَلًا وَطَلْعًا جَبَلًا۔

باب: ظَنُّ وَآخَوَاتُہَا

الْقَالِبُ: ظَنٌّ، وَذَائِي، وَخَيْبٌ، وَنَزَى، وَخَالَ، وَذَعَمَ، وَوَجَدَ، وَعَلِمَ، الْقَالِبَاتُ، فَتَضَبُّهِنَّ عَفْوُولَيْنِ، نَحْوُ: رَأَيْتُ اللَّهَ أَكْبَرَ كُلِّ شَيْءٍ وَيُلْقِينَ بِرُجَحَيْنِ إِنْ تَلَحَّرْنَ، نَحْوُ: الْقَوْمُ فِی أَمْرِ طَمَسَتْ وَيَسْأَلُونَ إِنْ تَوَسَّطْنَ، نَحْوُ: وَفِي الْأَرَاخِيزِ جَلَّتِ اللَّوْمُ وَالْخُودُ وَلَنْ وَلِيَهُنَّ مَا لَوْ لَا أَوْ إِنْ الْقَالِبَاتُ، أَوْ لَمْ الْإِنْبِدَاءُ، أَوْ الْقَسَمُ، أَوْ الْإِسْتِغْنَاءُ، بِكُلِّ غَضَلَةٍ فِی اللَّفْظِ وَجُوبًا، وَسَوَى ذَالِكَ تَقْلِيْقًا، نَحْوُ: كَيْفَ لَمْ أَلِ الْخَيْرَيْنِ أَحْسَنَ۔

توجہ :- لوائح کی تیسری قسم (جے مبتداء خبر کو ایک ساتھ نصب دے) وہ ظنی، زانی، حسب، نزی، خالی، زغم، وخجہ اور ظلم افعال محکوب ہیں۔ یہ ان دونوں (یعنی مبتداء خبر) کو مفعول ہونے کی حیثیت سے نصب دیتے ہیں۔ جیسے "زَلِیْتُ فَلَا تَقْبِزْ عَلٰی شَرِّهِ" (میں نے اللہ کو برحقہ سے برا پایا) اگر یہ سب مؤخر ہوں تو مائع قول کے مطابق ان کا مکمل ہائل قرار دیا جاتا ہے۔ جیسے "تَقْبِزُ لِمَنِ الْقُدْرُی طَلْفُکَ" (قوم کو میں نے اپنے بچے کو ملایا) اور اگر یہ دو میان میں آ جائے تو مکمل قرار دیا اور نہ اسے سب مباح قرار دیا جیسے "وَلَمَّا الْاَزَا جِئِزْ جَلَتْ اللُّؤْمُ وَالْفُؤُزُ" (جب کہ خاصہ میں بھی میں نے غلامت و تذللی کا خیال کیا ہے) اور اگر ان افعال سے مائل یا لا مائل یا غیر مائل یا غیر مائل یا لام ابتداء یا لام قسم یا استعجاب وغیرہ متصل ہوں تو ان افعال کا مکمل ہائل ہوتا ہے۔ جو بالآخر یہ ممکن ہوتا ہے کہ اس سے ملحق کیا جاتا ہے جیسے "لَنْظُمُ اَمِّی فُؤُزِیْنِ اَخْصِی" (تاکم جان لیں کہ دونوں کروہ میں سے کس نے لیا اور کد کر دیا ہے)۔

افعال محکوب کا بیان :-

لوائح کی تیسری قسم (جے مبتداء خبر کو ایک ساتھ نصب دے) وہ افعال محکوب ہیں۔

افعال محکوب کی تعریف :-

افعال محکوب سے مراد وہ افعال ہیں جن کا مفعول بدل سے ہو یا مضاف مضاف الیہ یعنی ہاتھی وغیرہ سے ہو۔

افعال محکوب کا حکم :-

یہ افعال مبتداء خبر پر مائل ہو کر دونوں کو اپنا مفعول بنا کر نصب کر دیتے ہیں اور مفعول کے ساتھ بدل سے کہ یہ افعال مبتداء خبر سے پہلے ہو۔ دو میان یا آخر میں دو مدام یہ کہ ان کے دو میان اور مبتداء خبر کے دو میان کوئی ایسا کلمہ حاصل نہ ہو جو صدمت کلام کا ہوتا ہے۔

افعال محکوب مع مثالوں کے متدرجہ ذیل ہیں :-

(۱) ظنی :- جیسے ہادی تعالیٰ کا قول "وَاِنْسِ لَا تُکَلِّکَ یَا لُیْزَعُو" متقبور (۱) (اے فرعون!)

میرزا محمد راہوں کرتے ہیں یا ہادی پاک کیا گیا ہے۔ پارہ ۱۵۰ ص ۱۸۱ (آیت ۱۰۴) اس آیت میں ظنی فعل محکوب ہے جس نے لا خیر مفعول اور متقبور اکنصب دیا ہے۔

(۲) زانی :- جیسے ہادی تعالیٰ کا قول "اِنَّهُمْ یَرَوْنٰہُ یَرَوْنٰہُ وَنَوَآہُ قَرِیْبًا" (بے شک یہ

اس (عقاب) کو دیکھو کہ جس اور ہم اسے قرعہ دیکھتے ہیں۔ پھر اسے دیکھو کہ اسے کس آیت میں زالی نے ظاہر کیا ہو تو یہاں تک کہ نصیب دیا ہے۔

شاعر کا قول: زَانَيْتُ اللَّهُ لَقَبْرُ كُلِّ شَيْءٍ ——— فَنُفِلَ لِي، وَلَقَدْ رَفَعْتُ جُنُودًا
(میں نے اللہ کو ہرج سے دیا اپنا سلطنت کے اعتبار سے اور لشکروں کی کثرت کے اعتبار سے)
اس شعر میں گلِ اشتہار زَانَيْتُ اللَّهُ لکبر ہے۔ زالی نے اللہ اور اکبر دونوں کو منسوب کیا ہے۔ یہ خدا کی بے حد بزرگی کا کلام ہے جو قبیلہ جو کثرت میں ہزاروں کا سردار ہے۔

جملہ شعر غصہ کے طور پر طالع جملہ سوالات اور ان کے جوابات:
● افعالِ کرب کا تعلق دل سے ہوتا ہے حالانکہ کتب (یعنی دیکھنا) کا تعلق آنکھ سے ہوتا ہے
● زَانَيْتُ (فعل کرب) سے مراد یہاں دل سے دیکھنا ہے، یعنی سوچنا سمجھنا، نہ کہ ظاہری آنکھ سے دیکھنا۔

● زَانَيْتُ زَنْيَاً فعل کرب، ماضی، کائنات کرتا ہے، حالانکہ یہاں تکہ ایک ہی ماضی ہے
● کبھی بعض افعال کرب دوسرے فعل کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں جیسے زَانَيْتُ کبھی لَبَسْتُ، طَلَعْتُ، مَعْنَى لَبَسْتُ، مَعْنَى طَلَعْتُ، مَعْنَى غَرَفْتُ، وَغَدْتُ مَعْنَى لَبَسْتُ ہیں۔
● یہی صورت حال افعال کے لیے صرف ایک ماضی ہو گا نہ کہ۔

(۳) حَبِيبٌ — جیسے ہادی تھالی کا قول لَا تَخْشَوْهُ شَوْا لَكُمْ (تم اسے بے زور دیکھو۔ پھر اسے دیکھو کہ اس آیت میں ظاہر ہے شَوْا لَكُمْ کو حَبِيبٌ سے منسوب ہے۔)
(۴) فَوَيْ — جیسے شاعر کا قول:

”كُوَيْتُ قَوْفِي لَقَبْرُ نَاغِرُو فَاغْتَبَطُ ——— فُلَانٌ اُغْتَبَطَا بِالْقَوْفِ حَبِيبًا“
(اے مرد تجھے وہاں مد کرنے والا سمجھا گیا جس پر تو رُک کر۔ اس لیے کہ وہاں پر رُک کر پندہ ہے اس شعر میں فَوَيْتُ قَوْفِي گلِ اشتہار ہے۔ تے خیر اور قَوْفِي دونوں کو فَوَيْ نے منسوب دیا ہے۔

(۵) حال۔۔ جیسے شاعر کا قول يَخَالُ مِنْ زَايِنِ الْخُفُولَةِ طَلْعًا (ہار ہار دیکھنے کے چاندروں کے چہرے پر پندہ ہونے کا وہم ہوتا ہے) اس شعر میں زَايِنِ اور طَلْعًا دونوں منسوب ہیں خیال سے۔ ہار شعر اس لیے ہے۔

وَنَخْلُكَ يَنْوُفِي فِي يَمَاحِ نَمَاحِ ——— يَخَالُ مِنْ زَايِنِ الْخُفُولَةِ طَلْعًا

یہ انشاءِ عالی کا شعر ہے۔

(۶) لزغم:۔ جیسے شاعر کا قول

زَعَمْتُمْ شَيْئًا، وَأَنْتُمْ بِشَيْءٍ — إِنَّمَا الشَّيْءُ مَنْ يَهَابُ آمَنَهُ.

(اس نے مجھے بلا کر سمجھا جب کہ میں نے حائضہ تھی۔ یہ حاتون کا ہے جو گھسٹ کر پتہ
 پہنچنے والی ہے اس کا نام حاتون ہے۔)

اس شعر میں کل اشتہار انصاف کو شیخا ہے جو محمول ہے پر ضمیر انصاف کا لفظ ہے اور ہے۔

(۷) ﴿وَقُلْ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيُجْعِلُ لَكُمْ فِيهِ سُبُلًا ۖ يَخْرِجُ بِهِ الْحَبَّ وَالنَّارُزَ ۚ وَهُوَ الَّذِي يُجْعِلُ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّكُمْ فِي أَمْرٍ مُنْجَبٍ ۖ﴾

میں تھیلوا نے ڈھیر اور خوش خیزا پرے۔ بلکہ اپنا حصول پایا ہے۔

(A) غلام۔ - جیسے ہرمل تعال کا قول قُلْ اَنْتُمْ رُغْلَانِ مَؤْمِنَاتٌ (اگر تم میں سے کوئی)

مردم کو۔ پانچ سو نو سو تالیف کی اس آیت میں اہل مومنات کیوں غلام کے تصور ہیں۔

انفعالِ قلوب کے عمل میں کبھی اللہ اور کبھی جواز؟

وَيُطْعَمُونَ يَوْمَئِذٍ بِثَلَاثٍ خُفٍّ وَجُفٍّ وَخِشْمٍ

محکمہ کی اطلاع دیا ہے اور ان کی تحقیق افشاء سے مراد فعل کے ساتھ فعل ماضی کر دینے کا افشاء کیا جاتا ہے۔

اگر چکی شروع نہ پائی جائے یعنی انھیں کھول دے تو وہ دھڑلے سے چلنے لگیں اور آواز دھڑلے سے اٹھنے لگیں۔

ہاؤس کے آخر میں آجائے اور عمل متھی ہو گا۔ یہ دروازوں پر آ کر کھڑے ہوں گے اور پھر باہر

وہاں سے واپس آ کر میں نے اپنے گھر میں اپنے والدین کو بتایا کہ میں نے کون سا کون سا کام کیا ہے۔

وہاں ہے۔ حق کی لائیاں ہر جے بھائی بھائی کے لئے۔ جیسے زمینا طینت صوفی

شاعر نے بھی اپنے شعر میں ہی طرح استعمال کیا ہے

لَهَا رَاحَتُهُمَا مِنَ الْعَذَابِ ثَوْنَيْنِ. وَفِي الْأَرْجَائِ خِلَالُ الْعُلُومِ وَالْخَوَدِ

(کہا قصائد سے تو مجھے وعدہ ملا تھا ہے اسے کہنے کی ہول۔ جب کہ قصائد میں بھی نہیں ملے

اس وقت تک کہ اس کا دل کھلے۔ اس کا دل کھلے۔ اس کا دل کھلے۔

۱۰ شمر محکم استخوان نطفہ الذی احاطہ جوفہ الذی فیہ الرحمۃ رحمہ اللہ علیہ

من ستر على النساء وفي الأراجيز جلت اللوم والتعبد مع لوم الله عز وجل

جسٹس ایمرنگاؤ بھی اگر اچھی طرح سمجھ لیں تو یہ جملہ جملے ان کے دلوں میں گونجنے لگتے ہیں۔

تیسرا کہ اِن یافہ ہے۔ جیسے ہادی علی کا قول "وَنُظَنُّونَ اِنْ اُبْقِیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا" (اور تم کہیں کرو گے کہ تمہارا ہمارا ساتھ ہی تمہارا ہے۔ پارہ ۱۵، صفحہ ۱۸۱، آیت ۵) اس آیت میں اِن یافہ ہادی کے معنی میں ہے جو حدیث کلام کو چاہتا ہے۔

چوتھا کہ لا یتقار ہے۔ جیسے تیسرا قول "غُلِبْتُ اَزْوَاجَ قَلَمٍ" میں فعل قلب اور معمول کے درمیان لام انتظام کا ہے جو حدیث کلام کو چاہتا ہے۔

اور ہادی علی کا قول "وَلَقَدْ غَلَبُوا النَّاسَ لِمَشْرَافَةِ مَلَا فِي الْاُخْرَةِ مِنْ خَلْقٍ" (اور وہ اطمینان دیتے ہیں کہ اس کے لیے دوسرے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ پارہ ۱۵، صفحہ ۱۸۱، آیت ۱۰) اس آیت کریمہ میں فعل قلب غلبوا اور اس کے معمول یعنی لِمَشْرَافَةِ کے اہم لام انتظام ہے جو حدیث کلام کا قافہ کرتا ہے۔

پانچواں کہ لام ضم ہے۔ جیسے تیسرا قول ۔

وَلَقَدْ غُلِبْتُ لِقَائِيْنَ مُنْقَلِبِیْنَ اِنْ اَلْتَنِیَا لَا تَغْلِبُنِیْ سَهْلًا
(اور اطمینان میں لے جان لیا کہ ضرور ہاضر اور مجھے سہل آئے گی۔ کہیں کہ سہل کا حیرت انگیز نہیں کرتا۔) یہ لام ضم کی جگہ پر ہے۔

اس قسم میں فعل غُلِبْتُ اور اس کے معمول لِقَائِيْنَ مُنْقَلِبِیْنَ کے درمیان لام ضم ہے جو حدیث کلام کا متقاضی ہے۔ یہ بات درمیان رہے کہ لام ضم تاکید کی طرح ہوتا ہے خبر کو مؤکد کرنے کے لیے آتا ہے اور ضم کا معنی نہ کرنے ضرور ہاضر کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔

چھٹا کہ حرف استفہام ہے۔ جیسے تیسرا قول "غُلِبْتُ اَزْوَاجَ قَلَمٍ" میں ہاضر حرف استفہام ہے جو حدیث کلام کو چاہتا ہے۔ اسی طرح جب جملہ میں ام استفہام ہو تو وہ ام استفہام جملہ کے دونوں جروں کا ایک ہو، یا اگر ہوا دل کی مثال: جیسے ہادی علی کا قول "وَلَقَدْ غُلِبْتُ اِیْنَا اَشْرَافُ غُلَبْنَا وَابْنُی" (اور تمہیں چندی طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کسی کی یاد پر ہر سخت اور میرا ہے۔ پارہ ۱۵، صفحہ ۱۸۱، آیت ۱۰) اس آیت کریمہ میں اُنئی جملہ میں ام استفہام ہے، جو فعل قلب اور اس کے معمول کے درمیان ہے۔

دہلی کی مثال: "وَسَيُظَلِّمُ الَّذِیْنَ غَلَبُوا اِنِّیْ مُنْقَلِبٌ یُنْقَلِبُونَ" (وہ ابھی جان نہیں کے کہ کس کو دتا لیتے ہیں۔ پارہ ۱۵، صفحہ ۱۸۱، آیت ۱۰) اس آیت میں اِنئی مُنْقَلِبٌ یُنْقَلِبُونَ، اِنئی مُنْقَلِبٌ سے منصوب ہے اصل مہلت اس طرح ہے "یُنْقَلِبُونَ اِنئی اِنْقِلَابٌ" اور یُنْقَلِمُ اس جملہ سے حلق ہے جس میں ام استفہام ہے اور وہ اِنئی ہے اور براہ کمال بعض طلبہ کو اس بات کا لام

ہے کہ اِنی یقلّم سے منسوب ہے یہ ظاہر ہے اس لیے کہ حضرت امام محمد کا نام کو چاہتا ہے تو کہیں اس میں اس کا نقل کیجیے بھی نقل نہیں کر سکتا۔

اصل یہ لکھا کہ کہہ دیا تمام کلمات حدیث کا نام کو چاہتے ہیں بلکہ ان کلمات کے ساتھ میں آنے کی وجہ سے اصل کتب کا نقل قطعاً نہیں ہوگا لیکن نقلاتی رہے گا۔ اور اس اصل میں کلام تمطیق لکھا جاتا ہے کہ اس وقت ایک اعتبار سے یہ اصل حال ہوتے ہیں اور ایک اعتبار سے نہیں۔ جیسا کہ قرآن عظیمہ تارویقہ قلّام میں اصل کلمہ حال ہے اور قطعاً حال نہیں ہے بلکہ اسے حال لا حال کہنا چاہیے۔

تمطیق کی وجہ تسمیہ؟

وَمِنْ ذَلِكَ تَطْلِيقُ الْقَلَمِ تَطْلِيقُ الْقَلَمِ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ کلمہ ہے اس صنف حدیث کے ساتھ جو نہ قطعاً ہے نہ حرج ہے۔ جس حدیث کی زندگی اس کے شوہر نے پیدا کر دی ہے اور طلاق سے قطعاً نہ جرحی اور کسے اسے قطعاً کہا جاتا ہے۔ یہی حال اس حال کا ہوتا ہے کہ نہ پوری طہر ہے نہ کلام ہے اور نہ کمال کے ساتھ نقل کر پاتا ہے۔

اور نقلاتی رہنے کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد کلام منسوب ہو اور کلمہ جملہ پر حسب کے ساتھ قطع کرنا چاہتا ہو۔ جیسے شاعر نے اسے اس شعر میں قطع کیا ہے۔

وَمَا كُنْتُ أَنْدَرِي قَبْلَ غُرَّةِ مَطْنِي وَلَا مَوْجِعَاتِ لِقَابِ خَشْيَ تَوَلَّجَ (میں نہیں جانتا غمزدگی کی حدت سے پہلے کہہ دیا کیا ہے اور نہ ہی دلوں کو تخلیق ہے حال جیہ میں کہیں تک کرے) (محبوب نے زور کیا کہ یہ کلمہ بنی ہمدارمن کا کلام ہے۔

اس شعر میں مَوْجِعَاتِ پر حسب کلمہ "مَطْنِي" پر قطع کیا گیا ہے جس سے قطعاً اندری و نقل کلماتی ہے اور قطعاً نقل کر دیا گیا ہے، گو اصل کو مطلق کر دیا گیا ہے۔

قَمُ هَذَا الْكِتَابُ بِفَضْلِهِ تَعَالَى شَانَهُ

محمد اکبر دانش کا می بین محمد شفیق الرحمن
مقام سکول، پوسٹ برہم پور، دہلیا جینی
طبع بیٹن مری، بہار ۸۴۳۳۱۴

کچھ ضروری اصطلاحات

نوٹ:- صاحبِ فکر انگریزی طلبہ ہر روز نے اختصار کی چار پرچوں ضروری اصطلاحات کا ذکر کرنا چاہئے۔ جس میں مناسب جگہوں کی نمونہ نوٹ کروں گا کہ طلبہ مزید کیلئے آسانی ہو جائے۔ (میں صاحبِ فکر ہوں)

صنعت پر مروجہ احتمال: برصغیر احتمال اس کو کہتے ہیں کہ طلبہ کے بعد ایسے الفاظ ذکر کیے جائیں جس سے تصور کی طرف توجہ ہو جائے۔

صعد کا اصل اذات پر: بھی لیا جاتا ہے کہ جتنا اذات ہوئی ہے اور ضرورت حال حد سے نہیں ہوگا، لہذا صعد کو شوق کی بنا پر بھی کر کے مل کرتے ہیں اور بھی بنا تاویل پہ لفظ بھی حل کر سکتے ہیں، جیسے زینہ غفلہ (شرعاً تہذیب)

تسمیۃ النمل باسم النحر : ایک چیز چند اجزاء سے مرکب ہو مگر اس کا نام کسی ایک اجزاء کے ساتھ رکھ دیا جائے تو اس کو تسمیۃ النمل باسم النحر کہتے ہیں جیسے چائے چند چیزوں سے مل کر بنتی ہے، پانی، چینی، ملاوٹ، چائے کی تختی، مگر صرف اس کا ایک اجزاء کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں یعنی چائے کے ساتھ۔

نظم، تقسیم و اقسام، جیم: نظم جس کی قسمیں ہیں اور اقسام نظم کی قسموں کو کہتے ہیں اور نظم کی قسمیں ہونے کو تقسیم کہتے ہیں اور قسمیں باسم ایک دوسرے کی جیم ہوتی ہیں جیسے کہ کی غنم قسمیں ہیں۔ اسم، فعل حرف جملہ نظم ہے اور اسم فعل حرف اقسام ہیں اور اسم فعل حرف آپس میں ایک دوسرے کے جیم ہیں اور جیم آپس میں قیاس نہیں ہو سکتے، مثلاً ایک کلمہ اسم کی اور حرف کی ہو نہیں سکتا اور کہ کی غنم نہیں ہونا تقسیم ہے۔

ترجیح بلا سرعۃ ترجیح دینے والے فرد کے ہائیکہ کسی چیز کو کسی دوسری چیز پر ترجیح دینا اور غلبہ ہے۔
مثلاً: جسے زیادہ کم عمری والا کہیں دوسرا نسل کے ترجیح دینا۔

لہذا اگر حکم الملک، اکثر کے لئے مکمل کا حکم ہے مطلقاً تو یہی کی پانچ قسمیں ہیں جن میں سے ہر
 ام کے ساتھ خاص ہیں اور ایک ہی نوعیت پر تمام عام ہے ام ہی کے ساتھ خاص نہیں، حالانکہ اگر کسی
 میں مطلقاً تو یہی کی اس کا خاص کیا ہے تو اس میں ہی خاص کیا ہے اس کا کوئی عام نہیں ہے لہذا کیا ہے۔

ملاؤں و قدر میں فرق۔ ملاؤں کا اور قیمت ملاؤں سے ملتا ہے اور قدر صرف
لکھنؤ سے ملتا ہے قیمت میں برقرار رہتا ہے۔

الخاضعة للشروط وقت المشرقة: ببشرية في حاله في مشرقه في كذا

ایضاً کی تحقیق: آض بفتح کا مصدر ہے کسی کچھ جمع ہوتا ہے اور اس وقت جملہ
 ہوتے آض الا چیزیں ہوتی (مردار سے کہہ دے) اور کسی کچھ صلوہ اور اس وقت سے
 بصرہ ہو کہ آض الفلج فلج (برک ہل بن کا)

ایضاً کی ترکیب: ایضاً عموماً آض فعل متعدی ماضی مطلق ہوتا ہے۔ لہذا آض
 ایضاً انی رفع وجوہاً دوسرا حال ہے کہ ایضاً آض کی خبر ماضی سے حال میں آہیضاً
 ہذا فی المضمر لا یكون حالاً فی المشہور (المجم فی فصل ص ۳۰۳) اور (مجم فی ص ۳۰۳)

ایضاً کا استعمال: ایضاً کا استعمال اسکی دو چیزیں ہیں ۱۔ گاہ میں میں دل بستہ ہیں اور
 دل بستہ اور ۲۔ دل بستہ کو اٹھاتی ہو یعنی دو چیزوں کے درمیان ایک اتھاتی فعل ۲۔ دل بستہ اور
 ایضاً کہا درست نہیں کیوں کہ امر واحد ہے اور طبع النفس وجود الفہار ایضاً کہا
 درست نہیں کیوں کہ دونوں میں طارم ہے۔ اور جملہ میں وید و نصب خلق ایضاً کہا
 نہیں کیوں کہ دونوں چیزوں (آلاء ہا) میں ۲۔ ایضاً ہے لہذا جملہ میں وید و اخوہ ایضاً
 درست ہے۔ (مجم فی ص ۳۰۳) اور (مجم فی ص ۳۰۳)

مثال و شاید میں فرق: گاہ کہہ کی اضافت کے لیے اس فعل کے کام کو بھی کیا جائے
 جس لاکام لاکام میں کافی اور کہا ہوتا ۲۔ اور مثال اس کام کو کہتے ہیں جس سے گاہ کہہ کی
 وضاحت ضرور ۲۔

تھالی عادات: کسی مصلحت کی بناء پر جان بوجہ کہ نہیں بن جاتا ہے شعر کا ایک ۲۔ ہے
 لہذا میں ام ایلی من البشر۔ مجھے ۲۔ کیا میری لٹی تم میں سے ہے اے جمیل سیدان کی
 برائیوں یا انسانوں میں سے۔

حالات کہ وہاں ہے کہ لٹی انسانوں میں سے ہے مگر راحت میں ۲۔ چہ ۲۔ اس طرح
 منم کہتے ہیں کہ تیرے ہی کر ہے ● کہاں ہے کس طرح کی ہے کہہ ہے
 قطب میں بعد منم ماس بیان کرنے کے بعد انہیں میں سے کسی کو خاص طرح سے جان

کہا ہے تھالی المصلحت والزوج۔ روح سے مراد جبرئیل ہیں جو خدا ملائکہ میں داخل تھے۔
 حلقہ دلی میں علی العام مصروف کامیا مصروف علیہ ۲۔ مصروف کہہ کر وہ مصروف علیہ
 مصروف کے معنی کو بھی مثال ہو چکے۔ المصروفۃ علی محمد وآلہ واصحابہ کے بعد لفظ آل سے
 نہیں مراد لیکن وہاں سے مراد اس میں ۲۔ ۲۔ ۲۔

ایک نظر ادھر بھی

رموز و اشارات

ج	مراد	حینا	ہ	مراد	ہل
ن	"	ن	ن	"	نہی
ا	"	ا	ف	"	فائدہ
س	"	س	ل	"	لہذا آخر
ک	"	ک	م	"	محل
ل	"	ل			
ط	"	ط			
ع	"	ع			
م	"	م			
ف	"	ف			
و	"	و			
ز	"	ز			
ح	"	ح			
ط	"	ط			
ع	"	ع			
م	"	م			
ج	"	ج			

آج بروز ۲۲ اگست ۱۳۳۵ء مطابق
۲۲ جمادی الثانی ۱۳۳۵ء کو درج بالا مقام
نظر انداز کر مولیٰ کی شریعہ کے تحت عمل کیل
کو کچلی۔ فقہ جہاد کے تحت عمل سے دعا ہے کہ اس
کے لئے اللہ کا کام آئے۔

محمد تقیہ الدین صاحب
جامعہ اسلامیہ اسلامیہ پالی سائنس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شَمْسُ الْهُدَى

شرح اُردو
دوم

قَطْرُ النَّدى وَبَلُّ الصَّدى

شارح

مفتی محمد عاکبر دہلوی

ناشر

دارالکتاب دیوبند

فہرست خمس الہدی شرح اند قطری الشدنی جلد دہنی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۷	ترجمہ عبارت	۱۸۹	باب الفاضل - نظریہ
۱۸۸	فصل کامل اصول کی اصلیت	۱۹۰	ترجمہ فقرہ
۱۸۹	اسم کامل کے قندہ کا غیر کا جزئی کا قندہ	۱۹۱	فصل کی طرح
۱۹۰	فصل کامل اصول سے حواضر کا جواب ہے	۱۹۲	اسم صریح کی طرح
۱۹۱	فصل کامل کا مقررہ جواب ہے	۱۹۳	اسم مطلق کی طرح
۱۹۲	الف قصہ کی طرح	۱۹۴	مؤول کی طرح
۱۹۳	قریب سے مراد	۱۹۵	فلام ریزہ کی طرح
۱۹۴	قریب پائے جانے کے وقت قندہ کا غیر باروں	۱۹۶	کھٹ
۱۹۵	پانچویں	۱۹۷	واقعات کی طرح
۱۹۶	صوبہ موسیٰ موسیٰ کی طرح	۱۹۸	کچھ
۱۹۷	فصل کامل پر قندہ ہونا جائز ہے	۱۹۹	صرف کی طرح
۱۹۸	فصل کامل پر مقدم کرنا واجب ہے	۲۰۰	مطلوبہ جواب
۱۹۹	افعال صریح نام کے قائل کی حدیث	۲۰۱	سوال و جواب
۲۰۰	خصوصی باندہ کی طرح	۲۰۲	سوال و جواب
۲۰۱	خصوصی باندہ کی طرح	۲۰۳	سوال و جواب
۲۰۲	خصوصی باندہ کا نام کے قائل پر مقدم کرنا	۲۰۴	سوال و جواب
۲۰۳	باب الفاضل و بعض	۲۰۵	ترجمہ عبارت
۲۰۴	المصاحب	۲۰۶	اسم کامل کے نام، معمول، معمول
۲۰۵	ترجمہ عبارت	۲۰۷	ترجمہ عبارت
۲۰۶	باب فاضل کی طرح	۲۰۸	اسم کامل کے مال کا صریح کے لفظ کی حدیث
۲۰۷	باب فاضل کا نام	۲۰۹	مؤول کی طرح
۲۰۸	فصل کے خلاف ہونے کی حدیث	۲۱۰	مؤول کی طرح
۲۰۹	فصل کا جواب	۲۱۱	اسم صریح کے لفظ کی حدیث
۲۱۰	باب فاضل کے لفظ کی حدیث	۲۱۲	اسم مطلق کے لفظ کی حدیث
۲۱۱	فصل کا نام	۲۱۳	اسم مطلق کے لفظ کی حدیث
۲۱۲	فصل کا نام	۲۱۴	اسم مطلق کے لفظ کی حدیث
۲۱۳	فصل کا نام	۲۱۵	اسم مطلق کے لفظ کی حدیث
۲۱۴	فصل کا نام	۲۱۶	اسم مطلق کے لفظ کی حدیث

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۷	باب احکام تقویٰ الضعفی	۲۲۳	باب احکام تقویٰ الضعفی
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارتی جی کے قتل کے حکام	"	مہارتی جی کے قتل کے حکام
"	مہارتی کے قتل کے حکام	"	مہارتی کے قتل کے حکام
۲۲۸	مہارتی کے قتل کے حکام	۲۲۶	مہارتی کے قتل کے حکام
"	مہارتی کے قتل کے حکام	"	مہارتی کے قتل کے حکام
۲۲۹	مہارتی کے قتل کے حکام	"	مہارتی کے قتل کے حکام
"	مہارتی کے قتل کے حکام	"	مہارتی کے قتل کے حکام
"	مہارتی کے قتل کے حکام	"	مہارتی کے قتل کے حکام
"	مہارتی کے قتل کے حکام	"	مہارتی کے قتل کے حکام
۲۳۰	باب الضعفی	"	باب الضعفی
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۳۱	مہارت درجہ	۲۳۲	باب حکم الضعفی المفرد اذا تكرر
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۳۲	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۳۳	باب الضعفی المفرد اذا تكرر	۲۳۳	باب الضعفی المفرد اذا تكرر
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۳۴	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۳۵	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۳۶	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۳۷	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۳۸	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۳۹	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۴۰	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۴۱	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۴۲	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۴۳	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۴۴	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۴۵	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۴۶	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۴۷	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۴۸	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۴۹	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
۲۵۰	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ
"	مہارت درجہ	"	مہارت درجہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۱	والتواضع والفرحان کی تحقیق نہ ملے	۱۸۱	زعم و دعوات و خروج
۱۸۲	باب شمع ط صا حبھا المنصرف	۱۸۱	مطلوب کی طرف سے فائدہ
۱۸۲	مہارت سے ترہ خیر	۱۸۲	مہارت کی قسمیں مع احکام کے
۱۸۳	والتواضع والفرحان کے لیے شرائط و شروط	۱۸۳	الاعمال فانعمت فلا منکام
۱۸۴	الاسماء	۱۸۴	اعرف مکان بہک قسمیں
۱۸۵	حال میں	۱۸۵	تعود و لغوی کی تخریج
۱۸۶	خلاف میں	۱۸۶	والتواضع والفرحان کا الموضع کی تخریج
۱۸۷	باب التخصیص	۱۸۷	وما عظیم بن مصدر علامہ
۱۸۸	مہارت سے ترہ خیر	۱۸۸	باب المنقول معہ
۱۸۹	تصویر کی طرف	۱۸۹	مہارت سے ترہ خیر
۱۹۰	تصویر کی طرف	۱۹۰	منقول معہ کی طرف
۱۹۱	باب احکام التخصیص	۱۹۱	منقول معہ کی طرف چاروں کے ساتھ
۱۹۲	مہارت سے ترہ خیر	۱۹۲	کل و جمل و صیغۃ کا رتبہ
۱۹۳	تصویر کی قسمیں	۱۹۳	باب القسم الواقع بعد التواضع
۱۹۴	مطلوب و مقدم سے بہم کو اور کرنے والی تصویر کے	۱۹۴	مہارت سے ترہ
۱۹۵	تواضع کے لیے چار مقامات ہیں۔	۱۹۵	تا اعمیت کے بعد اے عالم کے مقامات
۱۹۶	نوٹ (۱)	۱۹۶	ایک معنی کی مثال
۱۹۷	نوٹ (۲)	۱۹۷	ماضی متاخر کی مثال
۱۹۸	نہم کی بحث	۱۹۸	مورث ملک و رویت کی توجہ
۱۹۹	نہم کی دو قسمیں ہیں	۱۹۹	حق الارض کے تین کی وضاحت
۲۰۰	تا اعمیت تک اس کا جواب	۲۰۰	اسیاد اسے عقل و سمع سے
۲۰۱	نہم کی تیسری سے حق و حقائق	۲۰۱	باب الحال
۲۰۲	ترہ خیر	۲۰۲	مہارت سے ترہ خیر
۲۰۳	تصویر کی دوسری قسم بیان	۲۰۳	حال کی طرف
۲۰۴	محل من المصلیٰ سے مراد	۲۰۴	حال کے لیے چار شرائط
۲۰۵	محل من المصلیٰ سے مراد	۲۰۵	مثال و جواب (۱)
۲۰۶	محل من المصلیٰ غیر تاسع سے مراد	۲۰۶	مثال و جواب (۲)
۲۰۷	غیر محل کی وضاحت	۲۰۷	مہارت سے ترہ
۲۰۸	مہارت سے ترہ خیر	۲۰۸	حال کی شرط

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۵	مہارت مع ترجمہ کجرا	۱۸۵	حال ہمارہ کجرا کا لکھنے کی شکل میں آتا
۱۸۶	مکرمہ بلاغیہ کی تفسیر	۱۸۶	نوٹ
۱۸۷	انصاف معنی کی تفسیر	۱۸۷	تفسیرات جامعہ لکھتے
۱۸۸	انصاف معنی کی تفسیر	۱۸۸	باب المستثنیٰ بالذات والحوالہ
۱۸۹	انصاف معنی کی تفسیر	۱۸۹	مہارت مع ترجمہ کجرا
۱۹۰	انصاف معنی کی تفسیر	۱۹۰	مستثنیٰ کی تفسیر
۱۹۱	انصاف معنی کی تفسیر	۱۹۱	مستثنیٰ کی تفسیر
۱۹۲	انصاف معنی کی تفسیر	۱۹۲	حروف اشتہار کی تعداد
۱۹۳	انصاف معنی کی تفسیر	۱۹۳	سورب اور غیر سورب کی تفسیر
۱۹۴	انصاف معنی کی تفسیر	۱۹۴	مستثنیٰ کا مقام عرب کے اقوام سے
۱۹۵	باب الاصلہ لتمام التثنية	۱۹۵	خاموشی کا اطلاق ہمارے کا جواب (۱)
۱۹۶	مہارت مع ترجمہ	۱۹۶	خاموشی کا اطلاق ہمارے کا جواب (۲)
۱۹۷	انصاف معنی کی تفسیر	۱۹۷	خاموشی کا اطلاق ہمارے کا جواب (۳)
۱۹۸	انصاف معنی کی تفسیر	۱۹۸	مستثنیٰ معنی کے غیر ملزم کا بیان
۱۹۹	انصاف معنی کی تفسیر	۱۹۹	خاموشی کا اطلاق ہمارے کا جواب
۲۰۰	باب المستثنیٰ بغير وسوئي	۲۰۰	باب حروف الجر وانواعها
۲۰۱	مہارت مع ترجمہ	۲۰۱	مہارت مع ترجمہ
۲۰۲	انصاف معنی کی تفسیر	۲۰۲	انصاف معنی کی تفسیر
۲۰۳	انصاف معنی کی تفسیر	۲۰۳	انصاف معنی کی تفسیر
۲۰۴	انصاف معنی کی تفسیر	۲۰۴	انصاف معنی کی تفسیر
۲۰۵	انصاف معنی کی تفسیر	۲۰۵	انصاف معنی کی تفسیر
۲۰۶	انصاف معنی کی تفسیر	۲۰۶	انصاف معنی کی تفسیر
۲۰۷	انصاف معنی کی تفسیر	۲۰۷	انصاف معنی کی تفسیر
۲۰۸	انصاف معنی کی تفسیر	۲۰۸	انصاف معنی کی تفسیر
۲۰۹	انصاف معنی کی تفسیر	۲۰۹	انصاف معنی کی تفسیر
۲۱۰	انصاف معنی کی تفسیر	۲۱۰	انصاف معنی کی تفسیر
۲۱۱	انصاف معنی کی تفسیر	۲۱۱	انصاف معنی کی تفسیر
۲۱۲	انصاف معنی کی تفسیر	۲۱۲	انصاف معنی کی تفسیر
۲۱۳	انصاف معنی کی تفسیر	۲۱۳	انصاف معنی کی تفسیر
۲۱۴	انصاف معنی کی تفسیر	۲۱۴	انصاف معنی کی تفسیر
۲۱۵	انصاف معنی کی تفسیر	۲۱۵	انصاف معنی کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۹	مفت حبہ ہم باطل کی کہوتیہ	۳۲۹	حبہ کی قسمیں۔
۳۳۰	ہم باطل ہم باطل غلطی عذر	۳۳۰	دل حبہ و طواف
۳۳۱	مفت حبہ باطل	۳۳۱	دوسری قسم حبہ و نون
۳۳۲	چھ سو کی مفت حبہ ہم باطل کا جواب (۱)	۳۳۲	تیسری قسم حبہ و نون
۳۳۳	پیدا فرق	۳۳۳	طہمیت و پہلا۔
۳۳۴	طہمیت باطل ہم باطل کا جواب (۱)	۳۳۴	حبہ ہم حبہ و نون
۳۳۵	طہمیت باطل ہم باطل کا جواب (۲)	۳۳۵	حبہ ہم حبہ و نون
۳۳۶	دوسرا فرق	۳۳۶	ثالثہ ہم حبہ و نون
۳۳۷	تیسرا فرق	۳۳۷	فصل پر جوین کہتا؟
۳۳۸	چوتھا فرق	۳۳۸	تکلیف اسم الطاهر و شروط اعمال
۳۳۹	پانچواں فرق	۳۳۹	عادت مع آخر
۳۴۰	مفت حبہ کے حصول کی عین مانتی	۳۴۰	ہم باطل سے نکلنا ہم باطل
۳۴۱	نوٹ	۳۴۱	ہم باطل کی صورت
۳۴۲	النوع الطاهر اسم التخصیص	۳۴۲	النوع الطاهر اسم التخصیص
۳۴۳	عادت مع آخر	۳۴۳	عادت مع آخر
۳۴۴	ہم حبہ کی قرینہ	۳۴۴	عادت مع آخر
۳۴۵	ہم حبہ کی قرینہ	۳۴۵	عادت مع آخر
۳۴۶	ہم حبہ کی قرینہ	۳۴۶	عادت مع آخر
۳۴۷	ہم حبہ کی قرینہ	۳۴۷	عادت مع آخر
۳۴۸	نوٹ	۳۴۸	عادت مع آخر
۳۴۹	ہم حبہ کی قرینہ	۳۴۹	عادت مع آخر
۳۵۰	طہمیت باطل ہم باطل کا جواب	۳۵۰	عادت مع آخر
۳۵۱	سولہ اکمل کی قرینہ	۳۵۱	عادت مع آخر
۳۵۲	باب التواضع	۳۵۲	عادت مع آخر
۳۵۳	عادت مع آخر	۳۵۳	عادت مع آخر
۳۵۴	قرینہ کی قسمیں	۳۵۴	عادت مع آخر
۳۵۵	باب التواضع	۳۵۵	عادت مع آخر
۳۵۶	عادت مع آخر	۳۵۶	عادت مع آخر
۳۵۷	تقریر	۳۵۷	عادت مع آخر
۳۵۸	طہمیت باطل ہم باطل کا جواب	۳۵۸	عادت مع آخر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳۷	کتبہ مبارک	۳۳۷	تہجد کی قسمیں
۳۳۸	باب الفرقہ بین التوکید والاعتقاد	۳۳۸	باب فائزۃ النعمت
۳۳۹	مہارت صحابہ کرام	۳۳۹	مہارت صحابہ کرام
۳۴۰	باب اہل بیت کا جواب	۳۴۰	باب ما وضع لہ مصنف
۳۴۱	باب عطف البیان	۳۴۱	مہارت صحابہ کرام
۳۴۲	مہارت صحابہ کرام	۳۴۲	باب اہل بیت کا جواب (۱)
۳۴۳	عطف کی تفسیر و اصطلاح	۳۴۳	باب اہل بیت کا جواب (۲)
۳۴۴	عطف بیان کی تفسیر	۳۴۴	باب اہل بیت کا جواب (۳)
۳۴۵	عطف بیان کی تفسیر	۳۴۵	نہج
۳۴۶	باب الموقوفہ بین العطف والمصروف	۳۴۶	قسمیں احادیث
۳۴۷	مہارت صحابہ کرام	۳۴۷	کتبہ مبارک
۳۴۸	مہارت صحابہ کرام	۳۴۸	باب بیرون قطع العطف
۳۴۹	عطف بیان کی تفسیر	۳۴۹	مہارت صحابہ کرام
۳۵۰	عطف بیان کی تفسیر	۳۵۰	عطف بیان کی تفسیر
۳۵۱	الفرقہ بین العطف والمبدل	۳۵۱	باب التوکید
۳۵۲	مہارت صحابہ کرام	۳۵۲	مہارت صحابہ کرام
۳۵۳	عطف بیان کی تفسیر	۳۵۳	تاکید کی تفسیر
۳۵۴	عطف بیان کی تفسیر	۳۵۴	تاکید کی قسمیں
۳۵۵	باب عطف المنصوب	۳۵۵	تاکید کی تفسیر
۳۵۶	مہارت صحابہ کرام	۳۵۶	ولیس منہ وکائنات کی تفسیر
۳۵۷	عطف بیان کی تفسیر	۳۵۷	الکلام علی المصنوع
۳۵۸	عطف بیان کی تفسیر	۳۵۸	مہارت صحابہ کرام
۳۵۹	عطف بیان کی تفسیر	۳۵۹	تاکید متنی کی تفسیر
۳۶۰	عطف بیان کی تفسیر	۳۶۰	باب اہل بیت کا جواب
۳۶۱	مہارت صحابہ کرام	۳۶۱	نہج و عین کلام کی تفسیر
۳۶۲	عطف بیان کی تفسیر	۳۶۲	نہج کلام کی تفسیر
۳۶۳	مہارت صحابہ کرام	۳۶۳	کلام کلام کی تفسیر
۳۶۴	عطف بیان کی تفسیر	۳۶۴	وہب و جملہ کلام کی تفسیر
۳۶۵	مہارت صحابہ کرام	۳۶۵	نہج کلام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۱	باب مولود الضرف	۳۶۱	مہارت ترمیم کرتا
۳۶۲	مہارت ترمیم کرتا	۳۶۲	ہلکے کی طرف
۳۶۳	غیر صرف کی طرف سے	۳۶۳	نہ لگے
۳۶۴	طاعت کی طرف سے	۳۶۴	ہلکے کی طرف
۳۶۵	پہلا سبب ذکر	۳۶۵	سوال و جواب
۳۶۶	دوسرا سبب ذکر	۳۶۶	ہلکے کی طرف
۳۶۷	غیر صرف کا سبب بننے کے لیے	۳۶۷	ہلکے کی طرف
۳۶۸	ہلکے کی طرف	۳۶۸	ہلکے کی طرف
۳۶۹	مگر سبب کی طرف	۳۶۹	ہلکے کی طرف
۳۷۰	مگر سبب کی طرف	۳۷۰	ہلکے کی طرف
۳۷۱	تیسرا سبب ذکر	۳۷۱	ہلکے کی طرف
۳۷۲	چوتھا سبب ذکر	۳۷۲	ہلکے کی طرف
۳۷۳	غیر صرف کا سبب بننے کے لیے	۳۷۳	ہلکے کی طرف
۳۷۴	پانچواں سبب ذکر	۳۷۴	ہلکے کی طرف
۳۷۵	حد کی طرف سے	۳۷۵	ہلکے کی طرف
۳۷۶	واقعہ فی اللہ کی طرف سے	۳۷۶	ہلکے کی طرف
۳۷۷	قول اللہ تعالیٰ کے لیے	۳۷۷	ہلکے کی طرف
۳۷۸	تکلف کی طرف سے	۳۷۸	ہلکے کی طرف
۳۷۹	واقعہ فی اللہ کی طرف سے	۳۷۹	ہلکے کی طرف
۳۸۰	شروع سبب ذکر	۳۸۰	ہلکے کی طرف
۳۸۱	غلام کا کام	۳۸۱	ہلکے کی طرف
۳۸۲	نہ لگے	۳۸۲	ہلکے کی طرف
۳۸۳	چھٹا سبب ذکر	۳۸۳	ہلکے کی طرف
۳۸۴	شرک	۳۸۴	ہلکے کی طرف
۳۸۵	ساتھ سبب ذکر	۳۸۵	ہلکے کی طرف
۳۸۶	مگر سبب ذکر	۳۸۶	ہلکے کی طرف
۳۸۷	مگر سبب ذکر	۳۸۷	ہلکے کی طرف
۳۸۸	مگر سبب ذکر	۳۸۸	ہلکے کی طرف
۳۸۹	مگر سبب ذکر	۳۸۹	ہلکے کی طرف
۳۹۰	مگر سبب ذکر	۳۹۰	ہلکے کی طرف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۸	شعر کا نہیں شعر	۳۶۴	آفتاب سب بالحق برون زمانہ جان
۳۶۹	قطر "خندہ" کی تحقیق	۳۶۵	الف برون زمانہ جان کے شمال کی صورتیں
۳۷۰	مہارت ساج زہرہ خیرا	۳۶۶	لو اس سب ساریہ
۳۷۱	طالعہ انانہ لکھ لہو اس کا جواب	۳۶۷	طالعہ بلالہ سب کے کام مقام کیوں؟
۳۷۲	طالعہ انانہ لکھ لہو اس کا جواب	۳۶۸	نوٹ ہوئے اسے ہونے کے اشارے سب
۳۷۳	باب الکتاب بعد واو الجہانہ	۳۶۹	ساج سرف کی تفسیر۔
۳۷۴	مہارت ساج زہرہ خیرا	۳۷۰	مہارت ساج زہرہ خیرا
۳۷۵	دعا جماعت کے بعد کیا کیوں؟	۳۷۱	باب التہذیب
۳۷۶	فصل کے الف کی علامت	۳۷۲	مہارت ساج زہرہ
۳۷۷	ام کے الف کی علامت	۳۷۳	مہارت ساج زہرہ
۳۷۸	باب ہجۃ الوصل	۳۷۴	افعال فہم کی قرینہ اور بیٹے
۳۷۹	مہارت ساج زہرہ خیرا	۳۷۵	خا الف و یثا کی ترکیب
۳۸۰	ہمزہ کی تفسیر	۳۷۶	لفظ ہو کی ترکیب
۳۸۱	ہمزہ صلیہ کی قرینہ	۳۷۷	لفظ لہو ہو کی ترکیب
۳۸۲	ہمزہ اندہ کی قرینہ	۳۷۸	الحوال فہم ہائے کا کادہ
۳۸۳	ہمزہ اندہ کی تفسیر	۳۷۹	فصل الفہم اور فہم کی ترکیب
۳۸۴	ہمزہ صلیہ کا کام	۳۸۰	باب الوقت
۳۸۵	محبت و عطف کے اعتبار سے ہمزہ صلیہ کا کام	۳۸۱	مہارت ساج زہرہ خیرا
۳۸۶	عطف پر پانے والا ہمزہ	۳۸۲	دفعہ کی قرینہ و اسطلاح کی قرینہ
۳۸۷	عطف پر پانے والا ہمزہ	۳۸۳	لفظ "روزہ" اور "ساعات" کی فرق
۳۸۸	فصل دوم۔ ہمزہ صلیہ کی حرکات مختلفہ کے	۳۸۴	الوقت علی المستوی
۳۸۹	یونانی میں	۳۸۵	مہارت ساج زہرہ خیرا
۳۹۰	لفظ "تینوں" کی تحقیق	۳۸۶	ام حلقوں کی قرینہ
۳۹۱	طالعہ انانہ لکھ لہو اس کا جواب	۳۸۷	ام حلقوں پر ہفتہ کی
۳۹۲	لفظ "بہت" کا جواب کہہ دیوں؟	۳۸۸	مہارت ساج زہرہ خیرا
۳۹۳	چھ مختلف مقامات میں چاند کا فضل و کرام	۳۸۹	مہارت ساج زہرہ خیرا
۳۹۴	دل کی آواز سارے میں کے کام	۳۹۰	باب الوقت علی الفہم
۳۹۵		۳۹۱	مہارت ساج زہرہ
۳۹۶		۳۹۲	قرینہ کی طرح

باب: الفاعل، تخریجہ

يَا بَدَّ الْفَاعِلُ مَرْفُوعٌ، كَ "قَلَمُ زَيْدٌ" وَ "مَنْكَ عَمْرُو"

ترجمہ:- یہ باب ہے قائل مرفوع ہوتا ہے جیسے قَلَمُ زَيْدٌ (زید کا لکڑا ہے) اور مَنْكَ عَمْرُو (عمرو کا لکڑا ہے)۔

تشریح:- قائل صفت جب مبتدا یا خبر ہو اور وہ ابواب اندر سے ہے جو ان سطروں سے حاصل ہیں کہ بیان کرنے سے قائل ہوئے تو اب یہاں سے قائل، نائب قائل، تاذاع فاعلان اور اس سے حاصل نائب فاعلان کے مسائل احکام کو تفصیل بیان کرنے کا حزم مستم لرایا۔

قائل کی تعریف:

قائل نام ہے جیسے اسم صریح یا سوال بلا جس کی طرف کسی فعل یا سوال پہ فعل کی استناد کی گئی ہو اس طور پر کہ وہ فعل یا سوال پہ فعل اس اسم پر حلقہ مقدم ہو اور اسی اسم سے خارج ہو، یا اس کے ساتھ قائم ہو ایسے "خُذْ زَيْدٌ عَمْرُوًا" میں "زَيْدٌ" ایک ایسا اسم ہے جس کی طرف ایسے فعل کی استناد کی گئی ہے جو اس سے صادر ہوا ہے اور وہ فعل خبر ہے جس کا ذریعہ ہے ہوا ہے اور "قَلَمُ زَيْدٌ" میں "زَيْدٌ" ایسا اسم ہے جس کی طرف ایسے فعل کی استناد کی گئی ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے اور وہ فعل "قَلَمٌ" ہے۔

اسم صریح کی تعریف:

وہ اسم ہے جس کا نام قائل یا مفعول یا ملے میں کسی قسم کا شبہ یا تامل کی ضرورت نہ ہو جیسے "زَيْدٌ" اسم مفعول پہ کی تعریف:

وہ اسم ہے جو حقیقہ اسم نہ ہو لیکن حرف مصدریہ داخل کر کے اس کو اسم بنا لیا گیا ہو، جیسے ہادی تعالیٰ کا قول قَلَمُ يَنْكُرُ لِلَّذِينَ آمَنُوا اِنْ تَخْشَعُوا فَلْيَسْمَعُوا (کیا دقت نہیں آ ایمان والوں کے لیے کہ کہ گھڑائیں ان کے دل انہی کی یاد سے۔ پرستار ہو آیت خدا) میں "اِنْ تَخْشَعُوا" قائل ہے مبالغہ کہ یہ اسم نہیں بلکہ فعل ہے، لیکن حرف اِنْ داخل کر کے اس کو اسم یعنی "الْمَخْشُوعُ" کے معنی میں کر دیا گیا ہے اسی کو مفعول پہ اسم کہتے ہیں۔

مفعول پہ فعل کی تعریف:

ایسے فعل کو کہتے ہیں جو حقیقت میں فعل نہ ہو، لیکن تامل یا تامل کے معنی میں کر لیا گیا ہو۔ جیسے

ہماری پہلی کا قول "مختلف لقونۃ" (طرح طرح کے ان کے رنگ۔ پارہ ۳۲، ص ۱۰۰، قاطرہ آیت ۱۰)
 میں "لقونۃ" "مختلف" کا قائل ہے اور "مختلف" فعل ہے جو "مختلف" کے معنی میں کر لیا گیا
 ہے، کیوں کہ یہ حقیقت میں اس قائل ہے جو کسی فعل مستقل ہے، مقدم ہمارے "وَصَفَتْ مُخْتَلِفًا"
 "لقونۃ" ہے یعنی ایک نوع وہ ہے جس کے رنگ ہر ہر ہیں۔ مگر موصوف کو حذف کر دیا گیا اور ہر
 صفت (اس قائل) کو "مختلف" فعل کے قائم مقام کر دیا گیا ہے۔

قام زید کی توضیح:

صفت نے قائل کی تعریف کرتے ہوئے بیان کر لیا کہ قائل نام ہے ایسے مہر رنگ یا سوا
 کا جس کی طرف کسی فعل یا سوا کے فعل کی ابتداء طرح کی گئی ہو کہ فعل اس نام پر حوالہ مقدم ہو اور
 اس نام سے فعل کا صدور ہو اور یا اس کے ساتھ قائم ہو۔ جیسے قلم زید میں قلم فعل۔ زید نام قائل
 سے حوالہ مقدم ہے اور قیام کا صدور مذکور ہے اور ہے۔

صاحب فہم فی شرح اردو کا قول "مقدم علیہ" کی تفسیر قائل ہونے سے دو اقسام خارج ہو گئے جن
 سے پہلے فعل یا خبر فعل نہیں، بلکہ بعد میں ہو۔ جیسے "زید قلم" میں اگر ایک نام ہے اس سے پہلے فعل یا
 خبر فعل نہیں ہے، بلکہ اس کے بعد ہے اس وجہ سے قائل نہ ہوگا۔ حاصل یہ کہ اس تفسیر سے وہ مبتداء قائل
 ہو جس کی خبر یا فعل ہو جس فعل کی نسبت حقیقت میں مل جائے۔ قیام اس مبتداء کی طرف ہو رہی ہے
 جیسے "زید قائم" میں زید مبتداء ہے اور اس کی خبر یا فعل ہے جس کی نسبت مل جائے۔ قیام اس نام کی
 طرف ہو رہی ہے اور بالاضافہ کی تفسیر سے (یعنی وہ فعل یا خبر فعل اس کی طرف منہ ہو جائے) "قلم زید"
 زید میں زید اس قائل ہونے سے نکل گیا، اس لیے کہ اس میں فعل کی ابتداء کہ چاہے اس کی طرف ہو رہی
 ہے، لیکن اس پر ابتداء مقدم نہیں ہے، بلکہ مؤخر ہے، کیوں کہ ترکیب میں قلم خبر مقدم اور زید مبتداء
 مؤخر ہے، لیکن باعتبار نسبت کے قلم خبر مؤخر ہے، کیوں کہ خبر مؤخر ہوتی ہے اور جب نسبت کے اعتبار سے
 مؤخر ہے تو خبر ابتداء مقدم ہونا نہیں پڑا گیا لہذا قلم زید میں زید کو قلم کا قائل کہنا درست نہیں۔

نکتہ: نیز بالاضافہ کی تفسیر سے وہ اس قائل ہونے سے نکل گیا جس سے پہلے فعل یا خبر
 فعل ہو، لیکن وہ اس نام کی طرف منہ نہ ہو اور اگر ہو جائے ہو، جیسے "خبر زید" "زید قائم" میں زید قائل
 اس کی طرف بالابتداء منہ نہیں ہے، بلکہ باتحیی منہ ہے یعنی توابع قائل پر یہ تعریف صادق نہیں آتی،
 کیوں کہ ان کی طرف فعل کی نسبت بالابتداء نہیں ہوتی، بلکہ باتحیی ہوتی ہے، یہاں پر ابتداء سے مراد
 بالابتداء ہے، کیوں کہ توابع کا ذکر صفت نے ملاحظہ کیا ہے۔ نیز اس سے وہ اس نام بھی قائل ہونے سے

خارج ہو گیا جس کے پہلے اور بعد فعل نہ ہو جیسے "زیدٌ لحدود"۔

واقعا و نہ کی تشریح:

وہ فعل یا فعل مضارع یا اسم سے واقع ہو کر اس پر واقع ہو اس وقت سے مفعول مالم یسم فاعل کی طرف سے خارج ہو گیا جیسے "خضوب ریت" میں مذکر کا فعل مقدم ہے اور اس کی نسبت اسم کی طرف ہو رہی ہے لیکن یہ نسبت بطور وقوع کے ہے نہ بطریق قیام کے، ایسے ہی "زیدٌ نضرب" غلامنا" میں غلامنا فاعل کی طرف سے خارج ہو گیا، اگرچہ اس سے پہلے صلت ہے جس کی نسبت اس کی طرف ہو رہی ہے، لیکن یہ نسبت بطور وقوع ہے قیام نہیں۔

تکلفاً: صاحب کتاب نے فاعل کی طرف کے بعد "ندم ریت" اور "صارت عسوق" کے ذریعہ مثال قرار کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہر فعل کے واسطے فاعل کا ہونا اس وجہ سے ضروری ہے کہ فعل صلت ہے اور ہر صلت کے واسطے صلت کا ہونا ضروری ہے اور صلت کا فاعل ہے، اس وجہ سے ہر فعل کے واسطے فاعل ہونا ضروری ہے اس پر محال واراد ہوتا ہے کہ "صارت ریت" اور "صارت عسوق" میں مذکر اور مرد و مات اور مکاتل کے فاعل ہیں اور جو مکاتل ہے اور مرد و صلت کے واسطے صلت کا فاعل ہے۔ چنانچہ اس وقت اور طور پر مرد و صلت کا فاعل ہونا ہی اس کے فاعل ہونے کی علامت ہے۔ کیا آپ کہیں دیکھتے کہ مرد و صلت کا صلت نہیں، اس کے بارے میں اس کو فاعل کا کس کو دفع دیا جاتا ہے اور صلت عسوق پر عا جاتا ہے۔

مرفوع کی تشریح:

مرفوع ایسے اسم کو کہتے ہیں جس میں فاعل کی علامت پائی جائے۔ فاعل کی تین علامتیں ہیں (۱) واحد میں طر (۲) حنیف میں الف۔ (۳) جمع میں واو۔

● ۱۔ فاعل کو مرفوع کے ساتھ موصوف کیے جانے کی وجہ کیا ہے؟

● فاعل کو مرفوع کے ساتھ زیادہ تر برائی وجہ سے موصوف کیا ہے۔ چنانچہ لڑلایا فاعل مرفوع بھی ہوتا ہے یہ صلت تخلص یا احترام کے واسطے نہیں ہے اسم اس سے کہ وہ فاعل یا اسم ظاہر ہو جیسے "نذهب ریت" کاس میں مذکر یا اسم ظاہر فاعل ہے یا اسم ضمیر بارہ جیسے "صنعت زینا" یا ضمیر ہو جیسے "ریت نذهب" کہ نذهب میں ضمیر پوشیدہ ہے جس کو ہم "تکو" سے تعبیر کرتے ہیں وہ فاعل ہے جہز کی طرف واقع ہے۔

● ۲۔ ہر فعل کے لیے فاعل مرفوع کا ہونا کیوں ضروری ہے؟

● اس وجہ سے ضروری ہے کہ فعل مرفوع صلت ہے اور موصوف و موصوف کے واسطے ایسی چیز کا

ہونا ضروری ہے جس کے ساتھ ماحول و اوصاف کا نام ہوں۔

● لائل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے، حالانکہ ہاری مثال کا قول تو غنی بلالو میں قطعاً مذکور ہے کہیں؟

● "بلالو" کے بعد ہذا آتا ہے جس کا کید کے لیے جو مثنیٰ میں کوئی اثر پیدا نہیں کرتا۔

مرفوع ہی ہے اسی طرح "وَمَا تَشْفَا مِنْ قُفُوبٍ" کے اندر "قُفُوبٍ" لائل ہے، یہی لائل کے اندر

اگر آپ قدری ہونے کی بناء پر لائل بظاہر مرفوع نہیں ہوتا، مگر حقیقتاً مرفوع ہی ہوتا ہے کیسے "قُفُوبٍ"

وَعِیْبٍ" کے داخل و عیبی ہے، باوجود حکم کے ساتھ، اگر آپ قدری ہے۔

● ہاری مثال کا قول "لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ" (پے پے) لائل منصوب نہیں ہوتا ہے

حالاں کہ "بَيْنَكُمْ" ایک قول کے مطابق تَقَطَّعَ کا لائل ہے اور منصوب ہے۔ ایسا کیوں؟

● اگرچہ زبان، کم جزئی کی طرف مطابقت ہواں میں بناء ارجح ہے، لہذا اس کو اسی حالت پر قرار

رکھا جائے گا۔ اور در قول یہ ہے کہ "بَيْنَكُمْ" مفعول فیہ ہے اور فعل کے ضمن میں جو محدود مفہوم ہوتا ہے

و لائل ہے یعنی "وَقَعَ التَّقَطُّعُ بَيْنَكُمْ" (حالاں مطابقت بلالو کے ساتھ ہے، مگر شرعاً قطعاً وہاں ہے)۔

● لائل ہم ہوتا ہے، حالاں کہ بظاہر ہم نہیں بلکہ فعل ہے۔ جیسے شعر

يَسُرُّ الْقُرْبَىٰ مَا نُسَبِّحُ الْفَقِيحَ وَكَانَ نَهَانَهُنَّ لَقَدْ نَهَانَا

"مَا نُسَبِّحُ" یَسُرُّ فعل کا لائل ہے، مگر مَا نُسَبِّحُ کی اصل ہم جیسی نہیں ہے؟

● مَا نُسَبِّحُ کے بعد ما مصدر ہے، لہذا یہاں ہم تو لی ہے، یعنی نَسَبَّحْنَا

حرف مصدر ہے، تَمَنَّا، اَنْ، اَنْ۔

باب احکام الفاعل

وَلَا يَتَأَخَّرُ غُلُوبُهُ عَنْهُ، وَلَا تُلْحَقُهُ عَلَامَةُ تَثْنِيَةٍ وَلَا جَمْعٍ، بَلْ يَقَالُ:

قَامَ زُجْلَانٌ وَزَيْنَانٌ، كَمَا يَقَالُ قَامَ زُجْلٌ، وَشَذَّ يَتَعَلَّقُونَ

فِيكُمْ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ، أَوْ مُخْرِجِيْهُمْ، وَتُلْحَقُهُ عَلَامَةُ تَانِيَةٍ، إِنْ

كَانَ مُؤَنَّثًا، كَقَامَتْ هَذِهِ وَطَلَعَتِ الشَّمْسُ

ترجمہ:- اور اسم لائل کا حال اسم لائل سے سورت نہیں ہو سکتا، اور اس کے حال کو تثنیہ

جمع کی طاعت لائق نہیں ہو سکتی، بلکہ قَامَ زُجْلَانٌ، وَزَيْنَانٌ، و شَذَّ یَتَعَلَّقُونَ کا جیسا کہ قَامَ

زُجْلٌ کہا جاتا ہے اور یَتَعَلَّقُونَ فِیْكُمْ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ اور أَوْ مُخْرِجِيْهُمْ (اسی حال

کے ساتھ جمع کی طاعت کا لائق ہونا) مثلاً کے قیل ہے۔ اور اسم لائل کے حال کو طاعت تانیہ

لاقاق ہوگی بشرطیکہ اسم قائل مؤنث ہو جیسے قلنت ہند اور طلفت الطعن۔

توضیح:- جب آپ نے قائل کی تشریف مع فوائد و مسائل کے بالتفصیل جان لی تو

اس پر اس سے قائل معنی قائل کے احکام کو بیان فرما رہے ہیں۔

اسم قائل کے احکام - اسم قائل کے چند احکام ہیں۔

حکم اول:- اسم قائل کا قائل اسم قائل سے مؤنث نہیں ہوگا جیسے قلم زینہ اور قلم اخواک

میں، زینہ قلم اور اخواک قلم کہنا جائز نہیں، اس لیے کہ اس مثال میں قائل قلم قائل سے

مؤنث سے اس عبارت کی اصل ترکیب یوں ہوگی۔ اخواک مبتداء، قلم فعل باقائل، فعل اپنے قائل

سے مل کر مبتداء خیر ہو کر اخواک مبتداء کی خبر مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خیر ہو۔

حکم ثانی:- اسم قائل کے قائل کو ضمیر اور جمع کی علامت لاقاق نہیں ہو سکتی ہذا قلنا اخواک

کہنا جائز نہیں ہوگا۔ اسی طرح قلنا اخواک اور قلنا بنو نوح کہنا بھی جائز نہیں، بلکہ مذکورہ

تمام صورتوں میں قلم ملروہی لایا جائے گا، جیسا کہ قلم اخواک کہا جاتا ہے اور یہی سمجھو طما کا

خواب ہے۔

لیکن بعض اہل عرب کہتے ہیں کہ یہ طامس قائل کے ساتھ لاقاق ہو سکتی ہیں۔ غور ہو۔۔۔ قائل فعل ہو

جیسے منور کا قول یتعلقون بیکم ملائکہ بالقلیل وملائکہ بالکثیر میں یتعلقون فعل

ملائکہ اسم قائل کا قائل ہے اور اس قائل کے ساتھ جمع کی علامت موجود ہے۔ یاد رہے قائل اسم ہو جیسے

حضور اکرم کا فرمان او منہرجی ہذا (کیا مجھے دو لوگ نکال دیں گے) میں واخرج کی علامت ہے۔

یہ کلمہ عالیہ زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صادر ہوا جس وقت کہ وقت میں توکل سے

آپ سے کہا تھا، کاش میں اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے عجات قبیلہ کا سفیر ہوا اور فرمایا کہ کیا میری قوم مجھے نکال دے گی۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ بعض اہل عرب کے نزدیک اسم قائل کے قائل کے ساتھ ضمیر اور

جمع کی طامس لاقاق ہوتی ہیں ورنہ اکثر اہل عرب نے یتعلق بیکم ملائکہ اسی طرح

او منہرجی ہذا غفیر الیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حکم ثالث:- اسم قائل جب مؤنث ہو تو اس کے قائل کو تاء اسمیہ ملاتی ہوگی لیکن ساکن لاقاق

ہوگی یا متحرکہ تاء یہ دونوں پر مبنی ہیں۔ اگر قائل فعل ماضی ہے تو تاء تانیہ ساکن لاقاق ہوگی اور اگر میند

مست ہے تو متحرکہ لاقاق ہوگی جیسے قلنت ہند یہ فعل ماضی کی مثال ہے اور زینہ قلم تانیہ یہ میند

مست کی مثال ہے۔

وَيَجُودُ الْوُجْهَانِ فِي مَجْلَازِي الثَّانِيَةِ الظَّاهِرِ، نَحْوُ: (قَدْ جَلَّهْ تَكُمُ
مَوْعِظَةً وَنَ رَبَّكُمُ)، (قَدْ جَلَّهْ تَكُمُ بَيِّنَةً)، وَفِي الْحَقِيقِي الْمُنْفَصِلِ،
نَحْوُ: حَضَرَتْ الْقُلُوبُ إِفْرَاقًا وَالْمُتَّصِلِ فِي نَابِ بَقَمُ وَبَقَمُ نَحْوُ
بَقَمَتْ الْفِرَاقُ هُنْدُ وَفِي الْخَفِيعِ، نَحْوُ: (قَالَتْ الْأَغْرَابُ) إِلَّا جَفَنِي
التَّصَوُّبِ فَكُنْفَرْتِيهِمَا، نَحْوُ: قَامَ الرُّبُودُونَ وَ قَالَتْ الْهَمْدَاتُ.

ترجمہ:- اور دونوں شکلیں جائز ہیں تانیف ظاہری مجازی میں جیسے قَدْ جَلَّهْ تَكُمُ
مَوْعِظَةً وَنَ رَبَّكُمُ (حقیق کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت آجکل) قَدْ
جَلَّهْ تَكُمُ بَيِّنَةً (حقیق کہ تمہارے پاس دلیل آجکل) اور مؤنث حقیقی متصل میں جیسے حَضَرَتْ
الْقُلُوبُ إِفْرَاقًا (حورت لاش کے پاس حاضر ہوئی) اور مؤنث حقیقی متصل میں بقم بقم اور بقم کے
سب میں جیسے بَقَمَتْ الْفِرَاقُ هُنْدُ (ہندہ امی حورت ہے) اور جمع میں، جیسے قَالَتْ الْأَغْرَابُ
(دیہاتوں نے کہا) مکرّمی کے دونوں مع تو ان دونوں کے مفرد کے مطابق ہوگا جیسے قَامَ الرُّبُودُونَ
اور قَالَتْ الْهَمْدَاتُ.

اسم فاعل کے عامل کو تانیف کے الحاق کی صورتیں:

وَيَجُودُ فَوْجُهُ الْفُجَّ وَبَعْضُ الْأَسْمَاءِ الْفَاعِلِ كَمَا تَنِيْفُ الْفَاعِلِ كَمَا تَنِيْفُ الْفَاعِلِ كَمَا تَنِيْفُ الْفَاعِلِ
واجب لیکن وہ کون سے مقامات ہیں جہاں تانیف کا طاق جائز ہے اور کہاں واجب ہے تو ان مقامات
کے مصلحت سے پہلے بطور تہدید چھ چیزیں ذہن نشین فرمائیں تاکہ مسائل کا سمجھنا آسان ہو سکے۔
مؤنث حقیقی کی تعریف: ایسے مؤنث کو کہتے ہیں جس کے بافتل کوئی جائداد نہ کر آئے
خواہ تانیف لشکروں میں ہو یا نہ ہو جیسے اِفْرَاقًا کے مقابلہ میں وَجَلُ آتا ہے اِفْرَاقًا میں تانیف
موجود ہے اور اِفْرَاقًا کے مقابلہ میں جَعَلُوا آتا ہے لیکن اِفْرَاقًا میں تانیف موجود نہیں ہے۔
مؤنث مجازی کی تعریف: ایسے مؤنث کو کہتے ہیں جس کے مقابلہ میں کوئی جائداد نہ کرنے
آئے جیسے شَمْسُ، عَيْنُ۔ اسے مؤنث غیر حقیقی اور شکلی بھی کہتے ہیں۔

تانیف کے الحاق اور عدم الحاق کی صورتیں:

تہذیبی کلمات لیکن شکلی کرنے کے بعد یہ دھیان رہے کہ اسم فاعل کے عامل کے ساتھ
تانیف کا لائق نہ کرنا اور نہ کہ چار مسائل میں جائز ہیں۔

پہلا مسئلہ۔ ہم قائل ہم ظاہر ہو اور مژدہ تہی ہو اور ایسے قائل کو تہہ تہیہ کا لاحق کرنا جائز ہے۔ جیسے "خلقت النفس اور طلع النفس" ان دونوں مثالوں میں "ففسن" قائل اسم ظاہر مژدہ تہی ہے اور حال کے ساتھ تہیہ کا لاحق اور بعد الملاق دونوں درست ہیں اور دونوں طرح سے یہاں مشتمل ہیں۔ اسی طرح داری تعالیٰ کا قول "فذلک جنہ فوعظک" اور "فذلک جنہ فیتنک" ان دونوں مثالوں میں "فوعظک"۔ "فیتنک" اسم قائل مژدہ تہی ہیں اور ان کے موال کے ساتھ تہیہ کا لاحق اور بعد الملاق دونوں طرح مشتمل ہیں، لیکن تہیہ کا لاحق زیادہ راسخ اور بولی ہے۔

دوسرا مسئلہ۔ قائل اسم ظاہر ہو اور مژدہ تہی ہو، قائل اور حال کے درمیان حرف الا کے علاوہ کے ذریعہ فصل کیا گیا ہو تو اس وقت حال کو تہہ تہیہ لاحق کرنا اور نہ کرنا دونوں صورتیں جائز ہیں جیسے "خضرت النفس انزاة" اور "خضر النفس انزاة" دونوں طرح صحیح و درست ہے۔ کیوں کہ نہ کہہ سکتے ہیں انزاة اسم ظاہر مژدہ تہی ہے اور خضرت حال ہے قائل اور حال کے درمیان اللہ النفس کے ذریعہ فصل کیا گیا ہے۔ لہذا اگر حال کے علاوہ ہے تہیہ کا لاحق اور بعد الملاق دونوں درست ہے۔

تیسرا مسئلہ۔ قائل اسم ظاہر مژدہ تہی ہو اور قائل لفظ نفم یا نفن ہو حال کے ساتھ تہہ تہیہ کا لاحق کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہوں گے۔ جیسے "نفنت المرأة" اور "نفم النزاة" دونوں طرح صحیح و درست ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ قائل اسم ظاہر مع کسر ہو قائل کے حال کے ساتھ الملاق اور بعد الملاق دونوں جائز ہے جیسے "خلت الزیور" اور "جاء الزیور" اسی طرح "خلت الھنوز" اور "جاء الھنوز" دونوں اس طرح صحیح ہیں کہ جن بعض لوگوں نے یہ مع جماعت کی تاویل میں لیا انہوں نے الجماعت کے معنی پر محمول کر کے مژدہ لائے اور جن لوگوں نے التجمع کے معنی پر محمول کیا وہ ذکر لائے لیکن مع ذکر سالم اور مع مژدہ سالم کا حکم یہ نہیں ہے بلکہ یہ دونوں مع سابق حکم سے مشکی ہیں۔ لہذا ان دونوں مع کے لیے مفرد کی طرح حال مفرد لائے جائیں گے جیسے "خلت الھنوز" تہیہ کے ساتھ چم جائے گی جس طرح "خلت حنہ" چم جائی ہے اور قلم الزیورون بغیر تہہ کے چم جائے گا۔ جس طرح قلم زینہ بغیر تہہ کے چم جائے گا۔

تہہ تہیہ کا لاحق ہونا واجب کب؟

ہم قائل کے حال کے ساتھ تہیہ کا لاحق کرنا مسائل میں واجب ہے۔

یہاں مسئلہ قائل، ہم ظاہر موقوف حقیقی ہو، قائل اور مال کے درمیان فصل نہ کیا گیا ہو، قائل
نفذ واجب کے بعد واقع نہ ہو تو ایسا ہم قائل کے مال کے ساتھ تائید کا لاق کرنا واجب ہے
جیسے کہ غلط لہذا بعد اس کے (اور وقت قائل ذکر ہے جس وقت عمر بن کی بیوی نے کہا) اس خط
میں لفظ "لہذا" قائل اسم ظاہر موقوف حقیقی ہے اور اس کے بعد مال کے درمیان نہ کوئی فصل ہے اور
قائل نفذ واجب کے بعد واقع ہے بلکہ تائید کا لاق کرنا واجب ہے۔

دوسرا مسئلہ اگر قائل غیر متصل ہو خود موقوف حقیقی کی طرف، منع ہو یا موقوف غیر حقیقی
طرف پر صورت میں مال کو تائید لاحق کرنا ضروری ہے کیوں کہ اس وقت قائل کی تائید لہذا کی
تائید میں اثر کرے گی، لہذا اس وقت قائل کا اتصال فصل کے ساتھ نہ ہو گا جو رعایت کرنا واجب ہے
جس وجہ سے فصل موقوف تائید واجب ہو گا۔ اور اگر تائید جائز ہو جائے تو ایسا نہیں ملے گا۔

وَأَمَّا امْتِنَاعُ فِي التَّحْرِيقِ "مَا قُلْتُمْ إِلَّا هَذَا" لِأَنَّ الْفَاعِلَ مُدَكَّرٌ مَحْذُوفٌ
مُحَدِّثُهُ هِيَ مَخْرُؤُ الْإِطْعَامِ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْعِفَةٍ يَتَبَيَّنُ وَاقْتِصَافُ
الْأَمْرِ تَوَاضُعُ بِهِمْ وَأَبْصَرُ وَيُجْتَنَبُ فِي غَيْرِهِ

ترجمہ:- اور نہ "مَا قُلْتُمْ إِلَّا هَذَا" میں تائید کا لاق کرنا منع ہے، اس لیے کہ قائل
کا قائل ذکر محذوف ہے، جیسا کہ کو اطعمہم ہی یوم ذی مسعفہ، یبیینا اور تقصی الامر اور
اتمنع بہم و ابصر میں قائل محذوف ہے اور ان کے ملوہ میں بھی تائید کا لاق کرنا منع ہے۔
تشریح:- قائل مصنف فرماتے ہیں کہ "مَا قُلْتُمْ إِلَّا هَذَا" جیسی سڑ میں مال کے
ساتھ تائید کا لاق کرنا جائز ہے، حالانکہ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اس میں دونوں صورتیں جائز
ہوں گی بلکہ تائید کا لاق رائج تھا جیسا کہ "حَصْرُ الْفَاعِلِ لِهَذَا" میں دونوں صورتیں جائز
ہیں۔ اور تائید کا لاق رائج ہے لیکن ملوہ نے اس میں ترک کرنا واجب قرار دیا۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ مثال میں "إِلَّا" کے بعد جیسا کہ "هَذَا" قائل نہیں بلکہ "إِلَّا" سے پہلے
قائل مقدر ہے، اس سے وہ بدل واقع ہے اور وہی قائل مقدر مستثنیٰ نہ ہے اور نہ کر ہے، اس وجہ سے
مال کا ذکر کرنا ضروری ہے اور تقریری عبارت میں ہوگی۔ "مَا قُلْتُمْ إِلَّا هَذَا"

مذکورہ بالا صورت ان مقامات میں جو کہ ایک کڑی ہے جس میں قائل کا حذف کرنا جائز ہے
دوسری صورت صدر کا قائل جس کے ساتھ قائل کا ضم ظاہر نہ کرنا ہو کیوں کہ قائل کے لیے صدر
میں ضم نہیں ہونی چاہیے۔ لَٰنَ الْمَصْدُورِ غَيْرُ مُشْتَقٍّ عَدَدُ الْبَصَرِ فَيَنْحَصِلُ هَجْرُ

ہے ہر تہی کے قول "او لطعام ہی ہوں" ای مصعبہ یثیمنا دا معربہ ای طفلانہ یثیمنا
(ای عمارت جو کہ دن میں تھیم اور رات میں رہا ہے۔) اور وہ ۳۰ حصہ اجزاء ہے ۱۲ حصہ اس کے سر میں
۱۷ حصہ صدر و کلاں کے طرف ہے۔

تیسری صورت باب الفیث میں قائل کو اس طرف حذف کریں کہ اس کی جگہ مفعول یہ یا کسی
مفعول کو جس کا اس کی جگہ کام کرنا درست ہوتا ہے قائم کر دیں تو قائل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے
فجس الامر کہ اس کی اصل فسی للہ الامر تھی، قائل کو حذف کر کے مفعول پر کتاب قائل بنا
دیا گیا ہے۔ چوتھی صورت فعلی ہی فتعجب کے قائل کو حذف کرنا جائز ہے بشرطیکہ دلالت
کرے اس پر وہ جو قائل میں ہی کے محل ہے جیسے اشد شالی کا فرمان "لنوع بہم ولینجز" سے بہم
کو حذف کر دیا گیا ہے، بہم کے اس پر دلالت کرنے کی وجہ سے اور حق میں ہمدردہ کا صلیت کی بناء پر
حالت رہا ہے۔ لہذا قائل کا حذف ہونا پایا گیا ہے۔

باب الاصل فی الفاعل ان یلی الفعل

والاصل ان یلی عابلاً وقد يتأخر جوازاً نحو: (ولقد جاءه
هرعون النذر) و كما اتى موسى على قدر ووجوباً نحو:
(وادانلى ابراهيم ربه) و "صربى زينة" وقد يجب تاجيز
المفعول كـ صربت زينة و ما اخس زينة و "صرب موسى
عيسى" بجلال "ارفعت الضغرى الكبرى" وقد يتقدم على
الفاعل جوازاً نحو (عريقا هدى) و وجوباً نحو (اينا ما تذعوا):
و اذا كان الفعل بضم او مكس مثلاً فاعل اما تعرف بال الجنبية
نحو (نعم العبد) او مضاعف لما هي فيه نحو (وليعم دار
المتقين) او صعيذ مستقير ينفير مطابق للمحذوف، نحو:
لبس للظالمين بدلاً)

ترجمہ - اصل میں کہ اپنے حال سے متعلق ہونا اصل ہے۔ اور کسی جہاز پر سفر ہو کر
ہے جیسے "ولقد آل ہرعون النذر" اور "کما اتی موسیٰ علی قدر" اور کسی وجہ پر سفر ہوتا ہے۔
جیسے "وادانلى ابراهيم ربه" اور "صربى زينة" اور کسی مفعول کا سفر کرنا واجب ہوتا ہے
جیسے "صربت زينة" اور "ما اخس زينة" اور "صرب موسى عيسى" مختلف طریقہ

فقدى اور کسی وجہ یا سبب سے ہے جیسے "آینا مٹا دینا" اور جب فعل نعم یا یس مطلق ہو تو فاعل یا مفعول اسم جنس کے ذریعہ صرف ظاہر ہوتا ہے جیسے "نعم الفخذ" یا ایسے اسم کی طرف متعلق ہوگا جس میں الف لام جنس ہوگی "ولینم فاز النقیض" یا فاعل یا مفعول متعلق ہوگا جس کی تفسیر یہ نہیں کی گئی ہوگی جو خصوص کے مطابق ہوگی "یلعن الظالمین بذلاً"۔

فعل، فاعل اور مفعول کی اصلیت:

والاصل ان یلی علیہ الف فاعل مفعول نے فرمایا کہ فعل اور فاعل ایک واحد کے اندر ہے چنانچہ ان دونوں کا حصول آنا ان دونوں کا حق ہے اس لیے کہ فاعل جو شدت احتیاج کے فعل کی طرف اس کے جزو کے مانند ہے اس وجہ سے فاعل کے لیے اصل یہی ہے کہ وہ فعل کے متصل ہو اور ان دونوں کے بعد مفعول آئے جیسے ہاری تالی کا قول "ووزرت سلیمان دلو" (اور سلیمان داد کے قائم مقام ہوئے۔) اور ۱۹۷۱ء میں لعل لال اور مفعول مل ترتیب مذکور ہیں۔

اس بیان سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ غلط میں فاعل کا مفعول کے بعد آنا جائز ہے جیسے پہلے آنا جائز ہے لیکن یہ جواز مقدم اور مؤخر آنے کا اسی وقت تک ہے جب تک کوئی مانع موجود نہ ہو اور اگر کوئی ایسا مانع موجود ہو کہ مفعول پر مؤخر کرنا جائز نہ ہے تو اس وقت مفعول پر مقدم کرنا واجب ہو جاتی ہے۔

اسم فاعل کے تقدیم و تاخیر کا جوازی قاعدہ:

وقل یتأخّر جواز الف فاعل اور مفعول میں جب اعراب نقلی ملتی ہو اور نہ التماس کا خوف ہو تو فاعل کا مفعول سے پہلے بھی لانا جائز ہے اور مفعول سے مؤخر کرنا بھی جائز ہے جیسے ہادی تالی کا قول "ولقط حلة آل مزغون النذر" (اور مزغون کے پاس ڈرانے والے پتھر۔) اور ۱۹۷۱ء میں آل مزغون مفعول مقدم ہے اور النذر فاعل مؤخر ہے اور یہ تاخیر جائز ہے نیز جاء النذر آل مزغون کہا بھی جائز ہے اس لیے کہ اعراب نقلی موجود ہے اور کسی اشتباہ و التماس کا خوف بھی نہیں ہے۔

اور شاعر کا قول حاد الجلافة لو كلفنا له قذوا۔ کما اتى زينة مؤسسى غلى نقد (وہ ہر نقد اور ہول اس کے لیے خلافت مقدسہ جیسا کہ سبلی اپنے رب کے پاس وقت مقرر پڑنے آ) میں "زینہ مفعول مقدم اور "مؤسسى" فاعل مؤخر ہے اور یہ جائز ہے، اگر کما اتى مؤسسى نہ لیا جائے تو بھی جائز ہے اس لیے کہ اعراب نقلی موجود ہونے کی وجہ سے کسی اشتباہ و التماس کا خوف نہیں ہے، نیز اس وقت تقدیر و تاخیر مقدم پر مؤخر کرنا بھی جائز ہے اور خیر کے مؤخر کرنے میں بھی اصل ہے۔

فاعل کا مفعول سے مؤخر کرنا واجب ہے:

ووجوباً نحو "وایمانتلی ابنہایم ربنا" فاعل مفعول نے اس سے پہلے وہ صورتیں بیان کیں جہاں فاعل کا مفعول پر مقدم کرنا اور مفعول سے مؤخر کرنا دونوں جائز ہے۔ اب وہ صورتیں بیان کر رہے ہیں جہاں فاعل کا مفعول سے مؤخر کرنا واجب ہے۔

(۱) فاعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر متصل ہو یعنی وہ ضمیر مفعول کی طرف راجع ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان "وایمانتلی ابنہایم ربنا" (اور جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں۔ اور وہ ہر بار آیت ۱۳۳) اس آیت میں ربنا فاعل اپنے مفعول ابنہایم سے مؤخر ہے اور فاعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر متصل ہے اور آخر کے واجب ہونے کی وجہ سے کہ اگر فاعل کا مفعول سے پہلے ذکر کیا جائے اور ایمانتلی ربنا ابنہایم کہا جائے تو احمقوں کا ذکر متجاوز مردوں طرح سے لازم آئے گا اور وہ جائز نہیں ہے۔

(۲) فاعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر متصل ہو اور فاعل کی ضمیر متصل نہ ہو جیسے "فمن یضرب الذین یؤفکون" اس صورت میں بھی فاعل کا مؤخر کرنا واجب ہے کہ فاعل کو مقدم کر دیں اور ضرب ربنا ایٹائی کہیں تو "یضرب" ضمیر جو متصل ہے اس کو فاعل سے علاحدہ بیان کرنا چاہئے گا اور اس صورت میں متصل کا مفعول ہونا لازم آئے گا۔

(۳) فاعل الا کے بعد راجع ہو اس صورت میں مفعول کا اھتمام فاعل میں ہونا ہے جیسے "فما ضرب عمروا بالادب" اگر فاعل کو مقدم کر دیا جائے تو فاعل کا حصر مفعول پر ہو جائے گا جو خلاف مقصود ہے۔

(۴) ایضا کے ساتھ فاعل ہو مفعول کا استعمال ہو اور مفعول کا حصر فاعل میں ہو تو اس صورت میں فاعل کا مؤخر کرنا واجب ہے۔ جیسے "فما ضرب عمروا بالادب" اس میں عمرو کی معصومیت کا حصر دیکھ کر ضابطہ پر ہوتا ہے، اگر فاعل کو مقدم کر دیں گے تو ضابطہ کا حصر عمرو کی معصومیت میں ہو گا اور یہ مقصود کے خلاف ہے۔

مفعول کا مؤخر کرنا واجب ہے:

وقد یجب تلاجیر المفعول الخ اس سے پہلے وہ صورتیں بیان کی تھیں جہاں فاعل کا مفعول سے مؤخر کرنا واجب ہے، اب وہ صورتیں بیان کر رہے ہیں جہاں مفعول کا فاعل سے مؤخر کرنا واجب ہے اس کی بھی چند صورتیں ہیں۔

(۱) جب فاعل اور مفعول سے احراب فاعلی اور قرینہ جو کہ فاعلیہ اور مفعولیہ پر دلالت کرتا ہے دونوں ملتی ہو جائیں تو اس صورت میں تاخیر مفعول از فاعل واجب ہو جاتی ہے، کیوں کہ اگر تاخیر واجب نہ ہو تو فاعل اور مفعول کے درمیان التباس و اشتباہ لازم آئے گا اور مضمون ہوگا کہ کون فاعل ہے اور کون مفعول جیسے ضرب موسیٰ عیسیٰ یہ دونوں اسم مقصورہ ہیں اور فاعل کی فاعلیہ اور مفعول کی مفعولیہ پر دلالت کرنے والا کوئی قرینہ بھی نہیں ہے، اس وجہ سے فاعل یعنی موسیٰ کی تقدیم اس مثال میں مفعول یعنی عیسیٰ پر واجب ہوگی۔

الف مقصورہ کی تعریف

اس سے مراد ایسا اسم ہے کہ جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے سلمیٰ، یمنیٰ، کبریٰ۔

(۲) جب فاعل خمیر مرفوع متصل ہو جیسے ضربت رینا تو فاعل کی تقدیم اور مفعول کی تاخیر واجب ہوگی۔ اور یہ اس وجہ سے واجب ہے کہ جب فاعل خمیر متصل ہے تو اگر مقدم نہ کریں اور مؤخر کر دیں تو اس صورت میں اتصال نہ ہوگا اور متصل کو مفصل کرنا لازم آئے گا۔ وذلک لایجوز۔

(۳) جب فاعل کا مفعول الّا سے بدو واقع ہو۔ یعنی مفعول کا حصر کرنا مقصورہ ہو جیسے ما ضرب رینا الّا عمروا تو مفعول کی تاخیر واجب ہوگی اور وجہ تاخیر یہ ہے کہ فاعل اور مفعول میں سے الّا کے بعد جو واقع ہوگا اس میں حصر ہوگا اس لیے مفعول پر حصر کی صورت میں مفعول کا فاعل سے مؤخر کرنا واجب ہوگا، اگر اس کے خلاف کیا جائے تو فاعل پر حصر ہو جائے گا اور وہ مطلق مقصورہ ہے۔

(۴) جب فاعل کا مفعول انسا کے بعد واقع ہو تو مفعول کا مؤخر کرنا واجب ہے تاخیر مفعول کی وجہ یہ ہے کہ انسا کا حال یہ ہے کہ جس پر حصر ہوتا ہے اس کو آخر میں لاتے ہیں تو اگر فاعل کا حصر مفعول پر ہے تو فاعل کو مقدم کریں گے اور مفعول کو مؤخر کریں گے ورنہ مقصورہ کے خلاف لازم آئے گا۔

قرینہ سے مراد۔ وہ جی ہے جو ضمیر اور پر بلا و مع دلالت کرے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ قرینہ المطلقہ قرینہ معنویہ۔ اس کی مثال جیسے ضربت موسیٰ خبلی کہ صورت فعل کی تاخیر فاعل کے مؤخر ہونے پر دلالت کرتی ہے لہذا خبلی فاعل ہے۔

حال کی مثال جیسے اکل الکندری موسیٰ (موسیٰ نے ناشپاتی کھائی) کھانے والا ازروئے محل موسیٰ ہی ہو سکتا ہے نہ ناشپاتی۔

قرینہ پائے جانے کے وقت تقدیم و تاخیر دونوں جائز ہیں۔

بجلا ب ارضعت الضعری الکبریٰ الخ اگر فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصورہ ہوں مگر

الکبریا کا خوف نہ ہو اور نہ تکانہ ہی کے لیے قرینہ مستویہ پایا جائے تو پھر قائل کو مقدم اور مفعول کو مؤخر کرنا واجب نہیں، بلکہ مقدم یا مؤخر ہوں جائز ہیں۔ جیسے "أَرْضَعْتُ الْكُفْرَى الْكُفْرَى" میں الْكُفْرَى قائل ہے، کیوں کہ قرینہ مستویہ بتا رہا ہے کہ الْكُفْرَى ہی مفعول کو مؤخر چلا سکتی ہے، اسی طرح اَنَّ الْكُفْرَى مُؤَسَّسٌ میں الزمہ کے مفعول قرینہ مستویہ بتا رہا ہے کہ مَوْسَى قائل ہے، کیوں کہ مَوْسَى ہی پشاپی کہا سکتا ہے۔

۲۔ قرینہ نظریہ پایا جائے جیسے "صَبَّحْتُ مُوسَى سَلَمَى" اس میں فعل کے ساتھ تاء تانیہ مازن کا اتصال بتا رہا ہے کہ قائل سَلَمَى ہے۔ اسی طرح صوب مَوْسَى للعقل بل جیسی میں مَوْسَى کی صلت للعقل جب حالت رفع میں ہے تو مَوْسَى موصوف مرور حالت رُفْع میں ہوگا اور حالت رُفْع میں ہونا تعلیل کی علامت ہے۔

۳۔ حاصل یہ نکلا کہ اگر قائل اور مفعول دونوں ہم حضور ہوں مگر اتہاس کا خوف نہ ہو تو پھر مقدم یا مؤخر میں کوئی حرج نہیں۔ اور مقدم یا قائل واجب بھی نہیں۔

صوب مَوْسَى عَجَسَى کی تشریح: جس طرح مثال مذکور میں مَوْسَى اور عَجَسَى دونوں ہم حضور ہیں اور قائل کی تعلیل اور مفعول کی معلولیت پر دلالت کرنے والا کوئی قرینہ بھی نہیں۔ اس وجہ سے اس مثال میں مفعول کا صرف قائل پر مقدم کرنا جائز نہیں، اسی طرح اس میں قائل اور فعل دونوں پر مقدم کرنا جائز نہیں، تاکہ یہ ہم نہ ہو سکے کہ وہ متساوی ہوں۔ بلکہ فعل اس کی سیر کا متحمل ہے اور معلول ہے۔

مفعول کا عامل پر مقدم ہونا جائز ہے؟

وقد يقدم على الفعل حوازا فح جس وقت قائل اور مفعول سے اعراب لغتی اور تعلیل و معلولیت پر دلالت کرنے والا قرینہ ملے نہ ہو، نہ اتہاس کا خوف ہو تو پھر مفعول کو قائل پر مقدم کرنا جائز ہے، اس سے کوئی مانع نہ ہونے کی وجہ سے، جیسے صوب رِبْعٌ عِزْرَاكَ عَمْرَا صوب رِبْعٌ پڑھنا درست ہے، اس لیے کہ اعراب عَمْرَا کی موجود ہونے کی بناء پر کسی طرح کا اتہاس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَرِيقًا هَدَىٰ" (ایک فرقہ کو ہدایت کی۔ چرہ ۱۵، سورہ اعراف، آیت ۴۷) میں ہدایا مفعول فعل پر مقدم ہے اور یہ بیان جائز ہے۔

مفعول کا فعل پر مقدم کرنا واجب ہے؟

وَوُحُونَا نَحْنُ اَيُّهَا مَا تَشْعَوْنَ اَلَيْسَ كِي تَحْرَجُ قائل مصنف لکھتا ہے کہ کبھی کبھی مفعول کا فعل پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَيُّ مَا تَشْعَوْنَ فَلَا اِلٰهَ اِلَّا

الخصمی (جو کہ کر پکار دے سو اسی کے ہیں سب اچھے نام۔ پارہ ۱۵ سورہ الاسراء آیت ۸۰) میں لکھا
تذخوا لعل کے لیے محفوظ ہے جو جو یا تذخوا پر مقدم ہے، وہ جہلہ کا ہے کہ انجا حرف فراء ہے
۱۱ حرف شرط ہے لے مصدر کام چاہتا ہے، لہذا صدارت کام کا مستحق ہوئے کی طامہ پر تذخوا لعل
مقدم کیا گیا اور فعل کو اسی حرف شرط کی وجہ سے جزم آیا ہے۔

افعال مدح و ذم کے قائل کی صورتیں:

وَاذَا كُنْتَ فَفَعَلَ بِفَعْمٍ اَوْ فَعَسَ فَعْفَاعِلُ الْفَعِّ کی تشریح: زیر بحث مسئلہ مجھے سے پہلے
تہیہ کے چند اصول یا تمیزیں فرمائیے تاکہ اقرب الی المهم ثابت ہو۔ افعال مدح و ذم کی تفریق
اس سے مراد وہ افعال ہیں جو (انکا مدح و ذم) اچھائی یا برائی ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں
ثبنا مذبذبة و منفعة (میں نے اس کی مدح کی اور میں نے اس کی مذمت کی) اگرچہ مدح و ذم
دلت کرتے ہیں، مگر ان کا افعال مدح و ذم نہیں کہیں گے، کیونکہ ان کے بعد انکا نہیں ہے بلکہ شر ہے۔
افعال مدح و ذم چار ہیں، فہم، حنفا، (برائے مدح) بفہم، حنفا، (برائے ذم) اچھے
معد الزخمل و زینہ (ایہ اچھا آدمی ہے) "بفہم الزخمل حمو" (مرد برا آدمی ہے) اس کی
تعریف یا مذمت بیان کی جائے اس کو خصوص بالمدح یا خصوص بالذم کہتے ہیں۔ اور خصوص بالمدح
الذم کو بدعت قرعہ حذف بھی کیا جاسکتا ہے۔ جیسے ہم ففعلہ دراصل فہم ففعلہ ائوٹ ہے۔
تہیہ کی کلمات ذہن نشین فرمائیے کہ بعد اصل مسئلہ زیر قسط اس سے ہے کہ فہم، بفہم کے
قائل یا تین صورتیں ہیں (۱) قائل یا تو معرف بالام ہوگا جیسے ہم ففعلہ (بعد کیسا اچھا ہے) اس
مثال میں الفعلہ ہم کا قائل ہے جو کہ معرف بالام ہے۔

(۲) یا قائل معرف بالام کی طرف مضاف ہو یعنی فہم یا بفہم کا قائل ایسے ام کا قائل ہے
جو معرف بالام ہے جیسے ہاری تعالیٰ کا قول "وَلَفِہم ذَاؤُ الْعُقَاتِیْنِ" (اور کیا خوب گھر ہے
بیز گاروں کا۔ پارہ ۱۲ سورہ کل آیت ۳۰) میں لفظ "ذَاؤُ" فہم کا قائل ہے اور معرف بالام "الْعُقَاتِیْنِ"
نہ ہر مضاف ہے۔ ہاری تعالیٰ کا قول "فَلِفِہم مَفْوٰی الْمُتَفَكِّرِیْنِ" (سو کیا برا مکان ہے فکرو
کے والوں کا۔ پارہ ۱۳ سورہ کل آیت ۳۱) اس آیت میں لفظ "مَفْوٰی" بفہم کا قائل ہے اور
معرف (۳) ام کی طرف مضاف ہے۔

(۳) یا قائل ایسی ضمیر مشترکہ ہو جس کی تہیز مکرر منصوب ہو اور اس تہیز سے اس کی تفسیر پوری ہو جیسے
ہاری تعالیٰ کا قول "فَفِہم لِلْمُطَلِّیْنِ بَدَلًا" (تو ہاتھ لگا ہے انصافوں کے بدلے۔ پارہ ۱۵ آیت ۴)

(۳) خصوص بالذم والذم کا فعل اور فاعل دونوں پر مقدم کرنا جائز ہے بلکہ فاعل پر مقدم کرنا بھی جائز ہے۔

مفعول الزحل

(۴) کبھی خصوص بالذم والذم کو قرینہ پائے جاتے ہیں اور اسے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: **مفعول الزحل** **آنا وحملنا** **صاہرا** **بعد العمد** **لأنه** **أؤاؤب** (ہم نے اس کو بلا کر کسے وہ جو خوب بندہ، حقیقتاً وہ ہے جو رنجور رہے والدہ۔ پارہ ۲۲، سورہ ص آیت ۴۴) میں لفظ **آؤب** محذوف ہے۔
ذکر خصوص بالذم ہے۔

باب ثالث الفاعل وبعض اسباب حذف الفاعل

باب الثالث عن الفاعل يحدث الفاعل مبدوء عن في احكامه
 كلّه مفعول مہ، فإن لم يوجد فما اختص وتصرّف بن مكوف أو
 مجزوء أو مصدر، وينبأ أول الفعل مطلقاً، ويتأخر في خبر
 تفعّل، وثالث نحو أطلق، وينتفع ما قبل الآخر في التصريح،
 ويؤكسر في العاصي، ولك في نحو قال وباع، الكسر محلاً،
 ومضارع، صماء، والضم محلاً.

ترجمہ - نائب فاعل کا۔۔۔ فاعل حذف کر دیا جاتا ہے مگر اس کے تمام اسباب محذوف
 مفعول یہ کہ اس کا قائم مقام نہ پایا جاتا ہے، اگر وہ ذاتی مفعول ہے (ان پائے جاتے ہیں) مگر شروع میں
 حرف، یا مگر وہ اور مصدر میں سے کوئی نائب فاعل نکالا جائے گا، اور مطلقاً فعل کا پہلا حرف صمد
 ہائے گا، فعل کا دوسرا حرف بھی ضم ہائے میں اس کے ساتھ شروع ہوگا۔ جیسے **تفعّل** اور **تبرأ** میں
 بھی مضموم ہونے میں شروع ہوگا جیسے **أطلق**، اور مضارع میں آخر سے تائیں دیکھا جائے گا،
 کسی میں کہ وہ دیکھا جائے گا، اور حال، اور صاع بھی مفاعول میں تیرے لیے خاص سرور کا اعتبار ہے
 اور تمام ضمہ کا بھی، اور خاص ضمہ کا بھی۔

تشریح - باب الثالث عن الفاعل للی فاعل محذوف جب فاعل کی تمیز نہ
 پائے کہ۔۔۔ سے فارغ ہونے کو فاعل محذوف تھا تو اب یہاں سے نائب فاعل میں مفعول اور ضمہ والہ
 مفاعول، تائیں نہ لکھنا شروع کیا جو فاعل بھی ہے۔

نائب فاعل کی تعریف - کبھی فاعل کا فاعل نہ ہو جس کا بیان کیا کہ اس سے اس میں
 کہ وہ نائب فاعل ہے۔ مفعول کی طرف مفعول کی بہت سے تائیں ہیں یہ تائیں مفعول اور اس کے مفعول

یہ کتاب قائل ہے کہ منقول، مالم نسیم مکتول کہتے ہیں بالفاظ دیگر فعل کے قائل کو حذف کر کے منقول کو اس کی جگہ کھڑا کر دینے تو ایسے منقول کو منقول مالم ہم مکتول کہتے ہیں۔

نائب قائل کا حکم: نائب قائل بھی قائل کی طرح مرفوع ہوتا ہے اور تمام احکام میں قائل کے قائم مقام ہوتا ہے۔ یعنی جو مال فعل کا قائل کے اعتبار سے ہوتا ہے وہی حال نائب قائل کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

قائل کے محذوف ہونے کی چند صورتیں:

۱۔ حذف الفاعل فیثوب غفنا الف قائل کے محذوف ہونے کی چند صورتیں ہیں (۱) فعل کا قائل بھی محذوف ہوتا ہے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے جیسے "سرق النعام" (چور چوری ہوگی) اور طرح "روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی) ان دونوں مثالوں میں قائل فقہ سارق اور رسول معلوم نہ ہونے کی وجہ سے محذوف ہیں۔

(۲) کبھی فعل کا قائل حذف کیا جاتا ہے فرض فعل کی وجہ سے جیسے اہل عرب کا قول "مر طابث سبیرنا خوذت سبیوتنا" (جس شخص کا دلاؤ، خوشگوار ہو اس کے پیرت کی تحریف کی گئی) میں "خوذت" فعل کا قائل فقہ "قلبان" پوشیدہ ہے فرض فعل کی بناء پر کیوں کہ حمد الفلوس چیزنا کہتے تو سبھی عبارت کا کالاف نہیں ہو پاتا۔

(۳) کبھی فعل کا قائل حذف کیا جاتا ہے فرض معنوی کی بناء پر۔ جیسے ہادی افعال کا قول "یا ایہا القیدی اذنا اذیل لکم نغشخوا ہی للمجلس فلیسخوا یصح لکم" (اے ایمان والو! جب کوئی نہ تو کہے کہ کھل کر بیٹھو مجلسوں میں تو کھل جاؤ، اللہ تمہارے لیے کشادگی پیدا کر دے گا اور جب کوئی کہے کہ آٹھ کمرے ہو تو کمرے ہو جاؤ۔ پارہ ۱۸، سورہ مجادلہ آیت ۱۱) میں کھل استعمال اذنا اذیل لکم ہے۔ اذیل فعل کا قائل محذوف ہے فرض معنوی کی بناء پر۔

فرض معنوی یہ ہے کہ جب کسی کو خاص رکے خطاب کیا جاتا تو عمومیت قسم ہو جاتی حالانکہ اس نے تعالیٰ کو یہ شرف عمومی خود پر مار لی کرنا تھا۔

شاعر کا قول "وان مذتہ الادیبی ہی الزاید لہ لکن ————— بلغھلہم، اذ احشع القوم اغفل" (خیر، اگر تو شہ کی طرف ہاتھ بڑھائے جائی تو میں جلد بازوں کے ساتھ نہیں ہوں گا، کیوں کہ ہم سب سے بدترین وہ ہے جو سب سے زیادہ جلد باز ہو۔)

اس شعر میں کھل استعمال "کلذت الادیبی" ہے کہ اس فعل کا جہاں فرض معنوی کی وجہ سے

مخدوف ہے اور فرض معنوی موسیت کو اپنی رکھتا ہے، اگر کسی کا نام لے لیتے تو مخصوص ہو جاتا۔

طرف اور صدر کا نائب قائل بننا؟

فَإِنْ لَمْ تَوْجَدْ فَنَّا لَفْتَحْ الْفُحْ اَرَكَامِ مِیْ مَطُولِ بِنْدَ كَهْنَهْ وَفَوَ اسْمِ عَرَفِ بِاصْدَرِ مِیْ
قائل بن سکا ہے تم شرعوں کے ساتھ۔

تیسری شرط - طرف نائب قائل بن سکا ہے بشرطیکہ شخص ہو، اگر شخص نہ ہو تو نائب قائل نہیں
بن سکا جیسے ضرب حضرت، حنین و فتن، اَلْفَتْكَتْ فَنَّا اَ کَہَا ہَا زَ نَہِیْ، میں کہ یہ شخص نہیں کہ
بہم ہیں اور عرف بہم نائب قائل نہیں بن سکا۔ ہاں حنین و فطنان، حنین و فطنان، ضرب
حضرت شہینہ و حنین و فطنان اور اَلْفَتْكَتْ فَنَّا اَ کَہَا ہَا زَ نَہِیْ حنین کہتا دست ہے، کیوں کہ حضرت
کے بارہما اختصار کا حصول ہو چکا ہے۔

دوسری شرط - صدر اور عرف نائب قائل نہیں کے بشرطیکہ ان کی گردن ہو سکتی ہو، اگر گردن
نہ ہو ان کا نائب قائل ہونا جائز نہیں جیسے مِنْ فُطْنِ قُلُوْا مِیْ لَفْطِ سَبْحَلِیْ کی گردن نہیں آتی لہذا یہ
نائب قائل نہیں بن سکتے۔

تیسری شرط - کام میں مطول بہ موجود نہ ہو، صدر اور عرف نائب قائل بن سکتے ہیں اگر نہ
ہو پھر جائز نہیں جیسے ضرب الطیوم و فتن کہتا جائز نہیں ہوگا، کیوں کہ فتن مطول بہ موجود ہے جو نائب
قائل بن سکتا ہے۔ تیسری شرط میں نام انقش اور لکھن حضرات اختلاف کرتے ہیں کہ کام
میں مطول بہ موجود ہوتے ہوئے بھی طرف یا صدر کا نائب قائل بننا جائز ہے، مگر ہمارے ہمارے کو نائب قائل
بنا جاتا ہے تو اس کے لیے بھی ان شرائط خلاف کا ہونا ضروری ہے، لیکن نام انقش اور لکھن حضرات فرماتے
ہیں کہ کوئی ضرورت نہیں۔ ان حضرات نے مطول بہ کے موجود ہونے ہونے یا نہ ہونے کو نائب قائل بنانے
پر حضرت ابو حضرت محمد علیہ السلام کی فراموشی کو فتنی قوماً یما کَلْفُوْا اَ یَکْہِیْوْنَ سے استدلال کیا ہے
کہ انہوں نے قوماً مطول بہ کی موجودگی میں "یما" یا نہ ہونے کو فتنی قوماً کی طرف لکھ لیا ہے
اور مطول بہ کا منصب رکھا ہے، اسی طرح شاعر نے بھی اپنے شعر میں یہ طریق اختیار کیا ہے۔

شاعر کا قول وَ اِنَّمَا یُذْهِبُ الْغَمَّ وَ اِنَّمَا یُذْهِبُ الْغَمَّ مَا دَامَ مَحْشَا بِیْ ذِکْرِ قَلْبِیْ

(ترجمہ) اور حقیقت میں درد خوار کرنے والا اپنے رب کو ماضی کر لیتا ہے جب تک اس کے دل کی
ذکر الہی سے سرشار نہ رکھا جاتا ہے۔ اس شعر میں گل استہوار "تَفْطِیْضًا بِیْ ذِکْرِ قَلْبِیْ" ہے، کیوں کہ شاعر
نے قلبیہ کے موجود ہونے ہونے یا نہ ہونے کو نائب قائل بنایا ہے۔

فائل معصیٰ نے امام فخری کے استدلال کا جواب دے کر فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی یہ قراءت مثلاً ہے جو امام فائل کا استدلال ہے۔ دوم یہ کہ چار کمرہ کا نائب فائل ہوتا حسین نہیں بلکہ اس بات کا احتمال ہے کہ نائب فائل وہ خبر ہو جو اصل میں مستتر ہے اور وہی خبر ان کی طرف ہو کر رہی ہے جو ہادی ثانی کے قول کُلُّ اللَّيْلِ أَخْبَرُوا بِغُزَا سے منہم ہو رہا ہے اور اصل عبارت میں ہے كَيْفَ حَزَى الْغُزَا نَ قُوزًا اور جب یہ احتمال ہے تو اب اس سے یہ قطعی طور پر فیصلہ کر لینا ہوا ہے کہ نائب فائل یہ کہ خبر جو کہی میں چار کمرہ کو نائب فائل بنا کر دست ہے۔ مناسب نہیں، اس بار بار دہرے دہرے کہا جا سکتا ہے کہ قوماً منہم اول ہے اور پینچواں منہم ثانی ہے اور یہ جائز ہے۔ اور ہاشم کا قول تو وہ صورت فخری کی وجہ سے جائز ہے۔

ماضی فاعل کے فعل میں تغیرات

وَيَضُمُّهُ أَوَّلَ الْفِعْلِ مَطْلَقًا لِمَنْ كُنِيَ بِخَرْجٍ، وَفُلٌ جَمْعُ فَالٍ كَوْضَعُ كَرِيءِ سَيْبَةٍ
ذَكَرَهُ الْأَشْيَاءُ فِيهِ سَكَنٌ كَوَلَامٍ حَتَّى يَهْدَى هَا هُنَا فُلٌ مِنْهُ كَوَلَامُهُ كَمَا أَجَبَ -

(۱) اگر فصل ماضی ہو تو اس کے اول کو خبر اور ماضی کا کسر ودا جانا ہے گا جیسے صوبہ سے خبریت اور وجہ یہ ہے کہ اگر فصل ماضی ہم غلط جانتے وقت اس قسم کا خبر فصل نہ کریں تو فصل معروف اور مجهول میں تضاد نہ ہوگا۔ نیز معلوم نہ ہوگا کہ مرفوع اور فعل کے قائل ہے یا نہ ہے۔ ہاں اگر اس طرح کا تغیر فعل مجهول ہی میں کیا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مجهول معروف کی مرفوع ہے۔ لہذا تغیر مرفوع کے مناسب ہے نہ کہ فعل کے۔ اسی بناء پر فعل مجهول ہی میں تغیر واقع ہوتی ہے۔ اور جنوں کے فعل کی بناء معلول کی طرف غیر معهود ہے۔ اس وجہ سے اس کے لیے فعل غیر معهود ہی مناسب ہے۔ تاکہ معنی اور لفظ ہر دو غیر معهودیت میں مناسب ہو جائیں اور یہ حکم یعنی اول کو خبر ودا جانا اور آخر سے پہلے والے حرف کو کر لفظ اس وقت تک ہوگا جب تک کہ ماضی کے اول میں خبر ودا فعل اور ماضی نہ ہو۔

(۲) ویشارکۃً لغوی معنی نظم فتح اور انکسول میں نامہ قبول ہو اور حرف معصوم ہوگا ۱۱
۲۲ سے پہلے والا کلمہ ہے تَغَلَّتْ تَغَلَّتْ سے تَغَلَّتْ تَغَلَّتْ تاکہ اسباب فعل کے میز
تغلیت کے ساتھ متغیض و مع

[illegible]

اور دہری نمائی کا قول "فقیہ اضطر" (مگر جو کوئی ہے اختیار ہو جائے۔ ۱۰۹۰، ص ۲۰۲، ۲۰۳) کی سب فہم سے اعتقاد کی جائے تو مزہ حل شرع میں ہوگا اور قصہ کے مطابق فہم ہوا، والہاء نہ جانائے گا اور نام ہی وہی ہے لی کے کلام میں بھی اعتقاد بالہاء کا قہر پایا گیا ہے۔

شاعر کا قول: "سنبقوا اھوئی و اھنقوا اھوینا لھم — فقخر فموا، واخل جنب نصوع (ترجمہ) وہ لوگ میرے بارے پر غالب آگئے اور جزی سے اپنی خواہشات کی طرف متوجہ ہو گئے سو نے انہیں کر دہر پلور ہر انسان کے لیے ایک مکان ہے جس میں وہ بچاؤ اہا ہے۔ اس شعر میں گل "فقخر فموا" ہے جس کی ابتداء تا مادہ سے ہوئی ہے اس لیے کہ اس کے مطابق یہاں اور ہر اہل مفہوم ہے۔

شعر کا مطلب — یہاں وہی ہے لی کا کلام ہے جس کا ہر شعر یہ ہے کہ اس کے پاس پانچ بچے تھے وہاں تک ایک ہی سال طالع میں سب کی وفات ہو گئی تو انہوں نے اپنے بچے کے لیے عزیز کیا جس کا ایک ۷۰ ہے کہ میری بیوی تو تھی کہ فہم ہوا اور دہری مر و عطا ہو گئے میرے بارے پر ان کی خواہشات اور حاصل موت غالب آگئی اور وہ سب کے سب بیک وقت ہم سے جدا ہو گئے۔

(۳) وینق ماقبل الآخر فی المصلوع الف اور مضارع میں مجھوں کی علامت ہے کہ ممت مضارع مفہوم اور فہم آخر مفلوج ہے جسے یصرونہ سے یصرونہ صاحب کتاب نے یقین ماقبل الآخر فی المصلوع سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(۵) کوکھ میں مہو قال و ماغ الکسر مخلص الف اور جب فعل ماضی حال ہی مگر اصل میں دہری ہو یا اپنی جیسے قال اور ماغ اس میں نہیں لکھیں جائز ہیں (۱) قیل اور بیع یہ علت فصیح ہے، اس طرح کالف سے مائل کو کسر دہر کسر کی متابعت سے کالف کو یاد سے بدل دیا۔

(۶) اس میں مام ہوگا ساہم سے مراد یہ ہے کہ فاء کس کے کسر کو جس کی طرف اور میں کر کے جو کہ یاد ہے تو اس آواز کی طرف اشارہ کر کے نہ میں کے تاکہ مام سے معلوم ہو کہ اصل فاء کس میں خیر ہے اور یہ بھی علت فصیح ہے۔

(۳) فامر و امر نہ جیسے قول اور نوع تو اس صحت میں الف کو آواز سے بدلنا واجب ہوگا اور یہ قیل لا استعمال لغت ہے۔

مذکورہ بحث سے متعلق ضروری نکات

مختصہ جس طرح ثنائی مجروری ماضی میں مجدد ماضی کو رہا جاری ہوتی ہیں، اسی طرح اب

و کمال، اتصال کی ماضی معمول میں جب کہ مسئلہ ممکن ہو مجدد ملاشتہ کو بلا جاہلی ہوئی کے جیسے
اختیاف اور تقویت، کمال کو تکرار ملے سے چھوٹے ہیں اس لیے کہ ان میں قیود و خیر ہوں کی
فرق کے قیود اور بینہ کے اندر ہیں۔

نکتہ ۲: باب اشتغال اور اتصال کی ماضی میں جب کہ مسئلہ ممکن ہو مجدد ملاشتہ کو بلا
جاہلی نہ ہوں گے اس لیے کہ باہر باہر مل کے کمال حرف ملکہ کال میں ساکن ہے پس یہ کمال اور کمال
کی طرف پڑھتے ہوئے۔

نکتہ ۳: اگر مصادر متعلیٰ ممکن ہو تو اس کا میں کلمہ جہد صرف الف سے بدل جائے گا
جیسے بقیل اور بیناع وغیرہ۔

باب الاشتغال

بَابُ الْإِشْتِغَالِ، يَجُوزُ فِي نَحْوِ رَيْقًا ضَرْبَةً أَوْ ضَرْبُثُ أَخَاةٍ أَوْ
تَمَزُّثُ بِهِ رَفْعُ زَيْدٍ بِالْإِشْتِغَالِ، فَلَجُزْلَةُ بَقْدَةُ خَيْرٌ، وَنَضْبَةُ بِإِشْتِغَالِ
ضَرْبُثُ وَاهْنُثُ وَجَلُوزُثُ وَاجِبَةُ الْحَدَفِ، فَلَا مَوْضِعَ لِلْجُزْلَةِ بَقْدَةٍ۔

ترجمہ :- یہ باب اشکال کے بیان میں۔ "رَيْقًا ضَرْبَةً" یا "ضَرْبُثُ أَخَاةٍ" یا
"تَمَزُّثُ بِهِ" محکی حاکوں میں مزید کو فروغ دیتا ہے جتنا چاہے اور اس کا مادہ جملہ غیر ہے۔
اور "ضَرْبُثُ" "أَهْنُثُ" و "جَلُوزُثُ" جو وجہ الحذف ہے۔ کے پیشہ دانے سے اس کو منصوب پڑھتا
ہی ہاڑ ہے۔ لیکن اس وقت اس کے مادہ مل کے لیے کئی مقام ہوگا۔

تفسیر :- داخل صنف جب نام قابل کی تعریف اور اس کے احکامات کے بیان سے
بہرہ ہو تو اب یہاں سے اشکال کی بحث کو بیان کرنا شروع کیا چنانچہ فرمایا۔
اشکال کا مطلب :

لَا يَجُوزُ فِي نَحْوِ رَيْقًا ضَرْبَةً کی تشریح اشکال کا مخاطب ہے کہ ہم مقدم ہو اور اصل
اس سے متاخر ہو۔ اور وہ اصل اسم کی ضمیر میں مل کر دے اور اس فعل کی شان یہ ہو کہ اس کا عمل اس
معمول سے ہوتا کہ ہم مقدم پر مسلط کر دیا جائے تو اسے پہلے سے ضرورت نصب سے دے جیسے "رَيْقًا
ضَرْبَةً" میں زید (اسم مفعول) ہے اور ضرورت فعل متاخر ہے جو "تَمَزُّثُ" میں مل کر دے گا اس ضمیر کو
حذف کر دیا جائے اور ضرورت فعل کو "رَيْقًا" اسم پر مسلط کر دیا جائے تو اس وقت "رَيْقًا" مفعول مقدم
ہو کر منصوب ہوگا۔ اور عبارت "رَيْقًا ضَرْبَةً" ہوگی۔ یہاں اشکال کی مثال ہے جس میں فعل اسم کی

غیر کے ساتھ مشغول ہے اس لئے رہنا ضرورت ہے۔ مگر اسی اختلاف کی حالت ہے کیوں کہ غیر
مگر جو اس کی وجہ سے غلط کر رہے ہیں مگر اصل کی وجہ سے غلط محسوب ہے۔

مشغول ہو کر خود خیر میں مل کر رہے ہیں۔ دنیا ضرورتِ احاطہ میں دنیا (مقدم، ضرورتِ
فصل دوم میں مل کر رہے ہیں۔ دنیا ضرورتِ نصب دیا ہے اور وہ (یعنی اراغ) خود
خیر میں مل کر رہے ہیں۔ اے دنیا ضرورتِ احاطہ ضرورتِ نصب دیا ہے۔

باب الاحتمال کے اسم کا اعراب۔

[illegible]

وَيَتَوَجَّعُ الْمَصْبُ فِي نَحْوِ "رَيْنَا اضْرِبْهُ" لِلطَّلَبِ، وَنَحْوِ "وَالشَّارِقُ
وَالشَّارِقَةُ" فَاقْطَعُوا أَيْمَهُمَا مَتَلَوْا، وَفِي نَحْوِ "وَالْأَنْعَامُ خَلَقَهَا
لَكُمْ لِلتَّنَاسُبِ، وَنَحْوِ "أَيُّهَا مَنْ وَاجِدًا بَقِيْعَةً" وَ"مَا رَيْنَا رَأْيَةً"
لِغَلْبَةِ الْفِعْلِ.

ترجمہ:- اور ریتا بصیرت بھی مثال میں جو طلب فعل کے لیے ہے نصب پڑتا

رانہ ہوگا اور "فلسوق و الشلوقة" مطلقاً ایذیہما میں تبدیلی کی گئی ہے اور "والانعام خلقھا لکم" میں نصب پر حقائق میں تناسب کی فرض سے مانع ہے اور "انہذا انما و لوجھا نقیحة" اور "وانا زیندا رائیفة" جسکی مثالوں میں طلب فعل کی وجہ سے نصب پر حقائق مانع ہے۔
فعل اشتغال پر مقدم ہونے والے اسم کی حالتیں۔

وینترجع فی نصب ہی منہ "وانا الصبریۃ علیہ" لاضل معنیٰ یہاں سے باب اشتغال میں فعل مذکور پر مقدم ہونے والے اسم کے عرب کی بیان فرما رہے ہیں، چنانچہ فرمایا فعل مذکور پر مقدم ہونے والے اسم کی پانچ حالتیں ہیں (۱) اس کا نصب پر حقائق مانع ہوگا (۲) اس کا نصب پر حقائق واجب ہوگا (۳) اس کا رفع پر حقائق مانع ہوگا (۴) اس کا رفع پر حقائق واجب ہوگا (۵) کئی دہلیوں صورتیں برابر ہوتی ہیں۔

اسم مقدم پر نصب کا رائج ہونا

اسم مقدم پر نصب پر حقائق مسائل میں رائج ہے جو بالترتیب متعدد جہلیں مرقوم ہیں۔
بیلا مسئلہ - اگر عبارت میں فعل مذکور طلب فعل کے معنی میں ہو (طلب فعل سے مراد وارسی اور دعا ہے) تو اسم مقدم کو نصب پر حقائق مانع ہوگا۔ جیسے "زینقا الصبریۃ" (یاد رکھی مثال ہے) "زینقا لانہما" (یہ بھی کی مثال ہے) اور "کلہم عنہذا لرحمة" (یہ دعا کی مثال ہے) ان تینوں مثالوں میں اسم مقدم کو نصب پر حقائق مانع ہے اس لیے کہ اگر رفع پر حقائق مانع تو "زینقا" مبتداء ہو جائے گا اور بعد والا جملہ جو بعد طلبیہ ہے وہ خبر ہوگا اور یہ خلاف قیاس ہے کیوں کہ جملہ طلبیہ ابتداء ہوتا ہے خبر نہیں اور خبر میں صریح و کذب کا احتمال ہوتا ہے اور ابتداء میں نہیں ہوتا بلکہ نصب پر حقائق مانع ہوگا۔

اعتراض و جواب

ونضو و الشلوقة و الشلوقة مطلقاً ایذیہما متناول۔ معنیٰ نے یہاں سے ایک اعتراض اور اس کا جواب نقل فرمایا ہے۔ اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ بھی آپ نے فرمایا کہ اگر عبارت میں فعل مذکور طلب فعل کے معنی میں ہو تو اسم مقدم کو نصب پر حقائق مانع ہوتا ہے، مثالوں کو آپ کا یہ دعویٰ ہادی تعالیٰ کے قول "والشلوقة و الشلوقة فاعطفوا ایذیہما" (اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت کاٹ ڈالو ان کے ہاتھ۔ پارہ ۶ سورہ بقرہ، آیت ۱۷۸) سے ٹوٹ رہا ہے۔ کیوں کہ اس آیت کریمہ میں "فاعطفوا" طلب طلبیہ ہے۔ اس کے باوجود اسم مقدم "والشلوقة و الشلوقة" کو مرفوع پر حقائق مانع ہے جب کہ کلام کے مطابق منصوب پر حقائق مانع ہوتا ہے اسی طرح ہادی تعالیٰ کا قول

لا گیا ہے تو اس اسم کو نصب پر حصار داغ ہوگا جیسے قلم ریزہ و عمرو اکرمۃ اس مثال میں ظلم زیدہ جملہ فعلیہ اور واؤ حرف مطلق ہے۔ عمرو اسم منصوب اس حرف مطلق سے معلق ہے جو جملہ فعلیہ کے ساتھ لا گیا ہے، اسی وجہ سے اس کو نصب پر حصار داغ ہے مگر عمرو اکرمۃ دیا جائے تو اس وقت ایک حرفی لازم آئے گی وہ یہ کہ عمرو جملہ اسمیہ ہو جائے گا اور جملہ اسمیہ کا جملہ فعلیہ پر مطلق کرنا لازم ہوگا اور یہ درست نہیں، کیوں کہ دونوں باہم مطلق ہیں۔ اور عمرو اکرمۃ دیا جائے تو یہ جملہ فعلیہ ہوگا اور تقدیری عبارت ہوگی "وَلَكُم مَّ عَمْرُو الْكَرْمَةُ" لیکن اس وقت جملہ فعلیہ کا مطلق جملہ فعلیہ پر ہوگا۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کے مناسب حال ہیں۔ اسی وجہ سے اسے نصب دیا جائے گا۔ لیکن کافر ہماری مثال کے قول "خَلَقَ الْإِنْسَانُ مِنْ نَظْفُورٍ فَلَمَّا حَفَزَ خَسِيمٌ نُفِثَ" و الْإِنْعَامُ خَلَقَهَا (اس نے انسان کو ایک بندے سے پیدا فرمایا پھر مجھ سے بھڑکا کر لے دلا بولنے والا ہو گیا اور چوپائے کو اسی نے پیدا فرمایا۔ پارہ ۱۳ سورہ اہل آیت ۱۴) میں پایا جاتا ہے کیوں کہ تمام قرآن نے لفظ الْإِنْعَام کو نصب پر حصار داغ کیا ہے جو اس پر مطلق قائم کیا ہے جو اس کی یہ ہے کہ یہ جملہ فعلیہ کے ساتھ پایا گیا ہے اور "الْإِنْعَام" سے پہلے لفظ "خلق" پر مشبہ ہے، تاکہ اس کا جملہ فعلیہ خلق الْإِنْسَان پر مطلق درست ہو۔ مگر اصل مقصد یہ ہے کہ صورت میں لفظ الْإِنْعَام بعد اسمیہ کا خلق الْإِنْسَان جملہ فعلیہ پر مطلق کرنا لازم آتا ہے اور یہ درست نہیں۔

تیسرا مسئلہ - اسم مقدم سے پہلے یہاں حرفائے جو مونا افعال پر داخل ہوتا ہے تو اس وقت اسم کو نصب پر حصار داغ ہوگا اور وہ حروف مزہ استعمال، مانافہ وغیرہ ہیں، جیسے تیرا قول "لَزَيْنًا ضَرْبًا" (یہ مزہ استعمال کی مثال ہے) اور "مَا زَيْنًا رَابِعًا" (یہ مانافہ کی مثال ہے) اور باری تعالیٰ کا قول "كَبَشْرًا مِّنَّا وَاحِدًا مُنْثَقًا" (کیا ایک آدمی ہم میں کا اکیلا ہم اس سے کہنے پر چلے گئے۔ پارہ ۱۳ سورہ فرقان آیت ۱۳) میں مزہ استعمال اور مانافہ اسم پر مقدم ہیں اور یہ دونوں حروف مونا افعال پر داخل ہوتے ہیں بلکہ اسم مقدم سے پہلے افعال کا مقصد بتانا رہا ہے تاکہ ان دونوں حروف کا دخول درست ہو سکے۔

وَجِبَ هِيَ نَحْوُ "أَنْ زَيْنًا لَقِينَا فَاكْرَمًا" وَ "فَلَا وَزَيْنًا الْكَرْمَةُ"
لَوْحُوْبِهِ، وَجِبَ الزَّمْعُ هِيَ نَحْوُ "خَرَجْتُ فَلَمَّا زَيْنًا يَضْرِبُهُ عَمْرُو"
لَا مُتَنَابِعِهِ، وَيَسْتَوِيَانِ هِيَ نَحْوُ "زَيْدٌ قَامَ أَبَوُهُ وَغَمْرُو الْكَرْمَةُ"
لِلتَّكَاوُفِ وَلَيْسَ مِنْهُ "وَكُلُّ شَيْءٍ فَعْلُوَةٌ هِيَ الزُّمَرُ وَ زَيْنًا نَحْبُ بُو"

ترجمہ - اور "أَنْ زَيْنًا لَقِينَا فَاكْرَمًا" اور "فَلَا وَزَيْنًا الْكَرْمَةُ" میں مثالوں میں

ہم مقدم کو مضروب پر صواب ہوتا ہے اس کے (یعنی وہ حرف جو خاص طور پر فعل پر داخل ہوتا ہے) صواب ہونے کی وجہ سے۔ اور "هَزَبْتُ فَلَمَّا رَدْتُ يَضْعُوبًا عَمْرُو" جیسی مثال میں رفع پر صواب ہوتا ہے اس کے (یعنی وہ حرف جو خاص طور پر فعل پر داخل ہوتا ہے) منزوع ہونے کی وجہ سے۔ اور "رَدْتُ فَلَمَّا أَبْرَأْتُ وَعَمْرُو كَوْنُهُ جِئْتُ حَالِي فِي دَفْعِي" (یعنی رفع مضروب) پر صواب ہوتا ہے اس کی وجہ سے۔ اور "وَكُلُّ خَيْرٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ" اور "كُوْنِيَتْ نَجْعٌ بِهِ" اشکال کی بحث سے ہم کر چکا کریں گے۔

اسم مقدم کو نصب پڑھنا واجب ہے۔ دوسری قسم

زیچہ میں معقولین رینڈا اونیٹہ فلکونہ الح کی تخریج اس عبارت میں داخل
صحت نے اس بات کو بیان کر لیا کہ ہم مقدم پر نصب چڑھا کر واجب ہوتا ہے چنانچہ فرمایا اگر
مہارت میں ہم مقدم سے پہلے میرا حرف نے جو خاص فعل کے ساتھ آتا ہے جیسے احوال شرط
اور بعض تو اس مقدم پر نصب چڑھا کر واجب ہوگا۔ جیسے میری توں کن رینڈا اونیٹہ فلکونہ (یہ
حرف شرط کی مثال ہے) اور ہلا ویذا الکرمینہ (یہ حرف شخص کی مثال ہے) ان دونوں مثالوں
میں نے وہاں میں شرط اور ہلا بعض فعل کے ساتھ خاص ہوتا ہے ہلا رینڈا سے پہلے فعل مقدم ہوتا
ہے گا کہ ان دونوں میں حرف کا فعل پر دخول ہو سکے۔

اسی طرح شاہ کا قول لائنڈی میں ابن شہنا اقلک کسوفنا خلقکنا بعدد وایک فخری
(ترجمہ) تو تم مت کرو کہ جس میں شاہ باقی چر لکھی کروں۔ جب میں اقل کر جاؤں تو اس وقت
غم کرنا اس شعر میں گل اشتہاد ابن شہنا اقلکنا ہے جس میں ابن شریہ ایسا حرف ہے جو خاص
طور پر فصل کے ساتھ آتا ہے لیکن یہاں شہنا اسم پر داخل ہے لہذا قاعدہ کے مطابق اسم سے پہلے
فصل مقدر ماننا لازم ہو گا کہ حرف شرط کا جو فعل مت ہو سکے

شعر کا مطلب یہ شعر میں جواب: ہر شخص کے دل کی آواز ہے جس میں س نے اپنے شریک حیات کو تنہا پر انھوں نے کرنے کے بارے میں غم اور کس شریک روحانی میں ہاتھی میں کو خراج کرنے پر تو نعمت کرنا جب تک میں حالت حیات میں ہوں تجھے کوئی مصیبت ہر آواز نہیں پہچے گا۔ میں جب میر ہشتال ہو جائے اور میرے بعد دل کتابت نہ پاسکتو پھر میری اوقات پر غم کرے۔

قیصری قسم۔ اہم مقدم کو رفع پڑھنا واجب ہے۔

وَبَهْتَ الْيَمِينُ فِي مَعْرِ خُرُوجِ الْبَارِدِ بِصَرْفَةِ عَصَا لَاتِقِصَابِهِ لِمِ الْبَارِدِ

میں صاحب کتاب نے اس بات کو ذکر فرمایا کہ اسم مقدم کو فتح پر متا صیب واجب ہوتا ہے تو اس کا ضابطہ یہ ہے کہ عبارت میں اگر اسم مقدم سے پہلے یا حرفاً سے جو فاصلہ ہو پر ملا صیب پر داخل ہوتا ہے جیسے انا فلانیہ تو اس اسم مقدم پر فتح پر متا صیب ہوگا جیسے "فَوَجَدْتُ فَلَانًا زَفَدًا بِضْرِيَّةَ عَمْرُو" میں زَفَدَ اسم مقدم کو نصب پر متا جا تو نہیں اس لیے کہ نصب پر متا کی صحت میں اصل ہوتی ہے نہ لامزائے گاہکہ زَفَدَ کو فتح پر متا واجب ہوگا اس لیے کہ زَفَدَ جملہ اسمیہ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انا فلانیہ فاصلہ ہو پر جملہ اسمیہ پر ہی داخل ہوتا ہے نہ اسم سے پہلے اصل مقدم ہا پہلے تو اس صورت میں خلاف اصول لانا فلانیہ اصل پر داخل ہونا لازماً ہے گا لہذا یہ درست نہیں۔

چوتھی قسم۔ اسم مقدم کو رفع و نصب دونوں درست ہیں:

وَيَقْتَضِيانِ هِيَ مَعُو زَيْدٌ فَلَمْ أَتَوْهُ وَعَمْرُو لَقِزْمَةُ لُحْ قَاطِلٌ مَعْطَفٌ نَاسٌ
 عبارت میں اس بات کو بیان فرمایا کہ کبھی اسم مقدم کو رفع و نصب دونوں پر متا ہوتا ہے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اسم مقدم سے پہلے یا حرفاً صفت آئے ہوں جملہ فعلیہ کے ساتھ لایا گیا ہو جس جملہ کے ذریعہ اسم مقدم سے پہلے کی خبر دی جا رہی ہے۔ جیسے تیرا قول "زَيْدٌ فَلَمْ أَتَوْهُ" و "عَمْرُو لَقِزْمَةُ" اس مثال میں "زَيْدٌ فَلَمْ أَتَوْهُ" جملہ کبریٰ ات آئین ہے (جملہ کبریٰ سے مراد ایسا جملہ جس کے ضمن میں کوئی جملہ آئے ہو لہذا اس جملہ میں سے مراد ایسا جملہ جس کا نام ہونے کی وجہ سے اسمیہ ہو اور صدارت کلام سے خارج ہونے کی بناء پر فعلیہ ہو) چنانچہ مثال مذکور میں اگر صدر کلام کا لفظ کیا جائے اور "زَيْدٌ فَلَمْ أَتَوْهُ" کو جملہ اسمیہ پر متا جائے تو لفظ "عَمْرُو" کو رفع پر متا جائے گا۔ اور اس وقت جملہ اسمیہ کا صفت جملہ اسمیہ پر محمول کرنا درست ہوگا تاکہ حاجت قائم ہو جائے۔ اور اگر صدر کلام ہونے سے خارج ہو تو اس وقت "عَمْرُو" کو نصب پر متا جائے گا۔ اور "عَمْرُو" سے پہلے ایک فعل مقدم آتا جائے گا تاکہ جملہ فعلیہ کا صفت جملہ فعلیہ پر محمول کرنا درست ہو۔ دونوں مقدم پر ہر دو مائل اور ہاتھی سے لیکر ان دونوں صورتوں میں ہا نہ ہوں گی۔

اسم مقدم کو رفع پر متا رائج ہے۔ پانچویں قسم

کبھی کبھی اسم مقدم کو رفع پر متا ہوتا ہے اور پاس وقت ہوگا جبکہ کوئی بدلہ انتقام اور عیش سے کوئی صورت موجود نہ ہو۔ اور اس کے غیر کے لیے کوئی صفت رائج ہو جیسے تیرا قول "زَيْدٌ حَرِيْقَةٌ" تمام حشوں سے خالی ہے اس لیے ذیہ مبتداء اور حریفۃ فعل، قاتل اور محمول سے مل کر جملہ فعلیہ خبر ہو اور زید مبتداء کے لیے اور مبتداء یعنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر ہو اور مبتداء خبر کا عراب رفع

ہوتا ہے لہذا یہ کہ فرخ نے حقائق بیان ہو گئے۔

اور ہادی تعلیل کا قول "فَمَا كَانَ عَدْلِي يَنْفَعُنِي" (ہادی میں رہنے کے حامل ہوں گے) میں۔ ہادی ۳۳ سورہ مدہ آیت ۳۳ میں بھی کیا کا وہ ہادی ہو گا، کیوں کہ تمام فرما سہ نے اسے فرما چکے ہیں پر اتفاق کیا ہے اور قرآن میں شہادہ میں نصب کے ساتھ ہے حال کیا ہے، لیکن وہ عقل کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

وقوله وليس منه "وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ" فِي الْقُرْآنِ "عَاطِلٌ مَعَهُ" فرماتے ہیں کہ ہادی تعلیل کا قول "وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ" (اور جو چیز ہوں لے کی ہے کھس گئی ہے ہادی میں۔ ہادی ۳۳ سورہ مدہ آیت ۳۳) میں بھی کیا ہے حال کیا ہے کہ فعل کو اس مقدم پر مسلک کرنا وہ حقیقت سنی ہادی کے اعتبار سے ہوتا ہے اور وہ سنی اس مقدم سے آیت کرے میں حاصل نہیں کہ فعل کو اس مقدم پر مسلک کرنا درست ہو۔ وہ حقیقت آیت کا سلیم "وَكُلُّ مَعْمُولٍ لَهُمْ فَلَهُ" (القرآن) ہے اور یہ ہادی کے برخلاف ہے لہذا باب التعلیل سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو گا، اور جب فعل ثابت ہوا تو اس مقدم کا فرما چکے ہیں حقائق ہو گیا۔ اور فعل کا تمام کے لیے صحت ہو جائے گا۔ اس طرح آیت نہ نصب ہو۔ وہ باب التعلیل سے تعلق رکھنے کے ہادی اس پر نصب نہیں آئے گا، کیوں کہ یہ نصب کا قضا نہیں کرے گا کہ رتبہ واجب قابل ہونے کی وجہ سے فرخ کا متقاضی ہے لہذا اس مثال کو اس سے شمار کرنا درست نہیں۔

باب فی التعلیل

باب فی التعلیل، بخود ہی "تَضَرُّبِي وَهَرَبْتُ زَيْدًا" اِعْمَالُ الْاَوَّلِي
وَاخْتِلَافُ الْكُوفِيِّينَ، مَيْضَرُ فِي الثَّانِي كُلِّ مَا يَخْتَلِفُ، اَوْ الثَّانِي،
وَاخْتِلَافُ النُّصَرِيَّةِ، مَيْضَرُ فِي الْاَوَّلِ مَوْفُوعَةٌ فَقَطْ، نَحْوُ،
جَفَوْنِي وَلَمْ اُخْبِ الْاَجْلَاءَ، وَلَيْسَ بِنَهْ، كَفَلْنِي، وَلَمْ اُخْلَبْ، قَلِيلٌ
مِنَ الْفَالِ، لِمُعْتَابِ الْعَقْلِ.

توجہ:- تضرع فلان کا بیان۔ تضرع میں وضرعت زیدہ میں پہلے فعل کو حال قرار دینا جائز ہے۔ اور تضرع طرقات لے اسی کو پسند فرمایا ہے لہذا اس سے فعل میں اس کی چاہت کے مطابق (یعنی آخر قابل کو چاہتا ہے تو اس میں اسم ظاہر کے موافق قابل کی) خبر لائی جائے گی کہ دوسرے قابل کو حال قرار دینا جائز ہے۔ اور اس کو ہر جہن سے متاثر قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس وقت حال

فصل اگر لعل کو چاہتا ہو تو اس میں اسم ظاہر کے موافق لعل کی ضمیر لائی جائے گی نہ جیسے جلوہ
وتم الخطب الآجلۃ (انہوں نے مجھ پر ظہم کیا حالوں کہ میں نے دوستوں کے ساتھ چلوں گی)
کی اور اس پر انیس کا شعر کفایتی "وَلَمْ لُكُنْ لِقَائِیْ وَنَ الْفَلَاحِ الْمَدِیْنِیْ كِی وہ سے آپ
تعارف سے نکلتے ہیں۔

تشریح :- باب فی القنوع :- لعل مصحف جب لعل کی تعلیمات کو جان
کرنے سے قانع ہوئے تو آپ یہاں سے تار فطان کی بحث کو بیان کر شروع فرمایا۔ تار کا
دوسرا نام اب لہ اعمال ہے۔ چہ فطوں کا کسی اسم ظاہر میں مل کے لیے جھگڑا یا یک فصل چاہتا ہو کہ
فصل بنے دوسرا چاہتا ہو کہ سر مفعول بنے یا پہلا چاہتا ہو کہ سر مفعول ہے اور دوسرا چاہتا ہو کہ سر مفعول
ہے اسے تار فطان کہتے ہیں۔

تار جس طرح دو فطوں یعنی دو مالوں میں ہوتا ہے اسی طرح وہ سے لڑا یعنی نہیں چاہا اور
پانچ اور ان سے لڑا میں بھی تار ہوتا ہے۔ فاضل مصحف نے باب تار کا ذکر کر اسی مہم کی طرف
اشارہ فرمایا ہے۔ اور دیگر محققین کا آبا نذیر المذی فی لعل مظهر کہنے سے اس مہمیت
سے اجترائیں بلکہ اس کے کوئی کامیاب ہے، جس سے تار ہو سکتا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے مہم
نے فی لعل مظهر کی قید لائی ہے اس قید سے پہلے طرعات خارج ہو گئے جیسا کہ ظاہر ہے کہ
"مظهر" سے مہم اسم ظاہر کا ارادہ کرتے ہیں اور ضمیر بارہا کہ چہ ظاہر ہے مگر اس کو اسم ظاہر نہیں کہتے
بلکہ ضمیر ظاہر کہتے ہیں لہذا وہ اس قید سے خارج ہے۔

تار فطان کی چند شکلیں تار فطان کی چند شکلیں ہیں۔

شکل ۱ :- کبھی دو مال ایک مفعول میں تار کرتے ہیں۔ جیسے ہاں تعالیٰ کا قول "آفُوزِ
لُغُوبِ غَلْبِیْہِ قَطْرَۃ" (میرے پاس بلا اس پر کھلا ہوا تا بازال داس۔ بارہ ۱۲ اور کتب ۱۶۹) اس
آیت کریمہ میں آفوزی لعل لعل اور مفعول ہے۔ اور مفعول ثانی کا محتاج ہے۔ اور آفوزی لعل
باللعل ہے اور مفعول کا محتاج ہے۔ مہم دونوں فطوں کے بعد قَطْرَۃ اسم ظاہر ہے، جس کا یہ دونوں مال
طالب ہیں، پہلا مال چاہتا ہے کہ سر مفعول ثانی ہے اور دوسرا چاہتا ہے کہ سر مفعول اول ہے۔

شکل ۲ :- کبھی دو مال ایک سے لڑا مفعول میں تار کرتے ہیں جیسے "حُزْبِ وَ لُغُوبِ زَیْفِ
مَعْرُوفِ اس مثل میں حُزْبِ اور لُغُوبِ دونوں مال ہیں اور ایک سے لڑا مفعول میں جھگڑا ہے۔
شکل ۳ :- کبھی وہ سے لڑا مال ایک مفعول میں جھگڑتے ہیں جیسے کُنْصَلِیْنِ وَ نَزَکِثِ

مفعول میں غیر اصل ہے چنانچہ اصل یہ ہے کہ مفعول پہنچ جانے سے متصل ہوتا ہے۔

عمل دلانے کی صورت میں ضمائر کا استعمال:

فائل مصنف کو کوئی نکتہ یاد نہیں ہے اس لیے خاص طور پر پہلے نکتہ کو ذکر کا مسلک دلائل فرمایا ہے کہ نکتہ کوئی نکتہ کے نزدیک فعل اول کو فعل دوم دینا چاہیے ہے لہذا فعل اول کو فعل دیا جائے گا اس کے بعد دیکھا جائے کہ فعل دانی اگر فاعل کا قاضی کرتا ہے تو اس میں ظاہر کے موافق فعل دانی میں ضمیر مرفوع لائی جائے گی جیسے "قلم و قلمنا اخذوا" اس میں احوال فعل مذکور صرف لفظ ہے روئے نہیں اور یہ جائز ہے۔ اور اگر فعل دانی مفعول کا قاضی کرتا ہے تو اس مفعول کی ضمیر منسوب لائی جائے گی جیسے "قلم و ضمیر یختمنا اخذوا" اس میں بھی احوال فعل مذکور صرف لفظ ہے روئے نہیں۔ اول مثال میں "لخذا" "قلم" کا فاعل ہے اور فاعل فعل دانی مفعول کا قاضی کرتا ہے اس لیے اس کی ضمیر لائے جو ضمیر زہ کی طرف راجع ہے۔ اور مرتبہ کے اعتبار سے مقدم ہے۔ کیوں کہ یہ فعل اول کا فاعل ہے لہذا اس سے متصل ہوگا۔ اگرچہ لفظ مؤخر ہے۔ یہی صورت دوسری مثال کی ہے۔

اگر فعل دانی مجرد کا قاضی کرتا ہے تو ضمیر مجرد لائی جائے گی جیسے "قلم و مژدہ یختمنا اخذوا" اور اگر فعل دانی کو فعل دیا جائے جیسا کہ ہمیں کا مسلک ہے تو فعل اول پر خبر کر کے فعل اول فاعل کا قاضی کرتا ہے۔ مفعول کا، اگر فعل اول فاعل کا متکسب ہے یعنی اس وقت جب کہ فعل اول اس ظاہر کو فاعل بنا دیا چاہتا ہو تو اس میں ہم ظاہر کے موافق فاعل کی ضمیر مرفوع لائی جائے گی جیسے "قلم و قلمنا اخذوا" اور اگر مفعول یا مجرد کا قاضی کرتا ہے تو ضمیر منسوب یا مجرد حذف کر دی جائے گی، لیکن یہ حذف فیما بین ہواگا، بلکہ حذف معنی مقدم ہے جیسے "ضمیر و ضمیر یختمنا اخذوا" اور "مژدہ و مژدہ یختمنا اخذوا"۔ یہ مفعول یا مجرد کی صورت میں "ضمیر یختمنا" اور "مژدہ یختمنا" کی صورت میں کہہ سکتے، کیوں کہ جب ضمیر لائی جائے گی تو اس صورت میں لفظ اورچہ احوال فعل مذکور لازم آئے گا، تاکہ جان کر ہو۔

سوال :- حضرت فرماتا ہے آپ کے اس وجہ پر اعتراض ہوتا ہے کہ جس طرح مفعول یا مجرد کی صورت میں ضمیر منسوب یا مجرد کا حذف کرنا احوال فعل مذکور کے خوف سے لازم ہے اسی طرح مرفوع کی صورت میں بھی تو احوال فعل مذکور لازم آتا ہے، کیوں کہ اس میں بھی ہم ظاہر ہند میں واضح ہے اور فعل اول اس سے پہلے ہے۔ اب اس میں ضمیر لائی جائے اور ہم ظاہر کی طرف راجع ہو تو وہی بھی احوال فعل مذکور لازم آئے گا لہذا یہ بھی ناجائز ہوا جائے، کیوں کہ غلط ثابت ہے۔

جواب :- عزیزم، اصل ہائی کے عمل اپنے کی صحت میں اصل ہول میں خیر لانے میں اگرچہ
احادیث میں مذکور ہے کہ اسے بکری میں بٹھ کر کھیر جائز ہے اور اسے جو ہم ظاہر آ رہا ہے اس سے خیر
کی کھیر ہو جائے گی، کیوں کہ خیر مرفوع میں اس کی صحت ہے اور احادیث میں مذکور ہے کہ ہم جہاز کو صاف
کر دیا گیا ہے، کیوں کہ خیر مرفوع کا اصل معنی ہے اس لیے اس کو گوارہ کیا گیا اگر کر کیا جاتا تو خیر لازم
آتا ہے، مضاف کرتے ہیں تو اصل کا حذف لازم آتا ہے، یہ خلاف منصوب اور مفعول کے کیوں کہ اس میں
احادیث میں مذکور کی صحت نہیں، بلکہ خیر منصوب و مفعول حذف کر دی گئی۔

لہذا بصری کی تائید میں شاعر کا قول:

خفوی ولم نجف الا حلاۃ (انہوں نے مجھ پر ظلم کیا اور میں نے دوستوں پر ظلم نہیں کیا)
فاحل صحت نے بصری کے کلام میں ایک شعر سے استدلال فرمایا ہے، یہاں شعر اس طرح ہے
خفوی ولم نجف الا حلاۃ۔ یعنی — اخفیہ خفیہ ولم خلیفہ مہمل
بصری نے صحت نے اس شعر کے اور یہ اپنے مذہب پر استدلال اس طرح فرمایا کہ اس شعر
میں اصل ہائی "ولم نجف" معمول متاخرۃ "الا حلاۃ" میں عمل کر رہا ہے۔ لہذا اصل ہول "خفا
اسم فاعل کی خیر مرفوع کا قافہ کرتا ہے، لہذا اس میں خیر مرفوع واجب صحت کی فعل میں لائی گئی ہے جو
معمول متاخر "الا حلاۃ" کی طرف واقع ہے، جو لفظ بھی متاخر ہے اور مرید بھی، کیوں کہ مفعول کا مرفوع
مؤخر ہی ہوتا ہے۔ اور چون کہ بصری کے نزدیک فاعل کی خیر مرفوع میں احادیث میں مذکور لفظ مرفوع
مفعول ہوتا ہے، کیوں کہ تمام کلام کی شدت احتیاج کی بنا پر اس کو جائز قرار دیا گیا ہے، لہذا مذہب
بصری کے مطابق اس شعر سے استدلال کرنا جائز ہے۔ وہ جس کی یہ ہے کہ خیر مرفوع میں ان کے
زادیک احادیث میں مذکور کے ہم جہاز کو صاف کر دیا گیا ہے۔ خود لفظ معمول متاخر ہوا رہا۔

امر القیس کا شعر باب تنازع سے نہیں:

ولیس وذا کھلی ولم لکلت فلیلہ من اللیل (تو لیکن گاڑب تو معلوم ہی ہے کہ وہ
اصل ہول کے عمل کو پسند کرتے ہیں، اس پر انہوں نے تیری دلیل امر القیس شاعر (جو افسوس شعر میں
ہے) کے قول سے استدلال کیا ہے کہ امر القیس شاعر جس کی فصاحت و بلاغت مشہور ہے اس نے
اپنے شعر "ولو انما انشئ لانی مہیشہ" — کھلی ولم لکلت فلیلہ من اللیل
(ترجمہ: اگر میں تمہاری معیشت کی کوشش کرتا تو مجھے تمہارا مال کافی ہوتا) میں پہلے فعل کو مفعول دیا ہے اور
فلیلہ من اللیل کو کھانی کا فاعل قرار دیا ہے۔ کم لطلب کا مفعول نہیں بتایا۔ پس معلوم ہوا

نہیں اس کو مل دیتا ہوں ہے۔ وہ بھی کچھ، لیکن اس میں کوئی حیرت نہ

معت نے کہا کہ کفری تردید ہو گا ہر کی انیور فرمادی کرتے ہوئے ہر ایک کے مختلف
وہم اطلب۔ وہ بتا رہا ہے کہ اس کے کہ اس کو باب بتا رہا ہے فطری سے کہیں یہ قلیل من مطال
ہیں کہیں اور لم اطلب کا تار ہو تو شمر کے سنی کا ہوا جائے گا۔ یہی کو قلیل کا اس سرور سے
استدلال کچھ نہیں۔ اس کی وجہ ہے کہ اس شمر کے سرور اول میں حرف لو ہے اور شرط درجہ
داخل ہوتا ہے اور اس کا خاصہ ہے کہ شرط درجہ اس سے جو جہت ہے اس کو قلیل کے حکم میں کر دیتا
ہے۔ جیسے کہ لو لم یسمن لم اطلب علی ذلک اسی شرط درجہ ہے جو مطلوب ہے اس کے ساتھ ہی
ہی حاصل کیا جاتا ہے۔

اس حیرت کے بعد چاہیں لو کہ کما انفسی لانی معینۃ جملہ قطعہ شرطیہ مختلفہ اس
کی جزاء ہے اور دونوں مثبت ہیں۔ اسی کو مثبت معنی لانی معینۃ کھانی قلیل من اطلب
(یعنی اگر میں ادنی معیشت کی کوشش کرتا تو قلیل مال مجھے تو کافی ہے) نہیں اس جگہ جہت
ذکر دونوں فعلی تھی ہوا میں کے۔ اور یہی معنی ہو گا (میں ادنی معیشت کی کوشش کرتا ہوں اور نہ قلیل
مجھے کافی ہے) پھر چون کہ لم اطلب کا کمال پر مطلق ہے۔ لہذا یہ بھی ہو گا جو اب ہو گا اور فکر یہی
جارت اس طرح ہوگی کہ کو مثبت معنی لانی معینۃ لم اطلب۔ میں ادنی معیشت کی کوشش
اور لم اطلب مثبت ہو گا۔ اب اگر یہ کہیں کہ لم اطلب اور کھانی قلیل من اطلب کو ادنی معمول
ہانے میں نرم کرے ہیں تو جہت درجہ مثبت تھی اور جہت مثبت ہو کر یہ معنی ہوں گے کہ میں ادنی
معیشت کی کوشش نہیں کرتا اور نہ قلیل مال مجھے کافی ہے۔ اور طلب کرتا ہوں قلیل مال کو اور یہ سرتا
کا قلیل ہے۔ میں معلوم ہوا کہ قلیل ذکر ہوا نہیں کا کار فطری سے ثابت نہیں۔ بلکہ لم اطلب کا
مطلوب محذوف ہے اور فکر یہی جارت۔ "وَلَمْ اَطْلُبْ اَنْفُكَ اَبِي الْعَزْ وَالْمَحْذُفْ" ہے۔ اب اس
شمر کا مطلب یہ ہو گا کہ میں ادنی معیشت کی کوشش نہیں کرتا اور نہ قلیل مال مجھے کافی ہے اور طلب کرتا
ہوں میں جگہ عزت و جلال کی۔

یہاں ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ فساد اس وقت لازم آئے گا جب کہ لم اطلب کو کھانی
پر مطلق کیا جائے لیکن لم اطلب کو جملہ مستحکم مان لیا جائے تو وہ قلیل کھانی کے حکم میں ہو جائے گا اور کہ
کے تحت داخل نہیں ہو گا تو اس کا جواب اس طرح دیا جاتا ہے کہ کار ایک شرط کے ساتھ ہاں ہے
یہ کہ دونوں باتوں کے درمیان رابطہ ہو اور جب جملہ مستحکم مان لیا جائے تو اس وقت رابطہ ہوا نہیں
ہو گا لہذا کار نہیں ہو گا۔

باب: المنفول (منفول کا بیان)

باب المنفول منصوب

ترجمہ:- یہ وہ اس پر ہے جس کے منفول منصوب ہوتا ہے۔

توضیح:- ہائے المنفول منصوب فتح فاعل مصنف فاعل کی تمام خصوصیات کے ہونے کے لئے ہے اور اس لئے کہ اب یہاں سے مخاطب غائب کو بیان کرنا شروع کر دیا، چنانچہ فرمایا کہ جس طرح فاعل ایک مفعول ہوتا ہے اسی طرح منفول ایک منصوب ہوتا ہے۔ اور فاعل کے مفعول ہونے کی طے یہ ہے کہ فاعل صرف ایک ہوتا ہے اور اس پر آنے والا اعراب فتح نہیں ہوتا ہے۔ اور منفول ایک ہاں سے زیادہ ہوتا ہے اور اس پر آنے والا اعراب نصب ظلیف ہوتا ہے، چنانچہ لکھا کہ فاعل کے فاعل کے لئے ہاں ظلیف کو کثیر کے لئے ہاں ظلیف کی تمام مساوات مقرر کر دیا۔

سوال (۱) فاعل مصنف نے مخاطب کو فاعل کے بعد اور ام مقررہ سے پہلے بیان فرمایا ہے اس میں کیا رد ہے؟

جواب:- جس طرح فاعل ایک فاعل ہوتا ہے اسی طرح مخاطب میں بھی نظر دینی ضرور ہے ایک فاعل ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ فاعل ہاں میں ہاںوں شریک ہے ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جملہ میں منفول ہوتا ہے اور وہی مفعول فاعل بھی ہوتا ہے۔ اس وجہ سے مناسب یہ ہوا کہ فاعل کے بعد مخاطب لائے جائیں۔ نیز مخاطب ہائے ام مکررات کے لہذا بھی ہیں اور کثرت بیان میں تصور ہوتی ہے اور جو تصور ہوتی ہے اس کو مقدم کیا جاتا ہے اس وجہ سے ام مکررات پر مخاطب کو مقدم کیا۔

سوال (۲) نہ کہ وجوب پر ایک مفعول ہاں ہاں ہوتا ہے کہ مشہور تو یہ ہے کہ فاعل مقدم ہوتا ہے کثیر پر جیسا کہ فاعل مقدم ہے مخاطب پر لہذا ہاں نے مکررات کو مخاطب پر مقدم ہونا چاہیے۔ جواب:- فاعل اگر کثیر کا جز ہو جائے فاعل کے ذکر سے کثیر کا کم ہو جاتا ہے اور اس وقت فاعل کو کثیر پر مقدم کیا جاتا ہے اور ہاں دونوں چیزیں مفقود ہیں۔ اس مقررہ مخاطب کا جز نہیں اور مقررہ کے ذکر سے مخاطب کاظم نہیں ہوتا۔

منصوب کی تعریف

منصوب وہ اسم ہے جو منفول ہونے کی علامت پر مشتمل ہو مفعول حیثیت ہو یا مکان اور یہ قسم اس لئے ہے کہ منصوب کی یہ تعریف منسوب اصل (مخاطب غائب) اور ان منصوبات کو شامل ہو جائے جو منفول کے ساتھ متعلق ہیں۔

اس کے مَظُول ہونے کی چار طائفتیں ہیں۔ تھو، کمرہ، الگ، یاہ، چیمے، رُلِیْتُ، رِیْضَا، رُزْمَلَمَان، رُلِیْکَ، وَنَمْلَجِیْن۔

بَابُ أَنْوَاعِ الْمَفْظُولَاتِ

وَهُوَ خَمْسَةٌ

تَوْجِیْہ - یہ باب مَظَالِک کے اقسام کے بیان میں آ رہا ہے مگر مذہب کے مَظَالِک پانچ ہیں۔
تَقْرِیْہ - داخل مَعْنٰی فرماتے ہیں کہ مَظَالِک پانچ ہیں اور بھی کچھ مذہب ہے۔
 (۱) مَظُول پہلے حُزْنُ رِیْضَا، (۲) مَظُول مَطْلَق پہلے حُزْنُ صِرْبَا اِیْ کُھد کھا جاتا ہے
 (۳) مَظُول تِیْ اِس کا دوسرا نام عَرَف ہے پہلے حُضُن یوم الحَمِیْس (یہ عَرَف زَمَان کی مثال ہے
 کہیں کہ عَرَف کی دو قسمیں ہیں عَرَف زَمَان، عَرَف مَکَان) اور جَلَسْتُ لِنَقْلُک (یہ عَرَف مَکَان کی
 مثال ہے) (۴) اور مَظُول مذہب پہلے حُضُن اِجْلَا لَالِک (۵) اور مَظُول مذہب پہلے سِرْتُ وَنَمْلَجِیْن
 داخل مَعْنٰی ہے اپنے قول "وَهُوَ خَمْسَةٌ" کہ کہیں چند تہویوں کے قول سے احتراز کیا ہے
 انہوں نے مَظَالِک کی تصویر میں کی پیش کی ہے مثلاً اِس مَذہبِ حَارِج کے نزدیک مَظَالِک کل چار ہیں انہوں
 نے مَظُول مذہب کو مَظُول پہلے کے ساتھ مَقْرَب قرار دیا ہے اور دونوں کے لیے مثال "مِیْزُ وَخَلُوزُ
 النَّمْلِ" لُغْوِیٰ مانا ہے اور کھانا کُز کے نزدیک بھی مَظَالِک چار ہیں انہوں نے مَظُول مذہب کو مَظُول مَطْلَق
 کے باب سے شمار کیا ہے پہلے حُضُن خَلُوزَا، لیکن مجہد نے اِس کو مَظُول مذہب کو مستقل مَظُول قرار دے دیا
 ہے انہوں نے کھانا کُز کی تِیْ اِس کی ہیں۔ کھانا کُز سے مستقل مَظُول قرار نہیں دیتے بلکہ اس کو مَظُول
 مَطْلَق میں لیر لفظ کہتے ہیں، ان کے نزدیک حُضُن خَلُوزَا کی تِیْ اِس کی تَعْدُتْ وَجَلَسْتُ
 خَلُوزَا اِیْ تَعْدُتْ قَفُوزْ جَلُوزْ" ہے اگر صدر کی رِیْضَا سے حُزْن کے مناسب فعل لایا
 جائے جیسا کہ پہلی مثال خَلُوزَا سے پہلے جَلَسْتُ فعل لایا ہے اور اگر اس کی رِیْضَا سے حُزْن لایا جائے
 صدر سے پہلے فعل کے ہم معنی صدر لایا جائے جیسا کہ خَلُوزَا سے پہلے قَفُوز لایا ہے لیکن یہ
 بات دوہران میں دے کر اگر ایک نوع کو دوسرے نوع کی تِیْ اِس کی کیا جاسکتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں
 ہے کہ پہلی نوع کا سرے سے دوسری نفع ہو جائے اور دوسری نوع میں مَظَالِک ہو کر دوسری نفع بن جائے
 مثلاً مَظَالِک کو مَظُول تِیْ اِس کی تِیْ اِس کی کیا جاسکتا ہے جیسے جِلد رِیْضَا وَنَمْلَجِیْن کو جِلد رِیْضَا کو رُکُوب
 کی تِیْ اِس کی کیا جاسکتا ہے اِیْ طَرَح اگر قبول کُز مَظُول مذہب کو مَظُول مَطْلَق کی تِیْ اِس کی کیا
 جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مَظُول مذہب کو دوسری نفع ہو کر اس کو مَظُول مَطْلَق میں داخل کر لیا جائے۔

ادھوا فعل ہے جسے حذف کر دیا گیا ہو یہ حرف خدا کو اس کا قائم مقام کر دیا گیا ہے۔

نوٹ:- راقم الحروف حضرت عائشہؓ کرتے ہوئے قارئین کرام کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ متادنی کی موجودہ بحث مباویات کے بجائے بغیر کھانا و شراب تریں مسئلہ ہے، لہذا انجمن مباویات اور علماء کو بطور تہیہ کے ذکر کر رہا ہے۔

مباوی و مقدمہ:- منہ القنادی کبھی مفعول بہ کے مال کو جو با حذف کر دیا جاتا ہے اس کے بارے میں ہیں۔ ان بار مقامات کی تخصیص کثرت مباحث کی وجہ سے محمد بن کے لیے نہیں ہے۔ کیوں کہ ان بار مقامات کے علاوہ بھی کچھ مقامات ہیں جن میں مفعول بہ کے مال کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ (یہاں وہ خصوصاً ہیں)

ان بار مقامات میں سے جہاں مفعول بہ کے مال کو حذف کرنا واجب ہے پہلی جگہ ساقی ہے اس میں قیاس کا دخل نہیں، جن مصلوں میں بدل رب سے حذف کرنا گیا ہے وہیں حذف کیا جائے گا، دوسری جگہ نہیں۔ جیسے اَمْرًا وَمَنْعًا یعنی اَمْرًا وَمَنْعًا (پھر تو آدمی کو اس کی ذات کے ساتھ) یہاں اَمْرًا سے پہلے اَمْرًا حذف ہے۔

دوسری جگہ جہاں مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے ما اضمر عطلة علی شریطة التفسیر ہے یعنی بروہ مفعول بہ جس کے مال کو اس شرط پر حذف کیا گیا ہو اس کی تفسیر آگے آ رہی ہے جیسے رِیضًا حَرِیضًا (میں نے زہ کو ۱۸) رِیضًا سے پہلے حَرِیضًا فعل محذوف ہے، جس کی تفسیر بعد ۱۸ حَرِیضًا کر رہا ہے۔

تیسری جگہ جہاں مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے تھوڑا ہے۔ تھوڑا وہ ام ہے جو بقیہ فعل محذوف کا مفعول ہو جانے کی وجہ سے اس جہ سے جس مفعول کے بعد ہو۔ جیسے اِنَّكَ وَالْاَمْنَةُ (خاتم تفسیر ہے)۔

چوتھی جگہ جہاں مفعول بہ کے مال کو حذف کرنا واجب ہے متادنی ہے۔ اور فعل کے قائم مقام حرف خدا کو کر دیا جاتا ہے جیسے یَلْزِمُ الذَّوْا اَصْلَ محذوف ہے، مال کے محذوف ہونے کے اعتبار سے مفعول بہ سے تعلق رکھتا ہے، اسی لیے زَوْنًا القنادی کہا گیا ہے۔

سوال:- متادنی یعنی جب کسی کو پکارا جائے تو اس وقت فعل کا حذف کرنا واجب ہے۔ کیوں؟
جواب:- اس وقت فعل کا حذف کرنا واجب ہے، کیوں کہ تصور اس وقت صرف اس کو پکارنا نہیں ہے، بلکہ اس کو اپنی طرف متوجہ کر کے اس سے کوئی کام تصور ہوتا ہے، ایسی صورت میں اگر فعل کو ذکر کر لیا تو تصور میں خیر ہو جائے گی۔

مناوی کی تعریف۔ ایسے ام کو کہتے ہیں جس کی توجہ ایسے حرف کے ذریعہ مطلوب ہو جو انشواً اصل کے کام مقام ہو وہ وہ متکاثر ہو یا تقدیرا۔

حروف نداء کی تعداد:- جو حرف ہواصل کے کام مقام میں ہوں کو نداء کہتے ہیں ایسے حرف پانچ ہیں۔ ایلہ ایلہ فہلہ آئی۔ ہزہ مکتوب۔

مناوی ترکیب میں مفعول ہوتا ہے جو اس کی تلفحات میں ہوتی ہیں جن کو کمال مست نے قدرے تفصیل سے بیان فرمایا ہے جو آئندہ آ رہی ہے۔

باب نصب المنادی فی ثلاثة انواع

وَأَمَّا يُنْصَبُ مُضَافًا، كـ "يَا عِزُّ اللَّهِ" أَوْ شَبَهَهُ كـ "يَا حَسَنًا وَجْهًا" وَ "يَا طَالِقًا جَبَلًا" وَ "يَا رُوَيْقًا بِالْعُيُوبِ" أَوْ نَكْرَةً غَيْرَ مَقْصُودَةٍ كَقَوْلِ الْأَعْمَى: يَا جَلًّا خَدَّ بَيْدِي."

ترجمہ:- اور حقیقت منادی نصب دیا جاتا ہے شریک مضاف ہو جسے "یا عیض اللہ" یا شبہ مضاف ہو جسے "یا حسنًا وجہاً" اور "یا طالقاً جبلًا" اور "یا رویقاً بالعیوب" یا نکرہ لیرشورہ ہو۔ جیسے مکی کا قول "یا رجلاً خد بیدی"۔

تفسیر:- وَأَمَّا يُنْصَبُ مُضَافًا لِمَنْ مَنَادِي پر بھی ترمیم آتا ہے بھی نصب ہو بھی ہو، لیکن کئی حالات میں نصب آتا ہے۔ صاحب کتاب نے انہیں حالات و مسائل کو اس عبارت میں بیان فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ مسائل میں منادی لفظ منصوب ہوتا ہے۔

(۱) منادی مضاف ہو جسے "یا عیض اللہ، یا رسول اللہ" ساتی میں اس کی ترکیب گزار بھی ہے اور شاعر کا قول

أَلَا يَا جَبَلًا اللَّهُ قَلْبِي مُتَقَيِّمٌ ————— بِأَخْصِي مَنْ ضَلَىٰ وَلَقَدْ نَهَمْتُ بَعْلًا

(ترجمہ) سنو! اے اللہ کے بند میرا دل اس شخص کا گردیدہ ہے جو گمراہ لارچ ہے اور ان میں سے وہ ترین عمل نامی شخص ہے۔)

یہ نخل شخصی لہرانی کا کلام ہے اس میں نخل "یا جبل اللہ" منادی مضاف ہے جو لفظ منصوب ہے۔

(۲) منادی مضاف مضاف ہو۔ مثلاً مضاف سے مراد نام ہے جس کا نقل بدین منضم ہوا ہے کہ منادی مضاف لیا جا رہا ہے کہ مضاف بدین مضاف ہے کے کام میں آتا ہے۔

صرف کا مطلب یہ ہے کہ متاد کی طرف متاد حسین ہو خواہ اس سے پہلے صرف وہ جیسے زیادہ عروہ، یا نا کے بعد صرف وہ اس پر متاد ہونے کی وجہ سے جیسے رجل، انسان، ان دونوں سے متاد حسین بہ اسی کو کہہ کر ماننے اس طرح فرمایا کہ اگر حرف غما قابل کیا جائے تو وہ بھی دفع پر مبنی ہوگا۔ جیسے یلو رجل اس کو کہہ مضید کہتے ہیں، جب یہ دونوں امور کسی اسم میں موجود ہوں تو وہ اسم متالی الرفع ہونے کا شق ہوگا، اگرچہ وہ صرب ہو جیسے یلو یذ خمر کے ساتھ، یلو یذ ان الف کے ساتھ یلو یذون والک کے ساتھ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "يَفْرُخُ فَذَهَبَ لَقْنَا" (بڑے بالورج تو نے ہم سے جھڑ کیا۔ پ۔ ۱۱) میں "يَفْرُخُ" اسم متالی ہے اور صرف ہونے کی وجہ سے متالی الرفع ہے۔ اسی طرح دوسری متالی کا قول "يَا جِبَالُ تَوْبَيْنِ" غدا کے یہ بالورجش آواز سے چمکنا کے ساتھ۔ چمکنا ہوتا ہے، اس میں بھی "يَتَلَبَّصُ" متالی صرف ہونے کی وجہ سے متالی الرفع ہے۔

باب: المضاعف المضاعف لواء المتكلم

وہ متاد کی جویاے تکلم کی طرف مضاعف ہو اس کا اعراب

فَضْلٌ وَتَفْزُلٌ بِأَعْلَامٍ بِالْفُلَاثِ، وَبِلِيلِيَا، وَفَخَارِ اسْكَانًا، وَبِالْأَلْبِ

ترجمہ۔ فضل اور تافضل، یا اعلام، تینوں حرکات کے ساتھ چمکتے ہیں اور یا کے فخر اور سکون کے ساتھ، یا کو الف سے بدل کر مکی چمکتے ہیں۔

متاد کی مضاعف ہو یا ہ تکلم کی طرف کا اعراب:

وہ متاد کی مضاعف ہو یا ہ تکلم کی طرف جیسے "غلاصی" تو اجداد عرب کے اس میں چمکنا تھا تو ہیں۔ راقم الحروف نے "وہ متاد کی مضاعف ہو" کی تفسیر کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حرکات متاد اور اس میں ہے جو یا ہ تکلم کی طرف مضاعف ہو یہ یہ اسم جو یا ہ تکلم کی طرف مضاعف ہو متاد کی اس میں یہ حرکات متاد ہیں۔

وہ حرکات یہ ہیں (۱) یغلاصی، یا ساکن کے اثبات کے ساتھ جیسے دوسری متالی کا قول "يَلْجُوْنَ لِيَا لِيَا لِيَا غَلِيْمٌ" (اسے دوسرے سے غلاصی ہے تم)۔ چمکنا، غلاصی، یا ساکن کے اثبات میں "يَلْجُوْنَ لِيَا لِيَا لِيَا" یا ساکن کے اثبات کے ساتھ ہے۔

(۲) یغلاصی۔ یا ساکن کو حذف کر کے کسرہ کے ہاں رکھنے کے ساتھ تاکہ کسرہ ہاں ہو یا

ہر روز پڑھے ہری تعالیٰ کا قول "یا علیہ السلام" (اے خدا میرے گھر سے اوروں سے بہتر ہے۔ پھر سورہ زمر آیت ۱) میں "یا علیہ السلام" کا قول ہے۔

(۳) اس حرف کو کہہ دیا جو ہر آدمی کی وجہ سے کھڑا تھا یعنی یا سائیکہ کو حذف کرنے کے بعد اس حرف کو کہہ دیا جو ہر ایک آدمی سے کھڑا تھا لیکن یہ ضعیف لغت ہے جیسے "یا اُم لا تفعلی" میں "یا اُم" کا ہم آہنگی کی وجہ سے کھڑا تھا لیکن یہاں حرف کے ساتھ پڑھا جا رہا ہے، یہی حال ہری تعالیٰ کا قول "قال رب انکم بالحق" (رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر صاف کہ پھر سورہ انعام آیت ۹۹) میں "رب" کا یہ جو یا حذف کے بعد حرف کے ساتھ پڑھا جا رہا ہے۔

(۴) یا فلاحی۔ یا کافور۔ ہری تعالیٰ کا قول "یا علیہ السلام" (اے خدا میرے گھر سے بہتر ہے۔ پھر سورہ زمر آیت ۵۲) میں "یا علیہ السلام" کا قول ہے۔

(۵) یا غلام۔ یا کوکب سے ہل کر پڑھا۔ اس کی صحت یہ ہے کہ یا غلام سے اصل کے کسرہ کا قوف سے ہل دیا گیا۔ اب تھیل ہوئی یا غلام اصل متحرک تھیل کے قوف کی وجہ سے یا کوکب سے ہل دیا گیا یا فلاحی سے یا غلام ہو گیا۔ اس طرح ہری تعالیٰ کا قول "یا حضرتنا علی خافطک ہی حسب" (اے افسوس اس بات پر کہ میں کوئی کسرہ ہاتھ کی طرف سے پڑھا۔ پھر سورہ زمر آیت ۵۶) میں "یا حضرتنا" اصل میں "یا حضرتنا" تھا۔ تھیل یا غلام سے ہل دیا گیا۔ یہی حال ہری تعالیٰ کا قول "یا اسفا علی یوسف" (اے افسوس یوسف پر۔ پھر سورہ یوسف آیت ۸۴) میں "یا اسفا" کا یہ جو اصل میں اسفی تھا۔ تھیل اسفا ہو گیا۔

(۶) یا غلام۔ الف کو حذف کر کے قوف ہائی رکھنے کے ساتھ کاف کو حذف کر کے قوف ہونے پر الفاظ کرے جیسے شاعر کا قول "ولنستبوا اجمع ما ملت ونبی۔ یا لطف ولا ہلیث ولا لواتی" (ترجمہ اور مجھ سے جو چیز فوت ہو جائے میں اسے کلمہ لطف اور لیث اور لواتی کے درمیان میں لے لوں گا۔) اس شعر میں گل مستحید "یا لطف" اور "لیث" ہے یہ اصل میں یا لطف تھا۔ الف کو حذف کر دیا گیا اور قوف ہائی رکھا تاکہ الفاظ کرے اس بات پر کہ الف یہاں سے ملا ہے۔

لطف سے مراد وہ کلمہ ہے جس سے مٹی مٹا کر پائوس کیا جاتا ہے مٹی مٹا کر پائوس کیا جاتا ہے۔ یا غلام یا غلام کی ترجمہ۔ اس مہلت کے درمیان میں صفت نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یا غلام کے ہم کو کہہ قوف کسرہ تھیں رکھتے پڑھا جاتا ہے جیسے یا غلام۔ یا غلام یا غلام۔

باب حکم البتہ وام فی اللغۃ اذا کان مضطرباً من اللغۃ

مناوئی اب اور ام جب مضطرب ہو یا یہ مکمل کی طرف کا بیان

وفا البتہ وما آتت ویان ام ویان عم ہفتی وکسر والحق
الاکثر او الفیاء الاولین فیفتح۔ والآخرین صغیر۔

ترجمہ:- اور یا البتہ اور یا آتت اور یا ان ام اور یا ان عم کوفہ اور کسر کے ساتھ
چڑھا جائے اور پہلے دونوں کے لیے الف یا کے ملحق کے ساتھ چڑھا جائے اور ان کے
دونوں کے لیے صغیر ہے۔

جب مناوئی اب اور ام یا یہ مکمل کی طرف مضطرب ہو:

یا آتت ویان آتت الیٰ حبب مناوئی آتت "یا آم" ہو اور یا یہ مکمل کی طرف مضطرب ہو اور
میں اس قسم کا نہ ہو۔ چوتھی چیز یہ ہے کہ میں اور ہاں نہیں ہیں جہاں میں کی چار چیزیں ہیں۔

(۱) یا کو کہنا مجھ سے بدل کر چڑھا دے "یا آتت" میں ماضی کے علاوہ تمام اقسام میں لے کر
طرح چڑھا ہے۔ پر کسر چڑھنے کی صورت میں یا کی حاجت کا لفظ کیا گیا ہے، کمال کہ یا کو کہنا
تکلف کرتی ہے اس لیے۔ پر کسر یا کیا تا کہ میں اور معض میں مضبوط ہے۔

(۲) یا کو کہنا مجھ سے بدل کر چڑھا دے یا آتت یا آتت ماضی کی آواز ہے۔ یا پڑھو چڑھا
کی صورت میں یا کے حرکت کی رعایت ہے یا پڑھو چڑھا اس کے عوض میں جوتا ہے اس پر کی آواز
چڑھا جانے کا تا کہ میں اور معض دونوں کی حرکت سے مطابقت ہے۔

(۳) یا کو کہنا ماضی سے بدل کر چڑھا دے یا آتت۔ یا آتت اس میں یا کے دونوں طرف
اجتماع ہے اور اس میں کوئی حرکت نہیں لیکن یہ آواز مثلاً ہے۔

(۴) مناوئی کو کہنا یا کے ساتھ چڑھا دے یا آتت۔ یا آتت
آخر کی یہ دونوں قسمیں ہیں اور نہیں فرق سے کہ نہ یا پڑھو چڑھا اور مناسب ہے کہ یا پڑھو
ی نہیں ہو۔ کہیں کہ تا ماضی ماضی یا کو جمع کر کے چڑھا چڑھا نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت
میں میں اور معض دونوں کا اتفاق لازم آتا ہے اور یہ چار نہیں۔ فقہانہ صورت شعری کی یا پڑھو چڑھا
مستند کیا ہے۔

مٹائی کا ایسا قسم کی طرف مضاف ہوتا جہاں حکم کی طرف مضاف ہو:

یقیناً تم، یقیناً غم کی توجہ حاصل مضاف ہونے میں کہ جب مٹائی مضاف ہو اپنے
اپنی طرف جو خود یاد حکم کی طرف مضاف ہے تو اس قسم مٹاؤ مٹاؤ یا اس کا بانی رکنا جائز ہے
چہ بالغام غلاہی بابت مٹائی کہ آہن آم یا آہن غم۔ یہ دونوں میں ہمارے ہیں۔

(۱) ہم کے فخر کیا جو چہ ہم سے ہی خالی کا قول قل انہی آم ان القوم استغفون
(وہ لوگ اسے مٹائی کے لیے لوگوں نے لکھا کہ وہ کہیں اسے مٹاؤ یا اس کا بانی رکنا جائز ہے
کا قول قل یقیناً آم لا تأخذ بلینقی (اور کیا اسے مٹائی کے لیے مٹائی ڈالیں گے۔
پہلے مٹاؤ یا اس کا بانی رکنا جائز ہے کہ ہم کے فخر کیا جو چہ ہم سے ہی خالی کا قول قل انہی آم ان القوم استغفون

(۲) ہم کے کمرہ کے ساتھ چہ ہم سے۔ فکرمہ آیت مٹاؤ یا اس کا بانی رکنا جائز ہے ہم کے کمرہ کے ساتھ
اسی چہ ہم سے مٹائی کے فخر کیا جو چہ ہم سے ہی خالی کا قول قل انہی آم ان القوم استغفون

مثلاً:- یقیناً تم اور یقیناً غم میں بڑی تکلیف کو خالی کر کے ہم کے فخر کیا جو چہ ہم سے ہی خالی کا قول قل انہی آم ان القوم استغفون

مثلاً:- یقیناً غم اور یقیناً آم کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ دوسری وجہ ہے کہ ان میں
بالغام غلاہی کے اعتبار سے غم اور یقیناً آم۔ تیسری وجہ ہے کہ ہم خود ہم سے کل میں ہوا مضاف
ہو گیا ہے۔ چہ ہم سے مٹائی کی خواہش نکالی گئی۔

(۳) یاد کو بانی رکھنے کے ساتھ چہ ہم سے۔ چہ ہم سے مٹائی کا قول قل انہی آم ان القوم استغفون

یقیناً تم و یا شلیقہ مضمون انت حلقہ لغز شہید
(ازہر اسے مٹائی کے لیے دوسرے مٹائی کے کمرہ کے لیے ایک حق دان کے
لے ہائیں مٹائی کا قول قل انہی آم ان القوم استغفون۔ یقیناً تم۔ چہ ہم سے یاد کو بانی رکھنے ہوئے
مثلاً کیا ہے۔

(۴) یا کو کلام سے دل کر چہ ہم سے مٹائی کا قول قل انہی آم ان القوم استغفون
یا انہی غم لا تأخذ بلینقی (ازہر اسے مٹائی کے لیے دوسرے مٹائی کے کمرہ کے لیے ایک حق دان کے
لے ہائیں مٹائی کا قول قل انہی آم ان القوم استغفون۔ یقیناً تم۔ چہ ہم سے یاد کو بانی رکھنے ہوئے
مثلاً کیا ہے۔ لیکن آخر کے دونوں مٹائی کا قول قل انہی آم ان القوم استغفون

باب احکام تابع الفرائض

فصل: ومجرى ما أقرن، أو أضيف مقرّونا بآل، ون نعت القنن وتلكيدهم وتنبأه ومسبقه المقرّون بآل، على لفظه أو محله، وما أضيف مجرّنا على محله، ونعت آبي على لفظه، والبدل المجرّد، (والفرض المجرّد) كالفرض الفرضيّ مطلقاً.

ترجمہ:- (جو ماری جی ال طرح ہوتا ہے کہ تو ای کا حکم ہے کہ اور ای طرح اور ای طرح صرف ایلام ہو (اور ترکیب میں) وہ جی کی نعت یا تاکید یا بیان یا صیغہ صفت ہو جو ایلام کے ساتھ لایا گیا ہے تو وہ ماری کے لفظ پر یا جی پر جاری ہوگا۔ اور جو ایلام ماری جو ماری ہو اور ایلام سے خالی ہو تو وہ ماری کے جی پر قیاس کیا جائے گا۔ اور لفظ "آبی" کی نعت ماری کے لفظ پر جاری ہوگی۔ اور وہ بدل اور صیغہ صفت جو ایلام سے خالی ہے وہ ماری مستقل کی طرح ہوتا ہے۔

ماری جی کے تو ای کے احکام:

ومجرى ما أقرن البع صفت ماری کے حالات سے طرح ہو کر اس کے تو ای کے احکام کو جان کر رہے ہیں۔ پہلے ماری جی کے تو ای کے احکام کو جان کریں گے بعد میں عرب کے تو ای کے احکامات بیان کریں گے۔

صورت مسئلہ - ماری جب جی ال طرح ہو اور اس کا ایام نعت ہو، یا تاکید ہو، یا بیان ہو، یا صیغہ صفت ہو، صرف ایلام ہو، مثلاً یہ سب کے سب ماری ہیں تو اس حالت میں ماری کو ماری کے لفظ پر قیاس کرتے ہوئے رخ پڑھا جائے گا اور جی ماری پر قیاس کر کے لفظ پڑھا جائے گا۔

نعت کی مثال:- جیسے "یقرین الطریق" (اسے زیارت میں لے کر) اس میں لفظ "الطریق" ماری کا ایام ہے اور نعت ہے اس کو ماری کے لفظ پر قیاس کر کے رخ کے ساتھ الطریق پڑھا جائے گا۔

تاکید کی مثال:- جیسے "یقربنم أختفون" (اے قریب کے قریب) اس میں لفظ "أختفون" ماری کا ایام ہے اور تاکید ہے لہذا لفظ پر قیاس کر کے رخ کے ساتھ أختفون پڑھا جائے گا۔

بیان کی مثال:- جیسے "یا سونہ خز" اس میں لفظ "خز" ماری کا ایام ہے اور بیان

ہے ہذا رخ کے ساتھ ٹھوڑا کور نصب کے ساتھ ٹھوڑا دووں طرح چھٹا جائے۔
 مید لئی کی مثال۔ "یَلْزِمُهُ وَالضَّخَّافُ" اس مثال میں وَالضَّخَّافُ مید لئی
 ہے جو ایک نام کے ساتھ ہے اور مید لئی کے ساتھ ہے ہذا رخ کے ساتھ ہے کہ کدے رخ کے ساتھ ہے
 گل پر قیاس کر کے نصب کے ساتھ چھٹا جائے۔ وہاں میں چار نامی شاعر نے بھی اسی طرح اپنے
 کلام میں استعمال فرمایا ہے جس میں غم بن مہر ملک بن بشر بن مروان بن قہم کی مدح سر لائی ہے
 "یَا حَكَمَ الْوَلُوْثُ بِنَ عَبْدِ الْمَلِكِ" (اے غلیظ مہر ملک کی طرف سے دولت غم) اس شعر
 میں گل اشتہاد "الو لوث" ہے جو کہ مید لئی معرّف ہوا نام ہے اور مید لئی کا رخ ہے۔ شاعر نے
 اسے یہاں گل معرّفیت نصب چھٹا ہے اور اس کو رخ کے ساتھ بھی چھٹا جائے۔

اسی طرح جریر بن حبیہ کی شاعر نے اپنے کلام میں اس نے امیر المؤمنین عربی مہر صوح
 تھوڑا رخ کی مدح سر لائی ہے۔ مید لئی کدوں طرح چھٹا ہے۔ شاعر کا قول

فَمَا كَفَبْتُ لِقَى خَلْعًا وَأَنْ لَّزِي
 بَلْخُودُ مَكَ يَلْفُزُ الْجَوَادِ
 (ترجمہ) کھینچا ہی ہمارا وہاں لڑائی تم سے یاد دہانی نہیں ہے مگر جو

اس شعر میں گل اشتہاد "الجواد" ہے جو کہ مید لئی ہے اور مید لئی کا رخ ہے۔ ۳۳۵
 نے یہاں گل منصوب چھٹا ہے اور رخ چھٹا بھی جائے۔

(اس شعر میں کھینچ بن ماس سے ایک نیاں شخص مراد ہے جس کی نیاں اور طاقت ہوا نیاں دولت
 پر ترقی دیا ضرب لعل تھی۔ اور ابن اروی سے حکم بن حلالہ دنی اندر مراد ہیں جن کی طاقت ہوا
 ہاں لڑائی کا کیا کہا۔ اور بعض لوگوں نے قبیلہ دوس کا امین صلی لاس بن حارث طال شخص کو مراد لیا ہے
 جن کی طاقت بھی ضرب لعل تھی۔ الجواد کا معنی ظہار ہے اس سے مراد وہ ظہار ہے جو آخرت
 میں اصلاح لفظ اذن شعری کی وجہ سے لایا جاتا ہے اور لعل صحت کے لیے۔)
 اسی طرح ایک شاعر کا کلام

أَلَا يَلْزِمُهُ وَالضَّخَّافُ مَهْبُورًا
 فَلَا يَخْلُو زُنْدًا خَمْرَ الطَّرِيقِ

(سنو) اسے یاد رہا کہ تم دووں پر پہنچے دو جتنی کہ تم دووں نے ہمارا ہوں اکثر تہہ کر چکے ہو۔)
 اس شعر میں گل اشتہاد "یَلْزِمُهُ وَالضَّخَّافُ" ہے لفظ زہر مید لئی علی التمام ہے ہذا رخ
 منصوب ہے اور وَالضَّخَّافُ میرا نام ہے جو لفظ نام سے معرّف ہے غیر مطاف ہے ہذا رخ مید لئی علی
 وہاں صلف کے زہر معرّف ہے جو مید لئی پر لفظ قیاس کرتے ہوئے سرور رخ چھٹا ہے ہذا رخ منصوب
 اندر تعالیٰ کا لڑائی "يَا جَبَلُ الْقُرَيْشِ خُطَّ وَالطَّيْنُ" (اے یہاں داغ و خراہی دہی سے چسپاں

کے ساتھ اور اُن کے جانوروں کو۔ پھر وہاں سے (۱) میں تفتہ و الطیخ پر حملہ کیا۔
میں کا حال ہے یہاں تک کہ غصوب ہے لیکن فراہ شہزادہ میں رعب کے ساتھ و الطیخ میں
ہے خورہ و انعام شہزادہ قریب کھاتے عربیہ بنادنی مفرد کی مثالیں قصیں جو پہری شہزادہ
ساتھ آپ کے سامنے آجکی ہیں۔

مناوی کے قواعد جو مضاف ہوں؟

لَوْ أَصِيفَ مَقْرُونًا لَكُنِيَ الْحَبَّ أَكْرَمًا دَلِيلُ كِتَابِ مَطَالِبِ الْعُلَمَاءِ فِي الْمَطَالِبِ
ہو تو اس صورت میں بھی مثنوی کے قافیہ پر قیاس کر کے قوافی نور فتح دیا جائے گا اور محکم پر قیاس نہ
ہوئے غصب دیا جائے گا۔ جیسے: يَا زَيْنُ الْحُسَيْنِ الْوَجُوهُ وَالْحُسَيْنُ الْوُجُوهُ (اے فرخندہ
چہرے والے، اے) میں "الحسن" مطالب معلوم ہوا ہے، لہذا مذکورہ بالا کا مصرعہ کے مطابق قوافی نور
غصب و دلوں پر چنا جائے ہے۔

اسی طرح ان کو ذہن سے دی جا سکے یا علاج یا لٹریچر (اسے خود دفتر کرنے والے) کے ذریعے ان کو کثرتِ مطالعہ کی وجہ سے ان کو رسوخا لے) ایسی لٹریچر مفید معروف بلحاظ نام ہے لہذا غور و محققانہ کے مطابق نسخہ اور نسخہ دہنوں پر جاننا ضروری قرار دیا جائے۔

منادی کے توابع مضاف بحر ذمن الام کے احکام:

وما أنصف معروفًا على محله العج اگر مراد بی کا جمع لغت تاکید بیان، باصف از
 ہوا وہ مضامین ہیں لیکن اس میں غلطی نہ ہو رہے بل نصب چڑھنا متعین ہوگا جیسے یا زید
 صاحب عمرو۔ اور یا زید ابا عبد اللہ۔ یا توبیہ کلکم۔ یا کلہم اور یا زید ول
 غنہ اللہ۔ اول کی مثال ہے اس میں صاحب، یلویڈ کے لیے لغت ہے اور مضامین ہے اور الف
 سے خالی لگی ہے اس وجہ سے یہ بل غلویت نصب چڑھنا متعین ہے۔

[illegible]

مناوی کا تابع ای وائے کی نعت ہو:

ونعت ابی علی لفظہ الع مناوی کا تابع ای وائے کے لیے اگر نعت ہو تو اس وقت مناوی
نعت پر قیاس کرتے ہوئے دفع پر مناوی کے ہاں قیاس کا قول بتا آیتھا الفنس (اے لوگو)
ہی قیاس کا دوسرا فرہان یقیناً الفنس (اے نیا کویا آیتھا الفنس النطقیہ) (اے نفس مطہر)
طاسب علما شاہ کمال اور اس کا جواب:

حضرت مولانا فائدہ کا یہ مسئلہ ہے کہ کیا قیاس کا یہ مدعی کہ مثل مذکور بتا آیتھا الفنس
نہ بتا آیتھا الفنس میں یا نہ قیاسی آیتھا ہذا میں ہے علما مناوی آیتھا ہذا پر طرفہ صرف ہے اور الفنس
اس کی علت ہوئی اور یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ مناوی طرفہ صرف میں ہوا ہے اور اس کی علت پر دفع اور
نصب دونوں جاتے ہیں اس لیے الفنس اور الفنس یا بھی دفع اور نصب جاتے ہوں گے اس لیے اس کا جواب
اس پر صرف دفع نہیں ہے نصب جاتے ہیں۔

مناوی! فائدہ سے تو دونوں اعراب آتا ہے لیکن الفنس الفنس حضور ہذا ہے اس
لئے اس کے ساتھ علت جیسا مسئلہ نہیں کیا گیا اور حیثیت مناوی بھی نہیں اس لیے حقیقی مناوی جیسا بھی
مسئلہ نہیں کیا گیا، اگر مناوی جیسا مسئلہ ہوتا تو چوں کہ یہ طرفہ صرف ہے فائدہ طاعت دفع پر مبنی ہوتا اور
الفسن اور الفنس کلمہ پر مبنی نہیں کیا گیا لیکن حضور ہذا ہے اس کی بھی راجع ضروری ہے اس
لئے یہاں کیا گیا کہ الفنس کو دفع دیا گیا، کیوں کہ مناوی ضرور صرفہ صرف پر مبنی ہوتا ہے اور دفع ضرور کے
مناوی ہے اس طرح سے الفنس حیثیت مناوی بھی نہ ہوا اور دفع کی وجہ سے اس کے حضور ہذا
ہوئے ہذا لایا گیا ہوگا۔

مناوی کا تابع بدل یا معطوف غیر معروف بلا م کا حکم:

والعدل المعزود، والحق المعزود الف کی وضاحت معصی نے مناوی علی کے تحت ایل
فہم سنہ سے تاکید، ملت، ملت، ملان، معطوف معروف بلا م کا حکم اب تک بیان کیا ہے اس کے
بہر بدل اور معطوف غیر معروف بلا م کا حکم بیان کرتے ہیں اگر تابع بدل ہے یا معطوف غیر معروف
بلا م ہے تو ان دونوں کا حکم یہ ہے کہ معصی مستقل کا ہے کہیں کہ بدل نہ ہو بدل ہی خصوص
بدل ہوتا ہے تو مناوی ہر بدل نہ ہو خصوص ہذا بلکہ تابع بدل ہے خصوص ہذا تو نہ حقیقت خصوص
الخاص بدل ہوا اس لیے اس کو مناوی قرار دیا جائے گا تو جو حکم مناوی کا ہوتا ہے وہ حکم بدل کا ہوگا
اسی طرح اب معطوف معروف بلا م نہیں ہے تو اس پر حرف یا داخل ہو سکتا ہے اور نہ معصی

وہ اعلیٰ کی تہ پر کے ساتھ مفعول واقع ہو گا۔ دوسری صورت ایک قول کا فرق دیا جائے گا ہرگز مفعولیت
واقع ہوئے کی وجہ سے کہیں کی کہیں اس کی اصل ہے۔ جیسے بلوند البصلان زبد البصلان اور
جول میں صرف صوبہ چار ہے اور اس لیے کہ وہ البصلان زکار کی طرف متعلق ہے بلوند
زبد البصلان جسکی ترکیب میں لام بیہودہ اور لام ہرہ کے دو ماہان شروع اختلاف ہے لام بیہودہ
فرماتے ہیں کہ دوسرے زہ سے لفظ البصلان حذف ہے کہیں کہ اس پر پہلے البصلان کی
امانت ہو رہی ہے اور اصل عبارت بلوند البصلان زبد ہے، گو کہ دوسرے وجہ کو متعلق
مضاف الیہ کے دو ماہانہ اعلیٰ کر دیا گیا۔

لام ہرہ کا کہنا ہے کہ لفظ البصلان کو پہلے زہ سے حذف کیا گیا ہے اور مذکورہ بصلان کا
فعل دوسرے زہ سے ہے جو پہلے زہ پر ہی دولت کر رہا ہے۔

جسکی معنی فرماتے ہیں کہ وہ قول ضعیف طریق سے گزرتا ہے، اس لیے کہ لام بیہودہ
کے مذہب کے مطابق مضاف مضاف الیہ کے درمیان فصل دوم آتا ہے اور یہ درست نہیں، کہیں کہ
مضاف مضاف الیہ لگ اھلہ کے حکم میں آتا ہے اور لام ہرہ کا مذہب تو اس میں البصلان کو پہلے زہ
سے حذف کر دوسرے لفظیات کا اس پر انکسار کرنا ایسا بہت کم آتا ہے اور قبل ثلث کے قبل سے
چھوڑنا قابل متداول ہے۔

باب الثرہیم۔ معناه: شروط

ترہیم منادی کی تعریف اور اس کی شرائط کا بیان

فصل: وینجوز ترجیم المنادی المعرفة وهو حذف آخره تعظيلاً،
فمنواله مطلقاً، كما طالع، وينائب، وعينه مشروط صفه وعلويته،
ومنجوز به ثلاثة احزاب كما جفت صفه وفتحاً.

ترجمہ:- یہ فصل ہے اور منادی معروف میں ترجیم جائز ہے، اور وہ اس (منادی معرفہ)
کے آخر کو فرض تخفیف حذف کرنا ہے۔ اور اسے منادی میں مطلقاً جائز ہے جیسے بطالع، اور بنائب،
اور اس کے علاوہ میں منادی کے علی الیہ اسم ہونے اور طبیعت، اور تین حرف سے چھوڑنا ہونے کی شرائط
کے ساتھ جائز ہے جیسے بلوغت، عمر اور آخر کے ساتھ۔

تشریح:- وجود ترجیم المنادی المعرفة فتح اس سے پہلے منادی کا بیان تھا،
ترجیم میں کہ منادی کا خاص ہے اور ترجیم منادی میں ہر علم ہواں میں جائز ہے، لیکن منادی میں علم میں

تو ضرورت کی وجہ سے جائز ہے مگر میں نہیں کہ کسی مگر کا جب خاصہ بیان کر دیا جائے تو اس میں اس کی بنا و ترویج ہو جاتی ہے اس لیے مصنف منادی کے بعد اس کی ترمیم بیان کر رہے ہیں۔

ترمیم منادی کی تعریف:

وَلَوْ حَذَفَ أَحَدُهُم لَمْ يَكُنْ حُزْ حَبِيرٌ تَرْجِمٌ كِلَا حَرْفٍ رَافِعٍ هُوَ أَحَدُهُمَا كِلَا حَبِيرٍ مَنَادِي كِلَا حَرْفٍ رَافِعٍ هُوَ مَنَادِي كِلَا حَرْفٍ مَعْرِضٌ تَخْفِيفٌ حَذَفَ كَرِجًا جَاءَ هُوَ اس کو ترمیم کہتے ہیں۔
ایسے منادی کو ترمیم کہتے ہیں۔ جیسے بِمَنْصُورٌ سے بِمَنْصُورٌ۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ منادی کے انکسار میں سے ترمیم ایک قدیم لغت ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضرت علیؓ مابین مسوۃ مابین وہاب اور امش بن ابی طالب کے کلام "مَلَاوْ بِمَا مَلَكٌ" کی "مَلَاوْ بِمَا مَلَا" یا "مَلَاوْ بِمَا مَلَا" یا "مَلَاوْ بِمَا مَلَا" کے ساتھ لغت میں منتظر کے مطابق اور حضرت ابو اسود سرہنی "بَلَاوْ" یا "بَلَاوْ" کے ساتھ لغت میں منتظر کے مطابق قراءت کرتے ہیں۔ تو ان میں رضی اللہ عنہ سے الہل جنم سے ترمیم کا انکار کرتے ہوئے لڑایا "مَا لَفَضَلُ لَفَضَلُ لَفَضَلُ" علیؓ جہنم کو ان کی حالت کیا اور ترمیم سے روکنے والی ہے۔ (امام ابن جنی نے فرمایا کہ ان مہاش کے مذکورہ قول میں ماوجب کے لیے اور اس میں لَفَضَلُ محلی رہ گیا ہے۔ یعنی الہل جنم تو لکھا شدہ ہوتا کی وہ عظیم حیثیت تاکہ اور عکبراک خطاب میں جلاہوں کے بحر ترمیم کی طرف التفات کیسے کر سکتے ہیں۔ ایسے مقام پر تو معذرتاً الہل جنم کی شکل تھی۔ جب کہ کلام میں ترمیم بھلا تفرق و تفسیر کیا جاتا ہے جو الہل جنم کے اس کی بات نہیں۔

امام ابن جنی نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس مقام میں ترمیم کے لیے ایک ماثر اور یہ ہے وہ کہ خطاب کی شدت اور جنی کی وجہ الہل جنم کے کوئی ضعیف اور جن کے شخص محض و کمزور ہو گئے ہوں گے، شدت فصاحت کی وجہ سے زبان سے پوری بات ادا کرنے پر قادر بھی نہیں ہو سکتے، لہذا الہل جنم کو اختصار کا مقام ہے، کیوں کہ نظم سے عاجز اور کلام کے انکسار سے مدد مانگ رہے۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۵۸، ج ۲ ص ۲۲۹، ج ۳ ص ۲۲۹)

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ الہل جنم کا ترمیم کرنا کلام کے انکسار سے مدد مانگنے کی جگہ ہے۔ نیز صرف تفسیر نہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔

شرائط ترمیم منادی:

فَوَلَّاهُ مَلَقًا غَلِيظًا مُّخْلِجًا لِّحَيْثُ يُخْرِجُ - یہی سے مصنف ترمیم منادی کی تعلیمات

شرط کے جان کر ہے ہیں۔ چنانچہ فرید، مہادی ام صرف ہو۔ اگر ہم صرف ہوگا تو وہاں سے داخل نہیں یا تو مہادی کا آخر حرف ہوگا یا نہیں ہوگا، اگر ہوگا تو اس میں طیت اور تہی حرف سے زائد ہوگی شرط نہیں لگائی جائے گی جیسے ثقف سے بقیث (جس کی طرف کار ہوا) عاقبت سے بلا عاقبت۔ ان میں ترتیم کے بعد حذف ہو گئی ہے اور اگر ہم کا آخر حرف کے ساتھ ختم ہو تو اس میں ترتیم کے لیے نین شرط کا ایک وقت پڑا جائے گا۔

جلی شرط - او جلی علی اسم ہو۔ دوسری شرط دوم ہو۔ تیسری شرط - او تین حرف سے تجاوز ہو۔ جیسے حلاوت سے یا حلاو، جعفر سے یا جعفر۔

یہ بات حین میں ہے کہ ترتیم کے لیے مہادی کا م ہوا اور اس سے اس کی وجہ ہے کہ علم کلام سے مہادی واقع ہوا ہے اور کلامت خاصا کرتی ہے تخلف کا اور ترتیم سے یہ خصوص حاصل ہوتا ہے۔ کیا کہ جب آخر سے حرف کو حذف کر دیں گے تو تخلف حاصل ہو جائے گی۔ نیز چون کہ وہ اسم ہے اور اسم مظهر ہوا ہے لہذا ترتیم کی وجہ سے جو کچھ حذف ہوا ہے اس کے باقی حرف اس پر دلالت کریں گے۔

اسی طرح ترتیم کے لیے مہادی میں نین سے آخر حرف کا ہوا شرط ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ترتیم کی وجہ سے جب آخر کا حرف حذف کیا جائے تو سب کا نین حرف سے کم ہونا لازم آئے۔ کیوں کہ سب میں نین حرف سے کم نہ ہوتا ہے، ہاں اگر کوئی میں سب پڑ جائے تو نین سے حذف اور سب ہے اس کی وجہ سے نین حرف سے کم نہ ہوا تھا تو یہاں سے کہ جسے بد اور ہم کیاں میں کوئی قاصر ہے کی وجہ سے آخر سے ہوا کا حذف کرنا واجب ہے تو ان میں چون کہ طے سب کی وجہ سے حذف ہوا ہے اس لیے اگر نین حرف سے کم ہیں تو کوئی حرف نہیں۔

اور بعد ازاں "نہ" مثلاً فز ماہا کسی مثالوں میں ترتیم کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ یہ مثالوں میں نہیں ہیں جب کہ ترتیم مہادی کے لیے معلوم ہوا شرط ہے، بلکہ نین مہادی مثلاً ہونے کی وجہ سے مصوب ہیں۔ اسی طرح "انسان" میں جس کے ذریعہ خصوص شمس ہوا ہے ترتیم کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ وہ علم نہیں، جب کہ علم ہوا ترتیم کے لیے شرط ہے اسی طرح ازج، وجر، عم کسی مثالوں میں ترتیم جائز نہیں، کیوں کہ یہ تین مثالیں تین حرفی ہیں، جب کہ ترتیم کے لیے تین حرف سے تجاوز ہونا شرط ہے۔

لفظ "ختم" میں ترتیم کا حکم:

لفظ "ختم" میں ترتیم جائز ہے انہیں تو اس سلسلے میں نام فرد ہر جملہ لفظ کے وہاں

اختلاف بعد مبدی کا مذہب یہ ہے کہ اس میں ترخیم چار نہیں، کیوں کہ شرائط مستوفیہ ہیں، لامفرغ کا مذہب یہ ہے کہ "حکم اور" حصص چھٹی مثالوں میں ہے کہ کھائی متحرک الاوسطہ ترخیم جائز ہے اور انہیں نے قیاس کو لفظ "متحرک الاوسطہ" پر جو کہ غیر مصرف ہونے میں "زیست" کے قائم مقام ہے، بعد زیست میں ترخیم جائز ہے، جب اصل میں ترخیم جائز ہوئی تو قرع میں بھی جائز ہوگی لہذا اسی قرع پر قیاس کرتے ہوئے حکم اور حصص میں ترخیم کو جائز قرار دیا۔ اسی طرح قیاس کیا انہوں نے لفظ "جعری" متحرک الاوسطہ پر جو کہ بوقت مشوب اللہ کے حذف ہونے میں خطابی کے قائم مقام ہے، بعد خطابی میں ترخیم جائز ہے لہذا اس کی قرع جعری میں بھی ترخیم جائز ہوگی۔ اور جب جعری متحرک الاوسطہ میں ترخیم جائز ہوئی تو حکم اور حصص متحرک الاوسطہ میں بھی ترخیم جائز ہوگی۔

ترخیم کے بعد منادوی کے آخر کی کیفیت:

کیا جعف حسنا و فحشا کی تحریر - یہاں سے یہ قاعہ ہاجے ہیں کہ ترخیم کے بعد منادوی کے آخر میں جو حرکت سے وہی ہائی، رکھی جائے گی یا اس میں کوئی تصرف ہوگا۔ فرماتے ہیں: یہی ایسا ہے کہ ترخیم کے بعد حرف محذوف سے قطع نظر کرتے ہوئے بقدر حروف پر مشتمل منادوی کو مستثنیٰ ام کا درجہ دے دیا جائے۔ یعنی اگر وہ جی ہو سکتا ہے اور ظاہر کی شرط پائی جاتی ہے تو اس کو جی کر دیا جائے گا۔ اور اگر تھیں کی ضرورت ہوگی تو تحلیل کی جائے گی۔ اس مسئلہ کی بناء پر یا محفوظ میں ترخیم کے بعد یا جعف ضرر پر رکھی کر کے چھپیں گے، کیوں کہ یہ ضرر صرف ہے اور منادوی ضرر و صرف علامہ مستثنیٰ پر رکھی ہے، اس کو لُغَت من لا یمنظر کہتے ہیں۔ اور یہی ایسا ہے کہ ترخیم کے بعد حرف محذوف سے قطع نظر رکھی کیا جائے بلکہ اس کو ضرر مانتے ہوئے بقدر حروف پر مشتمل منادوی کو ام کا درجہ دیا جائے۔ بعد آخر سے اعلیٰ والے حروف پر جو حرکت ترخیم سے پہلے جی وہی حرکت باقی رکھی جاتی ہے، اگر تو قاف تو فخر، کسرہ قاف تو کسر، کوکون قاف تو سکون، جیسے یا جعف میں ترخیم سے پہلے قاف پر فتوح تو ترخیم کے بعد یعنی راء کے حذف سے ہو جی قاف پر فتوح ہے گاں کو لُغَت من یمنظر کہتے ہیں۔

لُغَت من یمنظر کا ضابطہ یہ ہے کہ کس الترخیم حرف آخر سے پہلے والے حرف کو جو اعراب تھا بعد ترخیم بھی اسی اعراب کے ساتھ چڑھا جائے جیسے یا جعف سے یا جعف واو کے فتوح باقی رکھنے کے ساتھ اور یا یمنضوڑ میں یا بعض صا کے ضمہ باقی رکھنے کے ساتھ، اور یفعلک میں یا معالی لام کے کسرہ باقی رکھنے کے ساتھ اور یا یلعرق میں یا یلعرق کاف کو سکون باقی رکھنے کے ساتھ یا یان مسوکی قرات ہے۔

ہے۔ اس وجہ سے لہذا وہ سب وجوہ اس نے لفظ میں حذف کو ان احوال میں لایا ہے کہ وہ لفظ ہی ساتھ ہوئی ہے۔ اسی لیے ترتیب سے وقت، دہاں کو حذف کیا، دہاں سے گاہ۔ نسبت نے میں دہاں ساتھ لیا ہے۔ دہاں میں لایا ہے۔ اور، بلا مضی۔ بلا مضی لایا ہے۔ اور، اس کے آخر میں حرف مکی ہے۔ اور اس کے مائل مدہ ہے۔ یعنی حرف طے مائل ہے۔ اور اس نے مائل کی حرکت اس کے موافق ہے، لہذا ترتیب کے وقت آخر کے دہاں، فوس کو حذف کر لیتے۔ آخر دہاں کو حذف کر کے صرف آخر کے حرف مکی کو حذف کر لیتے تو اس پر پوئل صاف آئے گی۔ صلت علی الاسد و نزلت علی القنفذ (خیر پر تو نے حمل کیا اور بھری سے دار کو، یہ غائب کر دیا) مطلب یہ ہے کہ حرف مکی کو جو ترقی ہے اس کو حذف کر دیا اور مدہ جو مکی کے مقابلے میں کمزور ہے اس کو باقی رکھا اس کے حذف کرنے کی وجہ سے نہیں ہوئی۔

شاعر کا قول: یلموز ان مطبقین محبوباً فرخوا الجہاد و دہا الم بیاس (ترجمہ: اے مردان! میری کھلی تیر کر لی گئی ہے تو مٹنے کی امید رکھتا ہے، حالانکہ اس کا آقا ہمارے نہیں ہوا ہے۔) اس شعر میں گل اشتہاد "یلموز" ہے۔ جس میں دو حرف مدہ آئے ہیں اس لیے ترتیب کے وقت یہ دہاں حرف شرط کے پانے جانے کی وجہ سے حذف کیے گئے ہیں۔ کیوں کہ یہ اصل میں مزوان تھا۔ (یہ فردوسی کا کلام ہے)

دوسرے شاعر کا قول: فلی فلفظی بالسنم علی تغرہینہ (ترجمہ: اے شاہ ظہیر مجھ کو کیا تو اسے بیکار ہے) اس شعر میں گل اشتہاد "بالسنم" ہے جو اصل میں بالسنم تھا۔ الف اور مزہ (اے ہونے کی وجہ سے بہت ترتیب دہاں کو حذف کر کے بالسنم پڑھا گیا ہے۔) یہ عربی دہاں ہے۔ خودی کا کلام ہے۔

لفظ "مختار" میں ترتیب کا حکم:

"مختار" جیسی مثال میں ترتیب مدای کے لیے حرف آخر کے حذف کرنے پر اکتفا کرنا واجب ہے۔ بشرطیکہ یہ علم ہو کہ لفظ "مختار" یہ اصل ہے۔ اس کی اصل یا تو مختفیر ہے یا مختفیر ہے۔ لہذا مختار مائل مطوح مائل کے فتوح کی متابعت سے یا کو الف سے بدل دیا ہے۔

یہاں غرض ہے اس الف کو حذف کرنا تا ترغیر اور یا ہے، حرف مدہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے جیسا کہ طائے نے مر اس کے الف کو بہت میں خیلوی کے الف کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے حذف کر دیا ہے۔

اسی طرح نقطہ "ذلا وحق" کے نقطہ آخر کو حذف کرنا واجب ہے، بشرطیکہ ہم ہر وقت ذلا وحق کا ہم اگرچہ حرف زائد ہے اصل عرب کے قول ہوزع ذلا وحق اور ہوزع ذلا وحق کی روشنی میں، لیکن حرف تکا ہے مثل میں، لہذا صرف ایک حرف حذف ہوگا۔

صوبہ، عماد، ثنود، جھکی مثالوں میں بھی حرف ایک حرف حذف ہوگا، اگرچہ تینوں مثال ہیں، لیکن تین حرف سے جواز نہ ہونے کی وجہ سے دو حرف حذف نہیں ہوں گے، لیکن لام مزمار نے اس کی اجازت دی ہے۔ (یہاں یہ بات دھیان میں رہے کہ تین حرف سے جواز نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ترکیب کے بعد تین یا تین سے جواز نہ رہے) مصنف نے اپنے مذہب پر امام سیوہ کے شعر سے استدلال کیا ہے۔ "تفکوت و ما بعد معرفۃ لیس" (اے لیس جان بھائی کے بعد بھی تو نے ہم سے اجنبیت کا اظہار کیا اس شعر میں "گ" مستحذاف "تفکوت" ہے۔ اچھا استدلال یہ ہے کہ اصل میں "تفکوت" تھا لیکن حذف کر دیا گیا اور انہوں نے حرف آخر کے حذف کرنے پر اتفاق کیا ہے اور امام سیوہ نے اسی طرح پڑھا ہے، مگر چہ حرف آخر سے پہلے وہ حرف مثل ہے، لیکن تین حرف سے جواز نہ ہونے کی وجہ سے دو حرف حذف نہیں کیے جائیں گے۔ یہاں تین بکر کا کلام ہے، جس میں الی وچ لیس سے ہے زنی کرنے پر پڑھا ہے کی حالت میں کہہ رہا ہے کہ نہ شباب تو ہمارے اور تہہ سے در میان غرقوار رہا اور مردانہ کی ہے بعد اجنبیت کا اظہار کرتی ہو۔ یہ مناسب بات نہیں۔

ہشیع، فقوذ، جھکی مثالوں میں بھی دو حرف حذف کرنا جائز نہیں، بلکہ ایک حرف کے حذف کرنے پر اکتفا کرنا واجب ہے، اس لیے کہ ان دونوں مثالوں میں شرائط ابجد کی تیسری شرط یعنی حرف آخر سے اگلے دو حرف حرف ساکن ہو خصوصاً پہلے حرف فطہ متحرک ہے۔

چیمری قسم - اگر ملائی مرکب ہو تو ترکیب کے وقت آخر کو حذف کر دیا جائے، کیوں کہ یہ آخری حرف کے قائم مقام ہے، لیکن یہ بن نہیں سکتا ہے کہ مرکب سے مراد یہ مرکب حرفتا ہے جیسے مفعولی خوب، حصہ مؤث ملکہ آپ کے لیے مفعولی، یا خضر کہتا ہے۔
ترکیب حرفتا سے مراد وہ الگ الگ لفظ کا اس طرح مشمل اور مرکب کر دیا کہ ایک نام ہو کر مشہور ہو جائے۔

باب الفتنات بہ: معناه — مراد فی مستغاث بکامیان

فَضْلٌ: وَيَقُولُ الْمُسْتَفِيزُ: يَا لَلَّهِ لِلْمُسْلِمِينَ بِفَتْحِ لَامِ الْمُسْتَفِيزِ
الَّذِي لَامُ الْمُسْلِمِينَ: الَّذِي لَمْ يَتَكْرَرْ نَعْمَ يَا، نَعُوْا يَا زَيْنَا الْعَرَبِ

ترجمہ - یہ فصل ہے۔ اور مستفیث مستفاٹ کے لام کے فتح کے ساتھ۔ بظاہر
للفصلین کہے گا مگر اس مطلق کے لام میں فتح درست نہیں۔ جس کے ساتھ یا مکر نہیں آئی ہے
جیسے یاربنا العزیز۔

تشریح: متادوی مستفاٹ کی بحث سمجھنے سے پہلے چند تمثیلی باتیں ذہن نشین فرمانیجے
تاکہ مسائل کا کھانا آسان ہو جائے۔ مستفاٹ کے معنی فرما دیا جئے کے ہیں۔ جس سے فرما دیا جی جائے
اس کو مستفاٹ کہتے ہیں اور یہی متادوی بھی مستفاٹ ہے۔ جس کے لیے وہ فرما دیا جائے اس کو مستفاٹ لا
کہتے ہیں فرما دیا جئے۔ اس کو مستفیث کہتے ہیں۔ اور وہ لام جو بوقت مستفاٹ مستفاٹ پر داخل ہوتا ہے
اسے لام مستفاٹ کہتے ہیں اور یہ لام ایضاً مفتوح ہوتا ہے۔

متادوی مستفاٹ کی وضاحت

متادوی کے اقسام میں سے مستفاٹ یہ بھی ہے۔ اس سے مراد یہ دوام ہے جس کو شدت سے
ظاہر کرنے کے لیے پانچ شفقت ہمہ کرنے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

متادوی مستفاٹ کے یہ حرف غاء میں سے خاص طور پر یاد آئی ہے اور اس کا استعمال اکثر دوام
مفتوح کے زیر بحر ہونے کی حالت میں ہوتا ہے۔ چنانچہ متادوی پر دوام استفاٹ اگر داخل ہوتا اس وقت
متادوی بحر ہوتا ہے۔ بظاہر۔ بظاہر المستفیث اس مثال میں الفہ مستفاٹ ہے اور المستفیث
مستفاٹ لا ہے۔ متادوی مستفاٹ پر دوام داخل ہوتا ہے جس پر بحر ہوتا ہے اور متادوی مستفاٹ بحر
ہوتا ہے اور مستفاٹ لا پر دوام آتا ہے اس کے بعد بحر آتا ہے اور مستفاٹ لا بھی بحر ہوتا ہے یہاں
کہ بظاہر المستفیث سے واضح ہے۔ نیز مستفاٹ لا متادوی مستفاٹ کے بعد آتا ہے۔

طالب علمانہ اشکال اور اس کا جواب:

حضرت علامہ! اس مثال میں اللہ متادوی ہے لام استفاٹ کی وجہ سے بحر ہے اس پر اعتراض
ہے کہ لام استفاٹ دوام جارہ ہے بحر لام جارہ جب احم ظاہر پر داخل ہوتا ہے تو اس لام پر کسرو آتا ہے اور
متادوی بھی احم ظاہر ہے تو بحر لام پر فتح کیوں نہ چاہا جاتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی میرا ہوتا ہے کہ مستفاٹ کو حذف کر کے مستفاٹ لا کو اس کی جگہ پر قائم
کر دیتے ہیں اور مستفاٹ لا بحر لام داخل ہوتا ہے اس پر کسرو ہوتا ہے تو اگر مستفاٹ کے لام کو بھی
کسرو دیتے تو مستفاٹ کے حذف کی صورت میں یہ تہ پہ چلتا کہ یہ مستفاٹ ہے یا مستفاٹ لا ہے
لہذا احم ظاہر سے بچنے کے لیے یہ کیا گیا کہ مستفاٹ یہ کے لام کو فتح دیا اور مستفاٹ لا کے لام کو کسرو دیا کہ

کسی صورت میں اقامت لازم نہ آئے خواہ مستطاب ہو یا نہ ہو۔ یہ اسے بھی صحیحین سے منکر
لام استیسا و مستطاب نہ اس لیے اصل ۱۲۱ ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس مقدمے کے لیے مستطاب کو
نام کیا گیا ہے اس سے مقدمہ کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس سے یہ قیاس نکلا ہے۔
طالب علمانہ اشکال اور اس کا جواب۔

حضرت الامام ۱۱۱ اقامت ہی سے چتا ہے کہ اس کا مطلب کر دیا جائے کہ مستطاب کے لام کو سرور دیا
جائے اور مستطاب نہ کے لام کو لفظ دیا جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ متادی مستطاب کاف فہم کی جگہ واقع ۱۲۱ ہے اور کاف فہم پر جب لام
داخل ہوتا ہے تو اس لام پر فقرہ ۱۲۱ ہے اس لیے متادی مستطاب کے لام پر بھی فقرہ دیا گیا اور مستطاب نہ
کاف فہم کی جگہ نہیں واقع ہوتا اس لیے اس کے لام کو اصل پر رکھا گیا اور سرور دیا گیا۔

یَا لَہُ الْفُتُوحَاتُ مِمَّنْ لَامِ اسْتِثْنَاءِ کا معلق کیا ہے:

و یقول المستعین یقلو المسلمین فتح کی تفسیر صحیفہ متادی مستطاب پر
مستطاب نہ اور لام استیسا و کے بیان سے شرائط کے بعد یہ بیان کیا جا رہا کہ "یقلو المسلمین" میں
متادی مستطاب نہ "قلو" ہے اور اس پر داخل شد عام منکر و لام استیسا و ہے لیکن یہ لام استیسا و کس
سے معلق ہے اس مسئلے میں مختلف قول ہیں۔ امام ابن حنفی فرماتے ہیں کہ یہ لام یا حرف خا کے ساتھ
معلق ہے جو کہ انضواء کے محل میں ہے لیکن صاحب النہج و الامام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ فعل
ملاوٹ کیا جا رہا ہے اور انضواء ہے جن طرف کا کہا ہے کہ یہ انضواء ہے کسی سے معلق نہیں۔
مستطاب معطوف کا حکم:

اَلَا فِی لَامِ الْمَعْطُوفِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ مَعًا یَدَ الْفَحِّ یہاں سے اس بات کو بیان کرتا
ہو رہا ہے کہ جب متادی مستطاب پر کولہ اور مستطاب معطوف ہو تو اس مستطاب خالی کے استعمال
کی ضرورت نہیں۔ دیکھی صورت۔ مستطاب خالی کے ساتھ یا حرف خا دیا جائے گا تو ایسی صورت میں
مستطاب خالی کا لام منقطع ہوگا اور مستطاب خالی ہو رہا۔ جیسے "یا عزیز" و یطعمو کہہ جائے گا،
کیوں کہ حرف خا کے علاوہ کسی دوسرے سے بھی داخل ہے کہ یطعمو کہہ جائے گا اس کا معنی نہ اس سے علاوہ
اور اس میں یہ خبر ہو سکتا ہے کہ ہمارے مستطاب نہ ہو بلکہ مستطاب نہ ہو اور اصل عبارت اس طرح ہو
یظنون العزیز (اسے قوم عزیزی کہیں گے) تو اگر کیا ہو اور العزیز کے لام کو سرور دیا جائے تو پھر

مستفاد کے ساتھ اتنا ہی لازم آئے گا۔ اور چونکہ یہ کہ لغوی مستفاد ہے یا مستفاد ہوا ہے اس التباس سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ لغوی کے لام کو فتح دیا جائے تاکہ اس کا مستفاد یہاں ختم ہو جائے اور مستفاد ہونے کا ثبوت باقی نہ رہے۔

شاعر کا قول یا القوی ویالامثال قوی لانیس غنوم ہی لزیادہ
(ترجمہ - اسے میری قوم اور) جزا اور پر ایک کہتے ہیں) میری قوم کی ش بہت کہنے والے
لوگوں کو سرنگی میں پڑے چلے جانے سے روک کر ان کی سرنگی مایہ پرستی ہادی ہے) اس شعر میں گل
استہار "ویالامثال قوی" ہے اور استدلال یہ ہے کہ شاعر نے "یاالامثال قوی" مستفاد
ہونی کو با حرف عا کے ساتھ استعمال فرمایا ہے اور یہ مستفاد قول "یا القوی" پر موقوف ہے اور جس
طرح مستفاد قول کا لام موقوف ہے اسی طرح مستفاد ہونی کا لام بھی موقوف ہے۔

دوسری صورت مستفاد ہونی کے ساتھ با حرف عا نہ نہیں لایا جائے گا تو ایسی صورت میں
مستفاد ہونی کے لام کو کسرہ چھوڑنا ہوگا جسے "یقلیذ ولعید" لغوی کے لام کو کسرہ چھوڑنے
پس اس واسطے اس کا صلف لزیذ ہے اور یہ مستفاد ہے تو ظاہر ہے کہ مستفاد پر جس کا صلف
ہوگا وہ بھی مستفاد ہوگا۔ مستفاد نہ ہونے کا احتمال نہیں جس لیے لغوی کے لام کو کسرہ دینے میں
التباس کا کوئی اندیشہ نہیں۔

شاعر کا قول یبیکہ ماہ بنیذ القاب نعشوب بنا للکھول والشنابل المغضب
(روئے والا تھو، الف بہانے کہ مگر سے زیادہ دوسری حقوق شریعت سے محروم کرنے والی ہوتی
ہے ماہ پر محمول اور جو انوں میں اس حالت زار پر تعجب کرو۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ شاعر نے حالت طر
میں اپنے ایک دشمنی طاعنی سے کہا کہ میں تجھ پر آنسو بہا رہا ہوں، حال اس کہ میں تمہارا حلق نہیں آنسو
بہانے کا فقط مقصد یہ ہے کہ میرا مگر تمہارے مگر سے دور ہے، گویا میں اپنے ال سے زیادہ فادہ کی داد
دہا رہا ہوں اس لیے کہ تجھ سے دوسری کی داد پر حقوق شریعت سے محروم ہو چکا ہوں۔ پھر اس نے مجھ میں
اور جو انوں کو اندازے کر کہا کہ اس حالت (اور سے تعجب کر لیا۔)

اس شعر میں گل استہار "والشنابل" اور استدلال اس طرح ہے کہ یہ مستفاد ہونی بخیر یاد کے
استعمال ہوا ہے اس لیے لام موقوف نہیں ہے بلکہ کسرہ ہے اور اسے لام کسرہ کی وجہ سے جرتا ہے۔

طالب علمانہ اشکال اور اس کا جواب:

حضرت علامہ گزشتہ سبق میں آپ نے یہ ضابطہ بیان فرمایا تھا کہ ملائی طر و معرط طام

رجح پر مبنی ہوتا ہے۔ لیکن ۱۲۱۱ استعارہ داخل ہونے سے جو آپ نے اپنی رائے میں لکھی وہ اس پہلے کا
تکملہ کا ہوا۔ حالانکہ اس صورت میں بھی وہ مفرد معروضی ہے۔

شاعر نے جواب دیا کہ متاویض صرف ہونے کی وجہ سے قحی کا وکاف بھی کی جہ واقع ہوتا ہے
اور کاف بھی مشابہ ہے کاف حرفی کے تو اب اس کا کاف بھی کے متاویض مشابہ ہو گیا کاف حرف کے معنی
جی ۱۱ اصل ہے تو جو حرف کے مشابہ ہو گا وہ جی ہو جائے گا۔ تو متاویض مفرد معروضی جی ہونا حرف کی
مشابہت کی بناء پر قحی اور لام استعارہ لازم ہوا ہے جو صمد کا خاصہ ہے اس لیے اس راہ کے دخول کی وجہ
سے حرف کے ساتھ مشابہت بہت ضعیف ہو گئی اس لیے ہم کا جو اصل حال ہے جی غائب ہو جی ہم
اس کو قائم کر کے صمد کیا گیا اور لام کی وجہ سے قحی قائم کیا۔

کاف کی اور کاف حرفی میں فرق یہ ہے کہ کاف کی مثلی کے معنی میں ہوتا ہے اور اسے چند فعل
کی طرف متعلق ہوتا ہے اور اس کی علامت اس پر حرف ہار کا داخل ہونا ہے جیسے بعض اس میں
کلہوہ العنقہ (۱) جو بے پچھلے ہوئے لہلوں جیسے دھاروں سے بنتی ہے۔ اور کاف حرفی غلبہ معانی کے
لیے آتا ہے۔ (۱) ہمارے قحی جیسے ریدۃ کا لاسد (۲) زائدہ جیسے ایس کھٹا شہد
(۳) ہمارے قحیل جیسے وانکڑوہ کما حدیثکم (تم انہ کو یاد کرنا کہیں کہ میں نے تم کو حدیث دی)
(۴) یعنی لغز جیسے لا نشتم الفاس کما لا تشتمہ (تو ان کو گالیاں مت بکھڑو کہ وہ بے گناہ نہ ہو گئی
گالیاں نہیں دی جائے گی) (۵) ہمد فطوں میں قرب پیدا کرنے کے لیے جیسے آتیک کما ظلم
الفسس (میں تم سے پاس آؤں گا جیسے عی ورنے لگے)

طالب علمانہ اشکال اور اس کا جواب

حضرت لاسد اور متاویض جس طرح لازم استعارہ کی وجہ سے مکرر ہوتا ہے۔ اسی طرح لازم توجہ
اور لازم تہذیب کی وجہ سے بھی مکرر ہوتا ہے تو ہر مصنف نے جن دونوں کو کیوں نہیں جان کیا۔ تاہم اس کا
جواب دے رہے ہیں کہ وہ دونوں لازم بھی لازم استعارہ ہی میں داخل ہیں۔ اس سے طاعت نہیں۔ جن
دونوں حالتوں میں تو یہ یہ ہوگی کہ تہذیب (اس کا مل) تہذیب (اس معنوں) سے فراہم ہوتا ہے کہ وہ
حاضر ہو جائے۔ اور اس سے انتظام لے کر اپنے دل کو فضا کرے۔ اسی طرح لازم توجہ کی صورت میں
مطلب یہ ہوگا کہ متعجب (اس کا مل) متعجب سے (معنوں) یہ کہیے فریاد کر رہا ہے کہ وہ اس کے
سامنے آ جائے تاکہ وہ اپنے توجہ کو ظاہر کر کے اس سے بچ سکے۔

مستغاث یہ کہ استعمال کی صورت میں۔ مستغاث یہ کہ استعمال کی صورت میں ہے۔

پہلی صورت :- منادی مستطات کے آخر میں ایک استکشافی فقرہ منادی فقرہ کی جگہ پر
 لے کر ایک کاغذ میں ایسے متوجع ہوتا ہے کہ خود کے علاوہ کوئی دوسری حرکت نہیں آسکتی اور جب ایک
 استکشافی فقرہ منادی میں ہو سکتا ہے کہ اس کا ختم ہوگا کہ اس کا کمال متوجع ہو اور تمام
 استکشافی ختم ہوگا کہ دوسرے منادیوں میں مستطات ہے بلکہ دونوں ایک ساتھ نہیں ہو سکتے۔
 شاعر کے قول سے استدلال پایا بیڑا لاہی بیل عزز یعنی بعد معلقہ و ہواں
 (ترجمہ) اے عزز! خود واقعہ درنگدنی اور عمل پہنچنے کے بعد عزت و اہم دہی پانے کی امید
 کرنے والے کی یاد کرو۔ اس شعر میں گل استہوا پایا بیڑا ہے جس میں شاعر نے آخر میں ایک
 استکشافی کیا اور شروع میں تمام استکشاف کے مطلق سے انتخاب کیا ہے بلکہ اس وقت مستطات پر پرتو
 آئے گا جسے ملتزمینا

دوسری صورت مستطات کے شروع میں نہ لاسا مستطاتوں میں ہو تو اس کے آخر میں ایک مستطاط لائن ہو اس وقت مستطاط بہ منادی کے علم میں ہوگا یعنی جس طرح منادی جب مفرود مفرود ہو وہ علامت درخ پر مبنی ہوتا ہے۔ اسی طرح مستطاط بہ بھی مفرود مفرود ہونے کی صورت میں علامت درخ پر مبنی ہوگا جیسے "بلویدہ اصرو" "من ذہ علامت درخ پر مبنی ہے۔ اور جس طرح منادی مضاف ہو تو مبنی ہوتا ہے، اسی طرح مستطاط بھی انصاف کی صورت میں علامت نصب پر مبنی ہوگا۔ جیسے باغیچہ والے لاند میں عبد اللہ نصب کے ساتھ کہہ ہے۔ شاعر نے اسی طرح استعمال فرمایا ہے۔

الاقلام العجب العجیب والعلقات تعرض للاریب
(ترجمہ) سنواری قوم کے گواہیام معاملات میں حکل و خمر کئے والے پر انہام سے
لاہر ہادی پیدا ہونے کی وجہ سے جس پر توجہ کیا جائے اس سے بھی سخت تیب ہے۔ اس کام کے کمال
کے بارے میں بسیار تلاش کے باوجود ناقص نظر مطلقاً نہ ہو سکا۔ اس شعر میں گل اشتہاد یلقونم ہے جو
مستطاب ملحد معترف ہونے کی وجہ سے علامت رخص پر جتنی ہے، کیوں کہ نہ تو اس کے شروع میں لام
اسے شے ہے اور نہ آخر میں تلف استکشاف اور یہ صورت کمال لاستمال ہے۔

باب السُّخْية — ندركايمان

وَالْقَابِئِ: وَالزَّمْعَاءِ، وَالْأَمِيرِ الْمُؤْمِنِيَّ، وَذَاسَاءَ، وَلَكَ الْخَاتَمُ الْهَاءُ، وَقَدْ

قرص:۔ ابر ہریدو ازیڈا، والیر المومینا، دلسا کے۔ ہر تیرے لے
حالت دلف میں ہانکا لائق درست ہے۔

تشریح :- منسوب کو منادی کے ساتھ چوں کہ کئی چیزوں میں مناسبت ہے مثلاً حرف نما سے داخل ہونے میں نیز معرب اور جی ہونے میں اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے ہے تو منادی کے ساتھ ہوتا ہے جن صورتوں میں منادی جی ہوتا ہے انہیں صورتوں میں منسوب بھی جی ہوتا ہے اور جو صورتیں منادی معرب ہونے کی ہیں وہی صورتیں منسوب کے معرب ہونے کی ہیں۔ اس لیے منادی کے بعد منسوب کو ذکر کیا۔

نادر و منسوب کی تعریف :

نادر اس حالت کو کہتے ہیں جو کچھ کا دور دورہ ہو۔ مصنف نے منسوب کی لغوی تعریف میں بیان کی اس لیے ناچ اس کی تعریف کر رہا ہے۔ منسوب لغت میں اس صفت کو کہتے ہیں جس پر کوئی شخص رائے اور اس کے مخالف بیان کرے تاکہ دونوں کو مستطعم ہو جائے کہ مرنے والا معمولی شخص نہیں تھا، بلکہ وہ مکان کا حامل تھا اس کا ساتھ معمولی ساتھ نہیں اور اس کے ہم عصر وہ بھی شریک ہو جائیگا۔

اصطلاح میں منسوب ایسے اسم کو کہتے ہیں جس پر یاد یا یاد کے ذریعہ کریمہ و زاری کی جائے۔ اس کی وجہ سے غم کا اظہار کیا جائے۔ اول کا تعلق ہم سے ہے جس کو صاحب کتاب نے کج طبع سے سوئم کر دیا۔ اور کج طبع ہم وہ چیز ہے کہ اس کے ہم پر درد مندی اگر یہ زاری کی جائے جیسا کہ مرد کہ اس پر نوحہ کرنے والے کریمہ کریمہ۔ اس کی مثال جیسا کہ بن علی شاعر نے عربی میں مہاجرین کے انتقال پر مال پر درد مندی کا اظہار کرتے ہوئے کریمہ کیا ہے۔

خلفت لمرزا غلینا، فاضطربت لہ
ولنت ویدہ بقتل قلہ باغرا
(ترجمہ) ہائے مرزا غلینا نے ایک زبردست حکومت کا مالک بنا دیا کیا اور تو نے اس مضبوطی سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور غلامی شراعت اور حکام اس میں قائم کرنے میں قائم اور قائم رہا۔

اس شعر میں گل ہشتیار یا غلینا ہے جس کے انتقال پر یاد کے ساتھ درد مندی ہو گیا ہے۔ اور جلی کا تعلق وجود سے ہے جس کو صاحب کتاب نے حق مند سے تعبیر فرمائی ہے اور حق خداوند و حق ہے کہ اس کے بعد پر اظہار درد مندی کی جائے اس لیے کہ ایک چیز صبر ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس چیز کا وجود ہوا ہے جیسے "والصیبنفلة" و احسن نفلة "والویلہ" کہ نوحہ کرنے والے اپنے عزیز کی وفات کے وقت کہتے ہیں جیسا کہ ہر طبیب جو مرنے والے کے ہاتھ میں حق حق جو درد ملت مایہ کے شعرا میں سے ایک تھے اور شیخ شاعر نے انہوں نے ایک کریمہ کریمہ کیا۔

واحر قلنہ ہن قلنہ شہم
ومن یجسی وحلی عینہ سقم

(ترب) اسے میرا دل کی گری، جس کا تعلق اس شخص سے ہے جس کا دل غضا ہے اور جس کے پاس میں ملے، انجم اور جیجہا ملال کی وجہ سے صیغہ ہوا۔ یعنی اپنے میرا دل کی گری، جہاں اس شخص پر شرعاً فرج ہے جس کا دل غضا ہے اس شدت قس و درخت حرمت لکھو جس کیس کر سکتا ہے جس کی تکلیف میرا دل محسوس کر رہا ہے اور اس پر فریاد کرنے کی وجہ سے میں ملال انجم اور جیجہ میں اس کے اعتقاد بہت قاسد ہونے کی وجہ سے جیجہا ملال ہوا۔)

اس شعر میں گل استہوار "وَلَعَزَّ قَلْبُهُ" ہے جو "وَلَعَزَّ قَلْبِي" کے معنی میں مراد لیا گیا ہے اور اس کے آخر میں الف عرب طاق کر دیا گیا ہے چوں کہ مذہب کے لیے "وَلَعَزَّ قَلْبُهُ" کو کافی زیادہ مناسب ہے، کیوں کہ مذہب میں درازی صوت مطلوب ہے۔ اور اس کے وجہ پر نوٹ کرنے والے نے گریہ و ملال کی ہے۔

مذہب پر حرف خفاء کا دخول

حرف خفاء میں سے مذہب کے لیے کن حرف کا استعمال جائز ہے تو صاحب کتب نے فرمایا صرف دو حرف کا استعمال جائز ہے، اولاً ہر یا، ثانیاً کاف چنانچہ کہ مذہب کو کاف کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے۔ یعنی ہر اور صرف مذہب میں آتا ہے، مثلاً میں نہیں آتا، کاف مثلاً اور مذہب کے دو حیران اختیار کیا اور ہائے بر خلاف ہاء کے کہ وہ مثلاً اور مذہب دونوں میں آتا ہے۔ تمام حرف ہاء میں پڑا، مشہور ہے فلما صاحب یہ ہے کہ اس کو رحمت دی جائے کہ غیر مثلاً میں بھی اس کا استعمال کیا جائے، لیکن یہ استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کوئی قرعہ قاری فنی اللہ ادا اللہ پر پڑا جائے، تاکہ مثلاً محفل کے ساتھ التماس لازم نہ آئے، لہذا کہ قاری نہ تو پھر اس طرح کا استعمال نہیں کرتا، چاہے اللہ ادا کے ساتھ وہی حرف ہاء صرف مثلاً میں آتے ہیں، مذہب میں نہیں آتے۔

اعراب و بناء کے اعتبار سے مذہب کا انجم:

مذہب کا انجم اعراب و بناء میں مثل مثلاً کے ہے، یعنی جس طرح مثلاً مفرد و مرکب است و رفع پر جی ہوتا ہے اسی طرح مذہب مفرد و مرکب کی علامت و رفع پر جی ہوتا ہے جیسے "وَلَعَزَّ قَلْبُهُ" کے ساتھ ہر جس طرح مثلاً اضافات کے وقت علامت نصب پر جی ہوتا ہے اسی طرح مذہب بھی اضافات کے وقت علامت نصب پر جی ہوتا ہے جیسے "وَأَعْبَدُوا لَهُمْ مَصْنُوعَاتٍ" کے ساتھ ہے۔

مذہب کے آخر میں الف کا زیادہ کرنا:

وَلَعَزَّ قَلْبُهُ وَالْمِيرُ الْقَوْمِ مِمَّا أَلِغَ یہ میں چوں کہ درازی صوت مطلوب ہے اس لیے

حسب کے اثر میں اللہ زادہ کرتا ہے مثلاً "وازیفہ" و اعمراء و لارساء و للمیر العونیفہ
 کہیں گے اور وقت کی حالت میں ہادی لانا چاہئے ہے "وازیفہ" یا غفر لہ یکن یہ اہل
 کی صورت میں بدل دیا جائے گی، کہیں کہیں ضرورت فحری کی بنا پر اصل کی صورت میں بھی ہدایت
 رہتا ہے کہ "وازیفہ" چاہے جس کی شکل میں "وازیفہ" میں ہادی رکھا ہے کہ اس وقت اس پر
 صراحت کا وہ خیر کہ اس وقت اس کی وجہ سے اور وقت مانتیں کی اصل پر قیاس کرتے ہوئے اس کا کسر
 دیتا ہے اور سہ ہے کہیں کہ "وازیفہ" میں وقت وقف ہوتا ہے مانتیں لازم آتا ہے اور حرف
 مان کی کسر کا ہی ہر سہ دیا جاتا ہے "الفلوین اذا حوک حوک بالکسر کے ساتھ کے ہیں آخر۔

باب المفعول المطلق: معنی

یہ باب مفعول مطلق کی تعریف اور اس کے احکام کے بیان میں

والمفعول المطلق، وهو المنصرف الفعلة المنصرفة عليه غلبون ومن
 لفظہ کہ "ضربت ضرباً" او "من غفاه" کہ "فقدت جلودنا" وقد غف
 غیوہ کہ "ضربت ضوطاً" فلجللواهم فتلین جلدہ" فلا تمیلوا
 کل النیل" ولو تقول غلبنا بغض الاقلویل" ولین ونا" وکلاً
 ونها زغلاً۔

ترجمہ:- اور مفعول مطلق اس سے مراد وہ فعل مصدر ہے جس سے پہلے اس کے لفظ
 سے ایک مال لایا گیا ہو جیسے "ضربت ضرباً" (ہر ایک نے مارا) یا اس کے حق کے معانی ہو جیسے
 فقدت جلودنا (ہماری جلدیں) اور کہیں کہیں اس کا غیر اس کا قائم مقام ہوتا ہے جیسے ضربتنا
 ضوطاً (ہر ایک نے اس کو مارا) "فلجللواهم فتلین جلدہ" (تو انہیں اس کو مارے مارے مارے)
 فلا تمیلوا کل النیل (ایک ہی کی طرف ہر ایک طرف سے) "ولو تقول غلبنا بغض
 الاقلویل" (اور اگر یہ ہم پر کوئی بات مانتا) اور "وکلاً ونها زغلاً" (اور تم دونوں اس سے
 بفرات کھاؤ) اس باب سے لکھا ہے۔

تشریح:- جب فاعل مفعول ہوا اور اس کے حقائق متادلی کے احکام کے بیان
 سے فارغ ہوئے تو اب یہاں سے متاعیل قسمیں سے دوسری قسم مفعول مطلق کو بیان کرتے ہیں جنہ
 ہوتے، چنانچہ فرمایا، متاعیل قسمیں سے دوسری قسم مفعول مطلق ہے مفعول مطلق کو بقدر متاعیل پر
 قدم کرنے کی وجہ سے کہ وہ اپنے جس معلوم پر باقیہ زعمالات کرتا ہے، یہ متاعیل ہادی مفعولوں کے

کہ کسی میں یہ پہلے بیان کی قید ہے ہمارے چوں کہ قصہ ہے کہ مطلق مقید پر مقدم ہے اس لیے مذکور میں بھی اس کو مقدم کیا گیا ہے اس کا وضع طبع کے مطابق ہو جائے، لیکن ایک سوال یہ ہے کہ اس کو مقدم کیا گیا ہے اس کے ساتھ مقید ہے اس سے مطلق پر مقدم کیا گیا ہے یا اس کا وہ معنی نہیں ہے۔

شعر کی جانب سے اس کا جواب یہ ہے کہ چوں کہ مفاسل میں مفعول پہلی بحث بہت ہی مطلق اور مسائل میں وہ مطلق تھی اس کی طوالت اور کثرت کا لحاظ کرتے ہوئے مجبوراً مقدم کیا گیا ہے اگر کوئی یہاں اشکال کرے کہ مفعول مطلق مطلق نہیں ہے، بلکہ یہ قید اطلاق مقید ہے تو کہ ضرور لاشی کا وہ ہے ہمارے ہمارے کہ اس کا مفعول مطلق کہتے ہیں صرف مفعول وہاں ذکر مطلق کے نہیں کہتے۔ جواب یہ ہے کہ اگر قصہ مفعول مطلق کا یہاں بھیج دے گئے نہیں بلکہ بیان مفہوم کے لئے ہے ہمارے وہ یہ ہے کہ قید ہمیشہ مقید سے خارج ہوتی ہے اور یہ اطلاق مفعول مطلق میں داخل ہے اس سے خارج نہیں کہ قید ہو۔

مفعول مطلق کی تعریف:

والمفعول المطلق وهو المصدر الفاعل داخل صفة یہاں سے مفعول مطلق کی تعریف مع اشترک فرما رہا ہے ہیں چنانچہ فرمایا مفعول مطلق وہی مصدر ہے جو اندہ اور اس سے پہلے اسی کے لفظ کے مطابق ایک حال ہو یا اس کے فعل کے موافق حال ہو۔

حال کی مثال جیسے ہمارے خیالی کا قول "وَكَلَّمَ اللَّهُ نُوَاسًا مُكَالِفًا" (اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا۔ پس وہ نہا، آیت ۶۷) اس آیت میں "مُكَالِفًا" مفعول مطلق ہے جس کے لفظ کے مطابق اس سے پہلے "كَلَّمَ" حال آیا ہے۔

وہم کی مثال جیسے "كَعَدْتُ خَلُوصًا" (بیجا میں رضنا) "تَقَلَّبْتُ حَلْفَةً" (میں نے قسم کھائی) ان دونوں مثالوں میں "خَلُوصًا" اور "حَلْفَةً" مفعول مطلق ہے اور حال سے انھوں میں ہاضما رفتہ کے معانی ہیں، لیکن حق کے اعتبار سے ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ اسی طرح شعر کا قول

تَلَقَّى ابْنُ أَوْسٍ حَلْفَةً لِيَزْنِي ابْنَ وَهْبٍ كَلْفَةً مَعْلَفَةً

(ترجمہ: ابی اوس نے ایک مرتبہ قسم کھائی کہ وہ مجھے تنگ مزاج سپاہیوں کی طرف ضرور رو دے گا)

شعر کا مطلب یہ: سپاہیوں اور انھیں میں ضرور قسم کا کلام ہے جس کو ابوقاسم حبیب بن اوس طائی نے اپنے دو ہفتوں میں فرمایا ہے۔ اس شعر میں ایک لفظ "مَعْلَفَةً" ہے جو مفاد کی مع ہے یعنی وہ بکڑی جس کے ذریعہ توڑ میں آگ کو حرکت دی جاتی ہے، پھر اس کی سیاحت اور تنگ مزاج سپاہیوں کو روکتے

تکبیر کی گئی ہے۔

اس شعر میں کل استہدائۃ "خلفۃ" ہے جو مفعول مطلق ہے اور اپنے فعل "تکلی" سے باہر ہوا ہے۔
 خلفۃ کے معنی ہیں، لیکن دونوں معنی میں موافق ہیں۔ اتنے نے اپنے قول "لو ان مصلیٰ" سے اس
 طرف اشارہ فرمایا ہے۔

طالب علمانہ سوال اور اس کا جواب:

مصحف نے مفعول مطلق کی تعریف کرتے ہوئے لفظ "المفعول" کی تہہ کیوں لکھی ہے؟
 جواب۔ مفعول مطلق کی تعریف میں اس لفظ کی تہہ لکھ کر تیسرا قول "کلانک کلام حسن"
 اور اہل عرب کا قول "خلفۃ" سے اشارہ لایا گیا ہے اور وہ اس لیے ہے کہ ہمیں مثال میں لفظ "کلام"
 اور دوسری مثال میں "خلفۃ" صمد ہیں اور میں دونوں سے پہلے نہیں کے الفاظ سے مال مانے گئے
 ہیں، لیکن ہمیں مثال میں مال فعل کی مثال میں نہیں بلکہ مبتداء ہے جو خبر میں عمل کر رہا ہے اور اس کی
 ترکیب میں ہے "کلانک مصلیٰ" مصلیٰ سے عمل کر رہتا ہے اور کلام حسن مفعول صفت سے
 مل کر خبر اور مبتداء الہی خبر سے مل کر جملہ سمیٹ کر یہ ہوا اور دوسری مثال میں "خلفۃ" فعل ہے (فعل سے
 مراد معنی صمدی بدل ہے) اور فعل اصطلاحی کے ضمن میں ہوا اس لیے کہ اس کے بعد صمد اور باہر لفظ کے
 فعل کے مطابق ہوگا، لیکن صمد اور باہر اس کے اپنے فعل کے معنی ہیں اور یہ دونوں صمد میں مفعول
 مطلق کے آپ سے نہیں ہیں اس لیے الفصل کی تہہ لکھ کر ان دونوں مثالوں کو خارج کیا ہے۔
 خبر مرتبہ قرآن پاک میں ہے "وَلَمَّا تَخَلَّى خَلْفًا مَّا تَخَذَ مَصْلِحَةً وَلَا وَلَدًا" ہاں صمد
 ہوا، نسبت دلا ہوا اور "خلفۃ" کے معنی ہونے میں خبر کا کلام، علت کو فعل، نتیجہ کی مبالغہ ہے۔

غیر صمد کو برحقائے مفعول مطلق نصب دیا:

وَلَمَّا تَخَلَّى خَلْفًا مَّا تَخَذَ مَصْلِحَةً وَلَا وَلَدًا
 ہے، حالانکہ یہ دونوں صمد نہیں ہیں، لیکن صمد کی طرف اضافت کر کے صمد کے قائم مقام کر لیا
 جاتا ہے جیسے داری خیال کا قول "فَلَا تَمْنُونُوا الْكَلْبَ الْعَمِلَ" (ایک ہی طرف پوری طرف کی سمت)۔
 یہ صمد مآخذ ۱۲ اور "وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقْوَالِ" (اور اگر یہ ہم پر کوئی بات کہتا)۔
 یہ صمد طائر ۱۲ آیت ۱۳ میں دونوں آیتوں میں سے اول میں لفظ "کَلْبَ" "الْعَمِلَ" صمد کی طرف اور
 دوسری میں لفظ "بَعْضُ" "الْأَقْوَالِ" صمد کی طرف مطابقت میں اور برحقائے مفعولیت نصب دیا گیا
 ہے۔ اسی طرح اگر صمد مخالف ہو صمد کی طرف قرآن سے بھی برحقائے مفعولیت نصب دیا جاتا ہے جیسے

ہاں کہی کہ قول "فاجلبونہم ثمانین حلۃ" (تو انہیں پانچ گزے ہار سپاہیوں اور آیت ۴) میں ثمانین عدد ہے، جلفۃ صدر کی طرف مطاف ہے لہذا ہار بر ضرورت نصب دیا گیا ہے اگر طرح ۱۲ کے آلات بھی نصب دیے جاتے ہیں جیسے "خزینۃ سوطا" میں سوطا کہ نصب دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہی مطاف کہ طرف کر کے مطاف ہے کہ اس کی جگہ میں کہہ جاتے ہیں جیسے خزینۃ سوطا اصل میں خزینۃ ضرب سوطا ہے اس طرح خزینۃ حصہ اور خزینۃ مغرورہ کی اصل خزینۃ ضرب حصہ اور خزینۃ مغرورہ کا اصل ہے۔

وَكَلَّا مِنْهَا رَعْنًا كَالْأَرَابِ:

وَلَيْسَ بِهَا رَعْنًا رَعْنًا قَالِی ہاں کہی کہ قول "وَكَلَّا مِنْهَا رَعْنًا رَعْنًا" (اور تم دونوں اس سے اہل رات کہہ سہ ہر رات ۱۲) میں رَعْنًا کو کہہ جسے نصب دیا جاتا ہے اس ہار سے بھی طارخ کا التلاف ہے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ صدر عذوف کی مفت ہے اس وجہ سے صدر کا قائم مقام بنا کر نصب دیا گیا ہے نہیں، کیوں کہ صدر عذوف کی مفت صدر کا قائم مقام نہیں بن سکتا۔ اہل عرب کا مذہب یہ ہے کہ "رَعْنًا" کو برعکس مطویرت نصب دیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی اصل "وَكَلَّا مِنْهَا لَقْلًا رَعْنًا" ہے، لَقْلًا موصول اور رَعْنًا ملت ہے صدر موصول کے عذوف ہونے کی صورت میں ملت کو موصول کے قائم مقام کر کے نصب دیا گیا ہے اور نام بجا پر فرماتے ہیں کہ یہ اس صدر سے حالہ الفج ہو کر مضموب ہے جو اصل سے منہم ہوتا ہے لہذا التلافی مہارت مَعْلَا حِلَّة کون الّاظلی رَعْنًا ہوگی۔ اور اس پر استدلال کیا ہے۔ دل عرب کے قول "تَجِدُ عَلَیْہِ طَوِيلًا" سے کہ دل عرب نے اس قول میں چار فقرہ کو قائل کے قائم مقام قرار دیا اور طویل کو اصل ہونے کی وجہ یہ مضموب ہے حانہ کہ صدر ہونے کی وجہ یہ اس طرح اس میں بھی ہوا ہے جس میں اصل مفت فرماتے ہیں کہ ہر فقرہ کو قائل کا قائم مقام اور ہر فقرہ میں ہے اس لیے کہ صدر ہاں کہی کہ قائل کا قائم مقام ہوتا ہے۔

باب ہداسے متعلق چند قواعد

موصول مطلق کی قسمیں:

اس باب سے حقیق چند طبعی قواعد نکالتے تحریر کرونا مناسب سمجھا کہ اس باب میں سے کچھ اور طبعی قواعد کویر حاصل بحث تکدیروائی ہو جائے۔

مضول مطلق کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مکی تائید کے لیے ہوتا ہے جب کہ اس کے معنی سے کوئی روٹی محل کے معنی نہ ہوگی جیسے جلسہ جلوسا پر شہید علی استعمال نہ ہوگا برخلاف بھڑکی تھوڑی کے۔ اس لیے کہ ماہیت محل پہلالت کرتا ہے اور ماہیت میں قصہ نہیں۔ (۲) مکی نزع کے لیے ہوتا ہے جب کہ اصل کی کوئی نزع وقت پہلالت کرے جیسے جلسہ جلسہ (میں ایک خاص قسم کی نشست سے بیٹھا) (۳) مکی حد کو جان کرنے کے لیے ہوتا ہے حد معلوم ہو یا کسی اور نقطہ سے جیسے جلسہ جلسہ (میں ایک مرتبہ بیٹھا) میں حد نقطہ حدود سے معلوم ہو رہا ہے اور صورت صرنا کثیرا کہ اس میں صفت کثیرا سے حد معلوم ہو رہا ہے۔

مضول مطلق کے عامل کا حذف۔

بھی مضول مطلق کے عامل میں فعل کو ترقی کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے کوئی سفر سے آئے اور تم اس سے کہو "خیر مقدم۔" (غرض آمد) اس کی اصل قدمت فنوننا خیر مقدم ہے۔ فہمٹ محل ترقی حالہ بھی آ رہا ہے کہ اس سے حذف کیا گیا۔ مگر فنوننا کو حذف نہ کر کے حیدر مقدم کو اس کی جگہ کو دیا گیا ہے۔ ترکیب اس طرح ہوگی فہمٹ محل الاصل، فنوننا موصوف، حیدر مضاف، مقدم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فنوننا کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فہمٹ کا مضول مطلق، اصل ہے لاصل اور مضول مطلق سے مل کر جزا فعلیہ خبریہ ہوا۔

تکلف مضول مطلق اگر آکھ کے لیے ہو تو اس وقت اس کے فعل کو حذف کر دیا نہیں، یہاں کہ یہ مضول مطلق مال کی تصریح کے لیے آتا ہے اور حذف اس کے مضافی ہے۔

تکلف مضول مطلق تو مصدر ہوتا ہے، جہاں کہ لفظ لفظ وسیع کے اندر مضول مطلق ہے جہاں کہ مصدر نہیں۔

جواب: مصدر ہونا عام ہے جیسا کہ اسکا لفظا وینفا اگرچہ مصدر نہیں۔ ہم صحابہ نے فرمایا کہ اس کے ہر عام پر مشتمل ہے اس لیے وینفا کے پہلی معنی (لعلنا) مراد ہیں۔ نیز مضول مطلق کے لیے معنی حلی ہونا کافی ہے اس سے فعل کا لفظ شرط نہیں، برخلاف مصدر کے کہ اس سے فعل ہی نکلے ہیں۔

تکلف: مضول مطلق اور مال کے لفظ اور باب ایک جیسے ہونے ضروری نہیں، بلکہ تضاد میں ضروری ہے جیسے لیتکم منقلا دہن کے لیے باب چاہا ہیں مگر معنی ایک ہی ہیں اور منقولکم عنقلا زلفی، منقول اور زلفی کے معنی ایک ہیں معنی قریب کہ نزدیک۔

باب المفعول لہ — مفعول لہ کا بیان

والمفعول لہ، وهو المصدر المفعّل لحدث شلوکة وقتاً وفاقلاً،
نحو قمت اجلاً لك فان مفعّل المفعّل شرطاً بحرف التعلیل،
نحو (خلق لکم) — و. وانّی لتعرونی لذكر الہ ہزۃ —
و. عجت وقد نضت لموم ثیابہا۔

ترجمہ۔ ہر مفعول لہ، ہر وہ ایسا مصدر ہے جو طبعاً بیان کرنے والا ہوتا ہے اپنے فعل کے لیے جس فعل اس کے ساتھ وقت اور قائل میں مشترک ہو جیسے قمت اجلاً لك (میں تیری تعمیر کے لیے کھڑا ہوں) پس اگر مفعول ہونا جو شرط ہے مفعول ہو جائے تو حرف تعلیل کی وجہ سے ہر دو پانچ گنا جیسے خلق لکم (تہا سے لیے پیدا فرمایا) و انّی لتعرونی (اور میرا حال تو ہے کہ میرے ذکر سے مجھ میں حرکت پیدا ہوتی ہے) اور عجت وقد نضت (میں آج اس حال میں کہ واپس کپڑے پہنے کے لیے تار بکلی تھی)۔

تشریح۔ جب مفعول مفعول مطلق کے متصل بیان سے قاریغ ہوئے تو اب یہاں سے مفعول لہ کو بیان کرنا شروع کیا۔ مفعول لہ مطلق مفسر سے تیسری قسم ہے اسے مفعول لہ جلد بھی کہا جاتا ہے اور من اجلہ بھی کہا جاتا ہے۔

مفعول لہ کی تعریف:

مفعول لہ وہ اسم ہے جس کے حصول یا اس کے پیش آنے کی وجہ سے فعل ذکر واقع ہوا جیسے ضوئک زیناً تادیفا (میں نے زین کو لاپ بچنے کے لیے مبرا) جو حصول کی مثال ہے کہ ادب پہلے سے نہیں تھا تو فعل ضرب حصول ادب کے لیے واقع ہوا ہے، یہی مفعول لہ جلد کہلاتا ہے۔ اور قعدت عن العرب جبنا (میں لائی سے ہار باز دلی کے عارض و پیش آنے کی وجہ سے) یہ مثال عارض اور پہلے سے ہونے کی ہے کہ زین پہلے سے موجود تھی اس لیے لائی سے ہار ہا۔ یہ مفعول من اجلہ کہلاتا ہے۔

مفعول لہ کے منصوب ہونے کی شرطیں:

والمفعول لہ وهو المصدر المفعّل لخلق وانّی لتعرونی لذكر الہ ہزۃ —
کی شرائط بیان فرمادے ہیں۔ چنانچہ فرمایا، مفعول لہ مصدر ہو طبعاً ظاہر کرنے والا ہو اپنے فعل کے لیے جو فعل اس کے ساتھ وقت اور اسم قائل میں مشترک ہو طبعاً تو پھر لام منصوب ہوگا جیسے قمت

اس میں موجود ہے۔ اس میں گل و اشتہار کہہ دوں۔ یہ کہہ کر چھٹے ثوب کے لیے طے ہے اور چھٹے ثوب اور لوم دونوں کا قائل بھی ایک ہی ہے، لیکن دونوں کا زمانہ ایک نہیں ہے اس لیے نہ چھٹے ثوب کا زمانہ فعل لوم ہے اس وجہ سے مفعول لوم (لوم) کو لام فعلی کے ذریعہ جوڑ دیا گیا ہے۔

تیسری شرط: فعل مطلق بہ اور مصدر کا قائل ایک ہونا کہ یہ شرط مفعول (یعنی قائل ثوب) اور مفعول لوم کا قائل کی وجہ سے جوڑا جائے گا۔ جیسے ابو عمر بن علی نامی شاعر کا قول

وَلَمْ يَنْفَعُوا مِنَ الْبُكَوَاةِ هُزْءٌ كَمَا لَمْ يَنْفَعِ الْفَصْفُوزُ بِلِقَاءِ الْقَطْرِ

(اور میرا حال تو ہے کہ تیرے ذکر سے مجھ میں ایسی حرکت پیدا ہوتی ہے جس طرح برف نہ اپنے جسم کو حرکت دیتا ہے، جب بارش اس کو تر کر دیتی ہے۔ یعنی جس طرح چا پادش کے پانی سے تر ہونے کی بنا پر اپنے جسم کو حرکت دیتی ہے، اور ایک نئی دماغ اور تازگی محسوس کرتی ہے ایسے ہی اسے میری بھیم تمہارے ذکر خیر سے مجھ میں دماغ اور جان پیدا ہوتی ہے، پھر مجھے ایک نئی مسرت حاصل ہوتی ہے۔) میں گل و اشتہار کہہ کر کہ "مفعول لوم ہے مفعول لوم کی وجہ سے تکرار ہے اور حرکت پیدا ہونے کے لیے طے ہے اور ان دونوں کا زمانہ بھی ایک ہے، لیکن تعویضی فعل کا قائل ہونا ہے اور "فعلی" کا قائل حکم ہے، اس لیے کہ ہکری، لیسکری ایک کے سنی میں ہے اب جب قائل ثوب ہو گئے تو مفعول لوم فعلی کی وجہ سے جوڑا دیا گیا ہے۔

اسی طرح اسی فعلی کا قول کہتے ہوئے "زید" (تاکہ تم ان کی ساری اور وہ باعث زحمت بھی ہیں۔ سہل اور گل امت ۸) میں کہتے ہوئے "اصل میں لاکھ تر کہتے ہوئے ہے، جو کہنے سے پھر اور کہوں کے پیدا کرنے کے لیے طے ہے، لیکن قائل ثوب ہونے کی وجہ سے لام فعلی کے ساتھ آیا ہے، اس لیے کہ خلق کا قائل اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے اور رکوب کا قائل عزادار ہے، لیکن زیدہ بعد از لام منصوب پڑھا گیا ہے، کیوں کہ خلق اور زمین دونوں کا قائل اللہ تعالیٰ ہے۔

نوٹ:- مفعول لوم پر شرط لگا مفعول ہونے کی صحت میں جوڑنے کے لیے لام ہی کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ حرف جر سے ہر ایسے حرف کے ذریعہ جوڑ دیا جائے جو فعلی پر دلالت کرے اور وہ لام ہی میں ہی (بہرہ) ہے۔ (بکمل ہدی ص ۳۷۷)

باب المفعول فیہ — مفعول فیہ کا بیان

وَالْمَفْعُولُ فِيهِ، وَهُوَ مَا سُلِّطَ عَلَيْهِ غَائِلٌ عَلَى مَعْنَى "فِي" يَوْمَ اِئْتِ
وَمَنْ كَذَّبَتْ يَوْمَ الْغُوثِ، اَوْ حَيْثُ اَوْ اُسْتَوْعَا اَوْ اِئْتِ مَنْكَابِ

وَبِنَا یَوْمًا غَنُومًا فَتَطْرُقُهَا (بے شک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو اسی اور کئی والا ہوگا۔ پ ۱۲، سورہ صافات ۱۰) میں "یَوْمًا غَنُومًا" ہے مفعول یہ ہونے کی وجہ سے مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے نہیں۔ اگرچہ یَوْمًا ظرف زمان ہے اور اس سے پہلے اس کا مال بھی مذکور ہے، لیکن اس میں معنی فی مقدر نہیں، جب کہ مفعولیت فیہ کی صحت کے لیے تقدیر معنی فی کی شرط ہے، معلوم ہوا کہ یہ حقیقت یہاں لیسیم سے ڈرا مراد ہے۔ اسی طرح باری تعالیٰ کا قول "اِنَّهُ اَعْطَمَ حَنِیْفٌ یَبْخُلُ بِمُضَلَّتِنَا" (اس موقع کو تو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کہاں وہ اپنی بخبری رکھے۔ پ ۱۲، سورہ العاص ۱۳) میں لفظ "حَنِیْفٌ" ظرف مکان ہے، لیکن مفعول یہ نہیں ہے بلکہ مفعول یہ ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ "حَنِیْفٌ" کا مال فعل مقدر ہے جس پر اَعْطَمَ دلالت ہے اور اس کی اصل صارت اس طرح ہے "یَعْطَمُ حَنِیْفٌ یَبْخُلُ بِمُضَلَّتِنَا" اب ترکیب میں حَنِیْفٌ مفعول یہ واقع ہے، کیوں کہ اس میں معنی فی مقدر نہیں، لہذا اس کی مفعولیت فیہ کی صحت کے لیے تقدیر معنی فی کی شرط ہے۔

معصیٰ لے "من اسم زمان" کی قید لگا کر اس ضابطہ سے احزاب فرمایا ہے کہ اگر کوئی اسم ایسا ہو جس سے پہلے مال لایا گیا ہو اور معنی فی مقدر بھی ہو، لیکن وہ زمان یا مکان نہ ہو تو وہ بھی مفعول یہ نہیں ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان "وَتَرْغَبُونَ اَنْ تَنْفَكُوْهُنَّ" (اور انہیں اپنے لڑکوں سے لانے کی رغبت رکھتے ہو۔ پ ۱۵، سورہ نساء ۱۲) میں "اَنْ تَنْفَكُوْهُنَّ" سے پہلے فی کا معنی مقدر ہے، لیکن یہ غرض تو ظرف زمان ہے اور نہ مکان۔ لہذا یہ مفعول یہ نہیں ہو سکتا جب کہ کسی اسم کے مفعول یہ ہونے کے لیے زمان یا مکان ہونا شرط ہے۔

اسم ظرف کی قسمیں مع احکام کے:

ہن اسم زمان کھنک یوم الخمس لایح یہاں سے معصیٰ اسم ظرف کے احکام کو بیان فرما رہے ہیں، لیکن بطور مقدمہ اسامہ ظروف کے اقسام ذہن نشیں کرنے کا ارادہ ضروری ہے، تاکہ مسائل کا سمجھنا آسان ہو جائے۔

اول اسم ظرف کی دو قسمیں ہیں زمان اور مکان۔ پھر ان دونوں کی دو دو قسمیں ہیں۔ ظرف زمان بہم ظرف زمان محدود، ظرف مکان بہم ظرف مکان محدود۔

ظرف زمان بہم ایسے ظرف کو کہتے ہیں جس میں وقت کی کوئی حد متعین نہ ہو جیسے لفظ، چین، متن، لفظ، جینا، ساسی کی طرف اشارہ ہے۔

ظرف زمان محدود ایسے ظرف کو کہتے ہیں جس میں وقت کی کوئی حد متعین ہو جیسے یوم، لیکن،

الجمہور، راب الفضل، و رابہ اعلم، ہیں اور جو بھی اس کے ہم سمتی ہو، وہی مکان بہم میں داخل ہیں۔ یہ سب اس لیے ہیں کہ جن کی حد ممکن ہوگی ہیں۔ مثلاً کسی مندرجہ ذیل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فرماں و ہوتا کثر دی علم علیہ (بڑی علم پر فوقیت رکھنے والا سرکاری علم ہو جو ہے سب پر) یوسف (آیت ۱۰۱) قد جعل ملک تحقیق سریتا (تیرے رب نے تیرے پاس کے ایک پسر جادوگر کو دیا ہے۔ پہلا آیت ۳۳) والو کذب لفضل منکم (اور کاذب تم سے پہلے تھا۔ پہلا انعام ۳۳) و نوری الشمس اذا طلعت تزاور عن کھیمہ ذات الیہیں، و اذا غربت تقرضہم ذات الشمال (آپ دیکھیں گے کہ آفتاب بوقت طلوع ان کے گھر سے دائیں جانب کو جھٹکتا ہے اور بوقت غروب ان کے بائیں جانب کو اٹھاتا ہے سب اس لیے کہ آیت ۱۰۱) و کل من وراہ فم ملک (اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا۔ پہلا آیت ۱۰۱) کہ ان کے ہاتھ آیت ۱۰۱) و اتسب ہوق، نعمت، لفضل، ذات الیہیں، ذات الشمال، و رابہ اسما جہات مت پر جو عرف مکان بہم کہلاتے ہیں اور یہ سب کچھ برستی کی مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منسوب ہیں۔ مصنف نے اپنے قول "نعمتہم" سے رابہ تحت، اور شکل کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور گو و غیر سے اگرچہ جہات مت کی طرف اشارہ فرمایا ہے لیکن ان کے اختلاف بہت ہیں جیسا کہ قبل میں گزرا۔

کعبہ و لدی کی شرح۔ مصنف نے عرف مکان بہم کا حکم بیان کیا تھا کہ اس پر نصب ہے اس کے بعد مکان بہم کی تیس جہات مت کے ساتھ کی اس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ صرف جہات مت پر نصب آنے کا محال ہے بلکہ صرف مکان ایسے ہیں کہ جن پر نصب آتا ہے اور وہ جہات مت میں داخل نہیں، اس کا جواب مصنف نے "و مسوؤ لہو کعبہ و لدی" سے خود سے دیا ہے کہ اس قسم کے عرف کو مکان بہم کے ساتھ لاحق کیا جائے گا اور ان پر نصب پر حا جائے گا جس قسم کے عرف کی مثل عند لدی سے بیان فرمایا ہے مکان بہم کے ساتھ ملان کرنے کی طبع کششہا میں شدۃ الایہام و الاحتیاج الی ما بین معدلہا سے بیان کیا ہے یعنی عند اور لدی مکان بہم کے ساتھ شدت بہما ہمارا احتیاج کے سمتی میں شریک ہے اس وجہ سے ان دونوں پر نصب آتا ہے۔

دوسری قسم و المقادیر کا مفسر یہاں سے عرف مکان بہم کی دوسری قسم کا بیان ہے مکان بہم کی دوسری قسم اسما مقدار مساحات ہیں۔ یعنی وہ اسما جن سے جانکس کی مقدار معلوم ہوتی ہے جیسے فرخ، بیکل، برید، (فرخ ایک قدر کم یا زیادہ مسافت مسافتی تین بیکل یا گریزی بیکل کہلاتی ہے) کا ایک یا زیادہ جہت ہزاران میں چار ہزار درہم کے ہوتے ہیں۔ مراد اس کی دو چیزوں کا درمیان مقاصد (تیسری قسم) و ما صبیح جن مصدر علیہ یہاں سے مکان بہم کی تیسری قسم کا بیان ہے

مکان پہنچی تیری قسم وہاں عرف ہے جو اپنے مال کے حدود عطا کیا ہے جیسے جلستک منجلیس زبوا میں افلا منجلیس اپنے مال جلستک کے حدود جلوس سے ختم ہے اسی طرح ہاڑی خالی کا قول "وَلَقَدْ كُنَّا نَقْفُذُ وَهْنًا مَقْلُودَ الشَّيْءِ" (ہم انہیں شے کے لیے آسان میں ہر جگہ جہاں کرتے تھے۔ ہاڑی، ہاڑی، ہاڑی) میں مقلودہ طرف ہے جو اپنے مال نقفذ کے حدود الفلذی سے ختم ہے اگر آپ ذہنیک منجلیس زبوا یا جلستک منجلیس عموماً کہا جائے تو یہ درست ہیں، کیوں کہ ہم مکان ہم کا حدود اس کے مال کے حدود کے برخلاف ہوا ہے اور ہاڑی ہاڑی۔

باب المفعول مفعلاً مفعول مفعلاً کا بیان

وَالْمَفْعُولُ مَفْعٌ، وَهُوَ إِسْمٌ فَضْلَةٌ مَفْعٌ وَآوِ أَرِيدَ بِهَا الْقَنْصِيصُ عَلَى الْفَوِيَّةِ مَضْبُوقَةٌ بِهَنْزٍ أَوْ مَا فِيهِ حُرُوفُهُ وَمَغْنَمَةٌ، كَـ "هَزْوتُ وَالْقَنْبِلُ" فِي "أَنَا سَابِرٌ وَالْقَنْبِلُ".

توضیح:- اور مفعول مفعلاً وہ اسم لازم ہے جس کا ا کے بعد ہونے سے محسوس علی الصریح (یعنی مصاحبت و معیت کے معنی) کا ارادہ کیا گیا ہو اور وہ (واو) فعل کے ساتھ یا، پے لگنے کے ساتھ جس میں فعل کے حروف اور معنی ہوا یا گیا ہو جیسے "هَزْوتُ وَالْقَنْبِلُ" (میں نیل کے ساتھ چلا) اور "أَنَا سَابِرٌ وَالْقَنْبِلُ"۔

تشریح:- جب فاعل مفعول مفعول غیر کی تعلیمات کے وہاں سے فارغ ہوئے تو اب یہاں سے مفاہیل طسکی یا نجوہ اور آخری قسم مفعول مفعلاً کو بیان کرنا شروع کیا، چنانچہ فرمایا مفاہیل طسکی آخری قسم مفعول مفعلاً ہے۔

مفعول مفعلاً کی تعریف:

مفعول مفعلاً ایسا اسم لازم کہ کہتے ہیں جس کا ا و ا و معنی مع کے بعد مذکور ہو جو فعل کے ساتھ یا ایسے لفظ کے ساتھ جس میں فعل کے حروف اور اس کے معنی موجود ہوں یا گیا ہو جیسے "سَرَحْتُ الْخَيْلَ" یا اس کا و معنی مع کی مثال ہے جو فعل کے ساتھ لا یا گیا ہے اور فعل انھوں میں موجود ہے اور "أَتَلَسَّافُ وَالْقَنْبِلُ" اس کا و معنی مع کی مثال ہے جو باقید لفظ کے فعل تو نہیں، لیکن فعل کے حروف موجود ہیں اور فعل کا معنی بھی پایا جا رہا ہے۔

نیز یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسم لازم کا اس کا و معنی مع کے بعد مذکور ہونا جو فعل کے ساتھ یا معنی فعل کے ساتھ لا یا گیا ہے کا مقصد یہ ہے کہ فعل کے مفعول کی مصاحبت اس نام کے ساتھ ہو جائے،

مصاحبت کے لیے آتا ہے لیکن اپنے باپ کا نام کو کر دیتا ہے نہ کہ اپنے صاحب نہیں دیتا اس کے برخلاف اس کا
مصاحبت اپنے اسم کو کرنا ہے بطور مصاحبت دیتا ہے۔

چونکہ اس کتاب کو ائد القصبی علی السیفی نے اس کے ذکر کرنے سے ہم مانع ہو گیا
میں سے پہلے اس کتاب مصحف کے طور پر آتا ہے جسے جہارید و عمرو بن ابی اسحاق مصحف کے لیے ہے۔
مصحف کا قول "مسنونو بلفظ" کی طرف: یہ عبارت بطور صریح شرط کے لیے بیان ہے
اور اس طرح کہ اس مصاحبت کا اصل کے ساتھ ساتھ ضروری ہے یا اسے حق کے ساتھ جس میں اصل کے
خلاف اور کسی موجود ہوں۔ اول کی مثال جیسے "جورث و القیل" اس میں جورت جیسا فعل ہے اور
بال ہے اور اس کے ساتھ مصاحبت لائی گئی ہے اس طرح اپنی تعالیٰ کا قول "فلجیفو آلفزخم
وشرکتہ کخم" (تم اپنی قوم مع اپنے شرکاء کے پختہ کرو۔ پہلے سورہ یس۔ آیت ۱۷) میں بھی
"لجیفو آ" کا ہمارا لفظ کے جیسا فعل ہے اور اس کے ساتھ مصاحبت لایا گیا ہے۔ لہذا اس کے بعد
آنے والے اسم یا ہر بطور مصحف ہوگا۔ چنانچہ کی مثال جیسے "قنا سلاز و القیل" یعنی "اننا سلاز
و القیل" (یعنی میں تل کے ساتھ ساتھ چلا) میں حق سلاز لفظ فعل نہیں لیکن فعل کا معنی معلوم ہے
یہ اس کے خلاف ہونے پر ہے اس میں اس کا معنی ہو سکتا ہے۔ اور یہ بیان حال ہے۔

کل دخل و صیغۃ کا ارباب کل عرب کا قول کل دخل و صیغۃ کے بارے
میں صاحب کتاب نے فرمایا کہ حسب چرچا جائز نہیں، اگر کوئی مشکل کرے کہ "وصیغۃ" اور اسکی
مع کے بعد واقع ہے لہذا اسے بطور معنی کی وجہ سے مشرب چرچا جائے؟ تو اس کا جواب یہ
دیا جائے گا کہ یہ ضروری نہیں کہ جو اسم یا معنی مع کے بعد واقع ہو وہ بطور معنی ہو بلکہ مثال مذکور میں
اور اسکی مع کے بعد واقع ہے اور بطور معنی اس لیے کہ بطور معنی ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ
وہ بطور فعل کے ساتھ زمانہ واحد میں صاحب ہو (یعنی بطور معنی اور اس کے صاحب کا زمانہ ایک
ہو) جیسے "جورث و ریدقا" (اس میں زید بطور معنی اور اس کے صاحب کا زمانہ ایک
ایک ہے) یا مکان واحد میں صاحب ہو (یعنی بطور معنی اور اس کے معنی کی ایک ہو) جیسے
"لوثرکت اللقاع و فعدلتھا لہ صیغۃ" (اگر کوئی کو اس کے بیچ کے ساتھ ہو) دیا جاتا تو وہ
اپنے بیچ کے ساتھ ہو جاتا یعنی کوئی اور اس کے بیچ کا ایک جگہ ہو دیا جاتا، اگر دونوں کی جگہ ایک ہو
تو وہ ایک ہی جگہ ہوتا۔)

اس طرح ہذا لک و ثلک کو حسب کے ساتھ چرچا جائز نہیں، اس لیے کہ اسم اشارہ ہے
اگرچہ اس میں نشیہ فعل کا معنی دیا جاتا ہے لیکن فعل کے خلاف موجود نہیں۔

باب الاسم الواقع بعد الواو

واو کے بعد آنے والے اسم کے احوال

وقد يجب النصب كقولك "لأنه عن القينح وإنيثنا" ومنه قمت
وزيذا و تمرث بك وزيذا على الأصح مبهما، ويقرَّب في نحو
قوالك "كنت زينا كالآخ" ويصنف في نحو قما زيدا وعمره.

ترجمہ - ہر کی نصب واجب ہوتا ہے جیسے تم اقول "لأنه عن القينح وإنيثنا" (اصل فتح کو انہما ہونے کے ساتھ فتح سے نہ ہو کہ اگر کتب نصب کے مطابق قمت وزيذا اور مرث
بك وزيذا ہی (یعنی نصب چاہتا واجب ہے) سے ہے۔ اور تم نے قول "كنت زينا" کا آخ
کا آخ "تسکریں اصل میں نصب چاہتا واجب ہوتا ہے۔ اور قما زيدا وعمره ممکن شکل میں نصب
چاہتا واجب ہے۔

واو معیت کے بعد آنے والے اسم کے حالات:

۱۔ اسمیت پر اصل فعلی یا اصل معنوی کے ساتھ لایا گیا ہو اس وقت واو کے بعد آنے والے اسم کی معنی
ماضی ہوتی ہے۔

مثال حالت - وقد يجب النصب الح "واو معیت کے بعد آنے والے اسم پر ماضی فعلی
مضی نصب آیا واجب ہے اور یہ صورت اس وقت پائی جائے گی جب کہ واو اسمیت کے باوجود اس کے
ماضی پر ماضی ہاڑ نہ ہو، بلکہ متعجب ہو کہ ماضی معنوی کی وجہ سے یا ماضی ماضی کی وجہ سے، اس لیے کہ
یہاں واو سے نصب کے اور کوئی صورت نہیں ہے۔

ماضی معنوی کی مثال جیسے "لأنه عن القينح وإنيثنا" (اصل فتح کو انہما ہونے کے ساتھ
اس سے مت راک) میں ماضی متعجب ہے ماضی معنوی کی وجہ سے۔ اور وجہ متعجب ماضی ہے کہ اگر
ماضی کیا جائے تو "لأنه عن القينح وعما إنيثنا" عبارت ہوگی اور واو مصاحبت کا سنی یا اصل
ہو جائے گا، لہذا ماضی کرنا درست نہیں۔ اور جب ماضی کرنا درست نہیں تو ماضی ماضی پر نصب
ماضی ہو گیا۔ واو اسمیت کے سنی کو بطلان سے چلانے کے لیے ماضی کرنا جائز قرار دیا ہی ماضی معنوی
ہے، کیوں کہ سنی کا ماضی کیا گیا ہے۔

ماضی ماضی کی مثال جیسے "قمت وزيذا اور تمرث بك وزيذا" ہے دونوں مثالوں میں
زيذا پر ماضی ماضی ہونے کی وجہ سے نصب آیا ہے، کیوں کہ دونوں میں ماضی کرنا جائز نہیں بلکہ متعجب

۳۔ پہلی مثال میں خیر مرفوع متصل کی تاکید خیر مطلق شائے کی وجہ سے مطلق متعجب ہے لہذا سوائے نسب کے اور کوئی صحت نہیں ہوگا۔ واجب ہوگا۔ اہل اس میں جاؤ کے لہذا کمال پر مطلق کرنا اس وقت جائز ہوگا کہ اس میں خیر مرفوع متصل کی تاکید خیر مرفوع لٹاکے ساتھ لائی جائے جیسے قدمت فلا ویدقا۔ اس میں ویدقا کا مطلق قدمت کی خیر متصل پر ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ اس کی تاکید خیر مطلق کے ساتھ ہے اس لئے کہ۔

اور حمیر متصل کی تاکید جب حمیر متصل کے ساتھ لائی جاتی ہے تو صنف کرنا جائز ہوتا ہے اور چونکہ حمیر متصل قائل ہے اس لیے یہ بھی صحیح و مفید و راجح آئے گا۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کو مفعول مہر ہونے کی وجہ سے منصوب چڑھا جائے۔ اسی طرح ہماری مثال کا قول "لَقَدْ كُنْتُمْ لِقَوْمٍ" و "لَقَدْ كُنْتُمْ لِقَوْمٍ مُّسْلِمِينَ" (مکرر تم اور تمہارے باپ وہاں بھی پہلے کلمہ کراہی میں جملہ رہے۔ پس عام و خاص آیت ۵۷) میں "وَلَقَدْ كُنْتُمْ كَافِرِينَ" کا صنف "كُنْتُمْ" کی حمیر متصل پر ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ اس کی تاکید حمیر متصل کے ساتھ یہاں ہے۔

دوسری مثال غزوث ہلک و زینقا میں ۱۱ کے بعد کا نکل پر حلف چاروں میں یکو متفق ہے اور وہ اشتراک حلف یہ ہے کہ اگر خیر مکرور پر حلف کریں تو خیر مکرور پر وہ ان اہلاد چار کے حلف لازم آئے گا اور وہ چاروں میں ہے ہاں اگر خیر مکرور پر حلف کریں اور اہلاد حرف چار کے ساتھ خیر مکرور پر حلف ہو جائے تو پھر یہ چار ہوگا۔ جیسے ہادی تھیل کا قول "وَعَلَيْهَا وَقُلِي الْفَلَكَ تَضَلُّونَ" (اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کرائے جاتے ہو۔ پھر ۱۱ میں وہ صحت تا بعد ۱۲) میں وہ ۱۱ کے بعد الْفَلَكَ کاوا کے نکل خیر مکرور عَلَیْهَا پر حلف کیا گیا اور خیر مکرور پر حلف حرف چار کے اہلاد کے بعد ہوا ہے اس لیے حلف کرتا چار ہے، لیکن غزوث ہلک و زینقا میں یکو نہیں۔

طی الامح کی قید کی وضاحت:

[illegible]

دوسری حالت: ویفریجس فی نحو قولك كن انت ورفیقك لآخ ۵۶ کے بعد اس کے فاصل پر جائز ہوتا ہے وقت بمقابلہ صنف کے مطہر سطح معتدل یا دریاں وغیرہ اور یہ

برضویت کے منصوب ہوگا۔ جیسے یہ قول بھی لنت و ریتۃ میں وہاں کے ایہہ کا اہل پر مطلق ہو سکتا ہے اس لیے کہ اس میں ضمیر متصل کی آئید ضمیر متصل لنت کے ساتھ کی گئی ہے اس لیے مطلق ہوا ہوگا اور یہاں مطلق کے لے پر فروع نہ چاہا جائے گا، لیکن مفعول سے نہ زیادہ رافع ہے اور اس کی وجہ سے کہ اگر آپ "ریتۃ کو مثنیٰ" کی ضمیر پر مطلق کر ہی تو زیادہ مہرہ جائے گا، ملاحی کہ آپ نے اسے محکم اپنے کارآمد نہیں کیا ہے، بلکہ اپنے مطلق لنت کو محکم دیا ہے کہ تو زج کے ساتھ ملاحی کی طرح ہوا۔ شاعر نے بھی مطلق کے ساتھ ہونے کے باوجود مفعول سے نہ کہ کوئی لنت قرار دیا ہے

فكونوا انتم و مني ايكم مخلصا فكلوبن من الطحالب

(ترجمہ) تم لوگ اپنے آپ کی ہوا کے ساتھ رو کر سے ایک مثنیٰ کے ساتھ ہوا جاؤ۔ یعنی اس طرح ہوا کہ اگر وہاں سے ایک مثنیٰ ہی ہو اس شعر میں کل اشتہاد "و مني" ہے جو مہرہ نہیں ہے اور اس کا اہل پر مطلق بھی نہیں کیا گیا ہے اس لیے یہ مفعول سے منصوب ہے اور شاعر کا مقصد بھی یہی ہے، لیکن اس شعر میں وہاں کے ایہہ کا اہل پر مطلق ہو سکتا ہے اس لیے کہ ضمیر مفعول متصل کی آئید ضمیر متصل لنت کے ساتھ کی گئی ہے اور یہاں مطلق کے "و مني" پر فروع بھی نہ چاہا جائیگا، لیکن اس وقت شاعر کے مقصد کے خلاف ہوگا۔ کیوں کہ شاعر کے نزدیک مطلق مہرہ ہے و مني ایکم مہرہ نہیں۔ ضمیر کی حالت و یصنف من بعد فلم ریتۃ و مفعول سے مطلق کے مقابلہ میں مطلق ملاحی ہوا کہ اگر مثنیٰ کی صورت میں لنت و مثنیٰ میں کوئی مثنیٰ نہ ہو۔ یعنی لنت و مثنیٰ میں مثنیٰ کی صورت کے مطلق نہ ہو مگر یہاں "ریتۃ و مفعول" اس میں مطلق ہی اصل ہے اور اس کو ضمیر قرار دینے والا کوئی قرینہ نہیں ملتا یہ لنت ہوگا۔

باب ہذا سے متعلق دو مسئلے

- (۱) اگر فعل مثنوی ہے جیسا کہ ملاحظہ ہوتا ہے اور مطلق جائز ہو صرف مطلق نہیں ہوگا۔ یعنی مطلق طے کا جرح و حرب ہوگا وہاں کے ایہہ والے اسم کا بھی ہوگا۔ جیسے ملاحیہ و مہرہ اس میں فعل مثنوی ہے اور ملاحیہ مثنویہ ہوگا۔ اس لیے مطلق کیا جائے گا اور نہ چکی طرح مہرہ کی ضرورت ہوگا۔
- (۲) مفعول سے کا حال فعل یا مثنیٰ فعل ہے حالت یا مثنیٰ فعل واسطہ ہے مہرہ اور اس کو اس واسطے اختیار کیا گیا کہ اس کی اصل مطلق ہے اور مطلق میں جمعہ کے مثنیٰ پائے جاسکتے ہیں۔ اور جمعہ اور جمعہ میں ملاحیہ ضمیر ہے۔ جمعہ میں وہاں کا اہل مہرہ ایک محکم میں جمع ہوتے ہیں۔ جمعہ میں بھی یہ بات ہوتی ہے۔ (تبت بحسب لفظ کل لکن نہ مہرہ ملاحی)

باب الحال — حال کا بیان

باب الحال، وهو، وضف، فضلة، يقع فی جواب خيف، في صورت
الض منقوفاً.

ترجمہ:- حال کا بیان یہ ہے وہ مفرد ہے جو کیف کے جواب میں واقع ہوگا ہے
صورت الض منقوفاً (میں نے جو کہتے ہیں اس کی حالت میں ہمارا)

تفسیر:- لفظ صفت علیہ امر ہے جب ماضی کی کیفیت سے قاری ہوئے تو
اس پر ماضی کی حالت پر غور کرنے کا ارادہ کرنا اس پر ماضی کی حالت میں سے ایک حال ہے جس کی کیفیت
یہی پیش کر رہا ہے، ماضی کی حالت کی وضاحت سے پہلے حال کی تعریف و اسلامی تعریف کا کہنا
اور ضروری ہے تاکہ ماضی کے مسائل کا کہنا آسان ہو جائے۔

حال کی تعریف:

حال کے لغوی معنی تخرید و تزل کے ہیں، حال، اسلامی میں بھی تخرید و تزل کا معنی ہے ہوتی
رہتی ہے، اس طرح دونوں معنیوں میں ماضی پائی جاتی ہے۔

اسلامی لغوی میں حال دو اہم کلمہ ہے جو وقت و محل کا حال کی ہیئت و محل میں فعل کا
ماضی کی حالت بیان کرے، حال کی مثال ہے "جد ریہ و لکین" (آج اس نے ہونے کی حالت
میں) ماضی کی مثال ہے "صورت الض منقوفاً" (ہمارے نے زچ کو بندھا ہونے کی
حالت میں) ماضی کی مثال ہے "قفیت عمرو و لکین" (ہمارے نے عمرو سے اس حال
میں کہ اس نے ہونے کے اس حال میں "و لکین" نے ماضی اور ماضی کی حالت بیان کی ہے
تو اس کو حال کہیں گے، جن ماضی کی حالت کو بیان کیا جائے اسے اس حال کہتے ہیں جسے
"جد ریہ و لکین" میں "ریہ" اور "قفیت عمرو و لکین" کی ترکیب اس طرح ہوگی لغوی فعل
کی خبر و الحال حال، عمرو و لکین، لکین دونوں سے حال، دونوں و الحال اسے حال
سے کہہ کر حال اور ماضی کا فعل ہے حال اور ماضی کا فعل ہے حال کر ماضی خبر یہ ہوتی۔

حال کے لیے چند شرائط:

حال نام ہے ایسے اسم کا جس میں تین شرطیں موجود ہوں (۱) وہ وصف ہو (۲) وہ زمانہ ہو
(۳) کیف کے جواب میں واقع ہونے کی حالت رکھتا ہو جسے تیراقول "صورت الض منقوفاً"

(یہاں میں نے زوجہ کو دعا کرنے کی حالت میں اس مثال میں مکتوباً حال ہے جو میری صفت ہے
اسم زادہ ہے اور کیف کے جواب میں واقع ہونے کی ملاحظہ رکھتا ہے۔ فاضل طلاس طبعاً المرتز نے
شعر کی مہارت "وہو وصف، فضلا، يقع فی جواب کیف" کے ذریعہ ان علی شراک کی طرف
انتہا کیا ہے۔

افعال ملے: یہاں ایک افعال اور وہ ہے کہ بھی آپ نے دعویٰ کیا کہ حال یہاں اسم ہے جو
میرے صفت ہو گا اور کہ ہاری تعالیٰ کا قول "فانفروا فنبات" (پھر کرو، گرو، میں کرو، کرو۔ ۱۰۵)
سودا سے بعد اس میں نباتات حال ہے لیکن وصف نہیں ہے۔ جواب اس آیت کریمہ سے آپ کا دعویٰ
نہیں کیا؟

جواب: چوں کہ اس آیت میں "نباتات" متفقین کے قول میں ہے جو فکر برادری ہے
ہے۔ نباتات میں سنی وصف پائے جانے کی وجہ سے حال نہ جا سکتا ہے۔

افعال ملے: آپ نے حال کے لیے "النباتات" (یعنی اگر اس اسم کو کلام سے ہٹا دیا جائے تو
سنی میں کوئی باز پیدا نہ ہو) کی قید لگائی ہے۔ حالاں کہ ہاری تعالیٰ کا قول "ولا تفسد فی الارض
مروءا" (اور زمین میں اڑ کر نہ جاؤ، پھاسو، مروءا۔ آیت ۱۷) میں مروءا حال واقع ہے، لیکن
الفصلہ نہیں ہے۔ کیوں کہ اسے ہٹا دیا جائے تو آیت کے سنی میں ضرور لازم آئے گا، چنانچہ حال کے
لیے الفصلہ (اسم زادہ) کی قید لگائی ہے اور اس سے آپ کا دعویٰ ٹل جاتا ہے۔

جواب: حال کی تخریب میں جو الفصلہ کی قید لگائی ہے اس سے ایسا اسم زادہ مروءا ہے جو
جملہ کے بعد واقع ہو جس کے ساتھ کروچے سے سنی میں باز پیدا نہ ہوگا کہ یہاں ساتھ نہ دیا جائے
تو آیت کا سنی کا سد ہو جائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ مروءا جملہ کے بعد نہیں ہو سکتا اور ایسا بھی نہیں ہوتا
کہ آپ نے سمجھا کہ کیا آپ کا اعتراض حال مؤکدہ کے اعتبار سے ہے اور طارحاً حال مؤکدہ کے
اعتبار سے ہے۔

اسی طرح کی کیفیت دہری عن و طارحاً شاعر کے کلام میں پیدا ہوئی ہے۔ شعر:

لہس من ملک فلفن فراخ مہوت

إننا الفینک نیتک الآخیلہ

إننا الفینک من بیض کلہا

کلہا نلکہ قلیل الزجلہ

(ترجمہ: مروءہ نہیں جو مر کر آہام حاصل کرے، وہ حقیقت مروءہ تو ان ذہنوں کی موت ہے جو

ہمیں بطریق اختیار لالہ اور کم امیدی کی حالت میں مذہبی گداز رہے ہوں۔)

اس شعر میں کلہا، کلہا، کلہا ہے چوں کہ یہاں ایسے ہی جن سے کلام کا ہونا

یہاں سے کہیں کہیں کہ اگر شخص ساقط کر دیا جائے تو کلام اکملہ البیت من یغیبش " ہوا جائے گا
 جو حق میں ناقص لازم آئے گا، کہیں کہیں کو اس کے ہند پر محمول کرنا ہوگا، لیکن بنی احوال کے اندر
 کرنے کے بعد ناقص کی صورت یہ ثابت ہوگی اور معنی میں کوئی فساد کی لازم نہ آئے گا۔

(شعر مذکور میں کہ غیبت میں مرتبہ اور ایک مرتبہ کہ غیبت مقول ہوا ہے، غیبت ممکن الیہا
 ہے اور ہر دو انسان ہے جس سے حیات پر ہوا کر نکل ہو اور غیبت چھوڑ دیا ہے، ہر دو انہم مرد ہے
 جس میں حیات تو باقی ہو لیکن جس وجہ سے ہر حال ہر صورت مستقر ہو گئے ہوں، غیبت یعنی حیات، معلوم
 غیبت کا یہ معنی حیات طویل آئی۔)

وشرح کلام الشیخ

توضیح۔۔۔ اور اس (یعنی حال) کی شرط یہ ہے کہ مذکور ہو۔

حال کی شرط:

حال کی شرط یہ ہے کہ مذکور ہو جس کی یہ ہے کہ اسم کے اندر کمال ہے، کہیں کہیں مذکور ہے
 قابل ہے لیکن مذکور میں کہ اور اس حق کر کے صرف ظاہر ہوا ہے جیسے کہ کہیں کہیں ہے اس میں جب الہ
 ہوا ہوا ہے تو صرف ہوا ہوا ہے اور حال کا مقصد یہ ہے کہ حق حقیقی جس پر فعل دلالت کرتا ہے اور
 دلالت کی طرف منسوب ہے اور مقید ہو جائے اور مقید مذکور سے ہوا ہوا ہوا ہے صرف کی کیا ضرورت ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اولیٰ مقید ہوا ہے اور حال اس کے مقید ہے، مقید ظاہر ہے کہ مقید کا مرتب
 مقید سے کم ہے لیکن اولیٰ بھی مقید ہو جاتا ہے، مقید کہ حال صرف ہو تو اولیٰ کے مقید ہونے کی
 صحت میں مقید کی فوقیت اور برتری مقید ہو جائے گی۔ (بحر تسمیل ص ۱۱۱ شرعیہ ص ۱۱۱)
 اگر کسی جگہ حال صرف ہو جیسے حال عرب کا قول "انطلقوا الاولیٰ فالاولیٰ" میں فالاولیٰ حال
 ہے جو کہ صرف ہے لیکن اسے مقید کی تالیف میں کر کے غلطی ہو جاتا ہے، یہی طرہ "انطلقوا الاولیٰ"
 میں قبلہ ان حال ہے جو کہ صرف ہے لیکن مقید کی تالیف میں کر کے غلطی ہو جاتا ہے۔

اولیٰ اولیٰ قبلہ ان کی تسمیٰ اولیٰ: یہ عبارت شاعر اسلام حضرت لیلیٰ کے شعر کا ایک کرا
 ہے جس میں مقید نے اپنے مقید دینہ اللہ کا مقید بیان کیا ہے، قصہ ہے کہ ایک دن حضرت علیہ السلام
 مقام پر تھے، وہاں پہنچا کہ ایک عمارت میں نے اپنی بیویوں کو مروت لکھ لکھ کر اپنی بیوی کے لیے
 کدہ سے کدہ دیا، وہاں کو کدہ سے کدہ نکلتے دیکھا کہ ہر غزل کی غزل کو پھر دیا اور خود غزل کے لیے
 کدہ کو لکھا کہ کدہ کی غزل میں پر غزل کر دے، اس کی حضرت علیہ السلام نے شعر کا یہ شعر اس طرہ ہے۔

وَلَمْ يَشْفُقْ عَلَى نَفْسِ الْغَضَلِ وَلَمْ يَزَلْهَا الْوَرْدَ وَلَمْ يَزَلْهَا
(ترجمہ) عاروشی نے اپنے باوریں کو ایک ساتھ بچھڑا دیا اور ان کو تیرہ سو سال تک جمع ہوا ہونے
سے فکری روکا اور ان کا اعتراف کیا کہ وہ ایک ساتھ سب کے سب پا کر پانی پیچے سے ہو سکتا ہے نہ
میرا بہنہ ہوں۔)

نفس کے سق ہیں میرا بہنہ اور داخل کی صورت ہے ایک بہنہ کو پانی پا کر پانی
کے پیر سے کی جگہ بھیجا دیا جائے، اس کے بعد دایا سے لفظوں کے درمیان لے پا کر پانی پانی
جائے تاکہ کھلی مرتبہ اگر کچھ کی روٹی ہو تو ان لفظوں کو پانی پیچے ہوئے دیکھ کر لپکا لے کر میرا بہنہ
ہو جائے اس طرح ہر بہنہ کے ساتھ یہ صورت کی جائے اس شعر میں "الغرض" حال ہے جو صرف ہے
لیکن اسے گھر کی ادویں میں کر لیا گیا ہے۔

ہاں تھائی کا قول "لِيُفْرَجَنَ الْآخِرُ مِنْهَا الْآخِلُ" (عزت و لا وہاں سے اہل اسے
کال دے گا۔ یہ ۱۱۰۰ سالہ تھائی ۱۱۰۰) اس آیت کریمہ میں "الآخِلُ" حال ہے جو کہ صرف ہے
لیکن گھر کی ادویں میں کر کے "مقتلاً" کے سق میں بچھا جاتا ہے۔

اور اللہ رب کا قول "لِيُفْرَجَنَ الْآخِرُ مِنْهَا الْآخِلُ" (ترجمہ) کو شش کرے اس حال میں "وَحَدِّكَ خَيْرُ
خطاب کی طرف خطاب ہونے کے دو صورت ہے طلاق کر کے یہی حال واقع ہے اس سے پہلے کہ
مظہر کے سق میں کر لیا گیا جو کہ گھر ہے۔ یہی صورت جو صرف ہیں، لیکن جھٹکا کر ہیں جس طرح
"خَضَنَ الْوَجْهَ" صرف کی صورت میں ہے، لیکن حقیقت گھر ہے صرف کی طرف خطاب ہونے کی
وہ ہے صرف معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ اضافت کھلی ہے جس سے خطاب میں تخفیف حاصل ہوتی ہے جس
سے خطاب صرف نہیں ہوتا، اس طرح الغرض میں "الآخِلُ" لام ہذا قلیل ہے اور وحدتك میں اضافہ
اہل ہے اور یہ سب گھر کے علم میں ہیں۔

وَشَرْطُ صَاحِبِهَا التَّعْرِيفُ

یہ باب ذوالحال کے شرائط کے بیان میں

وَشَرْطُ صَاحِبِهَا التَّعْرِيفُ، أَوِ التَّخْصِيسُ، أَوِ التَّعْيِينُ، أَوْ التَّامِيذُ
(نَحْوُ) خُشْفَا أَنْصَلُوا لَهُمْ يَخْرُجُونَ (فِي) لَزْبَقَةِ أَيَّامِ سَوَادِ اللَّسَالِيْنِ
(يَوْمَا أَفْلَكْنَا مِنْ قُرْبَى إِلَّا لَهَا غَمِيرُونَ) كَيْفَةً مَوْجِشًا طَلَلًا۔

ترجمہ:- اور ذوالحال کی شرائط تین ہیں: تخصیص، یا تعین، یا تامیز، یا خفیفاً انصلاؤم

یخروجون (اس کی تمہیں دس عزت کے جمل ہوئی ہوں گی۔ اور قبروں سے اس طرح نکل رہے ہوں گے۔ یہ حدیث قرآن مجید) فی الزبوة ایام سنۃ المسلمین (چاروں میں ہوا جو شہر میں پارسے ہیں پچھنے والوں کے لیے۔ یہ حدیث صحیحہ آمد) وَمَا لِفُلْكَانٍ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْقَضُونَ (اور جنی بستیوں میں تم نے غلبہ سے قیامت کی ہیں سب میں نصیحت کے واسطے ارادے والے پھیر آئے۔ یہ حدیث صحیحہ آمد) لَمَيَّةٌ مُوجِشًا طَلَلٌ (ترجمہ اچھا پھرتا تھا)۔

تفسیر:۔ فاضل صفحہ طیارہ نے اس عبارت میں دو احوال کی شرائط کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں دو احوال کے لیے چار شرائط میں سے کسی ایک بھی شرط کا پایا جائے ضروری ہے۔ پہلی شرط صرف ہونا اس لیے کہ حقیقت میں غلبہ طے ہے اور اصل غلبہ طے میں تعریف ہے۔ دواہ صرف ہو گا جیسے ہادی تعالیٰ کا قول "حُشِقَا تَهْضُوتُ يَخْرُجُونَ" میں حُشِقَا، يَخْرُجُونَ کی ضمیر فاعل سے حال ہے اور ضمیر حرف العارف ہوتا ہے لہذا دو احوال کا صرف ہونا پایا گیا۔ دوسری شرط تفصیل ہے جیسے ہادی تعالیٰ کا قول "فی الزبوة ایام سنۃ المسلمین" میں سنۃ، الزبوة سے حال ہے اگرچہ الزبوة محرم ہے، لیکن ایام کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے خاص کر لیا گیا ہے۔

تیسری شرط عام ہونا جیسے ہادی تعالیٰ کا قول "وَمَا لِفُلْكَانٍ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْقَضُونَ" میں لَهَا مُنْقَضُونَ، قَرْيَةٍ سے حال واقع ہے اور یہ قرآن میں سابق بھی واقع ہونے کی وجہ سے گمراہ ہے۔ چوتھی شرط دو احوال کا حال سے متاثر ہونا، جیسے شاعر کا قول ۔

لَمَيَّةٌ مُوجِشًا طَلَلٌ يَلُوحُ خَلْفَهُ خَلَلٌ

(ترجمہ: سپہ کے دیرین کھنڈرات ایسے نظر آتے ہیں گویا وہ چھوڑا سنڈھے تمام ہیں) یہ کثیر معنی مبدل معن کا کلام ہے جس میں گل و شہاد "طلل" ہے جو دو احوال ہے اور مُوجِشًا حال ہے اور دو احوال حال سے متاثر ہے۔ (موجشہا بمعنی دیرین۔ طلل بمعنی کھنڈرات محض اطلاق، خلل بمعنی خلاء بمعنی چھوڑا سنڈھا یا ہوا نیام)

ضمیمات باب ہذا

اقسام حال: حال کی اقسام تین ہیں مختصہ اور مطلقہ۔

مختصہ۔ وہ ہے کس فعل کے محدود وقوع کا زمانہ حال کا زمانہ ایک ہو جیسے جلتہ زینہ زلکنا۔

مطلقہ۔ وہ ہے کس فعل کے محدود وقوع کا زمانہ ایک نہ ہو جیسے غدا غلوا خالدا میں کہ وقت

دخول بطور باجماعت ہے۔ پھر حال غصہ کی سات قسمیں ہیں (۱) حال سبکدہ ۱۹۹۰ء حال ہے جو اپنے
 وہ الحال سے جدا ہو جاتا ہے جیسے جلہ می وینڈ رکنا (۲) حال تکرار ۱۹۹۰ء حال ہے جو اکثر بار بار
 میں اپنے وہ الحال سے جانتا رہتا ہے جیسے ریڈ ایون عطفہ ہرانی اکثر ہوا کاف میں آپ سے
 جدا نہیں ہوتی (۳) حال دائرہ حال ہے جو اپنے وہ الحال سے کبھی جدا نہیں رہتا جیسے کھلی مٹان
 شہینہ (۴) حال خدا غلہ حال ہے جس سے دوسرا حال واقع ہو جائے جیسے جلہ می ازاد
 زکنا صلحہ صلحہ، زکنا کی ضمیر سے حال ہے (۵) حال مترادفہ حال ہے کہ ایک ہی
 وہ الحال سے کئی حال واقع ہو جائیں جیسے جلہ می وینڈ رکنا صلحہ (۶) حال مطلوبہ حال ہے
 کہ جس کے وہ الحال کی طلب مقصود ہو جیسے یلوین صلحہ (۷) حال مستویہ حال ہے جس کا
 وہ الحال مستوی ہو جیسے ہذا وینڈ قلند (حکمت نمبر ۱۸ ص ۳۷)

حوالہ حال: حال کے تین حوالہ ہو سکتے ہیں (۱) اصل جیسے جلد ریختہ و لکنا (۲) اصل
یعنی جو اصل میں اصل کے مشابہ ہو جیسے اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مفعولہ، مضاف زیعہ ذالعت و لکنا
(۳) معنی فعل جس میں فعل کے سنی پائے جاتے ہوں جیسے ہمارے لکنا ہذا الحشیہ کے معنی میں
ہے، معنی فعل سے مراد اشارہ، عہد نامہ، ازبکی تفسیر ہیں۔

حذف مال: اگر کسی بوقت قریہ مال کو حذف کرے بھی ہمارے قریہ حالیہ ہو جسے طر
میں جانے والے سے کہنا واجباً نہیں (موسیٰ بن جعفر) (یعنی یہ مال ہے) یا قریہ حالیہ ہو جسے
أَيُّضاً الْإِسْلَامُ اِنْ لَمْ يَخُصَّ عَقْلُهُ بَلَى فَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ

باب التفسير — **تفسير كايان**

باب: والتَّعْيِيرُ وهو إسم. فصلة. نكرة. جامدة. مُقْتَرَفٌ لِمَا أَنَّهُمْ مِنَ الدُّوَابِّ.

ترجمہ :- یہ بات ہے اور تمہیں وہ کہ ہے جو کہ اگر ہو چلا ہو اور اس سے کہہ
کہہ گئے والی ہو۔

تفسیر :- فاضل مسقط جب مال کی تعینات کو بیان کرنے سے فارغ ہو گئے تو اب یہاں سے مضامینات میں سے تمیز کو بیان کرنے کا ارادہ فرمایا۔

نمیک کی تعریف: نمیک وہ نمک ہے جو ام کے اہام یا اجزاء کے تعامل کو دور کرے جس
 ام سے اہام کو دور کیا جائے ترکیب میں اس کو نمیز کہتے ہیں۔ اہل اصفندی وطن ریشائی ترکیب ہوگی۔

مندی خلاف مضاف علیہ عمل کرنا ملے کے متعلق اگر غیر مقدم، وظل یزید، وفاقا نیز، وفاقا نیز عمل کرنا جائز ہے، جتنا اس کے غیر مقدم عمل کرنا سمجھتا ہے۔

نمیز کی شرطیں۔ نمیز کے لیے پانچ شرطیں ہیں (۱) کام ہو (۲) دائرہ ہو (۳) گردہ ہو (۴) بہاد ہو (۵) کلاوت سے بہام کو دور کرنے والی ہو۔ نمیز ابتدائی تین شرطوں میں تو حامل کے ساتھ ہوتی ہے اور اخیر کی دو شرطوں میں خلاف ہوتی ہے، اس لیے کہ حامل شش ۵۵ ہے اور حرکت کو روکنے والا ۵۵ ہے۔ اور نمیز ہلکے ہوتی ہے اور کلاوت سے بہام کو دور کرنے والی ہوتی ہے۔

باب احکام التضمین

یہ باب نمیز کے احکام کے بیان میں

وَالْكَثْرُ وَقُوْعُهُ بَعْدَ الْمَقَابِرِ، كَ "جَرِيْبٍ مَخْلًا" وَضَاعٌ تَمْرًا وَ
تَمْرًا مَخْلًا وَالْعَدَمُ، نَحْوُ اخَذَ عَشْرَ كَوْكَبًا وَ تَسْعَ وَ تَسْعُونَ
مَعَةً وَمِنَ التَّيْمِيْنِ كَمِ" الاستهبابية، نَحْوُ كَمْ غَبْنَا مَلَكًا فَلَمَّا
تَمِيْرُ الْخَبَرِيَّةِ فَمَجْرُوزٌ مَفْرُودٌ كَتَمِيْرُ الْمَلِكِ وَمَا فَوْقَهَا، او مَجْمُوعٌ
كَتَمِيْرُ الْعَشْرَةِ وَمَا تَوْنَهَا، وَلَكِ فِي تَمِيْرِ الْاِسْتِهَابِيَّةِ الْمَجْرُوزَةِ
بِالْحِزَابِ جُزْءٌ وَصِفَةٌ.

توضیح۔۔۔ اور نمیز کا قراغ اکثر مقابر کے بعد ہوتا ہے جیسے "عمدی جریب مغل" اور "عمدی صاخ تمر" اور "مواہ مغل" اور ہر کے بعد ہوتا ہے جیسے کھد عشر کو کتا اور تسع وتسعون معہ اور اس سے کم استہاب کی نیز ہے جیسے کم غبتا ملک "بہر حال کم خبر کی نمیز تو ضرور ہوگی بلکہ اور اس سے علاہ کی حد وقت وغیرہ کی نمیز کی طرح، مانع ہر ہوگی عشرہ اور اس سے نیچے کی حد کی نمیز کی طرح، اور کم استہاب کی نیز میں حرف جر کی وجہ سے اور نصب چھ حجاز ہوگا۔

توضیح۔۔۔ وَالْكَثْرُ وَقُوْعُهُ بَعْدَ الْمَقَابِرِ کی تکرار۔ فاضل صحت نے اس مہارت کے اربعہ میں ذکر فرمایا ہے کہ اصل سے احقر لکھا ہے جن لوگوں نے نمیز کو مقابر کے بعد واقع ہونے کے ساتھ مانا کیا ہے اس کے علاوہ کی طرف تھی ہونے کو چار ترائیں دے۔ مانتے اس سے اس بات کو انکار کیا کہ اس طرح کی نمیز کا مقابر کے بعد واقع ہونا خاص نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ کے بعد بھی واقع ہوتی ہے لیکن مقابر کے بعد نکرت کے ساتھ واقع ہوتی ہے۔

ملکٹ" اور کم فلزا اہمیت" میں عقائد اور ناز اداوں کی وجہ سے جو منسوب اور مفرد ہیں۔
 کم خبری کی تمیز ایسا مفرد ہوتی ہے لیکن کسی جمع کی حالت میں یعنی جمع مفرد کی شکل میں تمیز
 آتی ہے جیسا کہ سخن سے لے کر اس تک کے مفرد کی تمیز آتی ہے مثلاً کم عیبو ملکٹ" میں عیبو
 کی جمع مفرد ہوتی ہے جیسا کہ عشرۃ اعبدو ملکٹ اور ثلاثۃ لغبو ملکٹ کہتا دست ہے مفرد
 کی مفرد مفرد آتی ہے جیسا کہ ملکٹ اور لفت کی تمیز مفرد مفرد آتی ہے مثلاً کم عیبو ملکٹ (میں
 بہت سارے مخلصوں کا مالک ہو گیا اسی طرح ملطف عیبو ملکٹ اور لفت عیبو ملکٹ کہتا دست
 ہے) لیکن دونوں صورتوں میں مطلب ایک ہی ہوتا ہے یعنی مفرد اور جمع دونوں صورتوں میں مفرد کی
 کثرت کو بیان کیا جاتا ہے) سخن کی عبارت علاناً تمییز العیوبۃ معجوزۃ معروۃ سے اس
 مطلب کی طرف اشارہ ہے۔

طالب علمات اشکال اور اس کا جواب:

حضرت علامہ استاد صاحب کتاب کی یہ نظر ہے کہ کم استعلاہ کی تمیز منسوب اور مفرد ہوتی ہے اور
 کم خبری کی تمیز کی مفرد مفرد ہوتی ہے اور کسی مفرد مفرد ہوتی ہے جو اس کی وجہ کیا ہے؟
 جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ کم کو مفرد ہونے سے جدا کرنا ہوتا ہے لیکن مرے ہیں مکمل ایسا مفرد
 میں مناسب یہ ہے کہ کم کی تمیز مفرد کے مراتب میں کی تمیز کی طرح ہو اور یہی ہے کہ کم
 استعلاہ کی تمیز سے ملتی اور جہاں استعلاہ کے اور ہے جہاں استعلاہ یہ ہے کہ کم استعلاہ میں جدا ہوتا
 لفظ رکھیں، اس لیے کہ خبری اور اس اور اس میں اس کی تمیز کو منسوب مفرد کر رہا جیسا کہ مفرد کی تمیز
 منسوب مفرد کرتے ہیں اس کے اور کم خبری ہوتی رہا اور وہ کہتا ہوتی ہیں اس میں ان دونوں میں تمیز
 کی تمیز کا لفظ کم خبری کی تمیز میں ہو گا اور یہی وجہ ہے کہ کم خبری کی تمیز کو کسی مفرد مفرد کرتے ہیں اور کسی
 مفرد جمع تاکہ کم استعلاہ اور کم خبری کی تمیز ہونے کے مراتب میں اس کی تمیز کو شامل ہو جائے۔

وَلَاکَ لَی تَمِیْزُ الْاِسْتِعْلَیَّۃَ الْمَعْرُودَ بِالْحَرْفِ جَزْءٍ وَمَصْدَرٍ کِی تَخْرُجَ مَعَهُ
 فرماتے ہیں کہ کم استعلاہ کی تمیز مفرد اور مفرد لانا بھی درست ہے بشرطیکہ کم استعلاہ یہ حرف ہے
 داخل ہو جسے "نعم" مرفوعہ لاشعریۃ؟ "جول" مجہول لاشعریۃ؟ اس مثال میں دوہم میں مقدمہ کی وجہ سے
 مفرد ہے اس بات کی وجہ سے نہیں لیکن نامزد جاتی کا کہنا ہے کہ اس بات کی وجہ سے مفرد ہے۔

کم کی تمیز سے متعلق چند نکات

ملاحظہ ہو کہ دونوں کی تمیز کے شروع میں وہی جاتی ہے اس صورت میں ان دونوں

کی توجہ بخیر ہوگی اور اس وقت قرعہ سے معلوم ہوگا کہ تم استغما سے ہے یا کہ خیر ہے جیسے حکم دین
 وجہی القیوت (کتنے آدمیوں سے ملنے ملاقات کی) یہاں تم استغما سے جس کی توجہ پر مبنی حال
 ہے۔ اور کم دین قریۃ اعلیٰ کمالا بہت کی بہتیاں ہیں جن کو کم نے ہلاک کر دیا) یہاں اکثر یہاں
 توجہ پر دین داخل ہے لیکن جب کم اور اس کی توجہ کے درمیان کس حدی کا فصل ہو اس وقت
 توجہ پر دین داخل کرنا واجب ہے جیسے "و کم اقلکنا و قریۃ" تاکہ اس کی توجہ اس فصل حدی
 کے منقول سے متکسر نہ ہو جائے۔

تکثرت کم استغما سے کی توجہ منسوب ہوتی ہے ملاں کہ ہم دھرم لشعرون؟ کے بعد
 توجہ بخیر ہے یا کیا کیا؟ لہذا اس کی توجہ سے توجہ بخیر ہوگا کم ہے اور یہاں جو بیکے نزدیک
 ہے لیکن صاحب فقر المذنبی اور ظیل نوی کہتے ہیں کہ اس سے قبل میں عقد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کم پر
 واجب اور داخل ہونے کی وجہ سے توجہ بخیر ہے ملاں کہ توجہ بخیر ہے کہ منافقت کی وجہ سے توجہ بخیر ہے۔
 تکثرت کم استغما سے کی توجہ بخیر ہوئی ہے ملاں کہ کم لک علیہا کے بعد توجہ
 فیصلہاً جمع ہے؟

جواب: توجہ کے جمع ہونے کا جزا صرف ان کو ملتا ہے جو درجہ اول میں ہے کہ علیہا داخل
 ہے علیہا ملو کہیں اور توجہ بخیر ہے لیکن کم دفعتاً حاصل لک ملو کہیں۔

تکثرت کم خیر پر کی توجہ بخیر ہوئی ہے ملاں کہ کم فی الدلو وجہاً کے بعد توجہ
 منسوب ہے؟

جواب: کم خیر پر اور توجہ کے درمیان فصل ہو تو نصب ہی بہر ہے کم استغما سے پر عمل کرتے ہوئے
 جیسے مثال مذکور میں ہے۔

تکثرت کم استغما سے اور خیر پر ہمیشہ شرعاً کام میں واقع ہوتے ہیں اور توجہ بخیر میں حال کے
 اعتبار سے ان پر دفع نصب جراتا ہے لیکن تین حالتوں میں ان پر حرب علی ہوگا انھوں میں کوئی
 حرکت نہیں رہے گی۔

حکام سوم: متحرک افراد سے ایہام کو دور کرنے والی توجہ کے تمام مواقع میں سے تیرا مقام ہے
 ہے کہ وہ ایسے اسم کے بعد واقع ہوتی ہے جو ماضی پر دلالت کرے جیسے باری تعالیٰ کا قول "و قو
 جلتا بوقلہ بعدا" (کو ہم اسی جیسا اور بھی اس کی مدد میں لے آئیں۔ پارہ ۱۹ سورہ کہف
 آیت ۱۰) اور اہل عرب کا قول "انی لما اذنب لہا ابلا" ہے شک تار سے لے کر اس کے شکل ہوتی
 تھا (میں بعد ازاں ابلا ماضی پر دلالت کرنے والے اسم کے بعد واقع ہے اور اس سے ایہام کو

دور کرتی ہے اور مفرد منصوب ہے۔

مقام چہارم۔ ہم مفرد سے ایہام کو دور کرنے والی کلمہ کے ساتھ قرآن میں سے جو مقام ہے کہ وہ ایسے مقام کے بعد واقع ہوتی ہے جو مطائرت کے متعلق پہلا کلمہ ہے جسے ان الفاظ غیرہا ابلا میں ابلا مطائرت پہلا کلمہ کرنے والے مقام کے بعد واقع ہے اور مفرد منصوب ہے۔

وَيَكُونُ التَّجْنِيزُ مُقْتَرًا لِلنَّصْبِ، مَحْذُورًا، كَ: اشْتَقَلَّ الرَّأْسُ شَيْئًا وَ
تَجَوَّزْنَا الْأَرْضَ غَيُورًا وَ أَنَا لَكُنْزٌ مِنْكَ خَالًا أَوْ غَيْرُ مَحْذُورٍ، نَحْوُ
إِنْفَتَاحِ الْإِنْفَةِ مَلَّةً.

ترجمہ:- دو کلمہ جو نسبت کے لیے ایہام کو دور کرنے والی ہوتی ہے وہ محمول ہوگی جسے اشتقل الرأس شینہ اور تَجَوَّزْنَا الْأَرْضَ غَيُورًا اور أَنَا لَكُنْزٌ مِنْكَ خَالًا یا غیر محمول ہوگی جسے إِنْفَتَاحِ الْإِنْفَةِ مَلَّةً۔

تشریح:- وَيَكُونُ التَّجْنِيزُ مُقْتَرًا لِلنَّصْبِ مَحْذُورًا الخ دوسری قسم۔

اس عبارت میں لفظ معطف نے کلمہ کی دوسری قسم نسبت سے ایہام کو دور کرنے والی ہو کر جان لیا ہے، چنانچہ فرمایا، جو کلمہ نسبت سے ایہام کو دور کرتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں (۱) محمول (۲) غیر محمول۔

محمل کی تین صورتیں ہیں (۱) محمول میں ماضی (۲) محمول میں مستقبل (۳) محمول میں مضارع۔
محمل میں ماضی سے مراد وہ کلمہ ہے جو ماضی سے محمول ہو یعنی کلمہ تو کتب میں ماضی کی تو وہاں سے محمل کر کے کلمہ ہادی کی ہو۔ جسے "وَلِشْتَقَلَّ الرَّأْسُ شَيْئًا" (اور سرچا پکے اور) سے ملید ہو چکا۔ پس یہاں سے مراد اس کی اصل لِشْتَقَلَّ شینہ الرأس ہے فعل کی ابتداء مضارع سے محمول کر کے مضارع الیہ کی طرف کر دی گئی اور مضارع الیہ کو ماضی ہادی یا گیا اور مضارع مضارع کو کلمہ کر دیا گیا۔

محمل میں مستقبل سے مراد وہ کلمہ ہے جو مستقبل سے محمول ہو یعنی اصل میں معلول ہو بعد میں اس کو کلمہ ہادی کیا ہو جسے ہادی فعلی کا قول "وَتَجَوَّزْنَا الْأَرْضَ غَيُورًا" (اور ہم نے زمین سے چشموں کو بھاری کر دیا۔ پس ہم سرحد سے گذر کر اس کی اصل "تَجَوَّزْنَا عِیُونَ الْأَرْضِ" ہے فعل کی ابتداء مضارع سے محمول کر کے مضارع الیہ کی طرف کر دی گئی جو کہ معلول ہے اور مضارع کو کلمہ کر دیا گیا ہے۔
محمل میں مضارع غیر ہادی سے مراد وہ کلمہ ہے جو ماضی اور مستقبل کے علاوہ مضارع سے محمول ہو اور

جہاں اس سے جو اس اصل الفطریہ کے بعد واقع ہو جس کی خبر ملی گی ہے اس نام سے جو فیض کا مقام ہے
 جسے تزیینہ لکھنا منک جلتا اصل میں علم وید لکھنا ہے اور ہدیہ خالی کا قول لکھنا منک
 منالا و لکھنا منقرا (اس فتح سے زیادہ مالدار ہوں اور جتنے کے اعتبار سے ہی زیادہ مستند ہوں۔
 اور جہاں تک اس کی اصل مطلق و لکھنا منک و طریقی لکھنا منک ہے اس میں
 مطلق نہ قابل ہے اور نہ مطلق بلکہ مبتدا ہے اور میں مطلق کے مقابلہ کوئی کر کے نہیں دیا گیا ہے
 فیض غیر حکم غیر مطلق لکھنا سے دیا گیا ہے اس میں جو کلمہ کا علم ہے کہ اس کی اصل الفطریہ کے بعد
 واقع ہوتی اضافت کی وجہ سے مکرر ہے جہاں اب ہوگا۔ جسے مطلق وید لکھنا مطلق اس میں اضافت کی
 وجہ سے جو چاہا گیا ہے اور اس کی اصل الفطریہ مطلق ہوگی کے ساتھ کی طرف توجہ دینا ہے
 ہوگا جسے تزیینہ لکھنا منک مالا۔

ان عزیز معقول معقولہ الامتداد کی تخریج و تفسیر جو نسبت سے بہام کوہ کرتی
 ہے اس کی دوسری قسم غیر مطلق ہے۔ غیر مطلق سے مراد وہ ہے جو کسی سے حصول نہ ہو بلکہ صرف
 میں تفسیر واقع ہو اور نسبت سے بہام کوہ کرتی ہو اور نسبت میں پائی جاتی ہے کہ نسبت الامتداد
 مالا (یعنی ہر اہل ہے پائی کے اعتبار سے اس میں لکھنا میں بہام تھا کہ نہیں معلوم تھا کہ لکھنا کس چیز
 سے لکھا گیا ہے مالا سے اس بہام کوہ کر دیا کہ لکھنا ممکن رہتا پائی سے لکھا گیا ہے۔
 یا مثلاً جملہ سے مراد اس مطلق، اس مطلق، علت مطلق، اس مطلق، مصدر ہے۔ ہر ایک کی
 مثال ترتیب وار بیان کی جا رہی ہے اور اس سے چلے۔

اس مطلق کی مثال جسے مطلق مالا اس میں مستقل میں غیر مطلق کی طرف مالا ہے
 اس میں بہام ہے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حقیقت کس چیز سے لکھا گیا ہے مالا سے اس بہام کوہ کر دیا کہ
 حقیقت پائی سے لکھا گیا ہے۔ اس مطلق کی مثال جسے الارض مطلقہ مالا اس میں ہادی ہے
 ہتھوں کے اعتبار سے اس میں مطلقہ میں غیر ہے مطلقہ کی طرف مالا ہے اس میں بہام ہے
 یہ نہیں معلوم کہ میں میں کیا چیز ہادی ہے مطلقہ سے بہام کوہ کر دیا کہ میں میں مطلقہ ہادی ہے۔
 صفت مطلقہ کی مثال جسے وید حسن و جہاں میں حسن میں غیر ہے مطلقہ کی
 طرف مالا ہے اس میں بہام ہے۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وید کی کیا چیز ہوگی ہے و جہاں سے بہام کوہ
 ہو گیا کہ وید چاہا چاہا ہے۔

اس مطلق کی مثال جسے وید لکھنا اس میں اصل میں غیر ہے مطلقہ کی طرف مالا
 ہے اس میں بہام ہے یہ نہیں معلوم کہ وید کس اعتبار سے لکھنا ہے لکھنا بہام کوہ کر دیا کہ وید

اپنا اصل ہے۔

صورت کی مثال۔ جیسے اعجمی طیبہ لہا اس میں طیب کی اضافت باوجود ہر طرف ہری ہے اس میں بہام ہے۔ یہی طیب معلوم کہ وہ کسی اعتبار سے اچھا ہے۔ لہا نے بہام کو دور کر دیا ہے کہ وہ اپنے اعتبار سے اچھا ہے۔ یہ سب مشابہہ جملہ کہاتے ہیں۔ اسی طرح۔ میں میں کسی فعل کے متعلق دیا گیا ہے۔ مشابہہ جملہ ہوگا۔ (نور التعلیل لسانی فی شرح لہا ص ۷۷/۷۸)

وَقَدْ يُوْكَدُّانِ، مَعُوْ وَ لَا تَقْلُوْا فِي الْاَرْضِ فَضُوْدِيْنَ وَقَوْلُهُ "هِيَ خَيْرٌ اَنْتَانِ الْفُورِيَّةِ بَيْنَا" وَمِنْهُ "بَسَ الْفُخْلُ فَخْلُهُمْ فَخْلًا" جَلَا عَلَ الْبَيْنُوْنِ.

ترجمہ۔۔۔ اور بھی بھی یہ دونوں (یعنی مال اور حمیر) تاکہ ان کے طور پر نہ لگے۔ یہی کہے "وَلَا تَقْلُوْا فِي الْاَرْضِ فَضُوْدِيْنَ" (اور زمین میں لٹا کر نہ لگے۔) سے متعلق اور اس کا قول "ہیں خیر انہیں فوریہ بینا" (دو لڑکوں کے تمام خواہش میں سب سے بڑا نہ ہو ہے) اور اسی تاکہ سے "بَسَ الْفُخْلُ فَخْلُهُمْ فَخْلًا" ہے۔ یہ ظاہر نام سے ہو کے۔
حال اور حمیر کا تاکہ کی شکل میں آتا:

وَقَدْ يُوْكَدُّانِ الْحِ كِ كَرَجْ۔ بھی بھی حال اور حمیر دونوں کے دونوں تاکہ کے طور پر نہ لگے۔ یہی اصل اور معلول کی وحدت بیان کرنے کے لڑاوت سے بہام کو دور کرنے کے لیے نہیں۔ حال کی مثال جیسے ہاری مثال کا قول "وَلَا تَقْلُوْا فِي الْاَرْضِ فَضُوْدِيْنَ" (اور زمین میں لٹا کر نہ لگے۔) سے متعلق ہے۔ (۱۸۷/۱۸۸) میں فضو دین حال ہے تاکہ ان کے استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہاری مثال کا قول "ثَمَّ وَلِيْتُمْ شُجْبِيْنَ" (پھر تم جینے پھیر کر نہ لگے۔) سے متعلق ہے۔ (۱۸۷/۱۸۸) میں شُجْبِيْنَ حال ہے تاکہ ان کے طور پر نہ لگے۔ اسی طرح ہاری مثال کا قول "وَنَوْمَ لَيْفَتْ حَيْثَا" (اور میں دن کے میں ۱۵ بار نہ لگے) کیا گیا ہے۔ (۱۸۷/۱۸۸) میں حَيْثَا تاکہ کے طور پر نہ لگے۔

اسی طرح ہاری مثال کا قول "فَتَشْمُ حُلُوْغًا" (حضرت سلیمان مسکرا کر فوس لے رہے ہیں۔) سے متعلق ہے۔ (۱۸۷/۱۸۸) میں حُلُوْغًا ہلوار تاکہ کے استعمال ہے۔ اسی طرح شاعر نے اپنے کام میں حال کا ہلوار تاکہ کے استعمال فرمایا ہے۔

وَتَحْسِبُ نَهْيَ وَجُوْ الْفُلَامِ مَخْبُوْرًا كَجُفُوْ الْفُخْرِ فِي مَنَلٍ نَّظْمُهَا
(اور وہ گھٹا نوپ ہر کیس میں اس طرح روشن دھماک معلوم ہوتا ہے جیسے دہائی سوتی لہا)

وہی تکرار دہائی گئی ہو۔ اس شعر میں خط تنبیہٴ عالم ہے جو ہونا نہ سکایا گیا۔ جب یہ شعر
ریح ماری کا کام ہے جس میں انھوں نے مٹنی گائے کی آغوش کی ہے۔

خدا بلا تمام مخلوق میں محل تائید کے لیے استیصال کیا کہ ہے جس کی کسم میں نہ آتے تو بھی
کلی ریح تھا۔

اس قصید کی مثال جراتا کیہ کے لیے لائی جاتی ہے اس کی قلیل کا قول کن عتقہ الفندود عتہ
قلوب الفنا عشر شہزاد (چرخ شکر بیوں کا بحر کتاب لکھی میں جس کے ذرا ایک سحر ہے ہمارے لیے قری
چرب ہر ۱۰۲۷ سورۃ توبہ آیت ۲۵) اس طریت ہائی قلیل کا قول قلوبنا نوس فلا نہیں لہذا
وانساعدا بغشیر فتم مینظرت وہ لورہیں لہذا (اور ہم نے سوس سے تیس شہزادہ یا ہر
وہ شہزادوں کا خر علیا سوس کے ہندو گار کت پر سے چالیس شہزادہ ہوا۔ یہ ۱۰۲۷ سورۃ
۲۵ آیت) لکھی آیت میں گل احسنی وخر لورہ سوس آیت میں درمیں لورہ کھ ہے جراتا کیہ کے لیے
۱۰ لکھا ہے۔ شاعر نے بھی لپٹے کام میں تمیز واکھوت کیہ کے استیصال فرمایا ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ
اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھا اور امیر المومنین علی اکرم اللہ وجہہ کے واسطے کہ وہ غالب ہر صاحب
حضور اکرم کے دین حق کی مدد فرمائی کرتے ہوئے فرمایا۔

والغزل غلظت بلن دین منقوہ ہر حیر لیل الفندویہ دینا
(زیر اور غزل بھی معلوم ہے کہ لکھ گویا ہے غزل میں پرانہ ہونے کا مطلب ہے ہجر ورج ہے۔)
اس شعر میں گل احسنی تنبیہ ہے جو تم کو ہے ہونا کیہ کے استیصال کیا گیا ہے۔
اسی طرح ہر دین علیہ اس شعر میں جس میں انھوں نے غزل بھی ضروری کی جو ہائی کی
ہے تم کو ہے ہونا کیہ کے استیصال فرمایا ہے۔

والغزل یقولون نفس الغزل فغلظت فغلظت زلاتہ وغلظت
(زیر اور غزل غلظت کے لکھ تو ان کے واسطے ہونے والے ہوں کی رائی بھی مرید علی
اور لکھ دہائی ہیں۔ اس شعر میں گل احسنی تنبیہ ہے جو تم کو ہے ہونا کیہ کے استیصال
لوت۔ کیا انھیں مدد نام میں تمیز واکھوت کیہ کے واسطے ہونا ہے انھیں تو اس مسئلے میں
صاحب کتاب اور امام بیہویہ کے مدد میں غلظت ہے امام بیہویہ فرماتے ہیں غلظت مدد نام میں تم
کھا کیہ کے طور پر لکھا جا کر تم کو قدام اللہ ورجل زید کیہ ہر سحر ہے جس میں اس
الغزل فغلظت فغلظت میں غلظت کو تم کو واسطے ہونے کیہ کے طور پر لکھا گیا ہے مدد نام کیہ کے
محل ہے جراتا کیہ کے واسطے لکھا گیا ہے۔

باب المستثنی بالآ وحوالہ

مستثنی بالآ کے احوال کا بیان

والمستثنی بالآ من كلام تام موجب، نحو "فسربوا منه إلا قليلاً" منهم، فإن قلنا لا يحتاج ترجيح الفعل في التمثيل، نحو "ما فعلوه إلا القليل" منهم، والنصب في التمثيل بمنه نفس تميم، وجب عنه الجواز بين نحو "فلهم به من علم إلا اتباع الظن" مالم يتقدم بينهما فلننصب نحو قوله وعلى إلا آل أخذ شيعة - وعلى إلا فنصب الحق منقبة أو قلنا التمام فلي نصب الغوابل، نحو "وما نؤمن إلا واحدة" ونمنى مفرغاً.

ترجمہ :- اگر کام تام موجب سے لے کر یہ استثناء کیا گیا ہو جسے فسر بوا منه إلا قلیلاً منهم اگر صوب ہو فوت ہو جائے تو مستثنی فعل میں بدل رہا ہوگا جسے مفعولہ الا قلیل منهم بحکم کے نزدیک مستثنی فعل میں نصب پر صواب ہے بدل ہونے کے نزدیک وہ اب ہے جسے معلوم ہے من علم إلا اتباع الظن، جب تک کہ ان دونوں کے درمیان شک نہ ہو کہ آخر کا محال نہ ہو اگر مستثنی کو مستثنی پر مقدم کر دیا گیا ہو تو نصب پر صواب ہوگا، جیسے اس کا قول "وعلى إلا آل أخذ الحج" یا کام تام ہو مقرر ہو جائے تو حال کے اعتبار سے صواب دیا جائے گا جسے "وما نؤمن إلا واحدة" اور یہ کہا جاتا ہے مستثنی مفرغاً۔

تفسیر :- جب صفت حال و خبر کے جان سے شروع ہوئے تو اب ضرورت کی ایک اور قسم مستثنی کو بیان کرنا شروع کیا، لیکن یاد رہے کہ صرف صرف نے مستثنی کے بعض مسائل کی کو بیان کر لیا ہے لہذا ان مسائل کو مجھے سے پہلے اور تہذیب کے چند نہایت باتوں کا ایک سے ذکر نہیں کر لیا اور ضروری ہے۔

مستثنی کی تعریف:

مستثنی ایسے ام کو کہتے ہیں جس کو حرف استثناء کے اور بعد اقل کے حکم سے خارج کیا جائے، جیسے جملہ من القوم الا رفیعاً جس ام کو خارج کیا جاتا ہے اس کو مستثنی کہتے ہیں۔ اور جس ام کے ام سے خارج کیا جاتا ہے اس کو مستثنی کہتے ہیں جیسے کہ محال عدم مستثنی ہے لہذا مستثنی مستثنی ہے۔

مستثنیٰ کی قسمیں۔

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں (۱) مستثنیٰ محض (۲) مستثنیٰ متصل جس کو قطع بھی کہتے ہیں۔
مستثنیٰ محض وہ ہے جو الفاظ کے اقوات کے اور یہی متحد سے نکالا گیا بلا واسطہ یعنی مستثنیٰ بذکرہ ہو مقدر، مستثنیٰ منہ طور کی مثال جیسے جملہ میں القوم الا ریذا، اور مستثنیٰ منہ متحد کی مثال جیسے ملاحظہ میں الا ریذا، یا اس کے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ متکلم جس سے ہو۔
مستثنیٰ منقطع وہ ہے کہ جو الا واقوات الا کے بعد ذکر ہو اور متحد کی سے نہ نکالا گیا ہو، یا اس کے کہ مستثنیٰ کی خبر نہ ہو جیسے جملہ میں القوم الا محذورا، ظاہر ہے کہ ہر جملہ قسم سے نکلی ہے۔
حروف استثناء کی تعداد۔

فاضل صفت کے نزدیک حروف استثناء اس ہیں: الا، غیر، جو، ای، لیس، لایکون، مطلقاً، ماعداً، خلا، عدا، خلافاً

جس کلام میں استثناء اس کی بھی دو قسمیں ہیں: موجب اور غیر موجب۔
موجب وہ کلام ہے جس میں کی، لیس، ای، احتکام نہ ہو جیسے جملہ میں القوم الا ریذا۔
غیر موجب وہ کلام ہے جس میں کی، لیس، احتکام ہو جیسے ملاحظہ میں الا ریذا۔
مستثنیٰ مذکر ذکر نہ ہو اس کو مستثنیٰ مطلق کہتے ہیں اور اسی کو کلام غیر متکلم بھی کہا جاتا ہے جیسے ملاحظہ میں الا ریذا، اور اگر مستثنیٰ مذکر ہو تو اس کو غیر مطلق اور کلام تام کہتے ہیں جیسے جملہ میں القوم الا ریذا اس کی ترکیب اس طرح ہوگی۔ جملہ فعل، مون، وقایہ، خبر حکم مفعول ہے، القوم مستثنیٰ من الا حرف استثناء، ریذا مستثنیٰ، مستثنیٰ مذکر ہے مستثنیٰ سے مل کر جملہ کا قائل، فعل اپنے قائل اور مفعول سے مل کر جملہ صلیب غیر مطلق۔ مستثنیٰ قطع کی مثالوں کی ترکیب بھی اسی طرح کیجیے صلیب ترکیب کے ذریعہ بحث مسائل کو فرما دیا۔
مستثنیٰ کے احکام اعراب کے اعتبار سے:

والمستثنیٰ بالامن کلام تام موجب الفج اس عبارت میں فاضل صفت نے اس بات کو بیان فرمایا کہ اعراب کے اعتبار سے مستثنیٰ کی چند صورتیں ہیں اور وہ اس ترتیب سے مذکور ہیں۔
مستثنیٰ صورت: جب کلام تام موجب سے حرف الا کے ذریعہ استثناء کیا جائے تو شرائط کا (کلام تام موجب اور حرف الا) کی موجودگی میں مستثنیٰ کو منصوب پر مضاف واجب ہوگا۔ خواہ مستثنیٰ محض ہو جیسے ملاحظہ میں الا ریذا، اور ہذا مطلق کا قول فاضل بنو اوتنا الا فلیلاً قطعاً (سب سے اس

ہے بے غنا شایع شروع کر دیا مگر قہراً آدھوں نے ان میں سے پہلے سے ہوا ہے (۱۴۴) ان دونوں
 جہانوں میں متعلق متصل ہے اور دونوں پر نصب آیا ہے یا مستقی منقطع ہو جائے قلم القوم الا حملوا
 وہ اپنی تعالیٰ کا قول "فَنَجِدُ فَنَلَا يَكْفُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُونَ" (سورہ سہ کے سارے
 فرشتوں نے بھجوا دیا، مگر انہیں نے نہیں کیا۔ ہر ایک اور جمعہ ۱۴۴) ان دونوں جہانوں میں مستقی منقطع
 ہے جو ان کے ساتھ جوار کا تمام موجب عطا کیا گیا ہے یا اس کے مستقی کو منصب پر عطا واجب ہے۔
 یہاں یہ بات اس میں نہیں رہے کہ انہیں نے بھجوا کر کے دونوں میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔
 ہمیت نہ ہونے کی وجہ سے انہیں سمیت کو نہ کھڑا اور نہ اس نے اس پر کھڑا کیا کہ عیس کا حکم حکمت
 سے خالی نہیں ہے۔ لیکن یہاں ایک سوال یہ ہے کہ انہیں ملا کر کی جنس سے ہے یا کسی دوسری جنس
 سے تو اس مسئلے میں علماء کرام کا اختلاف ہے ایک جماعت کا کہنا ہے کہ انہیں ملا کر کی جنس سے ہے اور
 انہوں نے دھڑلے سے استدلال کیا ہے۔ پہلی دلیل یہ ہے کہ ملا کر یہ اس کے من جنس والملائک
 ہونے پر دلالت کرتی ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ آیات قرآنی میں سے بہت سی آیتوں میں انہیں کو
 ملا کر سے استثناء کیا گیا ہے اور استثناء میں اصل مستثناء متصل ہے یا اس طرح کہ مستقی مستقی منقطع
 اور چوں کہ انہیں ملا کر کی جنس متفقہ ایک فرد تھا جس کو جنس کہا جاتا ہے پہلی آیت کریمہ "الْاِیْہْلِیْسِ
 مِیْہْلِیْسِ مِیْہْلِیْسِ" (سورہ کہف آیت ۵) سے ملتا ہے مستقی منقطع ہوگا۔ متصل نہیں ہوگا۔ مستقی متصل میں ہر ایک
 میں سے تھا۔ انہوں نے استدلال کیا یا باری تعالیٰ کے قول "الْاِیْہْلِیْسِ کُلُّنْ وِیْہْلِیْسِ فِیہْلِیْسِ" (سورہ کہف آیت ۵)
 اور نہ "سورہ کہف آیت ۵" سے ملتا ہے مستقی منقطع ہوگا۔ متصل نہیں ہوگا۔ مستقی متصل میں ہر ایک
 بالکل الگ میں داخل ہوا ضروری ہے۔

دوسری صورت۔ قُلْنَ مَقْدُ الْاِیْہْلِیْسِ نَزَّحَ فِیہْلِیْسِ۔ قاضی صاحب اس
 عبارت سے مستقی کی دوسری صورت کا اہم فرما رہے ہیں۔ کلام کا حاصل یہ ہے کہ کلام تام غیر موجب
 سے مراد الہ کے ذریعہ استثناء کیا جائے تو مستقی کو کوئی امر سبب دیا جائے یہ حال سے خالی نہیں، یا تو
 مستقی متصل ہوگا یا منقطع، اگر مستقی متصل ہے تو ہر جس میں دوسری چیز ہیں (۱) مستقی کو مستقی متسا
 تال فرار دیا جائے گا یا بلا دیکر مستقی سے بدلے میں یا بدل کر فرار دیا جائے گا اور جو موجب
 مستقی متسا ہے وہی مستقی پر آئے گا جیسے ملجلہ می لحد الا رید (یہ حالت دینی کی مثال ہے)
 ملخوفت لحد الا ریدنا (یہ حالت مکی کی مثال ہے) فان روت بلعلو الا رید (یہ حالت
 جمعی کی مثال ہے) (۲) یا اصل باب پر قیاس کرتے ہوئے بطور استثناء کے مستقی کو سبب پر عطا جائے گا
 جیسے ما جلع فی لحد الا ریدنا اسی ریدنا مستقی بعد الا کلام تام غیر موجب میں واقع ہے اس لیے

اسے نصب چھا گیا ہے۔

نوٹ: یہ بات ذہن نشین رہے کہ مستثنیٰ کی طور پر مستثناء منصوب چھتا ہوا ہے۔ لیکن وہ اس وقت تک مستثنیٰ کی حیثیت سے قائم رہتا ہے جب تک کہ اس کے مقابلے میں کسی دوسرے منصوب کی مثال نہ ملے۔ یہ بات پہلے معلوم ہو چکی کہ غیر منصوب وہ کلام کہلاتا ہے جس میں لغوی یا استعمامی نصب یا اس کی ترتیب سے کسی ذکر کی جاتی ہے۔

لغوی کی مثال جیسے ہدیٰ تعالیٰ کا قول "ما معلقوہ الا قلیل معلوم" (اور جو معلوم ہے چھتا ہوگا) کلام عام کو کوئی بھی نہ جانتا ہے۔ یہ نصب ہے۔ اس آیت میں کلیل مستثنیٰ متصل ہے۔ لیکن عام کے لئے وہ اس لئے معلقوہ کے واسطے بدل جان کر مستثنیٰ کی طرف رخ چھا ہے اور انسانی معلقوہ تھا جسے اس لئے مستثناء کے منصوب چھا ہے۔ الا قلیل معلقوہ۔

لغوی کی مثال جیسے ہدیٰ تعالیٰ کا قول "ولا یلفظہ منکم احد الا لقرآنک" (اور تم میں سے کوئی بھی نہ کرے کسی دوسرے کی جگہ) یہ نصب ہے۔ اس آیت میں لفظ مستثنیٰ متصل ہے جس کو ہر اور بدل کے لئے لفظ مستثنیٰ نہ سے بدل کر دے کہ حالت میں چھا ہے۔ لیکن کہ مستثنیٰ نہ حالت میں چھا ہے بلکہ ہر بدل بدل دے گا ایک ہی اثر اب آتا ہے۔ لیکن اگر قرآن کے لئے اس لئے مستثناء کے یہاں مستثنیٰ کے منصوب چھا ہے۔

طالب علمانہ انکسار اور اس کا جواب:

(۱) جب کاہل کے واسطے مرفوع چھتا رہا ہے اور منصوب چھتا مرفوع تو یہاں مستثنیٰ متصل کیسے کے بجائے نصب کیوں چھا گیا ہو؟ اگر قرآن کے اسی کا اعتبار لیا جائے؟
جواب: چلی کہ قرآن کا مرفوع مرفوع نہ ہے بلکہ یہ نصب ہے۔ لیکن ہر مرفوع میں متصل کے ساتھ نصب کے ساتھ چھتا ہے۔ یہ اسی لیے نصب چھا گیا ہے۔

استعمام کی مثال جیسے ہدیٰ تعالیٰ کا قول "ومن یلفظہ منکم احد الا لصلوٰۃ" (اور جو ایک سے کوئی نہ جانتا ہے) یہ نصب ہے۔ لیکن اگر اس کے مقابلے میں کسی دوسرے نصب کی مثال نہ ملے اس لئے یلفظہ کی طبع سے بدل جان کر مرفوع چھا ہے۔ لیکن ہر مرفوع میں بدل بدل دے گا ایک ہی اثر اب آتا ہے۔ لیکن اگر مرفوع کے لئے اس لئے نصب کے ساتھ چھا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن یہی صورت دینی اور اس میں کمال کی قرآنیت جو اثر ہے۔

(۴) طالب علمانہ اشکال اور اس کا جواب:

ذکرہ بالا صورت میں اعراب مل حسب اصول کی دلیل کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب متعلق شدہ کو نہ ہوگا تو اصل اپنے اصول یعنی متعلق نہ کے نہ پائے جانے کی وجہ سے غیر قابل ہائی رہے گا۔ جس صورتہ اپنے سامنے کسی چیز کو دیکھے گا اس میں مل کرے گا مگر اگر اس میں مل نہ کرے گا، اس لیے کہ وہ طرف سے مل لاہلہ باہر آتا ہی مل کرے گا۔ اور اس کا اعراب بحسب اصولی ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب المستثنیٰ بغیر وسوی

إلا کے علاوہ حروف استثناء کے عمل کا بیان

وَيُسْتَقْنَىٰ بِغَيْرٍ وَسَوَىٰ خَلْفَيْنِ مُغْرَبَيْنِ بِإِعْزَابِ الْأَسْمِ الَّذِي يَنْقُذُ إِلَّا وَجْهًا وَعِظًا وَحَاشًا فَوَاصِبٌ أَوْ خَوَاضٍ. وَبِمَا خَلَا. وَبِمَا عِظًا وَلِئِنْ. وَلَا يَكُونُ. فَوَاصِبٌ.

ترجمہ:- غیر اور وسوی ہر دو کے ذریعہ استثناء کیا جاتا ہے اس وقت ان دونوں (یعنی غیر اور وسوی) کو ہی اعراب دیا جائے گا جو الا کے بعد آنے والے اسم کا اعراب ہوتا ہے۔ اور علاوہ عدلہ اور حاشا کے ذریعہ بھی استثناء کیا جاتا ہے اور یہ سب نصب اور جر دونوں طرح کا اعراب دیتے ہیں۔ اور خلفا، عیظا، و حاشا، لئن اور لایکون کے ذریعہ بھی استثناء کیا جاتا ہے اور یہ سب نصب دیتے ہیں۔

إلا کے علاوہ حروف استثناء کا عمل:

وَيُسْتَقْنَىٰ بِغَيْرٍ وَسَوَىٰ خَلْفَيْنِ الْغِ اس عبارت میں قائل مصنف نے بیان فرمایا ہے کہ الا کے علاوہ حروف کے ذریعہ استثناء کیا جاتا ہے اپنے ماہر اسم کو کون سا اعراب دے گا۔ یہ بات ذہن لگائیے کہ الا کے علاوہ جن حروف کے ذریعہ استثناء کیا جاتا ہے اس کی بھی قسمیں ہیں۔ پہلی قسم بعض حروف تو ایسے ہیں جو بالفاظ متعلق کچھ دیتے ہیں اور وہ غیر اور وسوی ہے جبکہ قلم القوم، غیر، زید، اور قلم القوم، وسوی، زید، ان دونوں مثالوں میں زید متعلق ہے۔ اور غیر اور وسوی کی وجہ سے اگر وہ ہے، کہیں کہیں دونوں حروف پڑتے ہیں۔

طالب علمانہ اشکال اور اس کا جواب:

مُغْرَبَيْنِ بِإِعْزَابِ الْأَسْمِ الَّذِي يَنْقُذُ إِلَّا یہ عبارت ایک سوالیہ فقرہ کا جواب ہے۔

طالب علم اقبال کا معاملہ یہ ہے کہ فقہ فیر کے بعد مسئلہ پر حرج واجب لیکن غم و غصہ فیر کا ارباب کیا ہے؟
 اس میں تحصیل ہے تحصیل یہ ہے کہ فقہ فیر کا ارباب میں واقع ہو اور اس کا مقابلہ فیر
 اصل میں مسئلہ ہے وہ مسئلہ جس سے جو کہ قلم القوم غیر روید تو اس وقت الا کے ہوا ہے
 والے (یعنی مسئلہ) جس ارباب کا مسئلہ ہے (یعنی نصب) اسی ارباب غیر پر آنے کا بھیجے
 کام القوم غیر روید، غیر کے نصب کے ساتھ ایسی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو قلم القوم الا روفا
 نصب کے ساتھ اور اگر فقہ فیر کام فیر موجب میں واقع ہو اور اس کا مقابلہ فیر جو اصل میں مسئلہ ہے
 مسئلہ جس سے ہوا اس وقت الا کے ہوا ہے والے (یعنی مسئلہ) پر جس طرح رہا اور نصب آتا
 ہے اس طرح غیر پر رہا اور نصب آئے گا جسے مقام القوم غیر روید، رہا اور نصب کے ساتھ
 جو مقامی طرح درست ہے جس طرح مقام القوم الا روفا والا روفا درست ہے
 اور اگر فقہ فیر کام فیر موجب میں واقع ہو اور اس کا مقابلہ فیر جو اصل میں مسئلہ ہے وہ مسئلہ
 جس سے ہوا جسے مقام القوم غیر روید، رہا اور نصب کے ساتھ جو مقامی طرح درست ہے۔

واجب ہوا اور جو کہ نزدیک سن اور نصب حواض کے ساتھ جو مقامی طرح درست ہے۔
 اور فقہ ہندی کے ہر کسی صاحب کتاب نے فرمایا اسی مذکورہ بالا اصول پر اس کو قیاس کر
 لیجئے لیکن اس پر ارباب فقہ کا خیال نہ ہوگا بلکہ عملاً آئے گا لیکن سلام یہ یہ فرماتے ہیں کہ فقہ ہندی کو
 قرعہ کی ماہ پر ایک منسوب جو مقامی طرح درست ہے۔

فقہ ۱۰: کام فیر موجب میں فقہ فیر مسئلہ پر ختم ہوا اس وقت فیر پر وہ واجب
 آئے گا جسے جگہ غیر روید، القوم۔

فقہ ۱۱: فقہ فیر کام فیر موجب میں ہو اور مسئلہ مذکورہ ہو حال کے طاقے کے
 مطابق فیر پر ارباب آئے گا۔ جسے جگہ میں غیر روید، مکتوب غیر روید، مکتوب و غیر
 روید مذکورہ بالا تمام فقہ کا مقابلہ ہے کہ فقہ فیر پر وہی ارباب ہوتا ہے جو مسئلہ والا کا ہوتا ہے۔

فقہ ۱۲: فقہ فیر کی اصل وضع تو یہ ہے کہ مفت کے لیے جو کہ "زینا لہم لکنت
 ہن نولین" مولانا غیر ہن نذیم غیر مرکب اضافی ہو کر زانو کی مفت ہے، مگر کبھی بھی استثناء
 کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا میں ہے اس طرح فقہ الا اصل میں استثناء کے لیے وضع
 کیا گیا ہے لیکن کبھی کبھی غیر کے سنی میں مفت کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے "لو خان وینہنا اللہ
 إلا للہ القسنتا کے بعد الا سنی غیر عام صحت ہے۔

لاہری حمہ بخلًا، وغناہ، وقاشہ نولین لو خولہن: صرف استثناء میں سے نقل

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **لَوْ لَا اَنْتُمْ لَفَنَ فُؤَادِنَا** (اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے ہوتے۔ ۴۹۸-۴۹۹)۔

حروف کی تعداد کے اعتبار سے حروف جائزہ کی صورتیں:

حروف کی تعداد کے اعتبار سے حروف جائزہ کی چار صورتیں ہیں۔ پہلی ۱۱ ہیں جو حروف کے اعتبار سے ایک حرفی ہیں اور دہائی ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔ دوسری ۱۱ ہیں جو حروف کے اعتبار سے ایک حرفی ہیں اور دہائی ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔ تیسری ۱۱ ہیں جو حروف کے اعتبار سے ایک حرفی ہیں اور دہائی ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔ چوتھی ۱۱ ہیں جو حروف کے اعتبار سے ایک حرفی ہیں اور دہائی ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔

باعتبار اصل کے حروف جائزہ کی قسمیں:

بعض الاسماء بحروف مشترکہ لفظ لفظ معنی ہے اس عبارت میں باعتبار اصل کے حروف جائزہ کی قسمیں ملتی ہیں، اصل کرنے کے اعتبار سے حروف جائزہ کی ۱۱ قسمیں ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔ دوسری ۱۱ ہیں جو حروف کے اعتبار سے ایک حرفی ہیں اور دہائی ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔ تیسری ۱۱ ہیں جو حروف کے اعتبار سے ایک حرفی ہیں اور دہائی ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔ چوتھی ۱۱ ہیں جو حروف کے اعتبار سے ایک حرفی ہیں اور دہائی ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔

حروف مختص باعتبار قسمیں:

۱۱ حروف مختص باعتبار قسمیں ہیں (۱) بعض تو وہ ہیں جو ہم ظاہر یا باطن کو کہتے ہیں اور وہ ۱۱ ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔ دوسری ۱۱ ہیں جو حروف کے اعتبار سے ایک حرفی ہیں اور دہائی ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔ تیسری ۱۱ ہیں جو حروف کے اعتبار سے ایک حرفی ہیں اور دہائی ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔ چوتھی ۱۱ ہیں جو حروف کے اعتبار سے ایک حرفی ہیں اور دہائی ہیں (ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک) کاف (ک) لام (ل) ع (ع) ا (ا) ت (ت) س (س) حرف ہیں اور دہائی ہیں یعنی ۱۱ ہیں۔

باب المعزوف بالاضافة — مکرر بالاضافات کا بیان

اوپر بالضافة اسم علی مغنی اللام کہ "علام زید" اوزن کہ "خاتم حیدو"
 اوزن کہ "مکر اللیل" ونفسی مغنوتہ، لانہا للتغریف او التخصیص،
 او بالضافة الوصف الی مغنولہ کہ "بالغ الکفۃ" و "مغفور الذار"
 و "حسن الوجہ" ونفسی لفظیۃ، لانہا المنجوزہ التخصیص۔

توجہ: — ایام کو مجزاً نہ گناتے کہ بلکہ ہر ایام کی اضافت کی وجہ سے جسے علام زید یا
 خاتم حیدو یا مکر لیل اور نام دیا جاتا ہے ایسی اضافت کا
 اضافت منسوب کیوں کہ یہ تعریف یا تفسیر کا لامعرا ہے، ایام مجزاً یا جاتا ہے کہ صرف کی اس کے
 معرول کی طرف اضافت کی وجہ سے جسے بالغ الکفۃ اور مغفور الذار اور حسن الوجہ اور
 ہم کہا جاتا ہے اضافت لفظ کیوں کہ یہ صرف تفسیر کا لامعرا ہے۔

تشریح: — جب صفت مکرر بالحرک کے بیان سے فارغ ہوتے تو اب یہاں سے مکرر
 بالاضات کو بیان کرنا شروع کیا، لیکن اس بحث کو کہنے سے پہلے چند اصطلاحات کا اہن لکھ کر رکھنا لازم
 ضروری ہے تاکہ کہ اس بعد مسائل کا سمجھ آسان اور اہل ہو جائے۔

مضاف سے مراد وہ نام ہے جو دوسرے کی طرف منسوب کیا گیا ہو مضاف الیہ سے مراد وہ نام ہے
 جس کی طرف دوسرے نام کی نسبت کی گئی ہو جسے مختلف معنی میں کتاب مضاف ہے کیوں کہ اس کو
 محد کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور متحد مضاف الیہ ہے کیوں کہ اس کی طرف کتاب کی نسبت کی
 گئی ہے ان دونوں کا حکم یہ ہے کہ مضاف پر لفظ لام ضروری نہیں آتا، اس علوٰں شیعہ مع لکھی کر
 جاتا ہے اور مضاف ہم مکرر اور مضاف الیہ مترادف مکرر دونوں ہوتا ہے اور یہ صحت اضافت کا کہ اس کی بناء
 معلوم ہوتی ہے، لیٰ اس میں مضاف الیہ مکرر اور مضاف کا اعراب بال کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

مکرر بالاضافات کی قسمیں:

مکرر بالاضافات کی دو قسمیں ہیں (۱) اضافت معنوی، (۲) اضافت لفظی۔ اضافت معنوی سے
 مراد وہ اضافت ہے جس میں مضاف علیہ صفت اور مضاف الیہ اس کا معرول نہ ہو (صفت سے مراد
 ہم کہا لفظ، ہم معرول صفت ہے اور معرول سے مراد قائل علی معرول ہے اور یہ معرول اضافت سے
 پہلے تھے اضافت کے بعد معرول نہ کہلائیے گئے، حالانکہ ان کے اعتبار سے ان کو معرول کہنا چاہیے۔

اضافات معنوی کی صورتیں۔

۱۔ کہہ کر یہ سے اضافات معنوی کی تین صورتیں ملتی ہیں۔ (۱) دونوں امور ملتی ہیں۔ یعنی
مضاف میثاق مضاف ہو کر مضاف الیہ اس کا معمول نہ ہو چکے غلام زید، اس میں دونوں ملتی ہیں
مضاف مفت ہے اور نہ مضاف الیہ معمول ہے۔

(۲) مضاف میثاق مفت ہو لیکن مضاف الیہ اس مفت کا معمول نہ ہو چکے کاتب القاضی
(قاضی کا کاتب) و کاتب الجنایہ (اس کے قتل و جانی کا کاتب) میں دونوں مثالوں میں مضاف الیہ
مفت کا میثاق ہے۔ کاتب اور کاتب دونوں اسم قائل ہیں اور مضاف الیہ القاضی اور الجنایہ
(مضاف مضاف الیہ سے مل کر مضاف الیہ) ہیں۔ یہ دونوں تین مثالوں کا معمول نہیں، کیوں کہ معمول
سے مراد قائل یا معمول ہے اور یہ دونوں قائل یا معمول نہیں ہیں۔ (۳) مضاف الیہ مضاف کے لیے
معمول ہو لیکن مضاف میثاق مفت نہ ہو چکے ضرب الفلح، اس میں مضاف مضاف میثاق مفت نہیں
ہے۔ لیکن الفلح مضاف الیہ مضاف کے لیے معمول ہے، کیوں کہ معمول سے مراد قائل یا معمول ہے
اور الفلح معمول ہے۔ غلام سکام ہے لگا کہ یہ تین شکلیں اضافات معنوی کے کمال ہیں۔

اضافات معنوی کی قسمیں:

لو بالضافة قسم علی معنی اللام: یہاں سے قائل مختلف اضافات معنوی کی قسمیں
ہیں اور یہ ہے، چنانچہ نو فرما یا اضافات معنوی کی حکم استقرائیں قسمیں ہیں۔ یعنی ان کا انحصار ان تین
قسموں میں استقرائی ہے۔ وہ تین قسمیں یہ ہیں (۱) اضافات محلی (۲) اضافات محلی ہاں (۳) اضافات
محلی نام۔

(۱) اضافات محلی ہاں اس میں ہوتی ہے جس میں مضاف الیہ مضاف کا طرف ہو اور طرف ہاں
ہو یا طرف مکان جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہاں تکثر القلیل (کہ تہادی رات کی تہددوں نے، یعنی
تہدد ہجرات میں ہوتی ہے۔ ۳۳ ہاں ۳۳) اس میں القلیل تکثر کا طرف ہے اور اضافات محلی
ہاں ہے، لی ہاں مکر فی القلیل (لیکن اضافات محلی ہاں استعمال میں کم ہے)۔

(۲) اضافات محلی من جب کہ مضاف الیہ مضاف کے لیے ملتی ہو (یعنی جنس ہو) یعنی لپچ
مضاف اور غیر مضاف دونوں پر صادق ہو جیسے خاتم حبیبہ اس میں حبیبہ مضاف الیہ اور خاتم
مضاف ہے اور یہ خاتم اور غیر خاتم دونوں پر صادق ہے یعنی اس سے ملتی ہوگی، لی ہاں ہاں ہے اور
اس کے علاوہ اور دوسرے ہجرات میں ملنے جاتے ہیں لہذا خاتم کی حد کی طرف اضافات محلی

و بعد تک کلام میں ختم فرمایا اور وہاں جو مسندوں کے کلام ہوئے کا احوال خود اور مجلسوں اور ان کی طرف
انشاف کر دی گئی تو اس سے مراد کلام خدایا ہو گیا کیوں کہ انھیں کے حق میں کھلی شکر کا یہ تقصیر
ہے کہ کلام کی انشاف اور ان کی طرف کرنے سے غلام و چل خدایا ہو جانے کا جس سے کلام
مائل ہو جائے گی۔

اضافہ معنوی کی شرط:

انصاف معنوی کی شرط یہ ہے کہ مضاف کا خرچہ سے نفع اسی کے لیے جب مضاف حروز
موجود ہو تو جس میں مضاف ہے حروز کا کھد ہونا، یہ قدر بول فیصل حاصل ہو، یہ قدر بول فیصل طلب ہونا
کے بار بعد حصول مال کی کام نہ پاتی ہے اور دوسرا یہ ہے۔

نوٹ:- اضافات حسنیٰ مجلس بکھولیں میں غریب و یتیم کا کام نہیں دیتی ہے بلکہ گریبوں کے غم میں مدد دیتی ہے مثلاً اضافات فیروز، شمس، شہزادہ اور اضافات گریب کی جگہ راجہ جیو خان صاحب نے ۱۰۰ روپیہ مجلس کے اسمی جگہ راجہ جیو صاحب اضافات گریب کے غم میں دے دی۔

اضافت کی دوسری قسم اضافت الحقیقیہ:

لوہاضافہ لوجہف الی معقولہ الفح اس سے پہلے داخل مصطفیٰ نے اضافت معقولہ کو
واجب فرمایا کیوں کہ وہ اصل ہے۔ اب اضافت فحش کو واجب فرما رہے ہیں اضافت فحش سے مراد وہ
اضافات ہے جس میں اضافہ صفت کا صیغہ ہو اور اضافہ فعلی اس صفت کا معمول ہو اور اگر اضافہ صفت کا
صیغہ نہ ہو تو وہ اضافت فحش نہ ہوگی جسے غلام زبیر، اسی طرح اگر صفت کا صیغہ اپنے معمول کی طرف
مطابق نہ ہو تو وہ بھی اضافت فحش نہ ہوگی جسے کوہم قبلہ و مصلوح مصر اس میں کوہم اور
مصلوح صفت کا صیغہ ہیں لیکن ہلکہ اور مصر ابن کا معمولی نہیں کیوں کہ معمول سے مراد اطلاق
معمول ہے نہ ہلکہ اور مصر نہ اطلاق ہیں نہ معمول بلکہ عرف ہیں۔

اضافات اختصار کی صورت میں:

فکر کرتا ہے کہ اخلاقیات کا علم کی چیز نہیں ہے بلکہ (۱) نام فاعل کی اخلاقیات میں اضافہ ایک طرف ہے، خلوت زید آلان او عطاء اس میں اخلاقیات نہیں ہے اس لیے کہ غائب میں اسم الفاعل سے جو اسم موصول ملتا ہے وہی اس طرف اضافہ ہے۔

(۲) ہم مصلوب کی مخالفت ہو مصلوب الیہ کی طرف جسے خدا معمولی الذل الآن لو عقاب
اس کی مخالفت اظہر ہے اس لیے کہ معمولی میں ہم مصلوب ہے جو اپنے معمولی مصلوب ہونے کی

طرف مقابل ہے۔

(۳) صفت حیرت امہال کے ساتھ اپنے معمول کی طرف مقابل ہوگی۔ مثلاً حسن الوجود اس میں صفت حیرت اپنے لائق یعنی امر کی طرف مقابل ہے۔

تکلیف لکھنے یا اس اضافات لکھنے کی مثال ہے جس میں وافیہ امہال ہے جو اپنے معمول یعنی معمول یا لکھنے کی طرف مقابل ہے۔

مضبوط القدر یا اس اضافات لکھنے کی مثال ہے جس میں مضبوط معمول ہے جو اپنے معمول معمول یا القدر کی طرف مقابل ہے۔

حسن الوجود یا اس اضافات لکھنے کی مثال ہے جس میں صفت حیرت اپنے لائق امر کی طرف مقابل ہے۔

اضافات لکھنے کی وجہ تسمیہ:

وَأَمَّا الضَّمُّ فَلِأَنَّهُ اسْمٌ مِّنْ صِفَاتِ الْفَعْلِ: یہاں سے صفت اضافات لکھنے کی وجہ تسمیہ پان امر ہے۔ چنانچہ فرمایا، چنانچہ کہ یہ اضافات لکھنے میں ایک امر کا نام آتی ہے اور صرف تکلیف ہے نہ صرف اور تسمیہ اس سے حاصل نہیں ہوتی۔ اضافات لکھنے میں تکلیف فی اللفظ کے طرح ہوتی ہے اس کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) تکلیف اضافات کے لفظ میں اور اگر طرف مفعول اس کی دو صورتیں ہیں اس کی نوعین جو حکماً ہوں کہ حذف کیا جائے جسے ضلوف، زیو، پر اصل میں ضلوف بہو ونا قدام ضلوف سے نوعین کو حذف کر دیا گیا، یا ضلوف میں جو حکماً نوعین پائی جاتی ہے، اس کو حذف کر دیا جائے جسے خوائج ہونے والا، اس میں خوائج ضلوف ہے غیر صرف ہونے کی وجہ سے اضافات سے پہلی نوعین ساتھ ہوگی جس، لیکن حکماً موجود ہے اور جو اضافات اس کو ساتھ کر دیا گیا ہے۔ اور اگر طرف مفعول نہیں، بلکہ مفعول یا مفعول کے ہوتے ہوں ضلوف اور ان مع کو ساتھ کر دیا جائے گا جسے ضلوف یا زیو، ضلوف ہوا زیو۔

(۲) یا تکلیف ضلوف لکھنے کے لفظ میں ہوگی، اس کی صورت یہ ہوگی کہ ضلوف لکھنے میں جو غیر پائی جاتی ہے اس کو حذف کر کے صفت کے ساتھ میں پیش کر دیا جائے جسے لفظ القلام، پر اصل میں لفظ غلام غلام قدام غیر کہ غلام سے حذف کر کے لفظ غلام اس کو پیش کر دیا گیا بلکہ لفظ لکھنے کی طرف مقابل کر دیا گیا، لفظ القلام لکھنے ہو گیا۔

(۳) یا تخفیف مثلاً اور مثلاً الیہ دونوں میں ہوتے ہیں۔ حسن التوضیح۔ یہ اس میں
خفتہ یا وجہ تلافی اضافت سے خفتہ کی تہذیب اور وجہ تلافی کی تہذیب ہوگی اور تہذیب
مثلاً میں تہذیب تلافی میں مثلاً اور مثلاً الیہ دونوں میں تخفیف ہوگی۔
تہذیب بہت معلوم ہوگی کہ اضافت مثلاً صرف تخفیف کا کام کرتی ہے تہذیب نہیں کا کرتی
مثلاً اور تہذیب اس پر متحرک کیا جا رہا ہے کہ تخفیفاً بلوغ التثنية کی ترکیب درست ہوگی اور
اس میں۔ عورت ہوگی کہ اس میں بلوغ تخفیفاً کی صفت ہے اور عورت صفت کے ساتھ ہونا ضروری
ضروری ہے۔ عورت اگر ہوتی صفت ہی کہ وہ اور بلوغ التثنية میں اضافت مثلاً کی وجہ سے صرف
تخفیف ہے، ہر تہذیب بلوغ میں طرہ اضافت سے پہلے کہ تہذیب ہی کہ ہے اس کے لیے تخفیفاً
کا کہ صفت واضح ہونا چاہیے، تخفیفاً بلوغ التثنية (تہذیب کا بلوغ کے طور پر کہ تہذیب ہی ہوتی ہے،
تہذیب بلوغ آیت ۵۵) اسی طرہ تلافی و تہذیب (تہذیب کرنے ہوتی ہے) تہذیب کرتے ہیں تہذیب بلوغ
آیت ۵۵) میں تلافی بلوغ کو تہذیب ہر تہذیب طرف اضافت کرنے کے ساتھ تہذیب اور تہذیب ہے کہیں کہ
تہذیب تہذیب کو ساتھ تہذیب کے تخفیف کیا گیا ہے۔

باب الاضافة لا تنافي التثنية ولا التثنية

یہ باب ایسی اضافت کے بیان میں جو تہذیب اور تہذیب کو جمع نہیں کرتی

ولا تنافي الاضافة تثنية ولا نونا تلافی لا غواب مطلقاً ولا
کلّ الا فی نحو الضلوبنا زیداً و الضلوبنا زیداً و الضلوب
الرجل و الضلوب و ایں الخافض و الرجل الضلوب غلابہ۔

توضیح :- اضافت تہذیب اور تہذیب کے لہجے والے تہذیب کو ساتھ جمع نہیں کرتی اور
تہذیب کا بھی جمع نہیں کرتی، مگر الضلوبنا زیداً، الضلوبنا زیداً، الضلوب الرجل، الضلوب
و ایں الخافض، اور الرجل الضلوب غلابہ۔
اضافت کے وقت تہذیب اور تہذیب کا حکم:

ولا تنافي الاضافة تثنية ولا نونا تلافی داخل صفت نے اس عبارت میں اضافت
کے وقت تہذیب اور تہذیب کے ساتھ حکم بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اضافت تہذیب اور تہذیب کے
ساتھ لہجے والے تہذیب اور تہذیب کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی یعنی مثلاً پتہ تہذیب آ سکتی ہے اور تہذیب

ولقد حثیث بلن التوت ولم تقو
 الشققن عزضی ولم نشققنا
 ان دون اضداد علی الشققن عزضی مثلاً ہے جو حثیث میں ہے اور صرف ہلام ہے۔
 (۲) مثلاً ہے ذکر سالم ہو جسے کھڑی ہو رہی اس طرح ایک شاعر نے یہ شعر ذکر سالم کہ
 مثلاً ہے کہ اس سے جس میں صرف ہلام مثلاً ہے۔

الحاصل غورۃ الفحشۃ لا یاتھن من ذلک نہک
 چون کہ اضافت فعلی تخیل کا لفظ دیتی ہے اس وجہ سے الصلویا رہی اور الصلویا
 رہی ہاڑ ہے اس لیے کہ اصل مثال میں ان میں خیر و فلی میں ان میں کے ساتھ ہونے سے تخیل
 حاصل ہوگی ہے اور الصلویا رہی کہ ہاڑ ہے کہیں کہ اس میں اضافت کی وجہ سے تخیل نہیں
 ہوتی۔ مثلاً ہے جس میں غورۃ الفحشۃ کہ وجہ سے ساتھ ہوتی ہے اس میں اضافت کو کلی مل نہیں۔

(۳) مثلاً ہے الیہ نام کے ساتھ ہو جسے الصلویا الزجل، قیاس کا کھنڈہ یہ تھا کہ
 الصلویا الزجل ہاڑ ہے کہیں کہ اضافت کی وجہ سے اس میں تخیل نہیں ہوتی بلکہ الیہ نام کی
 وجہ سے غورۃ نہک ہوتی ہے۔ اور جب اضافت فعلی میں تخیل نہ حاصل ہوتی تو اس اضافت ہاڑ
 ہوتی ہے اس لیے الصلویا الزجل ہی ہاڑ ہوتا ہے۔ لیکن یہ گھول ہے الفحشۃ الفوجو کی
 مثال ہے اس لیے اس کو ہاڑ قرار دیا ہے الفحشۃ الفوجو میں نہیں سمجھیں ہیں ان میں غورۃ
 ہے کہ الفحشۃ مثلاً ہے اور وجہ مثلاً ہے کہ اور چون کہ الصلویا الزجل اور الفحشۃ
 الفوجو کے بعد اشتراک ہے اس لیے یہ بھی ہاڑ ہے اور ان میں اشتراک مثلاً ہے اور مثلاً الیہ
 دونوں میں ہے۔ مثلاً ہے کہ اشتراک اس طرح ہے کہ الصلویا اور الفحشۃ دونوں صفت کے سینے
 ہیں اور صرف ہلام ہیں۔ اور مثلاً ہے کہ اشتراک اس طرح ہے کہ الفوجو اور الفوجو دونوں نام
 ہیں اور صرف ہلام ہیں۔ اور الصلویا رہی ہے یا نہیں ہے کہیں کہ اس میں مثلاً
 الیہ ہے اور وہ تمام نہیں ہے اور نہ صرف ہلام ہے اس لیے الصلویا رہی کہ الفحشۃ الفوجو
 نہیں نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا تو الصلویا الزجل پر بھی قیاس کرنا صحیح
 نہیں۔ کہیں کہ مقبض اور مقبض طبع کے درمیان اشتراک ہوتا ہے اور الصلویا رہی اور الصلویا
 الزجل کے درمیان اشتراک نہیں ہوتا کہ اس میں اشتراک۔

(۴) مثلاً ہے مثلاً ہے الیہ نام کی طرف جس میں الیہ نام ہو جسے الصلویا رہی

الصلویا الیہ الصلویا رہی الزجل۔

مرادیت لفظ کے ہیں۔

مطالعہ ہے۔ جواب: مطالعہ اس وقت تک ہے جب کہ مطالعہ سے قبل حرف و کتابتوں سے اطلاع نہ ہو اور اگر حرف و کتابتوں سے اطلاع ہو تو اس وقت مطالعہ فعل ہوگا مگر فعل کا مطالعہ کہنا احترام کا ہے اس لیے فعل کا لفظ ترکیب کرنے کے لیے (شرح ہادی)

تک - سبکی کی ایک سیڑگیب سے جو حوصلہ مال و مفاد سے ہے جس سے بغیر و خفا و تکبر
تک - علم اہل کی امتیاز نہیں ہوتی، لیکن غلام مقابل کی امتیاز ہوا ہے جس سے شہ جانا
جس اہل کے مقابل سے پہلے اہل کا مقابل نام جہاں امتیاز ہوتی ہے۔

[illegible]

بَابُ يَحْمِلُ عَمَلُ فَعْلِهِ مَنبَعُ الشَّيْءِ

یہ باب استاد عالم کے بیان میں ہے اور وہ سات ہیں

ثاني، يغفل غفل فاعله سبقة، اسم الفاعل، كهيبت، وضه، ووى
بمعنى بقه، واسكت واضعت، ولا يغفل، ولا يتأخر عن معنوه،
وكتاب الله عليكم مقال، ولا يهزض ضيرة، ويهزض الضمارع هي
جواب الطلبي منه، نهر مكنك تحوي او تفتريه، ولا ينصب.

تقریباً ۳۰۰۰۰ ام جمل کرتا ہے جسے کل کا مال (۱۱) سات ہیں۔ (۱۱)

میں سے ایک کام قابل ہے جسے غفلت، ہٹ، ہر وقت، اسکت، اور لختجب کے سنی میں ہے۔
اور وہ نئے حرف کیا جاتا ہے اور شاپے معلول سے سزا دیا ہے اور کتاب اللہ علیکم سہول شدہ
ہے، اور اس کی ضمیر ظاہر نہیں کی جاتی ہے اور اصل مفسر کو جواب طلب میں خارج ہونے کی ہمارے حرام
روایات کا مجھے شک ہے، تو مفسر زنجی اور اسے نصب نہیں ہو جائے گا۔

اسماء عطر کی قسمیں:

باب: یفضل علی وفیہ شیخہ

(جب نے اپنے سامنے کو حصہ کیا اور اس کے نام علیہ سے رہا تو نے الزام کیا اس صحت میں
میں کہ لفظ فعل امر کے معنی میں استعمال کیا گیا۔

(۳) فعل مضارع کے معنی میں ہو گیا وہی فعل مضارع (میں جواب کرتا ہوں) اسی طرح
اسی فعل کا قول "وَنِيْلَانِ لَا يَنْطَلِقُ الْفُلُوزُونُ" (اس میں معلوم ہوا کہ کاروں کو کار میں نہیں ہوتا۔
پھر جس سے یہ معنی ملتا ہے کہ کاروں کے کام میں نہ ہونے میں جواب کرتا ہوں۔

بعض لوگوں نے فرمایا کہ "وَنِيْلَانِ" فعل مضارع ہے، جیسا کہ قبل فرمایا گیا
مہر لفظ فعل مضارع کے نام سے ہوتا ہے اس لیے اسے اس کام میں لگا دینا "وَنِيْلَانِ" فعل مضارع کے
معنی میں استعمال فرمایا ہے۔

وَأَبَاهُ لَقَدْ وَفَوَهُ الْاَشْفَنُ ثَقُلْنَا لِرْ خَلِيهِ قَرُونُ

(وہا غریب ہے میرا آپ تم پر قرآن ہوتا اور حیرت میں رہتا ہے چنگ دار اور اس کا
ہے کہ اس پر غصہ ہو کہ تم اس کے پاس سے بھاگے ہو۔ اس شعر میں گل و شجر "وَأَبَاهُ"
جو معنی فعل مضارع ہے اور گرا دینا اور لایا ہوا ہے جس کا قول

وَلَقَا لِنَسْلِي نَمَ وَلَقَا وَلَقَا بِالْوَيْتِ مَجْلَلَانِ لَنَا وَلَقَا

(کیا غریب ہے مگر کیا غریب ہے کاش کہ اس کی آنکھیں نہ اس کا سر میں ہوتی
ہوتے اس شعر میں گل و شجر "وَلَقَا" ہے جس میں اس کا معنی فعل مضارع ہے اس شعر
کے کمال کے بارے میں اختلاف ہے ایک عام فہم کہی ہے کہ یہ مذکورہ الفاظ کا کام ہے۔ دوسری
عام فہم کہتا ہے کہ یہ لفظ فعل مضارع کی جگہ اس شعر ہے اور لفظ "وَلَقَا" نے اسے نوادرات میں لکھ
اور اس قول میں سے نقل فرمایا ہے جس میں یہ شعر بھی مذکور ہے۔

اسم فعل کے احکام:

ولا يخطف ولا يتأخر عن مصوله فتح اس عبارت میں ماضی کا نام لے اسم فعل کے
پھر ان کا کو بیان فرمایا ہے کہ ہر تہ صیغہ جزیل ہیں۔

پہلا صیغہ۔ اسم فعل ہے مصول سے کسی نہ گزرتا ہوگا۔ (اگر گزرتا ہوگا تو جزیل ہے) (جیسا کہ)
چنانچہ "عليك زيفا لزم زيفا" کے معنی میں ہے اسے "زيفا" علیہ کہا جاتا ہے، کیوں کہ
علیہ اسم فعل ہے جس کا مصول "زيفا" ہے اب "زيفا" علیہ کہنے کی صورت میں اسم فعل کا اسے
مصول سے نہ گزرتا اور آہٹ ہے کہ ہر گز نہیں ہے۔

لیکن امام کمال نے ہمہ کی ثالث کرتے ہوئے اس فعل کا معمول سے منحرف ہونے کو ہذا
قرارداد چاہا اس پر ہاری تعالیٰ کے قول کتاب اللہ علیکم (اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم کریم پر فرض
کر دیا ہے سبہ نہاد ۱۳) سے استدلال کیا ہے، کیوں کہ علیکم کتاب اللہ کے معنی میں ہے
یعنی یہ الزموزہ کے معنی میں ہے، اور ہر ایک کے نزدیک کتاب اللہ کا حال حدود کا مصدر ہے، اور
علیکم ہاں مکرر ہے، حال کر حال حدود سے متعلق ہے، اور تقدیری ہمارے کتاب اللہ مالک کتاب
ضابطہ ہے، اور مال کے مصدر ہونے پر ہاری تعالیٰ کا قول خیر من علیکم کتاب اللہ مالک کتاب
لے کر قریم کتاب کو معترض ہے، اور اس کی تقدیری ہمارے خیر من کتاب اللہ حوالہ علیکم اسی تعریفنا
علیکم ہے۔

وہم انما فی خیر من علیکم منہ ام فعل جب طلب کے معنی پر
دلائل کے لئے اس کے جواب میں آئے، دلائل مصادر کا مجموعہ ہونا چاہئے کہ "تذاتی نفعک"
(اترجمہ تھو سے ہات کریم کے) جرم کے ساتھ ہے، جو کہ انہوں نے نفعک کے معنی میں ہے، اس
ہمارے میں تو ذالی ام فعل ہے جو طلب کے معنی پر دلائل کرتا ہے، اور نفعک فعل مصادر جواب
میں واقع ہے، اس سے اس کا مجموعہ ہونا چاہئے۔

اسی طرح مردی مادی (مردی مادی کتاب کے نام سے مشہور ہے) کا کلام بھی مذکورہ حکم پر دلائل
کرتا ہے۔

وقولی کلنا جہلک وجہلک متخلف متخونی لو نشتر فی
(ترجمہ۔ جب جبہ گہری اور فزون ہوئی تو میرا قول بھی ادا کرتا ہے، مقدمہ کرتے تو ہر ایک
کی جانے کی یا تو آرام پانے کی اس شعر میں گل احسن شعر کا درجہ مصرعہ ہے جس میں متخلف اصل
میں حرف مکان ہے، لیکن حرف کے معنی سے نقل کر کے ام فعل بنا دیا گیا، جب یہ لفظی کے معنی میں
ہے جو طلب پر دلائل کرتا ہے، اور متخونی جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے مجموعہ ہے، اور طاعت
جو چون کا حذف ہوتا ہے۔

تیرا حکم۔ ولا یغضب جب ام فعل طلب کے معنی پر دلائل کرتا ہے، اور اس کے جواب میں
فعل مصادر لاد کے بجائے تو اسے نصب نہیں دیا جائے گا، چنانچہ آپ متخلف متخونی اور صا
متخلفک نہیں کہہ سکتے، بلکہ وہی نام کمال کے کہان کے نزدیک نصب کے ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

المضبوط: المصنف — دوسری قسم مصنف کا بیان

وَالْمَصْنُوعُ كَضَرْبٍ وَلِكِرَامٍ، إِنْ حُلَّ مَحَلُّهُ فَعَلٌ مَعَ أَنْ لَوْ مَعَ مَا، وَلَمْ يَكُنْ مَصْنُوعًا، وَلَا مُضَرًّا، وَلَا مَخْنُونًا، وَلَا مَفْعُولًا قَبْلَ الْعَمَلِ، وَلَا مُحْتَرَفًا، وَلَا مَفْعُولًا بِنِ الْمَفْعُولِ، وَلَا مُؤَخَّرًا عَنْهُ، وَأَعْلَمُ أَنْ مَصْنُوعًا أَكْثَرُ، مَعُ: "وَلَوْ لَا دَعِيَ اللَّهُ النَّاسَ" وَقَوْلُ الْخَلِيفِ "إِلَّا إِنْ ظَلَمَ نَفْسَهُ الْفَرْدَ يَتَّقِي" وَمَعُ "وَمَعُونَا أَتَيْتُ" مَعُ "أَوْ لَطَعْتُ فِي يَوْمٍ نَحْنُ مَسْخُوفُونَ" وَبِالْإِشَارَةِ، نَحْنُ: وَكَيْفَ التَّوَقُّفِ ظَهَرَ مَا أَنْتَ وَكَانَ.

ترجمہ: — اور مصدر کے فعل کی طرح عمل کرتا ہے جیسے ضربہ اور لکڑی اور لکھ
فعل کا ان دو ما کے ساتھ مصدر کی گنا پورست اور مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر
پہلے مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر
کرتا اگر مضبوط ہونے کی حالت میں گنا ہوگا جیسے "وَلَوْ لَا دَعِيَ اللَّهُ النَّاسَ" اور مصدر مصدر مصدر مصدر
إِنْ ظَلَمَ نَفْسَهُ الْفَرْدَ يَتَّقِي" اور مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر
جسے کو لاطعہ میں یوم نہی مصنفہ بنتیہ اور مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر مصدر
کرتا شاذ ہے جیسے وَكَيْفَ التَّوَقُّفِ ظَهَرَ مَا أَنْتَ وَكَانَ

توضیح: — اپنے فعل کی طرح عمل کرنے والے اسے مصدر کی دوسری قسم "مصدر" کہتے ہیں
فعل کی طرح عمل کرنے کی شرائط اور کرنے سے قبل اور بعد کے چار بنیادی باتوں کا بیان لکھا ہے
ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اس کا عمل ہو جائے۔

مصدر کی تعریف اور اس کا عمل:

وَالْمَصْنُوعُ كَضَرْبٍ وَلِكِرَامٍ، إِنْ حُلَّ مَحَلُّهُ فَعَلٌ مَعَ أَنْ لَوْ مَعَ مَا، وَلَمْ يَكُنْ مَصْنُوعًا، وَلَا مُضَرًّا، وَلَا مَخْنُونًا، وَلَا مَفْعُولًا قَبْلَ الْعَمَلِ، وَلَا مُحْتَرَفًا، وَلَا مَفْعُولًا بِنِ الْمَفْعُولِ، وَلَا مُؤَخَّرًا عَنْهُ، وَأَعْلَمُ أَنْ مَصْنُوعًا أَكْثَرُ، مَعُ: "وَلَوْ لَا دَعِيَ اللَّهُ النَّاسَ" وَقَوْلُ الْخَلِيفِ "إِلَّا إِنْ ظَلَمَ نَفْسَهُ الْفَرْدَ يَتَّقِي" وَمَعُ "وَمَعُونَا أَتَيْتُ" مَعُ "أَوْ لَطَعْتُ فِي يَوْمٍ نَحْنُ مَسْخُوفُونَ" وَبِالْإِشَارَةِ، نَحْنُ: وَكَيْفَ التَّوَقُّفِ ظَهَرَ مَا أَنْتَ وَكَانَ.

دوسری شرط اول یہی مصنفینا۔ مصنف وہ ہے جس سے دوسری شرط بیان کی جا رہی ہے۔
 کہ جس نے مصنفہ ہو۔ کہیں کہ شیعری کی حقیر یہ حال ہوتی ہے اس کے لئے کہ اس کے لئے اس کے لئے کہ
 قبول نہیں کرتا ہے۔ اگر مصنف ہوگا تو اس میں اس میں کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ
 ہو سکتا ہے۔ کہیں کہ ضروریہ اگرچہ مصنفہ ہوگی مصنفہ ہونے کی وجہ سے اس میں اس میں کہ اس کے لئے کہ
 اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ اس کے لئے کہ

[illegible][illegible]

تیسری شرط اولاً مختصراً۔۔۔ معنی یہاں سے تیسری شرط بیان کر رہا ہے۔ جیسا کہ اوپر کے حصہ
خیمبر کی اصل میں نہ ہو اس لیے کہ خیمبر میں اصل کا قافہ نہیں تھا، جب کہ اصل جیسا مکمل کرنے کے لیے حصہ
میں اصل کا قافہ نہ ضروری ہے مثلاً خضریٰ زینقا خضراً وهو عمرو اوفیقہ۔ (زیادہ کچھ لکھنا اچھا
ہو اور مراد کو بار بار دہانا) کہنا چاہئے کہ جس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اسے جاننا ضروری ہے اور اس کی پہلی ہیر میں الہی
ملکی ہاتھ کی کلام سے اختلاف کیا ہے۔

وَمَا الْعَرْبُ إِلَّا مَا غُلِقْتُمْ وَنَقِظْتُمْ وَمَا لَكُمْ عَنْهَا بِالْخَبِيرِثِ لَمْ تَرْجِعُوا
 (الترجمہ) وہی ہے جس کے پیچھے ہٹنا کی غرض سے غلقتے ہو اور نہ ہی اس کے بارے میں تم نے کوئی خبر لی۔

محدث ہو القروق فتنیہ القیۃ ومن تولى بنفسه الشلو جین فلیزاً
 (گنہگار آدمی کو اس کے معبود کے عذوق دینے اور بعض گنہگاروں کو فخر کی حالت میں پہنچانے کے
 لئے) جو ہے مجھے خوب ہے۔ لیکن اس بات پر مجھے خفت خوب ہے کہ گنہگار آدمی کو پہنچانے اور لڑنے دیتا ہے۔
 اور اس پر مزید بعض کو فخر و عاق کی حالت میں پہنچا دیتا ہے۔ اس شعر میں گل احتشام کفر و
 القنسیہ القیۃ ہے جو استعمال میں طرح ہے کہ کفر و قنسیہ صرف ہلاک کی اضافت اس کے
 معنوں کی ہے اس کی طرف ہے جو کفار اور ہے اور معنی منصوب ہے اور اس کے بعد کلمۃ قائل ہے
 لیسے صدر صرف ہلاک ہو گیا لیکن استعمال دونوں اعتبار سے مثلاً ہے۔ قیاساً کفر و قنسیہ پہلے
 ہے کہ صدر فعل پر مفعول ہونے کے ساتھ مل کر تا ہے اور صدر کا ایک نام کے ساتھ مفعول ہونا اس کے
 معنی پر صدر کئے کو کہہ کر دیتا ہے لہذا یہ نام اس کی بنا پر یہ مل جاتا ہے۔

اور استعمال کفر و قنسیہ کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ عرب میں اس طرح کی ترکیب ہونا ضروری ہے اس لیے
 کہ صدر اس فعل کی فکر میں ہوتا ہے جو ان کے ساتھ ہوتا ہے اور فعل باقی ہلاک طریقہ کا قائل ہوتا
 ہے اور ترکیب میں مناسب ہے کہ صدر مؤنل ہے یہ بھی لازم اہل نہ ہو لیکن یہاں کہ صدر حال ہلاک
 ہے اس لیے اس ہلاک طریقہ کا قائل ہونا و سبیل وقت جائز ہے۔

ضمیمات باب ہذا

صدر و اسم صدر میں فرق: صدر و اسم ہے جس سے الحال و اسما شق ہوتی ہیں اور اس سے
 جس میں کا زمرہ کرتے ہوئے "یا" آئے مگر اسم صدر سے کل غیرہ شق نہیں ہوتے اور صدر کے
 معنی میں ہوتا ہے جیسے و اما صدر ہے جسکی استوائی طرح فعل یعنی الحقیقت
 صدر اور فعل میں فرق: صدر سے قائل حذف کیا جاسکتا ہے نہ کہ فعل سے جیسے

و اطعمتم فی یوم ذی مسعۃ یقیناً۔

صدر اور مفعول مطلق میں فرق: صدر کے اندر سنی صلی بھی ہوتے ہیں اور اس سے
 الحال بھی شق ہوتے ہیں جب کہ مفعول مطلق میں صرف اتنی قید ہے کہ وہ اپنے فعل کے ہم معنی ہی
 اس سے فعل کا شق ہونا ضروری نہیں ہے، چنانچہ لفظاً قلۃ و فحۃ میں و فحۃ مفعول مطلق ہے
 اور اپنے فعل کے ہم معنی ہے مگر صدر نہیں ہے، لہذا یہ صدر مفعول مطلق نہیں کہتا ہے مگر مفعول
 مطلق کا صدر ہونا ضروری نہیں ہے۔ (بہار شکر ترکیب کا آستان علی ص ۳۳)
 مثلاً و اما میں فرق: مثلاً میں معنی میں استعمال ہوتا ہے (۱) تکلف قیاس (۲) غیر فصیح

(۱) قیاسی الاستعمال۔ مثلاً اگر تمھیں ہیں (۱) کوئی کتا صبح کے خلاف ہو اور استعمال کے مطابق ہو۔
(۲) قیاسی الاستعمال۔ مثلاً اگر تمھیں ہیں (۱) کوئی کتا صبح کے خلاف ہو اور استعمال کے مطابق ہو۔
(۳) قیاسی الاستعمال۔ مثلاً اگر تمھیں ہیں (۱) کوئی کتا صبح کے خلاف ہو اور استعمال کے مطابق ہو۔

کس پر حیرت کیوں؟ کس پر حیرت نہیں آتی جہاں کہ انسان سیرت میں عظم پر حیرت
داخل ہے وہی طرف ایک نوا پر ہی کیا کیوں؟ **مجموعہ: تسلسلہ ادبیات نوا پر حیرت**
تکثر آری ہے وہاں خلیفہ ہے، مہالہ کے اہل رستہ حیرت ہے، مہالہ لیسویں اور ایکویں
جہاں قرآن کریم کا مہالہ چوں کہ فی ہر مہالہ ہی طرح نکھایا ہے۔

الثالث: اسم الفاعل: وشروط افعاله

تیسری قسم: اسقاطی دوسرے کے عمل کرنے کی شرطوں کے بیان میں

وَأَسْمُ الْقَاعِلِ كَصُوبٍ وَمُكْرَمٍ. هَذَا كَأَنَّ بَالًا عَمِلَ مُطْلَقًا أَوْ مُعَرَّتًا
فِيضْرُطُّ لَيْتَنَ، كَوَيْهَ حَالًا أَوْ اسْتِقْبَالَ، وَاعْتِمَادَهُ عَلَى مَعَى أَوْ
اسْتِقْهَامَ أَوْ تَحْبِيزَ عَنَ أَوْ مَوْضُوبٍ، وَتَبَاطُؤَ بَرَاغِيَةِ عَلَى جُكَايَةِ
الْعَمَلِ، جَلَاثًا لِلْكَسَائِي، وَ تَحْبِيزَ بَنُو لَهَبٍ عَلَى التَّقْضِيمِ
وَالْتَاخِيرِ، وَتَقْبِيزَةَ حَبِيزٍ كَطَهِيرٍ، جَلَاثًا لِأَحْمَشٍ.

توضیح :- ہر ام قائل (یعنی اپنے فعل جیسا کہ کرتا ہے) جیسے صلوات اور نیکوئی
پس اگر (ام قائل) ایک نام کے ساتھ ہونے لگا تو اس کے ساتھ ایک اضافہ سے بنی ہوئی خبر اور خبروں
کے ساتھ مل کر کمال و استقامت کی صورت میں (یعنی جب نام قائل مجرد نام ہوتا ہے وقت
اپنے فعل جیسا کہ کرتا ہے) شریکہ مال و استقامت کے ملتی ہیں اور اس کا اس طرح ملنے کا عرف
استقامت، اور خبر جو اس وصف اور صفت پر ملے، تاکید حال پر محمول ہے اس میں نام کسی کی
استقامت ہے اور خبر جو اس وصف پر ملے، تقدیم و تاخیر پر محمول ہے۔ اور اس کی تفسیری عبارت حدیث
کلمہ ہے کہ اس میں اختلاف کیا ہے۔

اہم قائل سے مراد اور اس کا عمل۔

و اسم القائل كصوب الفم فكل من أخرج مثل كنهه قال ما جازى عن غيره حم
اسم قال ہے۔ اور کہیہ ہاے سے داخل معنی نے اسم حال کی طرح یہ مثالی طرف اشارہ فرمایا

ہے اہم قائل ایسے وقت کو کہتے ہیں جو کام کرنے والے پر طاعت کرنے سے مناسبت ہے وقت
نکلتا پر چڑھ کر جسے طاعت پر چڑھنے کی مثال ہے اور نیکوئی والی مثال ہے
اہم قائل اس وقت کے عمل کرنا ہے جس وقت وہ اپنے کی صورت میں حال خیر میں ہو
مطلوبہ، مطلوب ہے، مطلوب نہیں بلکہ خود اس کی خواہش ہے اور حقیقت اس کی صورت
قائل وقت میں مطلوب ہے، مطلوب نہیں بلکہ خود اس کی خواہش ہے۔
اہم قائل کی صورت۔

قائل کل مال عبد مطلقاً طبع کی توجیج اس عبارت میں قائل صفت نے مراد
کے عمل کرنے کی صورت کو فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ قائل کی صورت میں یہ وقت
باقی ہوگا یہ تمام سے خالی ہوگا اور صرف باقی ہوگا مطلقاً طبع کر کے اور مال میں غریب
مال میں یا استعمال میں جیسے جلتے فضول و زینا نصیب، یہ باقی کی مثال ہے اور اگر مال
خال ہے اور عینا استعمال کی مثال ہے مطلقاً طبع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ مال
موجود صرف ہو بلا آخر تک کے ساتھ اس پر قائم نہ ہونے والا ہے۔ لیکن اس وقت وہ مطلوب ہوگا
کے ساتھ غریب ہوگی باقی ہو خود بھی مال یا خود بھی استعمال۔ نیز اس وقت کسی چیز پر مال کی
شرط نہیں ہے اس لیے کہ مال موصول مال ہونے کے وقت اہم قائل حسب سنی قائل ہے اگرچہ
حسب صورت اہم ہے اور قائل کے عمل کرنے کے لیے اس میں تمام نہ ہونے والا ہے بلکہ فضول
یعنی الفانی خرب ہے جسے جلتے فضول و زینا نصیب ہو الا ان لو خلا (وہ آج خیر)
گذاشتہ بلکہ اس وقت رہتا ہے یا کل کو نہ رہے اس کی فضول و زینا نصیب ہو الا ان لو خلا (وہ آج خیر)
کے قائم مقام ہوگا اور اگر مال یا استعمال ہو رہا ہے تو فضول کے قائم مقام ہوگا۔ قائل میں
تمام مالوں میں مل کر ہے اس طرح اہم قائل اس کے قائم مقام ہو کر مل کر کے اور ہر مال میں
حیرانگی کی گواہی کہ جس وقت کیا تھا اب کے پاس سے اس کے پاس کوئی اور اس سے ملے گا
مطلب کے لیے نکلا نہ کہ شر سے ملے ہر مال میں گاہی شر ہے۔

وَالَّذِي لَا يَنْفَعُ شَيْئًا بِالْإِلَاحِ خَيْرٌ لِّمَنْ يَخْلُقُ وَأَخْلَقَ

(احمد شاہی) ہر شے کا کوئی نفع نہیں ہے بلکہ شر ہے جس کا کوئی نفع نہیں ہے اور اس کا کوئی نفع نہیں ہے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْدِيرٍ خَيْرٌ مِّنْ خَشْبٍ أَوْ مِثْلٍ

(شریعت کا عمل اور خیر کے لئے بہترین تدبیر سے خیر سے بہتر ہے اور اس کا کوئی نفع نہیں ہے)

مستند ہے۔ ہمارے کہ وہاں کوثر مقدم ہو، فقہاء کی ابتداء تو غرض نہیں بلکہ ہاں مسکاہۃ جبر کا مندرجہ
مستند کا حلیہ نکالا۔ ام آئے گا۔ اس شعر میں جن لوگوں پر وہ ہے جو مبتداء کی قسم دیتی ہیں، غیر متصل
مبتداء صفت کا قائل بنانے کے حق میں نہیں ہے۔ استقام پر اجاد کی مثال

القلوب قلوبہ سلسل ام موفو ظفنا ان یظفوا العجوب عیض فی ظفنا
(کیا سب کی قوم قیام کرنے والی ہے یا اس نے کوئی کام کر لیا ہے، اگر کوئی کرے گا تو اس
غرض کا ہیج عجیب ہو جائے گا جو یہاں منہر ہے۔ کہ اس شعر میں گل استہد القلوب قلوبہ سلسل
ہے کہ القلوب استقام پر اجاد کے ساتھ نہ کر سکتا ہے۔

تجربہ بھی مبتداء پر اجاد کی مثال ہے۔ ہر تہی کا قول ان اللہ یظف انہ (ظفر کا ہونا)
کا ہر جس طرح اس سے پکارا کر سکتا ہے، یہاں بالظلال آئے ہیں اس آیت میں ان اللہ یظف ہے
انہ لظہام قائل ہے یہ تجربہ پر اجاد کے ساتھ ہے معمول کر سکتا ہے۔

دوسری مثال۔ کہہ دینا قلوبہ (اور یہاں کا آپ کرا ہے) اس میں ام قائل سے پہلے
مبتداء ہے جس میں ام قائل نام ہے اس نے صرف قائل کو دیکھ دیا ہے۔ تیسری مثال قلوبہ صوبہ
انہ صوبہ (اور یہاں سے وہاں کا آپ مراد ہیں) ام قائل صوبہ ہے اس لیے کہ وہ قائل
ہونے کی وجہ سے قائل ہے اور مراد کو متصل ہونے کی وجہ سے نصب ہے۔

موصوف پر اجاد کی مثال۔ کہہ موزن جو رجل صوبہ قلوبہ وظفا (میں گفتم ایسا فعلی
کے پاس سے جس کا پہنچ نہ کرنا تھا اس میں رجل موصوف ہے جو صوبہ ام قائل سے
پہلے ہے اور یہ صوبہ صوبہ کے حق میں ہے جس نے اپنے قائل کو دیکھ کر لاہ موصول کا نصب ہے۔
ترکیب اس طرح ہوئی کہ قائل قائل یا قائل یا رجل یا رجل موصوفہ صوبہ قلوبہ قلوبہ۔ لہذا
مطالع حاشیہ مطالع علی مطالع مطالع علی کہ صوبہ قلوبہ کا قائل موصوفہ موصول پر ہے
فعل اپنے قائل اور موصول پر فعل کو رجل کی صفت موصوف صفت سے علی کر رہیں پھر کر رہی کر
مطلق اور موزن فعل کے فعل اپنے قائل اور مطلق سے علی کر موصوفہ خبر یہ ہو

اور اس کا قول لہذا حلف من یظفین لظفہم یظف العظیم و یظف حویتی و یظف
(میں نے عظیم ہر زوج کے دونوں مضمون کے درمیان اپنی خلیاں دلی کر دیاں گئے ہوں)
لوگوں کے سامنے قسم لگائی۔ اس شعر میں گل استہد "یظفین لظفہم" ہے اس سے پہلے لفظ
کلمہ "موصوفہ" ہے، و یظفین میں پر اجاد کے موصول ہے لظفہم کو نصب ہے۔ ہاں
موصول کا شعر کی تشریحی عبارت اپنی حلف بقوم و لظفین لظفہم فتح ہے۔

اس موصول پر احمد کی مثال۔ جیسے جلد میں القلم ابوہ (آیا میرے پاس وہ شخص جس کا آپ کڑا ہے۔ اس میں اس موصول سے پہلے القلم دلام ہے جو اس موصول کے متعلق میں ہے اور اس موصول کے لئے اپنے لائل ابوہ کو رفع دیا ہے۔ ترکیب اس طرح ہوگی۔ جلد فعل بلون واگاہ غیر مطلق موصول پر القلم میں القلم دلام بحق قدسی اس موصول۔ قلنہ شہ فعل ابو مضاف۔ عا غیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر شہ فعل کا لائل و شہ فعل اپنے لائل سے مل کر صلہ ہوا اس موصول کا۔ اس موصول اپنے صلہ سے مل کر ہما کا لائل و لائل اپنے لائل اور موصول سے مل کر جملہ فعلیہ غیر ہوا۔

ادہ لائل پر احمد کی مثال۔ جیسے جلد میں زینہ و قلنہ خلافاً لفرشد (آیا میرے پاس وہ اس حال میں کہ اس کا لائل نکھڑے ہے اور حق اس میں اس موصول سے پہلے ادہ لائل ہے اور اس موصول کے لئے اپنے لائل کو رفع اور موصول کو نصب دیا ہے۔ ترکیب اس طرح ہوگی۔ جلد فعل بلون واگاہ یا غیر مطلق موصول پر زینہ و لائل و قلنہ شہ فعل دلام مضاف۔ عا غیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر و قلنہ کا لائل غرضاً موصول ہا و قلنہ شہ فعل اپنے لائل اور موصول پر سے مل کر حال۔ ادہ لائل حال سے مل کر جلد کا لائل و لائل اپنے لائل اور موصول پر سے مل کر جملہ فعلیہ غیر ہوا۔ یہ بات اہل فہم رہے کہ اس موصول کے فعل کے لئے احمد کی یہ شرط اس کی مطابقت کے ساتھ قوی کرنے کے لئے نہ عادی کی ہے۔ کیوں کہ وہ شہ فعل کے اپنے صاحب کی طرف مندر ہوگا۔ اسی طرح امر و استعظام اور ما علیہ ہ احمد اس کی فعل کے ساتھ مطابقت قوی ہو جاتی ہے اس واسطے کہ اس کا فعل پر داخل ہونے لگا۔

وخبیر بنو لہب علی التقصیر و التلاویح۔ لائل مصحف نے اس عبارت سے ایک اختلافی سند کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ اس لائل مکرر کن لفظ ہونے کی صورت میں دو شرطوں کے فعل بھی داخل کرتا ہے۔

تکلیف شرط۔ یہ کہ وہ محقق حال یا احتمال ہو۔ فعل ناشی کے متعلق میں نہ ہو۔ اور دوسری شرط یہ کہ وہ نلی یا استعظام یا خبرت یا موصوفہ وغیرہ پر احمد کے ہونے ہو۔ یہ محمد کا کاغذ ہے۔ لیکن لائل احمد کا کاغذ ہے۔ یہ ہے کہ اس موصول کو مطلق مل دلا ہو۔ صحت ہے نہ کہ وہ ہذا چیزوں میں سے کسی چیز پر احمد کی کوئی ضرورت نہیں اور انہوں نے اس فقرے سے استدلال کیا ہے۔

خبیر بنو لہب فلانک تلویحاً نقلت لہم انا علیہ مروت

(ابو لہب جو رویمانہ کو جاننے والے ہیں۔ میں جب بن میں سے کوئی بات کہے تو تو اس کی تصدیق کر میرے سامنے نہ کھڑا کر کے سامنے بیکار صحت سمجھو۔ اس شعر میں گل اشتہار خبیر بنو لہب سے استدلال اس طرح کیا ہے کہ خبیر مستفاد ہے اور بنو لہب جہول کا لائل ہے جو کہ غیر

خدم ہے جس کا حال شرواب ہے اور اس کی تائید اور کتب پر لی کے کلام سے اسی ہوتی ہے۔

فلی دینا والغناج المشوق لثما غلی الشوق اخوان العزلة فہو

اس شعر میں اخوان العزلة فہو مجزوم ہے اور لفظ مشوق سے یہ معلوم ہے کہ وہ ہجو ہے اور ہجو نے
معنا مقبولیت نصیب دیا ہے، بعض ہر جن فعل اور فعل کو مل دیا ہے پند میں کرتے ہیں کہ فعل دلائے
ہیں اور نام میں نے فعل کو مل دیا ہے پند فرمایا لیکن فعل کے مل دلائے سے ظاہر کہ ہاں میں نے فعل
نہجین، سمع، فہم کے وزن ہے، لیکن فعل کی فعل کے وزن میں نہیں بلکہ اصل میں مل نہیں کر سکتا۔

النوع الخامس: اسم المفعول

پانچویں قسم۔ اسم مفعول کا بیان

وَأَسْمُ الْمَفْعُولِ، كَمَضْرُوبٍ وَمُكْرَمٍ، وَيَنْقَلُ عَنِ لَفْظِهِ، وَهُوَ كَلِمَةٌ
لِلْعَاجِلِ۔

توجہ۔۔ اور اسم مفعول ہے مضروب، مکرم، بھی اپنے فعل کی طرح مل کر ہے اور
اس مفعول شرواب کا حال کے اعتبار سے اس کا حال کی طرح ہے۔

تفسیر۔۔ واسم المفعول مضروب و مکرم لفظ معطی نے اس عبارت میں
ہو جانے والا کہ فعل کی طرح مل کرنے والے اس معاملہ سے پانچویں قسم اسم مفعول ہے اسم مفعول
دیکھ اسم کو کہتے ہیں جو اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہے مضروب لفظ ذات پر
دلالت کرتا ہے جس پر فعل ضرب واقع ہوا ہے یہ ظاہر کی مثال ہے اور مکرم لفظ ذات پر دلالت
کرتا ہے جس پر اسم واقع ہوا ہے یہ باقی کی مثال ہے۔

اسم مفعول کا عمل:

اس مفعول اپنے فعل مجہول میں مل کر ہے اور مفعول واجب لفظ مل ہے جیسے جہ
المضروب عینہ، میں عینہ کو ضرب دیا گیا ہے مضروب کی وجہ سے وہ ضرب فعل میں مجہول کے
محل میں ہے اور عینہ اس کا نائب قائل ہے جیسا کہ کیا ہوا ہے جہاں الہی ضرب عینہ کے
عینہ ضرب کا نائب قائل ہے۔

اسم مفعول کے عمل کرنے کے لیے شرائط۔

وَعَمَلُ صِلِ لَفْظِهِ وَهُوَ كَلِمَةُ الْفَعْلِ اس عبارت سے قائل معطی نے اسم مفعول

کے فعل میں شامل کرنے کے لیے شراکت کی طرف اشارہ فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اسم مفعول کے فعل کرنے کے لیے شراکت کی طرف اشارہ فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اسم مفعول کے فعل کرنے کے لیے بھی وہی شراکت ہے جس میں اسم مفعول کے فعل کے لیے ہیں یعنی الف و لام سے خالی ہونے کی صورت میں اصل یا احتمال کے معنی میں اسم مفعول میں سے کوئی چیز اس سے پہلے ہو یا ایک ساتھ نہیں آتی ہو۔
(۱) وَتَقْدُ مَضْرُوبٌ مَقْدُودٌ (۱) اس کا کلام دیا جاتا ہے یا اس کا اس میں مضمون فعل لکھل یا مضرب کے معنی میں ہے جس سے مبداء مفعول کو اسم مفعول ہونے کی حیثیت سے دیکھا جائے اور اس کا اصل یہ نکالتا کرتا ہے لیکن نام کمالی کا اس میں اختلاف ہے اختلاف کے لیے اسم مفعول کی بجائے صرف مضمون کیجیے۔

نور جبروت پر احمد کی مثال بھی یہی تھی ہے اس کا ترجمہ لگا (۱) دیکھا گیا ہے اس کا کلام اس میں اسم مفعول سے پہلے جبروت ہے۔ (۲) جہریدہ مصروف یا غلامہ (۳) آج اس میں حال میں اس کا کلام دیا گیا اس میں اسم مفعول سے پہلے دیکھا گیا ہے (۴) لکھا اور جل مصروف ابود (۵) دیکھا آفا ہے کہ اس کا آپ دیا گیا اس میں اسم مفعول سے پہلے اسم موصوف ہے (۶) ابود المصروب غلامہ (۷) دیکھا آفا ہے کہ اس کا کلام دیا گیا اس میں اسم مفعول سے پہلے اسم موصول ہے۔
(۸) المصروب ابود (۹) کیا اس کا آپ دیا گیا ہے اس میں اسم مفعول سے پہلے اسم موصول ہے (۱۰) لکھا مضمون ابود (۱۱) دیکھا دیا گیا اس کا آپ اس میں اسم مفعول سے پہلے حرف تعلق ہے۔

نوٹ۔۔۔ مجاہد کا ۱۱ کے نزدیک مصروف الف و لام کہا جاتا تھا کہ ہے کہوں کہ اسم مفعول کے شراکت میں سے کوئی شراعت نہیں ہے نہ حال یا احتمال کے معنی میں ہے نہ ہی اس سے پہلے یا بعد اس میں سے کوئی چیز ہے لیکن نام انشائی نے اس میں اختلاف کیا ہے اختلافی صورت کی وضاحت کے لیے اسم مفعول کی بحث کا مطالبہ کیا ہے۔

اسم مفعول اور مفعول بہ میں فرق:

اسم مفعول مشتق ہوتا ہے اسم مفعول فعلی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے اس باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے چنانچہ صرف یہ ہوگا کہ اسم مفعول میں آخری حرف سے پہلا حرف متحرک ہوگا جیسے نکرہ یہ اسم مفعول کا وزن ہے مبداء مفعول بہ اسم ہے جس پر فعل کا فعل واقع ہوا اور مفعول بہ میں مشتق ہونے کی کوئی قید نہیں ہے نہ ہی اس میں کسی خاص وزن پر آنے کی قید ہے چنانچہ مضمون و مفعول بہ میں فرق ہے کہ اسم مفعول بہ ہے کہ اسم مفعول

اسم فاعل اور اسم مفعول کے دو میان فرق:

اسم فاعل تو فعل لازم و حقیقی دونوں سے ملایا جاتا ہے جبکہ فاعل و مضمر بہ اور اسم مفعول صرف فعل حقیقی سے ملایا جاتا ہے لایہ کہ اگر فعل لازم سے ملایا جائے تو حرف ہار یا طرف کے ساتھ ممکن ہے جبکہ غیر فتنضوب علیہم، زیہ منطلق بہ۔ (درجہ اول)

النوع السادس: الصفة المشبهة

مجہزی قسم۔ صفت مشبہہ کا بیان

وَالصَّغَةُ الْمُشَبَّهَةُ بِاسْمِ الْفَاعِلِ الْمُتَعَدِّي لِوَاحِدٍ، وَهِيَ الصَّغَةُ الْمَنْصُوقَةُ لِغَيْرِ تَفْصِيلٍ لِإِثَارَةِ الْغُبُوتِ، كَخَسَنَ، وَظَرِيفَ، وَطَلْعَ، وَضَامِرَ، وَلَا يَنْتَقِلُهَا مَفْعُولُهَا، وَلَا يَكُونُ أَجْمِيًا، وَيَرْفَعُ عَلَى الْفَاعِلِ أَوْ الْإِنْدَالِ، وَيُنْصَبُ عَلَى التَّمْيِيزِ لَوِ التَّشْبِيهِ بِالْمَفْعُولِ بِهِ، وَالْقَائِمُ بِتَعْيِينِ فِي الْمَعْرِفَةِ، وَخَفُضُ بِالْإِضَافَةِ.

ترجمہ:- اور صفت مشبہہ وہ اسم فاعل ایک طرف حقیقی ہوتا ہے اور یہ صفت ہے جو الفاظ جمع کے لیے غیر تفصیل و فریق کے لایا گیا ہو جیسے خسن، ظریف، طلوع، ضامِر، اور صفت مشبہہ کا معمول اس پر مقدم نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اپنی ہوگا، اور صفت مشبہہ کا صفت کی طرف ہر اہمال کی وجہ سے رفع دیا جاتا ہے اور تمیز یا مشابہہ اسم مفعول ہونے کی صورت میں نصب دیا جائے گا، اور دوسری صورت صرف میں تعین ہوتی ہے اور مخالفت کی وجہ سے رفع دیا جاتا ہے۔

توضیح:- فعل کی طرح عمل کرنے والے اسماء مالک کی مجہزی قسم صفت مشبہہ اسم فاعل ہے اور ایک کے لیے حقیقی ہوتا ہے۔

صفت مشبہہ کی تعریف:

صفت مشبہہ ایسا اسم کہتے ہیں جو مصدر سے لفظ مالک کی ذات پر طاعت کرے جس کے ساتھ اس صفتی الموصوفہ (تین زبانوں سے قطع نظر) قائم ہوں۔

دوسری تعریف: صفت مشبہہ اس صفت کہتے ہیں جو واسطہ کی طرف صفت کی نسبت کا نام صفت کے لیے غیر کسی نسبت کے لائی گئی ہو۔ مصدر کے لیے نہیں ہے۔ متوزن ہونے والی خسن، المزجہ میں خسن صفت ہے اور لایہ ذات پر طاعت کرتا ہے جس کے ساتھ کسی

وہ اسم کا قائل کہ ساتھ بھی مشابہت ہا نہ نہیں ہے۔

اسم قائل اور اسم تفضیل میں فرق:

(۱) اسم قائل صرف متنی صلیہ کو لکھا ہے جب کہ اسم تفضیل متنی صلیہ کی زیادتی کو لکھا ہے۔
(۲) اسم تفضیل کے استعمال کے نین طریقے ہیں ۱۔ اسم کے ساتھ ۲۔ بن کے ساتھ
۳۔ اضافت کے ساتھ جب کہ اسم قائل میں یہ شرط نہیں ہے (۳) اسم قائل کا مادہ، شب جمع، ذکر
و ذوق، ہر وقت، اور مست ہے، لیکن اسم تفضیل کا اکثر حالات شب جمع، ہر وقت، اور مست ہا نہ نہیں۔

(شکل ۱۰۰ میں ملاحظہ کریں)

صفت مشتبہ کا قائل:

صفت مشتبہ محققانہ طور پر استعمال کی شرط کے ساتھ قائل لازم کا قائل کرتا ہے اس لیے
کہ اسم قائل خود وہ اسم ہے جس کی صورت اور لازمہ مال استعمال کی شرط صورت کے وقت لگائی
جاتی ہے لیکن اس کے قائل کے لیے موصول کے ساتھ اپنی اس وقت کہ یہ صفت مشتبہ ہے موصول پر ہر حال
اس لیے ہے کہ وہ حقیقتہً ملا ہوا ملا ہے موصول سے تعبیر کیا جاتا ہے یا تعلق موصول نہیں ہے۔

لغندی ہوا بعد سے مراد۔ اس عبارت سے صفت اس بات کی طرف اشارہ فرما رہی
ہی کہ صفت مشتبہ قائل لازم کی طرح عمل کرتا ہے لیکن اپنے لازم اسم کا صوبہ دیتا ہے۔

یہاں سے یہ بات واضح رہے کہ صفت مشتبہ کا قائل اپنے فعل سے اس لیے لکھا جاتا ہے کہ صفت
مشتبہ اپنے موصول کو فعل قائل ہونے کی وجہ سے لکھا جاتا ہے اور نصب اس وقت دیتا ہے جب وہ موصول صرف
ہو موصول کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے نہ کہ ضرورت کی وجہ سے اس لیے کہ فعل لازم موصول کو نہیں
ہا نہ کہ وہ اپنے نصب کو ہونے کی وجہ سے ہا نہ تعلق اس کے فعل کے کہ وہ موصول کا نصب لکھا دے۔

چند امور میں صفت مشتبہ اسم قائل کا مخالف ہوتا ہے

پہلا فرق: تخصیص و تظہیر و ضاہر یہ بات ذہن فرمائیے کہ صفت
مشتبہ چند امور میں اسم قائل کے برخلاف لکھا ہے۔ پہلا فرق یہ ہے کہ صفت مشتبہ بھی کئی مضامین کے
تکلف و کمالات پر جاری نہیں ہوتا ہے اور کئی جاری ہوتا ہے اصل کی مثال جیسے حسن اور ظریف
(غرض ہر طرح سے) ہلاک ہوتا ہے اور ایسے صفت مشتبہ ہیں جنہیں تخصیص و تظہیر کی مثال میں نہیں
آئے ہیں اور ان کی مثال جیسے طیور (پاک ہوا) مضہر (آخر صفا ہوا) مظہر اور

یضفر کی شکل میں پڑھے جاتے ہیں۔ قبول صاحب کتاب کی صحت کثیر الاستعمال ہے کہ اس
سورگوں کا کہنا ہے کہ یہ لازم ہے حلالوں کی ایک بات نہیں، اس کے برخلاف ہم قائل ہیں کہ حلالوں سے
حکایت و سکنت پر پوری ہوتا ہے جیسے خطوبہ یضفر کے سنی میں جاری ہوتا ہے۔

طالب علمانہ اشکال اور اس کا جواب (۱):

حضرت علامہ صاحب کتاب نے فرمایا: صلیب حب بھی کبھی مضار کے حرکات و سکنات پر
پڑی نہیں ہوتا ہے جیسا کہ اس کی مثال سے ظاہر ہے اس کے برخلاف ہم قائل ہیں کہ مضار کے
حرکات و سکنات پر پڑی ہوتا ہے۔ صاحب کتاب کا یہ دہائی کرنا بھی نہیں ہے کیوں کہ "بالجملہ ہم
قائل ہے جس کا حکم کہ سورہ فعل مضارع یتبدل" ہوتا ہے جو مضمون اس میں ہے کہ یہ فعل
ضرر کرنا کا متعلق نہیں ہو سکتا بلکہ حرکات کے اعتبار سے ہم قائل مضار کے مطابق نہیں ہے صاحب
کتاب نے اس کا جواب دے دے فرمایا کہ ہم قائل کا فعل مضارع کے حرکات و سکنات پر پڑی
ہونے کا مطلب ہے کہ حرکت کے مقابل میں کوئی حرکت نہ آئے ایسا اس حرکت کا آثار ہم نہیں ہے۔

طالب علمانہ اشکال اور اس کا جواب (۲):

صحت کے جواب پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قلام ہم قائل اور یضفر فعل مضارع میں
حرکات و سکنات کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا ہے کیوں کہ قلام کا دوسرا حرف ساکن ہے اور قلام کا دوسرا
حرف متحرک ہے، حلالوں کہ ساکن کے بالفاظ ساکن اور متحرک کے بالفاظ متحرک آتا ہے کیا
آپ کا دہائی کرنا درست نہیں۔ فعل مضارع نے جواب دے ہوئے فرمایا کہ آپ نے غور کرنا کہ
جملہ ہادی میں اعتراض کر دیا حلالوں کہ میں نے جو جواب دیا اس کے مطابق قلام اور یضفر کا دوسرا
موجود ہے وہ اس طرح کہ قلام کا دوسرا حرف ساکن ہے اور فعل مضارع یضفر کا بھی دوسرا حرف
ساکن ہے ظاہر ہر حرف نظر آ رہا ہے ماضی وہ حرف قلم سے متحول ہو کر آ رہا ہے چونکہ یضفر ہم قائل
میں یضفر قلم کا متحرک ساکن ساکن کی حرکت نقل کر کے قائل کو سے یضفر یضفر ہو گیا۔ (یضفر قلم)
حاصل کہ ان کے گدھان پر نہیں ہونے کی وجہ سے پڑی کی نگاہ ہے۔

دوسرا فرق: صلیب حب متعلق حرکات کہتا ہے اور ہم قائل صلیب متعلق حرکات کہتا ہے۔

تیسرا فرق: ہم قائل، ماضی حلال، احتمال تینوں زبانوں میں استعمال کیا جاتا ہے، بر خلاف
عرب کے جو کلمہ حال کے لیے استعمال ہوتا ہے، ماضی اور احتمال کے لیے الگ نہیں کہیں کہ
باب اسما میں بھی قائل ہے ماضی صلیب حب متعلق حرکات کہتا ہے، ماضی حلال، احتمال کی شرط کہتا ہے

فصل لادام کا سائل کرتا ہے اور وہ کہتا ہے مال کے لیے مشعل ہونا ہے اس لیے کہ وہ سبھی تہذیب و رسوم اور
اترار ہونا ہے نہ جسکی حدوت بلکہ بلکہ انسانی، مال یہ استعمال کی شروعات کے وقت لگائی جاتی ہے۔
صفت نے لافلتہ القیوت سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

چوتھا فرق: ولا یقتضیہا معونۃ: صفت حقہ کا معمول اس پر بھی بھی مقدم نہیں ہونا، جب کہ
اس مال کا معمول اس پر مقدم ہونا ہے لہذا "زید و خنیفہ خنیفہ" میں و خنیفہ کو نصب کے ساتھ
چھٹا جائز نہیں ہوگا، کیوں کہ اس مثال میں معمول پہلے مال پر مقدم ہے اور مال کے برخلاف ہے بلکہ
صفت حقہ مال ضعیف ہونا ہے جو معمول مقدم میں مل کر نے سے صاف ہے اور مال ضعیف ہونے کی
وجہ یہ ہے کہ یہ فروع القنوع ہے اس لیے کہ صفت حقہ اس مال کا فرار ہے اور طور اس مال کا
فرار ہے لہذا صفت حقہ فرار کا فرار ہے اور مال ضعیف کی علامت ہے۔ برخلاف اس مال کے اس
کا معمول مقدم ہونا ہے لہذا "زید لہذا خلوت" کہا جائز ہوگا، اس مثال میں لہذا معمول مقدم
ہے جو کہ اصل کے برخلاف ہے لیکن اس مال کا مال قوی ہونا ہے اور اصل میں اصل کا فرار ہے چنانچہ
اس کے معمول کے مقدم ہونے کے باوجود مل کر آسان ہے۔

پانچواں فرق: ولا یتکون احسباً: صفت حقہ کا معمول انجی نہیں ہو سکتا بلکہ سبھی ہونا ضروری ہے
برخلاف اس مال کے اس کا معمول کی سبھی مل کر ہے جیسے مرزوق ہونچل ضلوب لہذا اور کی
انجی ہونا ہے جیسے مرزوق ہونچل ضلوب ضرور

سبھی سے مراد: تین امور میں سے کسی ایک کے ہونے کو کہہ دے سکتے ہیں۔ اول یہ کہ معمول
موصوف کی خیر کے ساتھ مشعل ہو جیسے مرزوق ہونچل خنیفہ و خنیفہ، اس مثال میں و خنیفہ
معمول ہے جو موصوف کی خیر کے ساتھ مشعل ہے۔ دوم یہ کہ معمول موصوف کی خیر کے قائم مقام
کے ساتھ مشعل ہو جیسے مرزوق ہونچل حسن لوجو اس مثال میں لوجو معمول ہے جو موصوف
کی خیر کے قائم مقام لہذا لام کے ساتھ مشعل ہے اس لیے کہ لہذا لام اس خیر کے قائم مقام ہے جو
مطابق الیہ کے عوض میں ہے۔ سوم یہ کہ معمول کے ساتھ موصوف کی خیر پر شیعہ ہو جیسے مرزوق
ہونچل خنیفہ و خنیفہ اصل میں و خنیفہ و خنیفہ لہذا

صفت حقہ کے معمول کی تین حالتیں۔

ویرفع علی القاعلیۃ لوالابدال: اصل صفت یہاں سے صفت حقہ کے معمول کے
معمول کو بیان فرما رہا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ لہذا اعتبار اس کے صفت حقہ کے معمول کی تین حالتیں ہیں۔

حکام حالت پر کہ معمول صرف اوجھے مردہ ہو چل جس وجہاں ہر معمول کا مردہ ہو گا، فقہ سے پہلے یہ کہ معمول کا فقہ کی بنا پر مردہ ہو گا (یعنی معمول مطہر کا قاتل کا ہونا) اس وقت مطہر کا غیر معنی ہوا ضروری ہے کہیں کہ اس وقت اس کا معمول مردہ اس کا قاتل ہے اگر غیر لائی جائے تو ایک ہی کے لیے قاتل کا ہونا لازم آئے گا، حالانکہ ایک ہی کے لیے قاتل نہیں ہو سکتا اور یہ ممکن ہے کہ وہ ہے۔ ہم یہ کہ مطہر کی غیر مستقر سے دل پر مردہ ہو گا۔ لازم ہونی سہ اے ماہر تر مروجہ ہونے والی مثال کے قول سے استدلال کیا ہے "جہالت عین نفيقة لهم الاخوان" (ایک دوسرے کے ہمارے جن کے مردہ سے ان کے واسطے کیے ہیں گے۔ پ ۳۳) اس آیت سے طریق استدلال یہ ہے کہ نفيقة میں غیر مذکور قاتل ہونے کی وجہ سے مردہ ہے اور الاخوان کس غیر مردہ سے دل میں من الکرہ میں کیا ہے اور لازم ہے کہ دل کا اثر یہی ہے۔

دوسری حالت وغصب علی القیود لو اقتضیہ بالمعمول بہ فتح اس عبارت میں مطہر حجہ کے معمول کی دوسری حالت بیان کی گئی ہے چنانچہ فرمایا، مفت حجہ کا معمول منسوب ہو گا، لیکن معمول کا منسوب ہونا حامل سے منسوب نہیں، یا تو معمول مردہ ہو گا جسے "وجہا" اور مردہ ہو گا جسے "کلوذیہ" اگر معمول مردہ ہے تو اس کو وہ اہلار سے منسوب آئے گا۔ دل پر کہ معمول کچھ ہو گا اور کیا قول درج ہے جسے "زید الحسن" وجہا" دم پر کہ معمول بہ کے مطہر ہونے کی وجہ سے منسوب ہو گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ حکل معمول مفت کے لیے نہیں آئے، کہیں کہ حکت حجہ لازم ہے۔ اور اگر معمول مردہ ہے تو حیزہ طور پر معمول کے مطہر ہونے کی وجہ سے منسوب ہو گا جسے "زید الحسن" وجہا" کہیں کہ کچھ مردہ نہیں ہوئی ہے، بخلاف کلین حضرات کے کہ ان کے نزدیک مفت حجہ کا معمول اگر مردہ ہو تو بھی کچھ کی تبدیلی میں ہونے کی وجہ سے منسوب ہو گا۔ صاحب کتاب نے ولفقی بتعین میں المعرفہ کہہ کر فیصلہ کن بات کہہ دی کہ اصل ضابطہ کیا ہے یا نہیں، ہوا کہ کلین نے کہا ہے۔

تیسری حالت وبعص بالاصافۃ داخل مفت نے اس عبارت میں مفت حجہ کے معمول کی تیسری حالت کو بیان فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں مفت حجہ کا معمول اضالیات کی وجہ سے مردہ ہو گا جسے "زید الحسن" کلوذیہ۔

نوٹ:- معمول کے مردہ منسوب ہونے کی صورت میں مفت حجہ میں صرف اصل الاضالیات کی غیر مستقر کا فرض کے لازم ہے مفت حجہ کے معمول کی نہ کچھ یا عین ماحول میں حالت رہے

اصل ہے اور نصب رفع کی طرح ہے اور جو نصب کی طرح ہے۔

نوٹ:- صرف محذوف، مشتبه، مفعول، مفعول مطلق، مفعول فیر، مفعول لا، حال تیسرے نصب
رہتا ہے صرف محذوف کے مشتبه یا مفعول کے علاوہ باقی مفعولات میں مل کر کے کی کوئی شرط نہیں ہے۔

(الرحمن جلد ۲ ص ۳۸)

الانواع المتماثل:- اسم التفضیل

اسم تفضیل کا بیان

وَأَسْمُ التَّفْضِيلِ، وَهُوَ الصِّفَةُ الذَّلَالَةُ عَلَى التَّمَاثُلِ وَالزَّيَادَةِ
كَتَكْرُمٍ وَتُسْتَعْمَلُ بِهِ، وَمُضَلَّفًا لِمَكْرُومٍ، فَيُعْرَضُ وَيُنْكَرُ، وَبِأَنَّ
فِيضًا بِيٍّ، وَمُضَلَّفًا لِمَعْرُوفٍ فَوْضَلًا، وَلَا يَنْصَبُ التَّفْعُولُ مُطْلَقًا،
وَلَا يُؤْفَعُ فِي أَغْلَابِ مَطْلَعِهَا إِلَّا فِي مِثْلَةِ الْكُفْلِ.

ترجمہ:- اور اسم تفضیل اور وہ وہ صفت ہے جو مشارک و زیادت پر دلالت کرے
جیسا کہ تکریم اور وہ استعمال کیا جاتا ہے ہونے کے ساتھ اور کر کے کی طرف متماثل ہونے کی حالت میں
ہو یا کسی وقت وہ مکرور کر دیا جائے گا اور مالک کے ساتھ اس وقت اپنے مفعول کے مطابق
ہوگا اور صرف کی طرف متماثل ہونے کی حالت میں تو اس وقت وہ مکرور ہوں گی اور وہ مطلقاً مفعول
یا نصب نہیں رہے گا اور ملائی ایک ہی جماعت کے قول کے مطابق اسم کا ہر کسب تک رہتا ہے مگر
مستعمل میں (یعنی مستعمل میں اسم تفضیل اسم کا ہر کسب تک رہتا ہے)۔

تشریح:- اپنے فعل کی طرح مل کرنے والے ملا ملاک کے ساتھ اسم تفضیل ہے۔
اسم تفضیل کی تعریف:

وَأَسْمُ التَّفْضِيلِ وَهُوَ الصِّفَةُ الذَّلَالَةُ عَلَى التَّمَاثُلِ وَالزَّيَادَةِ
كَتَكْرُمٍ وَتُسْتَعْمَلُ بِهِ، وَمُضَلَّفًا لِمَكْرُومٍ، فَيُعْرَضُ وَيُنْكَرُ، وَبِأَنَّ
فِيضًا بِيٍّ، وَمُضَلَّفًا لِمَعْرُوفٍ فَوْضَلًا، وَلَا يَنْصَبُ التَّفْعُولُ مُطْلَقًا،
وَلَا يُؤْفَعُ فِي أَغْلَابِ مَطْلَعِهَا إِلَّا فِي مِثْلَةِ الْكُفْلِ.

اسم تفضیل کے معنی:

اسم تفضیل کا یہ لفظ تفضیل نہ کر کے ہے اور فضل و کرم کے لیے ہے اور اس میں خبر

اور بشرہ داخل ہیں اس لیے کہ پائل میں لامعز اور لشع تھے نیز پنے صرف پائل کے ساتھ
 ہیں۔ لفظی حرج اور باقی بحر و حرج سے نکلتے ہیں اس لیے کہ پائل حرج اور باقی سے ہون پر آتا
 لال ہے کیوں کہ اگر حرف تم کیے جاویں تو لفظ اور معنی ظن لازم آتا ہے اور اگر حرف کنہ نہ
 وزن لفظ سے جدا ہو جائے گا۔ اور پائل بحر بھی اس سے آتا ہے جس میں لون و صیغ کے سنی و
 ہوں ہاں اسے کس سے جس میں لون و صیغ کے معنی ہوں غیر تفصیل کے لیے لفظ صیغ کا صیغ
 آتا ہے۔ پائل اور لفظ تفصیل کو بھی اس سے ملایا جائے تو لفظ تفصیل کا لفظ صیغ سے انہیں
 ہوگا جسے لفظ (سوارنگہ) لفظ (کا) لان کی حرکت موندہ اور عودہ آتی ہے مثلاً اگر
 لفظ کھنڈ تو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ اس سے لفظ سوارنگہ ملا ہے یا زیادہ سوارنگہ ملا ہے اور صیغ سے
 مراد صیغ کا پڑی سے نہ باقی لفظ لفظ (زیادہ ہمارت و ہاں) اور انہما (زیادہ ہمارت و ہاں) سے مراد
 پائل اور ہمارت سے مشتق ہیں اور صیغ ہمارت ہیں۔ لہذا اگر لفظ پائل بحر سے
 ہو جس میں لون و صیغ کے معنی ہیں تو اس وقت واجب ہے کہ لفظ کے وزن پر پائل بحر سے لفظ
 شدت یا کثرت یا قوت یا صیغ یا قوت یا حسن یا غیر اسے جو قصود کے موافق ہو صیغ یا کثرت یا قوت
 یا لفظ اور شدت یا کثرت یا قوت کرے اس کے بعد اس فعل کے صیغ کو جس سے ہم لفظ
 مشتق ہے ہمارت یا کثرت یا صیغ کریم جسے خواہندہ لفظ لفظ و اس سے لفظ لفظ لفظ لفظ
 زیادہ وقت ہے۔ (لا صیغ یا کثرت یا قوت)

اسم تفصیل کے استعمال کی صورتیں

و تفصل بین و مصفا لکرتہ فیر و یفکر فتح لامل مفت یہی سے اسم تفصیل
 کے استعمال کے طریقے کو بیان فرما رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اسم تفصیل کا استعمال غیر اس سے
 ہوتا ہے۔ پہلا طریقہ اسم تفصیل ہر ماضی میں سرور نہ کرے گا خواہ صیغ ماضی ہو یا خبر یا ماضی ہو یا
 و صورتوں میں ہے (۱) اسم تفصیل کے بعد ہوں آئے جو ماضیوں کے لیے مخصوص ہے۔ لفظ ہوں کے بعد
 و تفصل بین صیغ (۲) زیادہ پائل ہے ماضی کو لفظ تفصل من صیغ و وقز و قون
 لفظ بین صیغ و وقز و قون لفظ تفصل من صیغ و وقز و قون لفظ تفصل من صیغ و وقز و قون
 من صیغ و وقز و قون لفظ تفصل من صیغ و وقز و قون لفظ تفصل من صیغ و وقز و قون
 ہوں آتا ہے ہوں کے آنے کی صورت میں اسم تفصیل کو کسی اور طرح استعمال کرنا جائز نہیں ہاں یہ کہ
 طاقت یا قوت یا صیغ کی مثال میں یا ماضی یا ماضی میں ہے۔ لفظ ہوں داخل ہوں یا ماضی

لاہ۔ لیکن اگر وہ داخل ہوتا جائز نہیں اس لیے کہ وہ شہادت اقصیٰ کی وجہ سے شکر جرح کے ہے
پس اس وقت علامت تائید و توثیق کا وسط کس میں داخل ہو گا؟ اس کے ساتھ یہ حال ہے۔

اور اگر علامت تائید و توثیق ہر الزم داخل ہوں تو یہ جائز نہیں۔ اس لیے کہ وہ حقیقت میں
دور الگ ہے۔ پس اس وقت ایک گہری علامت کا داخل ہونا ضرور ہے کہ پلازم آتا ہے۔ اور وقت اس
کی عمر سن افسوس ہے۔ اور ہادی حقانی کا قول **إِنْ قَالُوا يُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**
(وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ ان کے بھائیوں نے گنگو کی کہ یوسف اور بن کا بھائی ہمارے باپ کو کم
عزیز و عزیز ہے۔) **يُوسُفُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا** یوسف اور اخوة موصوف ہیں جو حق ہے اس
کے بارہوا **أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا** مفرد ذکر کر لائے، لیکن کہاں کے بعد عرف ہو آتا ہے۔ اسی طرح ہادی
تعلیل کا قول **قَالَ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَاقْرَبُوتُكُمْ وَلَكُمْ أَلْفُ مِائَةِ مِائَةٍ**
وَأَخَاؤُكُمْ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا (آپ کہہ دیجئے گا اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بہنوں
اور تمہاری کنیا اور مال و حق لے گا۔ ہے اور وہ تمہارے حق میں کسی ناسی نہ ہونے کا قیاس ہو اور وہ
مگر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں چھوڑ کر لے کر
پارہ ہے۔) **يُوسُفُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا** میں **أَحَبُّ إِلَيْنَا** مفرد ذکر کر رہا ہے۔ حالانکہ موصوف جمع
کے ساتھ ہے، لیکن **يُوسُفُ** مفرد کے بعد ہونا چاہیے۔ **يُوسُفُ** مفرد ذکر کر لائے۔
(۲) کہ **يُوسُفُ** مفرد کی طرف مشابہت اس وقت بھی ہر حال میں **يُوسُفُ** مفرد ذکر کر ہی آئے
گا، جیسے **زَيْدٌ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**، **وَالزُّبَيْرِيُّ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**، **وَالزُّبَيْرِيُّ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**، **وَالزُّبَيْرِيُّ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**۔
أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا، **وَالزُّبَيْرِيُّ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**، **وَالزُّبَيْرِيُّ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**۔

دوسرا طریقہ۔ **وَمَا لَئِنْ مَنَعْتُكُمْ** اس عبارت میں **يُوسُفُ** کے استعمال کا دوسرا طریقہ ذکر
فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ **يُوسُفُ** اپنے موصوف کے مطابق ہوگا یعنی جیسا موصوف ہوگا ویسا ہی **يُوسُفُ**
آئے گا۔ ذکر کی صورت میں ذکر نہ ہوگا کی صورت میں نہ ہوگا۔ اور **يُوسُفُ** کی صورت میں واحد
مثنیٰ اور جمع آئے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ **يُوسُفُ** الف لام کے ساتھ ہو۔ جیسے **زَيْدٌ**
أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا، **وَالزُّبَيْرِيُّ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**، **وَالزُّبَيْرِيُّ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**، **وَالزُّبَيْرِيُّ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**۔
أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا، **وَالزُّبَيْرِيُّ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**، **وَالزُّبَيْرِيُّ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْنَا**۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ **يُوسُفُ** مفرد
موصوف صلت ہیں اور مطابق کے لیے کوئی مانع نہیں۔ یہاں وجہ سے موافقت ضروری ہے۔

تیسرا طریقہ۔ **وَمُضَلًّا لِمَعْرِفَةِ فَوْجِهَانِ** اس عبارت میں داخل صفت نے **يُوسُفُ**

ہے جس پر چنانچہ فرماتے ہیں کہ طائعات کا ہر اتفاق ہے کہ ام کفیل مغلول بہ مطلقاً نصب نہیں
 دیتا خود مغلول بہ غیر ہو تو ضرر نہیں کہ ام کفیل کا مغلول مغلول علیہ کے ساتھ کوئی نہیں دیتا
 مغلول علیہ جب مذکور ہوتا ہے تو عمر و دین ہے، لیکن اس میں وہ مطلقاً صرف بر محل کرتا ہے اس کے
 استدلال میں علماء نے فرمایا کہ اسی کو پیش فرمایا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول کہ وَلَا يَزِيدُ فِي قُلُوبِ الْمُتَّقِينَ اور یہ کہ وَلَا يَزِيدُ فِي قُلُوبِ الْمُتَّقِينَ اس بات پر قائم نہیں کہ اتفاق ہے کہ ام کفیل غیر مستحق
 دفع دیتا ہے یعنی ام کفیل کا قائل ہو غیر تابع ہوتی ہے جیسے ریدۃ الفصل میں عمرو الفصل
 میں ایک غیر مستحق ہے ریدۃ کی طرف مستحق ہے وہی غیر لفصل کا قائل ہے لیکن ام کفیل
 کا قائل ام مسلمہ ہوگا یا نہیں یعنی ام ظاہر کو دفع دے گا یا نہیں اس مسئلے میں ظاہر کے دو مآخذ
 انتقال ہے اصل کا کہنا ہے کہ ام کفیل مطلقاً ام ظاہر کو دفع دیتا ہے جسے ضرورت پر داخل لفصل
 منہ آہودہ میں لفصل ام کفیل اصل پر حالت جاری میں ہے کیوں کہ یہ اصل پر ضرورت کی صفت ہے
 اور صفت کا اثر اب دہی ہوتا ہے جو موصوفہ کا ہوتا ہے اور الا نہ کو صفت کی بنا پر پیش دیا گیا ہے۔
 جملہ صفت یہ صفت عمل لا مشابہ ہے اور لا ظاہر کہنا ہے کہ ام کفیل ام ظاہر میں کسی بھی
 عمل نہیں کرتا (یعنی کسی بھی ام ظاہر کو دفع نہیں دیتا ہے)

طائعات کا اشکال اور اس کا جواب۔

ام کفیل غیر مستحق کہتا ہے، اور مطلقاً لیکن ام ظاہر کو دفع نہیں دیتا ہے کیوں؟
 حاصل ام کفیل ایک ضعیف مال ہے اور غیر مستحق ضعیف معمول ہے تو ہذا ضعیف مال اپنے
 ضعیف معمول میں عمل کر سکتا ہے لیکن ام ظاہر کی معمول ہے جو قوی معمول میں ضعیف مال عمل نہیں کر سکتا
 اور بعض مال عرب نے دلیل کے طور پر جو مثال پیش کی ہے اس سے اشتغال کر دے سکتا ہے، لیکن اس
 میں غیر مقدم ہے اور قیودہ متبادرہ ہے اور لفصل کا قائل غیر مستحق ہے جس کی طرف جو کوئی ہے
 مسئلہ انکامل کی توجیح

الآ فی مسئلۃ الکمل ام کفیل ام ظاہر کو دفع دیتا ہے اور نہ اپنے معمول دیتا ہے۔

ہاں صرف ایک صورت ہے جس میں اس کا قائل ام ظاہر ہے وہ "مستند اکمل" ہے۔ مستند اکمل کے بارے میں شریعت کی طرف سے کسی تکفیل کے قائل ظہر میں مل کرنے کے لیے نہیں فرموا کرتا بلکہ ضروری ہے کہ ان میں شریعتی پائل جائے گی۔ ہاں ام ظاہر تکفیل قائل ظہر میں مل کرنے کا مستند نہیں فرمیں یہ ہیں۔

(۱) کلام میں آئی ہے (۲) اس کے بعد ہم جنس ہوجہ تکفیل کا موضوع کہلائے (۳) اس کے بعد تکفیل ہوا۔ اقرار سے (یعنی ایسا ہو کہ جس میں اس کے اقرار سے تکفیل ہو اور دوسری مئی کے اقرار سے تکفیل ملے گی، لیکن وہ اقرار سے ہر ہوجہ یا ہم اسطورہ شریعتی تکفیل اس طرف کرتا ہے۔
دول ہے کہ ام تکفیل باقرار تکفیل کے ایک مئی کی صفت ہو اور باقرار مئی اس مئی کے حلقہ کی صفت ہو اور اقرار اس مئی کے حلقہ دوسری مئی میں شریعت ہو۔

دوم یہ کہہ متعلق مئی ایسا ہو کہ جس میں اس کے اقرار سے تکفیل ہو اور دوسری مئی کے اقرار تکفیل طریقہ بھی ہو لیکن وہ اقرار سے۔ سو یہ کہہ ام تکفیل مئی ہو جسے تازا بیت زجلاً اخسن فی جنابہ لکھل ونا فی عین روقہ (میں نے کوئی آئی ہے نہیں دیکھا کہ اس کی آگے ہر ماس ہر ماسے زیادہ اچھا ہو جو یہ کی آگے میں ہے اس حال میں پہلے اثبات کے مئی کا کلام چاہیے کہ کلام کے مئی ظاہر ہو وہی ہر ماس کے بعد مئی کے مئی کا اس حال میں اخسن ام تکفیل کا مینا تکفیل کے اقرار سے تو رجل کی صفت ہے اور مئی کے اقرار سے حلقہ رجل مئی تکفیل کی صفت ہے جو ہم رجل اور ہم زیادہ میں شریعت ہے۔ ہر یہ رجل باقرار مئی رجل تکفیل ہے اور باقرار عین زید تکفیل طریقہ ہے اور اخسن کا قائل یہاں رجل ہے ہم ظاہر ہے اور اخسن اس میں مل کر رہا ہے اس میں مئی کے مساوی سب شریعت ظہر ہو گئی، لیکن جب اس پہلی داخل ہوئی تو ام تکفیل ثبت سے مئی ہو جائے گا اور عین شریعتی پائل جائے گی۔ دوسری کے بعد رجل باقرار عین رجل تکفیل طریقہ ہے اور باقرار مئی زید تکفیل ہے اور مئی کے بعد حضور زید کے آگے کے سرمد کی طرف ہے، اس حال میں ما نافیہ ہے اور زجلاً مصلوبہ رائتہ مل کا ہے اور اخسن ام تکفیل ہے جو رجل تکفیل میں مل کر رہا ہے اور لکھل ام ظاہر ہے جو اخسن کا قائل ہے۔

شاعر کا قول غار رائتہ لعت فیو لکھل ونا لکھل ونا لکھل یقین جنابہ (میں نے کوئی آئی ہے نہیں دیکھا کہ اس کی طرف زیادہ اچھا ہو بہ نسبت تیری طرف سنان سنان۔ اس شعر میں لعت ام تکفیل کا مینا تکفیل کے اقرار سے تو لکھل کی صفت ہے اور مئی کے اقرار سے لکھل کی صفت ہے جو لکھل اور لکھل جنابہ کے فرق کر کے میں شریعت ہے اور لعت ام

تفہیل الہدی اسم ظاہر کو مراد ہے تفہیم و شرح ہے۔

نوٹ:- جس طرح ہم تفہیل سے پہچانی کا مراد ضروری ہے اس طرح اسی کی جگہ سے اظہار کا مراد ہوتا ہے جسے قل وایت وجلاً احسن فی عینہ الکمل منہ فی عین رید یزلی کی جگہ سے اظہار کی ہوتی ہے۔ لا یکن احدٌ لعباً لہ فخرنا لہذا (روایہ شریف)

باب الثواب — توالی کا بیان

باب الثواب۔ یفتیح ما قبلہ فی اغرابہ خمسۃ۔

ترجمہ:- توالی کا بیان تالی سے مراد تالی نام ہے جو عرب میں سچے سچے سالی نام کے مطابق ہوا ہوا ہوا ہوا ہے۔

توضیح:- باب الثواب اب تک ایسے اسموں کا بیان تھا جن پر عرب میں تالی تھا یعنی ان کے اوپر ان کے تالی کا اثر پلیر کسی واسطہ کے قیام ایسے اسموں کا بیان ہے جن پر عرب میں نہیں ہے بلکہ پہلے اسم کے تالی ہونے کی وجہ سے۔ توالی تالی کی مع ہے اور صلیب سے اس صلیب کی طرف متحول ہے اس لیے کہ قائل دینی کی مع قائل کے وزن پر جس آتی، بلکہ قائل اس کی مع قائل کے وزن پر آتی ہے جیسا کہ قائل مائیں اللہ کی مع قائل آتی ہے۔

تالی ماخوذ ہے فتح ہدی کرتا، چوں کہ وہی اسم ہے تالی کی ہدی کرتا ہے عرب میں اس کو سچے سچے اسم کہتے ہیں۔

توالی کی قسمیں:

خمسۃ تالی کی پانچ قسمیں ہیں صلیب، اکید صلیب، بیان صلیب، نقل اور بدل۔ مائیں ہادی اور ان کے معنی اس کے نزدیک تالی کی چار قسمیں ہیں۔ مائیں نے صلیب بیان اور صلیب نقل دونوں کو ایک شمار کیا ہے صلیب مائیں کی وجہ سے۔

باب الثفت — نعمت کا بیان

الثفت، وثق، الثفت، الثفت، أو الثفل، بہ، الثفلین للفظ متبوعہ۔

ترجمہ:- نعمت، اور وہ ایسا تالی ہے جو شفق ہو یا سدا ہو، اسے متبوع (یعنی صحت) کے لفظ کو واضح کرنے والا ہو۔

اور ہاں تک شاعروں کو یہ نصبت ہے جس کا صفت مذکور ہے اور وہ صحت مطوف ہے اس طرح کتبہا حقیقت میں مطوف نہیں ہے بلکہ مطوف کے لیے صفت ہے اور اصل عبارت و نصبت زخلاً کتبنا و زخلاً شاعروا ہے۔

نعت کی قسمیں۔

نعت کی دو قسمیں ہیں (۱) نعت بحال صحت (اس کو نعت حقیقی بھی کہتے ہیں) (۲) نعت بحال خلق مصروف (اس کو نعت سخی بھی کہتے ہیں)

نعت بحال صحت سے مراد وہ نعت ہے جو ایسے سخی پر دلالت کرے جو اس کے متبرع میں ہو جسے جہل میں وجہ علقہ اس میں وجہ مصروف ہے علقہ صحت ہے علم نے راہل کی مطہر کو جان کیا ہے کہ وہ عالم ہے اور یہ نعت اس جہل میں سے ایک وقت چار چیزوں میں اپنے مصروف کے مطابق ہوگی۔ مثلاً ریح نسب اور جس سے ایک سرور وادہ، خشیہ اور ریح میں سے ایک صحت مصروف اور گم میں سے ایک صحت گم کر دیکھ میں سے۔

نعت بحال خلق مصروف سے مراد وہ صحت ہے جو ایسے سخی پر دلالت کرے جو اس کے متبرع کے خلق میں ہو جسے ہادی راہل علقہ انہو (میرے اس ایسا مرد یا جس کا باپ عالم ہے) علقہ ایسے سخی پر دلالت کر دیا ہے جو راہل (متبرع) کے خلق (انہو) میں ہے۔

باب فائدتہ النعت — نعت کے فوائد کا بیان

و فائدتہ تخصیص، او توضیح، او مدح او مذم، او ترخم، او توکید۔

ترجمہ:- نعت کا فائدہ تخصیص، یا توضیح، یا مدح، یا مذم، یا ترخم یا توکید ہے (یعنی نعت تخصیص، یا مدح، یا مذم، یا ترخم، یا توکید کے لیے استعمال ہوتی ہے۔)

تشریح:- و فائدتہ تخصیص، الخ یہاں سے فاضل مطہر نعت کے فائدہ کو بیان کر رہا ہے جس میں کہ نعت (نعت) تخصیص، یا مدح، یا مذم، یا ترخم اور توکید وغیرہ کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ نعت برائے تخصیص، نعت صحت کی تخصیص کے واسطے آتی ہے جب کہ دلوں کو، ہوں یعنی صحت میں اشتراک کم ہوتا ہے جسے مورد ہر وجہ کتبہ میں کتبہ مصروف دلوں کو کہ ہیں۔ وجہ کتبہ اور غیر کتاب بھی میں برابر تھا، جب کتبہ اس کی نعت ذکر کر دے تو اس میں اشتراک کم ہو گیا (تخصیص نعت اشتراک و ایہام کا نام ہے)

نعت برائے توفیق۔ نعت صحت کی اخاصیت کے واسطے آئی ہے جب کہ صحت سرزد ہو جسے
نزوت بوزنہ الخفاط اس حال میں زینہ صحت سرزد ہے اور الخفاط اس کی نعت ہے جو
برائے توفیق آئی ہے (توفیق سے مراد فتح حاصل ہے)

نعت برائے در آؤں۔ کبھی نعت صحت کی اچھائی اور برائی مان کرنے کے واسطے آئی ہے
جب کہ موصوف اس صفت کے ساتھ معروف و مشہور ہو۔ در آؤں کی مثال ایسے ہضم اللہ الرحمن
الرحیم ہیں جس میں اللہ موصوف ہے اور الرحمن اور الرحمن صفت برائے در ہے۔

ہم کی مثال۔ جیسے اعدو باللہ من الشیطان الرجیم (بندہ مانگا ہوں میں اللہ کے ساتھ
مردود شیطان سے) میں الشیطان صحت ہے اور الرجیم برائے دم اس کی نعت ہے، کیوں کہ
شیطان برہم کی صفت کے ساتھ معروف و مشہور ہے۔

صفت برائے رزم۔ نعت صحت پر رزم کے واسطے بھی آئی ہے جسے کَلَمْتُ الرِّزْمَ غِنَمَ
الْمُسْكِينِ (اے اللہ تو اپنے رزم پر سے پر رزم فرما اس میں المسکین صفت عہد موصوف پر دم
کمانے کے واسطے آئی ہے)

صفت برائے تاکید۔ کبھی کبھی نعت صحت کی تاکید کے واسطے بھی آئی ہے جب کہ صحت
اس معنی کو محسوس ہو جس پر صفت نکالت کر دی ہے جسے ہادی تھیل کا قول "تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ" (یہ
پہرے دس ہوتے ہیں) (۲۷ آیت ۱۶) میں عَشْرَةٌ کی تادم خود برائے عمل ہے اس کے باوجود کاملہ
صفت مکمل تاکید ہے۔ اسی طرح ہادی تھیل کا قول "فَلَمَّا نَفَخَ فِي السُّودِ نَفْخَةً وَاحِدَةً" (۸
جب صبر میں یکساں ہوا تک مادی ہائے کی۔ ۲۷ آیت ۳) میں نفخة کی تادم خود برائے
صحت ہے بلکہ واحدہ صفت مکمل تاکید ہے۔

بَابُ مَا يَتَّبِعُ فِيهِ مُنْفَوْتَةٌ

جن چیزوں میں نعت اپنے صحت کے تابع ہوتی ہے اس کا بیان

وَيَتَّبِعُ مُنْفَوْتَةٌ فِي وَاجِدٍ مِنْ أَوْجِهٍ الْإِعْرَابِ، وَمِنْ التَّنْزِيهِ
وَالْتَكْبِيرِ، ثُمَّ لَنْ رَفَعَ ضَبِيرًا مُسْتَقِيمًا تَبِعَ فِي وَاجِدٍ مِنَ التَّكْذِيبِ
وَالثَّانِيَةِ، وَوَاجِدٍ مِنَ الْإِفْرَادِ وَفِرْعَوِيٍّ، وَالْأَخَرُ كَالْفِعْلِ
وَالْأَخَصَرُ جَاءَ فِي رَجُلٍ قَفُوزٍ عَلِمَانَةً ثُمَّ قَاعِدَةً ثُمَّ قَاعِدُونَ۔

ترجمہ:- اور نعت اپنے صحت کے تابع ہوتی ہے، اعراب (یعنی رفع نصب اور جر) کی

فلکوں میں سے کسی ایک میں سورہ قمریہ و عجمی میں سے کسی ایک میں۔ پھر آریضہ و رخ و مینہ والی ہر
موصوفہ کی عجمی مستثنیٰ نہ کیے اور تائید میں سے کسی ایک میں سورہ قمریہ و عجمی کے فروعات (شعبہ
داخل) میں سے کسی ایک میں (داخل ہوگی) اور نہ وہ اصل کی طرح ہوگی بلکہ جہلہ میں وہ جہلہ قعود
غافلہ ہمارے قاعدہ ہمارے قاعدوں کہنا حسن ہے۔

تفسیر۔ یہاں سے داخل صفحہ و بیان فرما رہے ہیں کہ نصف اپنے سمت کا کئی
جزوہں میں حجت کرتی ہے کہ وہ بات اہل عجمی ہے کہ عرب کے قاعد سے اہل عجمی حجتیں ہیں
و رخ و نصب اور سورہ قمریہ کے قاعد سے عجمی حجتیں ہیں۔ مگر وہ شعبہ و رخ و نصب اور سورہ قمریہ کے قاعد
سے حجتیں ہیں نہ کہ سورہ قمریہ و عجمی کے قاعد سے اہل عجمی حجتیں ہیں بلکہ سورہ قمریہ و عجمی
کو عربی حجتیں ہیں۔

بات اہل عجمی ہے کہ کسی اہل عجمی میں ایک وقت ہمارے حجتیں ہیں عجمی۔ کیوں کہ
ان میں سے بعض بعض کے بعض اور حجتیں ہیں۔ اور وہ حجتیں ان کا اہل عجمی ایک وقت کی اہل عجمی
تھا نہ ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ایک اہل عجمی وقت سورہ قمریہ و نصب اور سورہ قمریہ و نصب اسی
طرح سورہ قمریہ کا اہل عجمی اور نہ سورہ قمریہ و نصب اسی طرح۔ مجموعہ کا اہل عجمی اور نہ ہے اسی طرح
تہ کیونکہ اہل عجمی اور نہ ہے۔

وینفع معنوی فی واحد من لوجه الاعراب فتح داخل صفحہ تلمذات ہیں کہ نصف
عجمی و رخ و نصب اور سورہ قمریہ و عجمی کے قاعد سے اہل عجمی حجتیں ہیں۔ اور وہ حجتیں ان کا اہل عجمی ایک وقت کی اہل عجمی
تھا نہ ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ایک اہل عجمی وقت سورہ قمریہ و نصب اور سورہ قمریہ و نصب اسی
طرح سورہ قمریہ کا اہل عجمی اور نہ سورہ قمریہ و نصب اسی طرح۔ مجموعہ کا اہل عجمی اور نہ ہے اسی طرح
تہ کیونکہ اہل عجمی اور نہ ہے۔

وینفع معنوی فی واحد من لوجه الاعراب فتح داخل صفحہ تلمذات ہیں کہ نصف
عجمی و رخ و نصب اور سورہ قمریہ و عجمی کے قاعد سے اہل عجمی حجتیں ہیں۔ اور وہ حجتیں ان کا اہل عجمی ایک وقت کی اہل عجمی
تھا نہ ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ایک اہل عجمی وقت سورہ قمریہ و نصب اور سورہ قمریہ و نصب اسی
طرح سورہ قمریہ کا اہل عجمی اور نہ سورہ قمریہ و نصب اسی طرح۔ مجموعہ کا اہل عجمی اور نہ ہے اسی طرح
تہ کیونکہ اہل عجمی اور نہ ہے۔

بِأَنَّ هَذِهِ أَمْرًا مَوْصُولٌ كَمَا هِيَ فِي مَعْنَى مَوْصُولٍ مَعْنَى مَوْصُولٌ مَعْنَى مَوْصُولٌ
کہاں رہی۔ موصول موصوفہ انصاف کے ساتھ ہے اور انصاف صرف کے اقام میں سے ہے لہذا
موصول صرف موصوفہ صفت کی طرف سے طلب ملاحظہ فرمائی۔ (لکھنؤ میں طبع)

حاجیعلیخانہ اشکال اور اس کا جواب (۳):

حضرت الاستاذ! قرآن کریم کی آیت "خَمَ تَنْزِيلَ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْفَرِيقِ الْفَلَانِ"
عَلَى الْفَتْبِ وَقِيلَ الْفَتْبِ شَدِيدُ الْفَتْبِ ذِي الْفَتْلِ" (۴۴) یہ کتاب آدمی کی ہے اللہ کی
طرف سے جزا عداوت ہے، ہرچہ کہاجائے والا ہے کہنے کا تشبہ ہے اور یہ کہ قول کرتے والا ہے
ختم کرنے والا ہے تہذیب والا ہے۔ یہ ۴۴ ص ۱۱۱ میں ہے (۴۴) میں ہے "موصول صرف
ہے اور اس کی صفت شَدِيدُ الْفَتْبِ کہہ سکتا ہے کہ یہاں میں دونوں کے درمیان ملاحظہ فرمائی۔
موصول شَدِيدُ صفت ہے اور صرف صفت کی اصل کہہ سکتا ہے اس لیے اس کی صفت کا
اقرار کرتے ہوئے شریعہ مقرر ہے۔

نوٹ:- یہ بات ذہن لگھیں رہے کہ ہم کو دوسرے اسم سے قرب و بعد کی بناء پر اس اسم کا
اعراب دے دیا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں اسموں میں فعلی اقرار سے ثابت قائم ہو،
اگرچہ سنوئی اقرار سے ثابت ہو، لیکن یہ شاہد نص کو اسم کی موافقت کرنے سے ٹکرا کر سکتا
جیسا کہ شاہد ہے "مبتداء اور خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں" لیکن یہ شاہد حسن امر کی قراءت
"الْحَمْدُ لِلَّهِ" (دال کو کسرہ کے ساتھ) کے ساتھ چھ ملام کے کسرہ کا اقرار کرتے ہوئے) کی وجہ سے ٹکرا
سکتا ہے۔ اس طرح فتن زینقا نصب کے ساتھ، یا فتن زینقا کے ساتھ، یا اس وقت بولا جاتا ہے
جب آپ اس شخص سے سوال کریں جس نے کہا زَانِیْتُ زَيْنًا، یا غَزَوْتُ بَزِينًا، تو آپ فتن
زینقا نصب کے ساتھ اور فتن زینقا کے ساتھ کہیں گے، تاکہ حکایت اعراب کے اور یہ آپ کا کلام
اس کے کلام کے ساتھ مربوط ہو جائے۔

لکھنؤ کا ایک نص اعراب میں اور تریف و تحسین میں ہر وقت اپنے موقع کی موافقت کرتی
ہے اور ضروری ہے۔

ثُمَّ لِي زَعِيمًا مُّسْتَقِرًّا تَبَعٌ لِّسِ وَلِجِبِ وَنَ تَتَكَبَّرُ وَتَقْلُ الْفَتْبِ الْفَتْبِ
فَاضِلٌ مَعْتَقٌ یہاں سے اس بات کو بیان فرماتا ہے جس کو باقیہ پہنچائی یعنی مرفوع، مفعول، مفعول
تامیہ، مفعول کا موقع کی حاجت ہے کہ وہاں ضروری ٹکرا سکتا ہے کہ کلام ہے صاحب کتاب

استمال کرنا درست ہوگا۔

والاحسن جہ نہی رجل قصود غلطفہ الخ داخل صفت یہاں سے اس بات کو بیان فرما رہے ہیں کہ تمام نوعوں نے صفت کو صحیح مکرر لا ہاں وقت باز تر مودیا ہے جب کہ اس میں فروغ صحیح ہو جسے نژدہ بنو خیال قیام آیتہ الخ، اور نژدہ بنو خیال قصود غلطفہ کہا گیا ہے۔ یہ صفت ہے چل کر صحیح مکرر مفرد کے علم میں ہوتی ہے، مکرر صحیح مکرر لا مفرد کے مقابل میں لخصن ہے جیسا کہ مفرد صحیح صفت کے مقابل میں لخصن تھا، صاحب ہذا صاع الطالب تحریر فرماتے ہیں کہ ترکیب قصود غلطفہ ہائے چند حسن ہے اور نہ ضعیف ہے اس لیے کہ قصود اگرچہ صحیح ہے اور غلطفہ اس کا قائل ہے مگر چل کر صحیح غیر صحیح مکرر علم میں مفرد کے ہوتی ہے لہذا یہ کہا جائے گا کہ گویا وہ صحیح ہی نہیں۔

ضمیمہات باب ہذا

نکتہ ص: ضمیر کسی صفت کے ساتھ موصول نہیں ہوتی، اس لیے کہ ضمیر ظلم اور صاحب معرفتی تمام قسموں میں ارف اور واضح ہیں اور یہ بات آپ کو معلوم ہے کہ مقصود صیغہ معرفت سے اس کی توضیح ہے، جس میں جب یہ دونوں واضح ہیں تو اب ان دونوں کی توضیح کی حاجت نہیں ہوتی، یہی ضمیر غالب اس کو ارف و صاحب ان دونوں پر عمل کر لیا گیا ہے جس ثابت ہوا کہ ضمیر موصول نہ ہوگی۔

سوال: ہاں تا نہ موصول واقع ہوتی ہے جیسے لا ین الا اللہ ہو للفریز الحکیم کا اس میں الفریز الحکیم، کو کی صفت ہے؟ جواب: صفت نہیں بلکہ وہاں ہے، دوسرا جواب ملو ضمیر نہیں ہے، بلکہ اسمائے میں سے ایک اسم ہے اور اس وقت یہ ممکن ہوا ہے۔

نکتہ ص: ضمیر کسی چیز کی صفت بھی نہ ہوگی، اس لیے کہ صفت وہ ہے جو کہ ان معنی پر کہ موصول میں نہیں دلائل کرتی ہے اور ضمیر چل کر اسے دلائل کرتی ہے اور اس معنی پر دلائل نہیں کرتی جو کہ اس میں پائے جاتے ہیں لہذا وہ صفت نہ ہوگی۔

نکتہ ص: موصول اگر معرف ہوتا ہے تو اس کی صفت کی طرف دوسری قسمیں ہیں یا معرف ہوتا ہے تو اس کی طرف بلا واسطہ یا بلا واسطہ مضاف ہوگی، جیسے جہ نہی الزجل الفضل، اس میں صفت معرف ہوتا ہے جہ نہی الزجل مصلحت لغوی (بھرے پاس آیا آدمی آج بھر کھڑے ہوا ہے) اس مثال میں صفت معرف ہوتا ہے کی طرف مضاف ہے جہ نہی الزجل مصلحت لاجل لغوی (بھرے پاس آیا آدمی آج بھر کھڑے ہو گیا ہے) یعنی اس کے پاس کھڑے ہو گیا کہ تمام ہے اس مثال میں صفت معرف ہوتا ہے کی طرف مضاف ہونے والے کی طرف مضاف ہے۔

نکستہ ہوگی ایسا ہوتا ہے کہ موصوف صرف ہذا نام کی صفت ہذا موصوف واقع ہوتی ہے جیسے
جانی الزجل الدی کلہ عینک اسی (میرے پاس جیسا آدمی آیا ہوکل تیرے پاس موجود تھا)
ایسے ہی موصوف اگر علم ہوتا بھی یہی تفصیل ہوگی۔

نکستہ ہوگا: جہاں سے رجعتی بصیرتہ جملہ انکسائے صفت غیر مبالغہ مبالغہ نہیں ہوتا، مبالغہ کہ مثال
فکر میں بصیرتہ رجعتی کی صفت میں ہوتا ہے۔ جناب واقعی جملہ انکسائے صفت نہیں ہوتا مگر ہر دلیل
ہر کے ساتھ ہوتا جاتا ہے جملہ مبالغہ نہ کہ ہر دلیل کی جائے گی، لیکن جہاں سے لوجل مبالغہ میں
حقہ بصیرتہ (میرے پاس ایسا آدمی آیا جس کے حق میں کہا گیا ہے بصیرتہ یعنی وہ اس کا کائنات ہے
کس کو کہانہ کا گھم ہوتا ہے۔

نکستہ ہوگا: انا ازلہنا الی قوم مخرجین (پہلے ہمارا امر کبہ صحتی میں مبالغہ
کا ہوا ضروری ہے مبالغہ کہ قوم ہمارے ہمارے مخرجین میں ہے جملہ مبالغہ نہیں کیا کہیں؟
جناب: قوم اگر چاہتا ہوں کہ مخرجی میں ہے جملہ مبالغہ موجود ہے ہمارے کہ قوم کا
نکستہ ہوں کی مبالغہ کے لیے ہوتا جاتا ہے کہ لا یسحر قوم من قوم عسی ان یکونوا
خیراً منهم ولا نسل من نسلہ۔

نکستہ ہوگا: نزول ہذا عالم البوفا، انا موصوف ہے ہر عالم صفت، مگر نہ کہ
دائیمہ میں مبالغہ نہیں ہے؟ جواب: یہ صفت عمل حقیقی موصوف ہے جو نہ کہ دائیمہ میں
موصوف کے مطابق نہیں ہوتی بلکہ اپنے حال کے مطابق ہوتی ہے، کما فی قولہ تعالیٰ وبقنا
لخرجنا من هذه القرية فقالوا اعدوا لآیت من التکلام القرية کی صفت ہے۔

نکستہ ہوگا: نزول ہر جملہ خصی البوفا، موصوف (رجل) گھر ہے ہر صفت (حسن
الوجه) انصاف کے ساتھ ہے ہر انصاف موصوف کے نام میں سے ہے گویا مبالغہ نہیں ہوگی؟
جواب: خصی البوفا میں انصاف لکھی ہے جو تریب و تحصیل کا لفظ نہیں رہتی، بلکہ اس
مبالغہ میں تخفیف تصور ہوتی ہے جملہ موصوف صفت ہوں کہ ہر ہے۔

باب: یجوز قطع الصفۃ — صفت کے محذوف ہونے کا بیان

وَيَجُوزُ قَطْعُ الصَّفَةِ الْمَعْلُومِ مَوْصُوفُهَا حَقِيقَةً أَوْ اِنْعَاءً، زَعْفًا
بِتَقْدِيرٍ هُوَ، وَنَضْبًا بِتَقْدِيرٍ اِغْنَىٰ اَوْ اَفْعَدَّ، أَوْ اَذْمَ، أَوْ اَرْحَمَ۔

ترجمہ: — صفت معلوم محذوف کرنا جائز ہے اس کا موصوف حقیقتاً معلوم ہو یا نہ ہو

معلوم ہو جائے کہ حق میں ہوئی تقدیر کے ساتھ اور حالت نسب میں بعضی، والمذبح، والذم، و
ارحم کی تقدیر کے ساتھ (مراتب ۳۴)

صفت کے علاوہ ہونے کی صورتیں:

و یجوز قطع الصفة بالمعلوم داخل صفت لے یہاں سے اس بات کو جان لیا کہ
مرتب ۳۵ میں ہے صفت کو حذف کرنا چاہئے یا نہیں؟ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب موصوفہ غیر
صفت کے معلوم و مشہور ہو اس وقت آپ کے لیے صفت کا حذف اور ترکیب سے حذف کر دینا
مورد نہیں جائز تھا۔

مرتب ۳۶ مثال: خطاب صفت برائے درجہ کلمۃ یلوا فیہیذ کہہ اور کلمۃ فیہیذ
کہا دونوں درجہ ہیں، صفت لانے کی صورت میں لام پیچ کے نزدیک صفت کو کر دیا جائے گا اور
فیہیذ لہ فیہیذ چڑھا جائے گا اور مذبح کی تقدیر کے ساتھ نسب (فیہیذ) چڑھا جائے گا اور
کی تقدیر کے ساتھ مذبح (فیہیذ) چڑھا جائے گا اور لام پیچ نے اشتغال میں لیا کہ ہم نے بعض
فل مرتب سے اس امر پر چڑھے ہوئے مثلاً الصفة للآلوت العقیقین لوت کے نسب کے ساتھ آخر
ہم نے اس پر اس سے اس کے حلقہ صفت کی انہوں نے لیا کہ مرئی موصوفہ اور اس کے مطابق ہے۔
صفت برائے دم کی مثال: جب صفت برائے دم ہو مثلاً ذمیرۃ حنّالۃ العطب
(اس کی بیوی بھی ہو گئی ہو اور کلامی ہے آخر جہود تو یہی نے صفت لانے کی صورت میں مذبح کے
ساتھ چڑھ کر پندر لیا یعنی حنّالۃ العطب اور لام حاکم کے نسب کے ساتھ چڑھ کر پندر لیا ہے۔
صفت برائے زخم کی مثال: جب صفت برائے زخم ہو مثلاً غرورۃ فزیدو البسکون
صفت لانے کی صورت میں مر کے ساتھ چڑھا جائے گا اور خود کی تقدیر کے ساتھ مذبح اور ارحم کی
تقدیر کے ساتھ نسب چڑھا جائے گا۔

صفت برائے توحیح کی مثال: جب صفت برائے توحیح ہو مثلاً تموزۃ یزیدو التلجوز
صفت لانے کی صورت میں چڑھا جائے گا اور خود کی تقدیر کے ساتھ مذبح اور انفس کی تقدیر کے ساتھ
نسب چڑھا جائے گا یہ بات ذہن نہیں رہے کہ موصوفہ جیسا معلوم ہو یا جیسا معلوم ہو صفت کے
حذف کرنے میں کوئی فرق نہیں چڑھا لیکن موصوفہ کے جیسا معلوم ہونے کی صورت میں صفت کا حذف
کرنا مشہور ہے اور مذبح کے علاوہ اس میں موصوفہ جیسا معلوم کی نہیں اور موصوفہ جیسا معلوم ہو اس
وقت بھی صفت کا حذف کرنا چاہئے اور لام پیچ نے اپنی ترکیب میں اس پر عمل کیا اور لایا ہے۔

تاکید فکری کی مثال جیسے ہمارے ہاں اور ہر اعرشی کا کام۔

احکام احکامہ، ان من لا احکامہ کساح الی الخیر جافہر جلاہ
(اسے پہلے کے واسطے صحت کے متعلق سے قیام نہ کر کے کسی کا پہلی بار پھر اس کے
دینی کی طرف سے کر سکتا ہے اس قسم میں اگر چہ کہ احکام احکامہ ہے اس طرح کہ پہلے احکام
بعض ہر وہ احکامہ الزام کی نظر کی وجہ سے ہر وہ اصولیت صواب ہو گیا ہے ہر وہ
احکامہ کہ پہلے کی تاکید فکری کی وجہ سے اس سے اس طرح جا چکا ہے۔
تاکید فکری کی مثال جیسے

فہم الی انہم القضاہ بہتلی قضاہ قضاہ فلا حقون احسن احسن
(اگر اس تک جائے گا کہ اس تک میرے لیے سے بہت جائے گا پھر دے میرے لیے سے پھر دے
یہ دے الی یہ پھر دے اس قسم میں اگر چہ کہ قضاہ قضاہ کہ احسن احسن ہے اس قسم
کی نظر کی صحت واصل اس طرح ہے انہم قضاہ الی انہم قضاہ بہتلی پہلے انہم
فہم مال کو حذف کر دیا گیا ہے کہ قضاہ قضاہ میں فہم نہ منقول کر دیا ہے، فلا حقون
پہلے قضاہ کا قاض ہے دوسرے کا فہم اس لیے کہ ہر فہم قضاہ پہلے کی تاکید کے لیے ہے
ہر فہم انہم کے کہ کادون قضاہ کا فلا حقون ایک ساتھ قاض ہر ایک دوسرے کے لیے ہے
کادون قضاہ میں قضاہ الی انہم قضاہ کہ ہر فہم کے فہم میں ہر ایک دوسرے کے لیے ہے
کادون قضاہ میں سے ایک میں فہم ہر فہم کے فہم قضاہ فلا حقون دوسرے قضاہ
فہم دے کی صحت میں کہا جائے گا کہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ
میں کہا جائے گا کہ ہر فہم کا قاض احسن احسن ہر فہم کے لیے ہر فہم میں ہر فہم میں
خیر ہر فہم میں ہر فہم کے فہم قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ

تاکید فکری کی مثال جیسے پہلے میں ہر فہم میں ہر فہم کا کام

لا لا قضاہ بہتلی قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ
(اس میں ہر فہم کی صحت و صحت کو قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ
سے اس قسم میں اگر چہ کہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ
پہلے کے لیے تاکید فکری ہے۔

والہم منہ نکاح نکاح قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ
صحت و صحت ہے کہ ہر فہم قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ قضاہ

حیدر کر کے تائید کے لیے اور کھانا خریدنے کے لیے آئے ہیں۔ ہاں اس سے کہہ دینا صحیح ہے کہ وہ خریدنا نہیں کر سکتا۔
خود مقررہ ایک طرف صرف اس پر موقوف کرنا ہے، اور اس قسم کے خریدنے کے لیے آئے ہیں۔
زیادہ و عورت کھانا (خیر کی چیز) لانے سے مقررہ خرچ سے احتیاط کیا کہ ان دونوں کی تائید کرنا
اور کھانا سے نہیں کی جاتی ہے۔

(۲) عید اور عید کا اس کی جگہ آدھرت اور کھانا کی وجہ کے مطابق اختصام الزمین
کھانا تائید کے ساتھ کہا دسرت نہیں ہے، کیوں کہ یہ کام اختصام احد الزمین کا اختصام نہیں
ہے، بلکہ اس کا تائید خرچ اس حال کے لیے آئے ہیں، چنانچہ اس حال میں عید کی وجہ سے تائید کی گئی ہے۔
(۳) کھانا اور کھانا کی طرف کسی کی نسبت کی گئی ہے، وہ کسی کی نسبت سے ہے، نہ کہ عید اور عید
تائید سے ہے، بلکہ ان دونوں اقلام کے (اور یہ تائید لا دسرت نہیں، لہذا ملت و عید و عید
کھانا کہا دسرت نہیں، کیوں کہ کھانا کے بارے میں جو تائید لائی گئی ہے، وہ اس کی طرف
ہی، لہذا یہ تائید ہی ہے، نہ کہ عید اور عید۔

(۴) کھانا اور کھانا کے ساتھ کسی خیر فعل سے جو تائید کے مطابق ہے۔
ان صنف و قوع المعروف موقوفہ اس مہارت میں داخل مصنف نے کھانا اور کھانا کے
ذریعہ تائید لانے کی دوسری شرط مقرر فرمائی ہے۔
والتحد معی السند اس مہارت میں تیسری شرط لگائی گئی ہے۔
ووصف لصیور السواد اس مہارت میں چوتھی شرط لگائی گئی ہے۔
وباجتماع وجمعہ الخ کے ذریعہ تائید لانے کی صورتیں:

وباجتماع وجمعہ وجمعہما غیر مصلحتہ داخل مصنف نے اس مہارت میں اجتماع
اور اجتماع کے ذریعہ تائید لانے کی صورتیں بیان فرمائی ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ تائید صحیح کے مطابق
میں سے اجتماع اور ان دونوں کی جمع اجماع، جمع ہے، من مصلحتہ کے ذریعہ تائید لانے کا
طریقہ یہ ہے کہ کوئی ایک شخص کے ہوا ان اقلام کے ذریعہ تائید لائی جاتی ہے، اسی وجہ سے ان کے
ساتھ تائید لانے میں خیر نہیں لائی جاتی (میں خیر کی طرف میں کی اضافت نہیں ہوتی، بلکہ اس پر
میں میں خیر واضح ہوتا ہے، جس نام کی تائید حضور ہوا اسی کے مطابق میں میں تائید کو پایا جائے، چنانچہ
مصلحتہ کی تائید میں ان کو احد کر کے لفظ تائید لفظ لفظ، اور احد تائید کی تائید میں
ان کو احد تائید ہے لفظ تائید لفظ تائید جمعہ اور جمعہ کی تائید میں ان کو احد کر کے

بشریت طبعیہ کلہم لجمعین۔ اور جمع نہ کی تا کہ میں ان کو جمع نہ کر دے جسے اشتراک
الامۃ کلہم جنم اور ہر ایک خلی کا قول "تسبوا فلا یکنہ کلہم لجمعین" میں جمع نہ کر کے تا کہ
میں لجمعین کو جمع نہ کر کے خلی بنایا گیا ہے۔

نوٹ۔۔۔ "کلہم" کے بغیر بھی لجمع کے لڑ رہے تا کہ لائی جاتی ہے جسے اللہ تعالیٰ کافر بن
ولا یوحدہم لجمعین (اور میں ان سب کو گرد کرں گا۔ پر ۱۰۶/۱۲۷) اور "واں" جنم
لجمعین لجمعین (اور میں سب سے جنم کا وعدہ ہے۔ پر ۱۰۶/۱۲۷) میں دونوں آیتوں میں
"کلہم" کے بغیر لجمعین کو بطور تاکید لایا گیا ہے۔ یہی طرح آگے کے دو فقرے جو جمع نہ کر کے
اللہ علیہم السلام کافر بنانے کا ضلی الامم جلتا مصلوا یخلفوا لجمعین" (جب امام بننے کے لڑ
یہ حاسے تو تم سب کے سب بننے کرنا پر مجبور ہو گے) میں بھی لجمعین کے ساتھ "کلہم" ہے۔ جب
لجمعین کے لڑ رہے مصلوا کی خبر کی تا کہ لائی جائے تو اس سے تعجب حال رخ میں نہ آوے اور اگر حال بنا
جائے تو حال سب میں ہوگا۔ لیکن یہ نصیب ہے کہیں کہ حال کے لیے گمراہی (مذہب) ہے۔ یہاں
لجمعین خبر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

نوٹ۔۔۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ قول لجمع موصوفہ وجمعہ سے اس
بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان دنوں کا شیعہ بھی آج کل لجمعین اور مصلوا نہیں کہا جاسکتا۔
یہ مسجد اقصیٰ کا مذہب ہے اور یہی گمراہی ہے کہیں کہ کلام عرب میں اس کے برخلاف ہر ایک کوئی جمع
نہیں ہے۔ بات بھی اہل فہم ہے کہ لجمع، لجمع، لجمع، لجمع، لجمع کے ساتھ ہیں۔ یہی وہ
ہے کہ ان میں کا استعمال لجمع کے ساتھ ہی ہوگا۔ یا جمع کے ساتھ استعمال نہیں ہے۔

تکملہ۔۔۔ خبر مرفوعہ فعل کی جب نفس وحق کے لڑ رہے تا کہ لائی جائے تو پہلے اس کی
تا کہ خبر مفعول کے لڑ رہے ہیں جسے "خبریت انت نفس" رد لغوی جو مذہب، مثال
ذکر میں تا خبر مرفوعہ فعل کی تا کہ لائی نفس ہے کہ لڑ رہے تا کہ لائی خبر مفعول انت کے لائی
گئی ہے۔ (مجموعہ ۱۱۶)

اس لیے کہ اگر خبر مفعول کی تا کہ وہ خبر مفعول کے ساتھ نہ بنے تا کہ لائی جاتی ہے تا کہ
انتہاں مفعول کے ساتھ ہوگا۔ حتیٰ جب ہم مفعول کے لڑ رہے تا کہ لائی نفس جو مذہب، مثال
تو یہ معلوم نہ ہوگا کہ نفسہ مفعول ہے یا فعل میں خبر مرفوعہ خبر ہے۔ یا مفعول انت کی
تا کہ ہے۔ پس اس انتہاں سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ لائی خبر مفعول کی خبر مفعول کے ساتھ
تا کہ لائی کفر مفعول مفعول ہوگا۔

تھوڑے جتنا، کلان، کلا کے اور بے شے کی تاج کے لائے ہیں، مٹاؤں کہ اس مثال میں
جتنا مع ظہم کا سبب اور ناخیر سزا کہ ہے۔ عجب مع ظہم باقی اخاص کے لیے ہے اور اس
کے اندر شے کا ترس ہی لکھا ہے۔ (پہلا باب ص ۱۷۷)

باب: الفرق بين الشوكية والشمعة

۷) کید معنوی اور نفعت کے درمیان فرق کے اسباب کا بیان

وهو بخلاف النفوس: لا يجوز أن تتماثلت المؤكثات، ولا أن
تتبعن مكررة، ومنه ما لثبت مدة حول كل واحد

نتیجہ:- یورپ (یعنی تو کہ سنوی کے علاوہ) غصہ کے برعکس ہوتے ہیں۔ وہ
ان کو کہتے ہیں کہ سنوی کے ہر خانہ کے مع ہونے کی صورت میں ایک دوسرے کی طلب کرنا
چاہتے ہیں۔ یہی امر اس لئے کہ ان کے تعلق ہونا چاہتے ہیں کہ ان کی بات پہنچنے والے کو یہ
خوشی کہ وہ ہر حال میں ہے۔

تفسیر :- رہی بخلاف القرون فلیح جہاں سے داخل صفت اب احمد کے مسائل میں سے ایسے مسائل کو بیان کر رہے ہیں جو کہ مسوی کے رد کو دل میں۔

المسئلة الاولى- لايجوز ان تتماثلت الترتيبات؛ يجب ان يكون صفحہ کے لیے کمر
نقص آئے تو اس وقت اصلاح کا صفحہ کے ساتھ ہی درج ہے اور غیر صفحہ کے بھی ۲۱

[illegible]

دوسری مثال مجھے ملتا ہے کہ

إلى تلك القرى وفيها قسام ولدت الفتية في القرى

جدا سیخریہ ہو کر گل کے تہارے قتلوان کا مہول ہائی سپاس دقت ہے جب قتلوان پہلی مرتبہ ہو۔ جس کے سنی ہیں کہ سچے والا اور اگر اس کے سنی ہیں کہ سچے والا تو پھر علیہ فطر قتلوان کا مہول ہائی نہ ہوگا، بلکہ فیکری سے مال ہوگا، تو فقیہ پہلے مال سے ل کر فطر سے مال ہے بشرطیکہ فطر کو علیہ کے مال حلق کا مال دیا جائے۔ اور اگر فطر جتنا دیا ہے اور علیہ غیر مقدم ہو تو پھر تو فقیہ علیہ کے مال حلق کی غیر سے مال ہوگا، و فوعا واقع کی بیع ہے، جس طرح شہود شلوع کی بیع ہے۔ یہ تو فقیہ کی خبر جس سے مال ہے۔ فیکری ہمارے اس طرح ہوگی و لفظ حول فیکری مترقبہ لحدیج زوجہ۔

دوسری مسئلہ آیا اُخوینا عند شعشع و مؤفلاً — عطف و ان ہر ہل از دے احکام فطر کے لائی کی دوسری مسئلہ میں صاحب کتاب نے طالبین کو خطاب کے کام کو پیش کیا ہے (یہ دیر المومنین حضرت لائی کے کے ہائی ہر خستہ کے چارہ ہائی ہیں) انہوں نے اپنے کام میں دیر سے دلی ہو کر پائی علیہ سلم کی صحت ہائی کی دیر مقلوبین دیر آفسہا ہے دیر سے یک کام کیا)

لینا اُخوینا عند شعشع و مؤفلاً — اُخوینا کُنا باطلو ان شُخِطنا حرمنا (اسے دیر سے ہائی مد شعشع و مؤفلاً، میں تم دیروں کو لائی دیر کرنے سے شکی کیا دیر سے ہائی۔)

اس قسم میں گل و شہاد لینا اُخوینا عند شعشع و مؤفلاً — ہے۔ طریقہ استدلال ہے کہ عند شعشع عطف بیان ہے اور اُخوینا اس کا استمرار ہے اور اس میں کوئی قیامت نہیں ہے لیکن جب عند شعشع و مؤفلاً کہ اُخوینا سے بدل مان لیا جائے تو قیامت لازم آئے گی اور بدل مانا جائز بھی نہ ہوگا، کیوں کہ بدل مانا اس صحت میں جائز ہے جب کہ بدل کا مہول ہائی کی جگہ واقع ہو دیر سے ہو۔ فیکری کہ بدل مان لیا جائے تو فیکری ہمارے لینا عند شعشع و مؤفلاً ہوگی اور یہ جائز نہیں، کیوں کہ اُخوینا ہادی ہے اور گامہ ہے کہ جب ہادی پر ہم ہر دین الائی کا عطف کیا جائے تو اسے ہادی مستقل کا حکم ہوگا جب ہادی ہے، لینا مؤفلاً کو ہادی حلیم کر لیا جائے تو ہادی مستقل ہونے کی وجہ سے علی الی الہم پر حرام واجب ہوگا۔ جس لیے کہ ہادی جب مہول معروف ہادی ہے تو اس وقت ہادی مستقل ہونے کی وجہ سے علی الی الہم پر حرام لازم ہادی ضروری ہادی ہے۔

یہ مؤفلاً یا حسب کہ جائز نہ ہوگا اور بدل ماننے کی صحت میں یا مؤفلاً ہی پر حرام جائے گا۔ کیوں کہ بدل اور مہول نہ ہادیوں کا حرب ایک ہی ہادی ہے۔ اور مہول نہ ہادی مضام ہونے کی وجہ سے علی الی حسب ہے لینا ما سبھا تم نہ ہونے کی وجہ سے بدل مانا جائز نہیں۔ لینا لینا اُخوینا عند شعشع و مؤفلاً پر حرام جائے گا۔

باب مطلق المطلق — حلف نق کا بیان

وَحْلَفَ الْمُسْلِمُ بِالْوَلَدِ۔

ترجمہ :- اور حلف نق والد کے ساتھ ہوتا ہے۔

تفصیل :- یہاں سے اصل حلف توبہ کی پرچی قسم حلف جوف کو بیان فرما رہے ہیں، اس حلف نق بھی کہتے ہیں، کیوں کہ اس میں حلف اور حلف طبع ایک نق ہیں۔ یعنی دونوں حضور ہوتے ہیں۔ لیکن ذریعہ قسم مائل کو کھٹے سے پہلے ہاتھ تھپکے کے چھ مہرہ است کا کھٹا تازہ ضرور ہے۔

حلف عرف کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

حلف کی لغوی تعریف :- حلف وہاں میں گذر گیا، بہر حال نق اور حلف طبع ہے جس کے درمیان اور اس کے متوجع کے درمیان حرف حلف میں سے کوئی ایک توبہ قائم کرنے والا ہو۔ اصطلاح میں حلف عرف حلف طبع ہے جو حرف حلف کے بعد آئے اور پہلے کے جو نسبت متوجع کی طرف ہو رہی ہے وہی نسبت طبع کی طرف ہے، اور نسبت سے دونوں ہی حضور ہیں، متوجع کو حلف طبع اور توبہ کی حلف کہتے ہیں، جبکہ جلد زید و عمرو (زید عمرو دونوں آئے) اس میں جہت کی نسبت جس طرح آئے کی طرف ہے اس طرح مرد کی طرف بھی ہے۔
حرف حلف اس ہیں: وَلَدٌ، لَدٌ، قَتْلٌ، اِتِّاءٌ، لَوْ، اَمْ، لَا، بَلَى، لَكِنْ۔

مطلوب و معطوف طبع کا حکم:

(۱) حلف بچہ حلف طبع کے ساتھ حکم میں شریک ہوتا ہے، یعنی جو اصل حلف طبع یا اس کی ذمہ کے احکام سے آتے ہیں وہی اصل حلف پر بھی پیش آئیں گے۔
(۲) خیر مرفوع متصل یا کر حلف کیا جائے تو اس کے لیے شرط ہے کہ پہلے اس کی تاکید خیر متصل کے ساتھ لائی جائے بعد میں حلف کیا جائے، جیسے خُرْفَتُ فَنَادِوْہِ اس میں خُرْفَتُ کے بعد خیر متصل ہے اس پر زید کا حلف کیا گیا ہے لیکن اسے پہلے فناد کا ساتھ اس کی تاکید لائی گئی ہے۔

(۳) طبع اگر خیر مرفوع متصل کے بعد بیان ہوا اس کے حلف کے درمیان حلف واقع ہو جائے تو کما کیلئے کی ضرورت نہیں۔ جیسے خُرْفَتُ فَنَادِوْہِ اس میں فناد کا حلف آگیا ہے اس

مطلوب طہارۃ اور استعجال مطلوب، اور اہل عطف معیت کے معنی میں ہے اور مطلوب مطلوب طہیہ کے معنی میں حال ہے اور مطلب ہے کہ برائے اور اہل طہیہ طہا ہوں نے ایک ساتھ یہ اللہ کی راہ میں الی میں، جیسا کہ ترتیب کا معنی معلوم ہوتا ہے اور یہی تعال کے قول **اِنَّ اَزْوَاجَ الارضِ وَرِزْقَہَا، وَالْحَرْجَ اَوْحٰی لَظُفْرِہَا، وَقَالَ الْاَسْلَمٰی سَلَفَہَا** (اسب زمین اپنی طرف جھٹلتی ہے ہادی ہائے کی اور زمین اپنے ہر ہر کمال چنگے کی اور آدمی کے گا اس کو کیا ہوتا ہے؟) (قرآن ۸۸) میں اس آیت میں پیدا اور مطلوب طہیہ اور دوسرے اور غیر مطلوب ہے اور اور اہل عطف ترتیب کے لیے ہے اس طرح کہ پہلے زمین میں اور پھر آئے گا، اس کے بعد زمین اپنے اور زمین کو کمال چنگے کی، اس کے بعد انسان کے گائے کی ہو گیا، اور جیسا کہ ترتیب کے برعکس معنی معلوم ہوتا ہے، اور یہی تعال کا قول **وَقُلُوْا سَاعِیْنَ اِلَّا خِفَافًا مِّنْہَا فَشَوْكٌ وَّلَظْظٌ** (اور یہ بھٹ کے معنی میں کہیں ہیں کہ بکر ہادی اس دینی حیات کے اور کوئی حیات نہیں ہے میرے جیسے اور جیتے ہیں۔) (آل عمران ۱۰۳) میں اس میں مرنے کے بعد نہ ہونے کی خبر عکس کی جاتی ہے کہ ہم مرنے کے بعد مرنے کے اور مرنے کے ہائے کے ترتیب کے برخلاف مسائل کہ پہلے زندگی آتی ہے اور آخر میں موت ہوتی ہے۔

صفحہ ۱۱۱ پر جو کہ نمبر کن اول: صاحب کتاب لکھتے ہیں کہ کہہ دیا **الاول والآخر** اول لغت میں ہے اور کمال اور لوگوں کے فعل ہیں جیسا کہ ہم برائی نے کہا کہ وہ عقل میں کے لیے آتا ہے اور ترتیب کے اور اس پر کوئی اور طریق کا اصرار ہے، بلکہ بعض لوگوں سے یہ مراد نچھڑا کہ اور ترتیب کے لیے آتا ہے اور اس کی جانب سے آئے ہوں کہ جواب یہ ہوگا کہ حاصل آیت سے مراد ہمارے یہ مسائل کہتے ہیں کہ اور ہمارے ہمارے لیے ہوتے رہیں گے یہی سمجھ رہے ہیں کہ بقول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم **اِنَّ ہٰذَا رَاسُکُمْ** ہے، کیوں کہ اہل عرب کے قول **بِفَتْحِہٖ رَیْذٌ وَهَرَقٌ** (ریز اور ہرا لے یا ہڑائی کی) کے اور ہے اور اس واقعہ کو ہائے گا، اس لیے کہ یہ مطلوب طہیہ اور مراد مطلوب ہے اور اس مطلب میں کے لیے ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ اور مردوں نے قائم رکھا، کیا اس میں اس مطلب میں کے لیے ترتیب کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ کہ اور ترتیب کے لیے آتا ہے جیسا کہ اس مثال کے اور یہ مسئلہ ہدی طرح مختلف ہو جاتا ہے کہ وہ اس مطلب میں کے لیے آتا ہے ترتیب کے لیے نہیں، مگر ترتیب کے لیے آتا ہوتا ہوتا ہے کہ اور یہ اس مثال میں مذکور ہے کہ اور یہ مطلب کہ اہل عرب اور فتنہ ہادی ترتیب کے لیے آتے ہیں لیکن اس مثال میں مذکور ہے کہ اور یہ مطلب کہ اہل عرب کے اور یہ مطلب ہے کہ اس مثال میں مذکور ہے کہ اور اس کی جگہ اور وہاں کاں وہوں کی جگہ استعمال

آیت ۲۷۱ میں آیت ۲۷۰ کے ساتھ نظم کیا ہے۔ اور یہی بھی جواب شرط محمدیہ کے لیے
استعداد کے طور پر لیا جاتا ہے یعنی ہمارے شیخ جو یہ دہرہ داخل ہوتا ہے ہمارے شرط پر اہل شرع
کی وجہ سے مستحق کے لیے ہیں اور جواب واضح یہ دلالت کرتا ہے کہ میں ہاں میں غرضی لکھتا
(جو محض میرے پاس آئے گا میں اس کی تعظیم کروں گا) جواب شرط محمدیہ کے لیے لیا گیا ہے اس
لئے جب کہا جائے کہ میں فعل دہری قلہ ہذا کی وجہ سے درجہ کے مستحق ہوں گا
کا جواب ہے۔

اب اگر ماضی کر دیا جائے تو اس وقت اس معنی کا اہل ہو گا اور اس کے لیے درجہ کے اثر دہری
اہل ہو گا لیکن اس وقت کا ماضی کر دینا اس صنف کے لیے مشہل کیا جائے تو یہ کہ تمام سال سے
خال ہوتا ہے یعنی ماضی کے واسطے سے ماضی ماضی کے ساتھ ہوا تو اب لائق ہوتا ہے کہ
باری تعالیٰ کا قول "قُلْ هِيَ خَلْقٌ فَتَوَدَّ" و "قُلْ هِيَ خَلْقٌ فَتَوَدَّ" و "قُلْ هِيَ خَلْقٌ فَتَوَدَّ"
فَقُلْ لَخَوِي۔ (اور جس نے تجھ کو یہ خبر دلائی، اور جس نے چاہہ تھا، پھر اس کو یہ خبر دلائی، اور
پھر اس کو یہ خبر دلائی) میں ماضی ہے ماضی کے ساتھ ہوا تو اب لائق ہے۔

معنی ثَمَّ — ثَمَّ کی توضیح

ثَمَّ لِلتَّوْبَةِ وَالْتَّوْبَةِ

تو جہ ہے۔ اور ثَمَّ توبہ اور توبہ کے لیے ہوتا ہے۔

تفسیر ہے۔ ثَمَّ ترتیب اور توبہ کے لیے ہوتا ہے یعنی ثَمَّ کے اہل کے لیے ہم پہلے

آیت ۲۷۱ ہے اور آیت ۲۷۰ کے لیے بہت دیر میں ہے جہ زید ثَمَّ ضرور کہا جائے تو اس کا مطلب ہے
ہو گا کہ مردہ کے بہت دیر بعد آئے، ثَمَّ بھی توبہ کی طرح میں اس کا کام دیتی ہے، توبہ کی بہت میں اس
کی وضاحت آئی ہے۔ (طبرانی جامع الیہا) باری تعالیٰ کا قول "وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ ضَوَوْنَاكُمْ
ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ (اور ہم نے تم کو پیدا کیا، پھر ہم نے تم کو روشنی دی، پھر ہم نے تم کو
سے فرمایا کہ یہ، اے اہل، آیت ۲۷۱ میں ثَمَّ ترتیب کے لیے ہے اور آیت ۲۷۰ کی اصل جہ سے ہے
مطلب اس طرح ہے، وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ ضَوَوْنَاكُمْ

معنی حَتَّى — حَتَّى کی توضیح

وَحَتَّى الْمَلَائِكَةُ التَّوْبَةِ

قوتیہ :- اور جنی کاغذ پر لکھ کے لیا ہے۔

تفسیر :- خفی قاعدہ درج کے لیے آتا ہے تاہم مطلب کسی فن کا اثری
حصہ ہو سکتا ہے اگرچہ اس درج کا مطلب ہے کہ خفی کے آئل میں اس کے بعد دیگرے
قسم کرتے ہوئے ان کا بھی ذکر ہے تاہم درجہ تمام سطوف میں اس لیے سطوف کا سطوف طبع کے
لیے 7 درجہ ضروری ہے اور سطوف سطوف طبع کا 7 درجہ قطعی اعتبار ہے اور جسے قطعت الستغ
خفی زائنتھا (میں نے اپنی کتاب میں یہ ایک کتاب کا سر) اس میں الستغ سطوف طبع خفی
ماظف زائنتھا سطوف ہے اور سطوف طبع کا 7 درجہ قطعی ضروری ہے۔

[illegible]

التي أصبحت كمن يُخيف زحلة والزناد خشي مغلة القلما

[illegible]

قسمت کا مطلب: امام اہل حق نے جیسی ہی عرواں سے نقل کیا ہے کہ یہ عرواں نبوی کا کام ہے جسے قدر خمس اور عرواں ہی سے لڑنے کے حقوق دیا ہے، قسم کا میں مقرر یہ ہے کہ عرواں ہی سے لڑنے والا عرواں نبوی کے ساتھ پاس سے جدا فرما دیا جائے گا کہ جس کی صورت میں غضبناک ہو کر اپنے حال کے پاس رخصت ہو کر رہا کر دیا جائے گا، جس میں یہ حکم صادر فرمایا کہ اگر ایسا عرواں نبوی کو قتل کر دیا جائے، رسول اللہ کے بعد خمس کو یہ اشتہاء ہو کہ اسے یہ خط و طر مقدم میں دیا جائے، حاصل کرنے کے لیے حکم جاری کیا گیا ہے، لیکن یہ خط و طر مقدم میں دیا جائے گا کہ اس سے عرواں نبوی کو قتل کر دیا جائے۔

لا الترتيب

ترجمہ:- ختمی ترتیب کے لیے لکھا گیا۔

تفسیر :- داخل صفت یہاں سے فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کا یہ گمان ہے کہ عشق ترتیب کا قاعدہ دیتا ہے جیسا کہ نظم اور قاعدہ ترتیب کا قاعدہ دیتی ہے، حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ درحقیقت عشق مخلوق کو اپنے آداب و اطوار اور اس کے عیوض و مصلحت کرتی ہے مکمل شہرہ

بالعلم والقلب حتی الفہم والفتن (ہر جہ قدامت اور قدر کے ساتھ ہے یہاں تک کہ محمدؐ کی ہر
فصل کی اس حد تک کی ترتیب کے لیے لکھی گئی ہے کہ ان کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ
ہے کہ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ
تج کے لیے آتا ہے حتیٰ کی اس طرح آتا ہے اگر وہ ترتیب کے لیے آتا ہے تو لازماً قدامت اور قدر کے
درمیان ترتیب ہوگی اس طرح حتیٰ کی اگر ترتیب کے لیے آتا ہے تو لازماً قدامت اور قدر کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ
درمیان ضرورت ترتیب ہوگی لکن یہاں تک۔

طاہر بن ابی اسحاق اور اس کا جواب:

مصرع ۱۵۵۵ حتیٰ کے محل پر ایک اشکال وارد ہے کہ اَلْكَتُ الشَّيْءَ حَتَّى
وَالشَّيْءَ حَتَّى مَعْنَى مَعْنَى ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ
جواب: حتیٰ کی تین قسمیں ہیں (۱) ماہر (۲) مبتدئ (۳) ہادی۔

حتیٰ مبتدئ کے ہر جہ آتا ہے ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ
(مبتدئ آخر اور حتیٰ ماہر کی شکل میں نصب ہوگا۔ یعنی اَلْكَتُ الشَّيْءَ حَتَّى وَالشَّيْءَ حَتَّى اور حتیٰ کا
محل اس طرح ہے کہ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ

معنی او۔ او کی وضاحت

و "او" لاخود الشَّيْءِ اَوْ الْاَشْيَاءِ، مُفِيدَةٌ بِغَدِ الطَّلَبِ التَّخْيِيرِ اَوْ
الْاِبَاحَةِ، وَبِغَدِ الْخَيْرِ الشَّنْ اَوْ التَّشْكِيكِ.

ترجمہ:- اور "او" دو چیزوں میں سے کسی ایک پر حکم کے لیے طلب کے ہر جہ
کا محمولہ رہنے کے لیے آتا ہے مباح کا معنی ہے ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ

تشریح:- و "او" لاخود الشَّيْءِ اَوْ الْاَشْيَاءِ، یعنی اس سے معنی اس حرف ماحول کیوں کہ
اسے ہی مردود یا چیزوں میں سے کسی ایک پر حکم کے لیے آتا ہے ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ
مردوں میں سے کسی ایک پر حکم کے لیے آتا ہے جسے ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ
مردوں میں سے کسی ایک پر حکم کے لیے آتا ہے جسے ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ
مردوں میں سے کسی ایک پر حکم کے لیے آتا ہے جسے ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ
مردوں میں سے کسی ایک پر حکم کے لیے آتا ہے جسے ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ ہر جہ کے ساتھ

اسی طرح باری تعالیٰ کا قول "تَشْرَحُهَا عَلَيْنَهُمْ سَمِعَ لَهْلَاهِ وَتَقْلُوبُهُ لِيَلْمَ خُسْرَهُمْ" مقرر کر دیا اس کو ان پر ماضی صیغہ میں لکھا گیا ہے (۳۸۷)۔
ایک شب اوامس کا جواب:

یہاں ایک صاحبزادہ کا حال یہاں ہے کہ داخل صفت نے فرمایا کہ میں نے اسے ایک اور خلاف قیاس سے ہی نہ کر کے لیے علامت تائید لائی ہائی ہے جسے ٹھنڈا رکھا، یہاں ماضی صیغہ کے لیے علامت تائید لائی ہائی جسے علامت تائید لائی ہے۔
شاعر موصوف صاحب کتب کی طرف سے یہ جواب تحریر فرمایا کہ "تَشْرَحُهَا عَلَيْنَهُمْ" صیغہ جمع کے مؤنث ہے، لہذا اس میں اس کی علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
پھر جب نہ کر سکیں تو اس کے لئے کہ اس کی علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
وہاں فرق ہو گا اگر کوئی کہے کہ اس میں اس کی علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
اس کے بعد علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
اس کے بعد علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔

تیسری قسم وکثرت الغرضۃ ان لم تترك فتح مودعہ ہے جس کی علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
چونکہ اس میں اس کی علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
اس کے بعد علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
اس کے بعد علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
اس کے بعد علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
اس کے بعد علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔

وہ اسامہ و جو فاعل کے وزن پر ہو

و ما یون للثلاث و فاعل کثرت فتح یہاں اس میں اس کی علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
جو فاعل کے وزن پر ہیں ان کی علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔

حکلی حالت: مفرد ہو چکا ہے کا قول ثلث، ثلاث، رابع، خلوص، شایع، مبالغہ،
ثلاث، فلیغ، علشر۔ ————— ہر مقام کا لفظ ایک ہوتا ہے کہ اس میں اس کی علامت تائید لائی جائے گی، تاکہ اس میں ماضی صیغہ لائی رہے۔
ثلاث کے لیے آٹھ لفظ اور سے خبر دے گا، ثلث، ثیر، خبر دے گا، ثلاث، چھ خبر دے گا،
و رابع، علیٰ ذہن القیاس دو ہی خبر دے گا، علشر، کہا جائے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ دوسرے کی حد کی

فہرست الفہرست

دوسری حالت۔ یہ کہ وہ اپنے حشر کی طرف مٹا ہو چکے کسی فقیر، و فقیر
فلانہ و رابع لربیع کے بعد میں کا ایک تین کا ایک چار کا ایک پندرہ کے حشر کی طرف
مٹا ہوئے کی صورت میں صرف یہ ہوا کہ جس کا استعمال ہوا تھا وہ یہ ہوا
پر ہوا ہے جس کا ہوا اس حالت میں ہوا جس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا
تھوڑا سا فقیر، انفقہای فقیر (جس وقت اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا)
جب وہ دوسری حالت میں ہے۔ اس وقت اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا
اس کے حشر میں انفقہای کی طرف مٹا ہے۔ اس وقت اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا
ان فقیر فلانہ (جس وقت اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا)
میں اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا

تیسری حالت۔ یہ کہ وہ اپنے حشر کے بعد اس کی طرف مٹا ہو چکے آپ کا قول
فلانہ فقیر، و رابع لربیع، و خلیفہ لربیع، و خلیفہ لربیع، و خلیفہ لربیع کے بعد اس کے
بلا ہوا اس کے حشر کے بعد اس کی طرف مٹا ہوا ہے۔ اس وقت اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا
اس کے حشر کے بعد اس کی طرف مٹا ہوا ہے۔ اس وقت اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا

فقیر، انفقہای، و رابع لربیع، و خلیفہ لربیع، و خلیفہ لربیع، و خلیفہ لربیع کے بعد اس کے
بلا ہوا اس کے حشر کے بعد اس کی طرف مٹا ہوا ہے۔ اس وقت اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا
اس کے حشر کے بعد اس کی طرف مٹا ہوا ہے۔ اس وقت اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا

چوتھی حالت۔ یہ کہ وہ اپنے حشر کے بعد اس کی طرف مٹا ہو چکے۔ و رابع لربیع
و رابع لربیع، و خلیفہ لربیع، و خلیفہ لربیع، و خلیفہ لربیع کے بعد اس کے
بلا ہوا اس کے حشر کے بعد اس کی طرف مٹا ہوا ہے۔ اس وقت اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا
اس کے حشر کے بعد اس کی طرف مٹا ہوا ہے۔ اس وقت اس کا استعمال ہوا اس کے بعد وہ ہوا اس کا استعمال ہوا اس کا استعمال ہوا

صاحب کتاب کا لفظ ہے کہ یہ صورت فقیر ہوا نہیں لیکن یہاں فقیر ہوا نہیں بلکہ اس کے
کہ یہ جائز ہے۔

ضمیمات باب ہذا

ایک سے لے کر دس تک کے استعمال کی ساری تفصیلات صاحب کتاب نے تحریر فرمائی ہیں

کے بعد کے بعد اس کی شکلیں نہ کرئیں۔ جس مناسب گنت میں کہ اور استعمال کی حذر کہ شکلوں کو تحریر
لرہاں تا کہ اگر ان میں طہرات کے لیے مسائل کا کھانا آسان ہو جائے۔

وہاں کے بعد ہر کب ہوگا لیکن وہ کبھی نہ ہوگا یعنی وہاں کا انہوں کے وہاں حرف مطلب
آئے گا، اور کیا وہاں کے استعمال قیاس کے مطابق ہوگا یعنی ذکر کے لیے وہاں جو مذکر ہیں گے
اور مؤنث کے لیے وہاں جو مؤنث ہیں گے، جیسے احدى عشر رجلاً، اثنا عشر رجلاً،
احدى عشرة امرأة، اثنا عشرة امرأة، حمہ سے لے کر اربعہ تک کے استعمال میں پہلا جو
خلاف قیاس ہوگا اور دوسرا جو قیاس کے مطابق ہوگا، چنانچہ ذکر کے لیے ثلثہ عشر رجلاً، اربعہ
عشر رجلاً، خمسہ عشر رجلاً، سلی۔ نصفہ عشر رجلاً کہا جائے گا۔ ان میں پہلا
جو مؤنث اور دوسرا جو مذکر ہے، اور مؤنث کے لیے ثلاث عشرة امرأة، اربع عشرة امرأة
سلی۔ تسع عشرة امرأة کہا جائے گا، ان میں پہلا جو مذکر اور دوسرا جو مؤنث ہے۔

فیس کا عدد ذکر اور مؤنث دونوں کے لیے یکساں ہے، چنانچہ عشرون رجلاً اور عشرون
امرأة کہا جائے گا۔ ذکر اور مؤنث میں کوئی فرق نہ ہوگا، یہی حالت ہے تک تمام باتوں کا ہے، یعنی
ثلثون، اربعون، خمسون، ستون، سبعون، ثمانون، تسعون کا استعمال ذکر اور مؤنث
کے لیے یکساں ہے۔

جس کے بعد ہر کب ہوگا اور یہاں ان کا انہوں اور انہوں کے وہاں حرف مطلب لا جائے گا
اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ جس سے لے کر آئے تک کی تمام باتوں کے بعد والے دو یعنی اکیس، اربعہ،
اکیس، اربعہ، اکیس، اربعہ، اکیس، اربعہ، اکیس، اربعہ، اکیس، اربعہ، اکیس، اربعہ، اکیس، اربعہ،
ہاتھ سے ان سب کا استعمال قیاس کے مطابق ہوگا۔

یعنی ذکر کے لیے پہلا جو مذکر لائیں گے اور مؤنث کے لیے پہلا جو مؤنث لائیں گے، جیسے
احدى وعشرون رجلاً، اور احدى وعشرون امرأة، لثنتان وعشرون رجلاً، لثنتان
وعشرون امرأة کہیں گے، ان مثالوں میں ذکر کے بعد پہلا جو مذکر ہے، اور مؤنث میں پہلا
جو مؤنث ہے، دوسرا جو مذکر ہے اس لیے ذکر اور مؤنث دونوں میں ایک ہی طریقہ رہے گا۔

تیس سے لے کر اربعہ تک کا استعمال خلاف قیاس ہوگا، یعنی ذکر کے لیے پہلا جو مؤنث
اور مؤنث کے لیے پہلا جو مذکر لایا جائے گا، دوسرا جو مذکر لائے گا، اس کی وجہ سے ذکر اور مؤنث دونوں میں
یکساں رہے گا، اکیس سے لے کر اربعہ تک استعمال کا طریقہ یہی طریقہ ہے، وہاں کے بعد آنے والے
اور اس کے استعمال میں جاری کیجئے، مثلاً ایک ہی صحت ہے کہ اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد

موت و زہر کے لیے تھمنا لایا جائے گا نہ کہ یہ دایہ میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔

ماء کی طرح اس کے خیر ہر وقت اس کے خیر کا حال ہے اس میں ذکر ہر وقت میں کوئی فرق نہ کیا جائے گا جس طرح مقلہ رجل اور مقلہ امراۃ کہا جائے اس طرح مقلہ رجل و مقلہ امراۃ الف رجل، الف امراۃ، الف رجل، الف امراۃ کہا جائے گا۔
اسرار کی سمجھ کی شکلیں۔

(۱) ایک مرد کی سمجھ میں جو انسان کی سمجھ میں ملتا ہے اسی کو ذکر کرتے ہیں اور کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ذکر ہو یا نہ ہو مثلاً ایک مرد کے لیے صرف رجل کہیں گے واحد رجل نہ کہیں گے مرد کے لیے رجل کہیں گے اس کے ساتھ افضل کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں اسی طرح موت میں امراۃ، امراۃ کہیں گے اس کے ساتھ واحد اور الثمنین ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

(۲) ایک مرد کے ہر جتنے امور ہیں وہ سب اسی سمجھ کے ساتھ ذکر کیے جاتے ہیں اسی سمجھ کا طریقہ ہے کہ جس سے اس کی سمجھ میں ہر ممالی جائے گی، طرح امتیاز ہو جسے ثلاثہ رجل، پانچ کے اظہار سے پنج ہو جسے ثلاثہ رجل، چھ یا کہیں سے لے کر نو تک کی سمجھ لائے گا اور واضح ہو پھر پنج دلائی جائے گی جسے ثلاث، تسع، مائے، مائے کہ قیاس کا حاضر تھا کہ ثلاث و مائے ثلاث ملین کہا جائے گا۔

(۳) اور گیارہ سے لے کر نو تک کی سمجھ میں ضرور ہوگی۔

(۴) امراۃ اور الف اور اس کے خیر کی سمجھ میں ضرور ہوگی، جسے ماء رجل، مقلہ رجل، الف رجل، الف امراۃ، الف رجل کہیں گے۔

باب موانع الصرف — اسباب منع صرف کا بیان

باب موانع صرف الإضم تینة، یجففها: —

وَزِنُ الْمَرْكَبِ عُجْنَةً تُغْرِيقُهَا عَنَلٌ وَوَضَفَ الْخَجْعُ زِدَ ثَانِيًا
كَأَعْدَدَ، وَأَحْمَرُ، وَبَغْلَانٌ، وَأَبْرَاهِيمُ، وَعَمْرُو، وَأَحْمَرُ، وَاحِدٌ،
وَتَوَحَّدَ، إِلَى الْأَزْيَعَةِ، وَمَسْجِدٌ، وَمَنْابِيزٌ، وَسُلْطَانٌ، سَكْرَانٌ،
وَفَاطِنَةٌ، وَطَلْحَةُ، وَزَيْنَبُ، وَسَلْمَى، وَصَحْرَاءُ

ترجمہ:- یہ باب ہے اسم کے صرف ہونے کے موانع (یعنی اسم کے غیر صرف ہونے

سہ ماہ الہدی میں دھرنے کی کیا ہے وزن مرکب عجمۃ الف (وزن فعل ترکیب)۔
معرکہ، مدلی، جلف، بیچ، دیکھ، الٹ، ہلن (آہستہ) جیسے اخفہ، افسر، بعلیق، اور اھم،
میر، آخر، اناحد، موجد، ارمہ، تک، ہر، ساجد، غیر، بطلان، سکران، کامل، علی، رجب، علی،
مراہ۔

تفسیر: - علامات کے اعتبار سے ہم عرب میں اصل صرف ہے اگر ہم میں اسباب
مفعول میں سے اسباب واسطہ ہوں یا ایک سبب قائم مقام سبب قائم مقام سبب کے ہونا
ہاں ہے وہ ہم اصل سے خارج ہو جائے گا یا ایک واسطہ اسباب مفعول کی ایک شعر میں مفعول
ہے۔ - اجمع، وہ، علو، انش، معرکہ، رجب، وید، عجمۃ، الف، وکھلا

اہل صائب کتاب ہے شعر میں ذکر کردہ شعر جو ان کی کتاب سے ہے
مقن میں ہر ترکیب سے میں نے مثالیں گزیر لی ہیں اسی ترکیب سے اسباب مفعول کو
جان کر رہا ہوں، لیکن اسباب مفعول کی اضافت سے فعل ہر جہد کے چند مطبوعات میں اور طبع
اصطلاحات ان لکھنؤ میں اسباب سے کے کلمے میں کوئی اضافت ہے۔

غیر مفعول کی تعریف اور حکم۔

غیر مفعول وہ اسم سرب ہے جس کے اندر فعلوں میں سے ایک وقت و صفت یا ایک ایسی
صفت موجود ہو جو صفت کے قائم مقام ہو۔ غیر مفعول کا حکم ہے کہ اس پر کسر اور عین داخل
نہیں ہوتی، البتہ ضرورت شعری کا قائل علی اور قاسب کی وجہ سے یز حاف (یعنی ان مفعول کی گزیروں
کے امکان کے نظیر) سے بچنے کے لیے غیر مفعول پر کسر اور عین داخل ہوجاتی ہے یز غیر مفعول
مضاف نہیں ہوتا، ہی اس پر مضاف ہوا، ہی ہے، لیکن اگر اس کو صفت قرار دیا جائے تو اس پر مضاف
داخل کر دیا جائے تو سبب وہ مفعول کے حکم میں ہو جائے گا، اور اس پر کسر داخل کرنا جائز ہوگا (جب کہ
حال کسر کا متعلق ہو جسے مؤنث ہلخند، لام، مردک، بال، اخفہ (سہاوی امر سے ہے)۔

طالعہ طالعہ انشال اور اس کا جواب

یہاں ایک مثال ہوتا ہے کہ غیر مفعول پر کسر اور عین داخل نہ ہونے کی وجہ کیا ہے تو اس کی
وجہ ہے کہ غیر مفعول فعل کے ساتھ فرما ہونے میں مشابہت ہے یعنی جس طرح غیر مفعول میں وہ
جنگیں ہیں اسی طرح فعل کے ساتھ بھی و فرما ہیں (الکامل کا صواب ہوتا ہے) (۲) صبر سے مشتق ہوتا ہے
بہت فعل سے مشابہت ہوگی تو چوں کہ فعل پر کسر اور عین داخل نہیں ہوتی تو غیر مفعول پر کسر اور عین

مال جس ہوگی۔

طعن کی ترکیب اور اسباب منع صرف:

موانع صرف لام تک طعن و ج ہے کہ جب وہ کلام میں پائی جائے تو طعن پر ضروری ہے کہ اس کے صاحب معاذ کرے۔ (حاشیہ شرع پائی)
 قائل مصطفیٰ نے فرمایا کہ سبب منع صرف دو ہیں جن کو میں اس ہی شاعر نے اس شعر میں تحریر فرمایا ہے۔
 وَقَدْ تَوَكَّبْتُ غَفْنَةً غَفْنَةً غَفْلًا غَفْلًا وَوَصَفْتُ الْفَخْنَةَ وَدَنَانِيَا
 شاعر نے جس طرح اسے اسباب منع صرف کو اپنے اس شعر میں ترتیب دیا ہے صاحب کتب نے اسی ترتیب سے ہر ایک سبب کی علامت وضع کر رکھی ہے۔
 پہلا سبب سوا ن فعل:

تَلَخَّنَتْ اَم کا یہی مطلق ہے معاذ جن لازم فعل میں شمار کیا جاتا ہے، اس کی شرط یہ ہے کہ وہ جن فعل ہی کے ساتھ خاص ہو، اس م کے اندر اگر پایا جائے تو محمول ہو کر جیسے قَتَلَ اور ضَرَبَ، اور اگر وہ جن فعل کے ساتھ خاص نہ ہو تو اس کے شروع میں حرف تین میں سے کوئی ایک حرف ہونا چاہیے فعل میں اضافہ کیے جانے کی طرح معلوم، آخر میں تاہ کوئی قبول نہ کرنا ہو جیسے لَخَّنَتْ، قَوَّيْتُ، يَنْشُرُوْا، تَقْلِبُوْا اور جس (یہ سبب ظم ہیں) اور يَنْقُلُ بحرف ہے کیوں کہ اس کا تَوَكَّفُ يَفْضَلُ ہے۔

تَلَخَّنَتْ لازم فعل آٹھ ہیں وہ مشترک ہیں ام اور فعل کے دو میان (۱) حَالِیْ بُرْدِ مَرْدٍ جیسے لڑی اور جب (۲) کہ بائی بُرْدِ مَرْدٍ جیسے محضر اور چھ فعل کے ساتھ خاص ہیں جو فعل سے محمول ہو کر ام میں پائے جائیں گے (۱) حَالِیْ بُرْدِ مَرْدٍ جیسے ضَرْبٌ مَرْدٌ قَوْلٌ (۲) کہ بائی بُرْدِ مَرْدٍ جیسے يَنْشُرُوْا (۳) حَالِیْ حَرْجٍ مَرْدٍ جیسے تَقْلِبُوْا (۴) حَالِیْ حَرْجٍ مَرْدٍ جیسے قَوْلٌ (۵) کہ بائی حَرْجٍ مَرْدٍ جیسے تَقْوِيْلٌ (۶) کہ بائی حَرْجٍ مَرْدٍ۔

دوسرا سبب ترکیب:

بِقَلْبِكَ غیر محرف کے اسباب میں سے دوسرا سبب ترکیب ہے اصطلاحاً نحو میں ترکیب اس کو کہتے ہیں کہ دو یا دو سے زائد کلموں کو بغیر کسی حرف کے جوڑے ہوئے ایک کر دیا جائے، ترکیب کی چھ قسمیں ہیں (۱) مرکب استوائی جیسے زَيْدٌ قَلْبُکَ، صرف زَيْدٌ (۲) مرکب اخائی جیسے عَلَامٌ وَبَدِیْ (۳) مرکب تشکیلی جیسے زَجَلٌ مَلْعَلٌ (۴) مرکب صولی جیسے سَبَّوْہُ وَخَلَّوْہُ (۵) مرکب قنوائی جیسے خُصَّةٌ عَشْرٌ (۶) مرکب اجرائی جسے مرکب طائی کہتے ہیں جیسے بَعْلُکَ۔

غیر مصروف کا سبب بننے کے لیے شرطیں:

اس کے غیر مصروف کا سبب بننے کے لیے چھ شرطیں ہیں (۱) اس کے لیے علی شریعتاً ہو کہ وہ علم و یقین کرے کہ یہ ایک امر کا سبب بننا چاہتا ہے اور اس علم کو ہر جہ سے مستقل بنیاد پر اور احتیاج کے پورا ہونے، کیوں کہ ہر فعل کی اشغال و مغللوں کو ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ ترکیب ایک مادیاتی ہے، جب تک مادیات پورا ہوتے ہیں اس کا وجود ہے مادیات راہیں ہوگا کہ ترکیب ایک مادیاتی ہو جائے گا، اس لیے غرضت کی شرط کمال گئی، تاکہ ترکیب کے اندر احکام کے اندر ہونے اور زوال سے محفوظ ہو جائے۔ (۲) ترکیب کی دوسری شرط یہ ہے کہ ترکیب انسانی نہ ہو (چشمہ ساری العیون) اس لیے کہ ترکیب انسانی حالت جسمانی کمر کا کھنڈ کر رہی ہے حالت جسمانی کمر کا کھنڈ کر رہی ہے مگر مصروف کا احباب حالت جسمانی خیر کی شکل میں آتا ہے، نیز ترکیب انسانی میں اختلاف مطلق کو مصروف احکام میں مصروف کے کوئی ہے، جب تک غیر مصروف انسانی کی وجہ سے مصروف ہو جاتا ہے یا بتا غیر مصروف کا سبب کیسے ہو سکتی ہے اس وجہ سے ساری العیون غیر مصروف نہیں۔

(۳) ترکیب کی تیسری شرط یہ ہے کہ ترکیب انسانی نہ ہو، وجہ اس کی یہ ہے کہ ترکیب انسانی جب کسی کالم کا کوئی حق ہوگا اس سے خصوصیت فریاد کا اندر جب علی ہذا غیر مصروف نہیں کر سکتا ہے، کیوں کہ غیر مصروف احکام سب سے ہے جسے "شعبہ قریباً" یا ایک مرتبہ کا کام ہے جس کے دلوں کے ساتھ ہو گئے تھے شعبہ یعنی سطح ہوا اور قریباً شریعت قرین یعنی گیسو، شعبہ قریباً علی ہے کیوں کہ ترکیب انسانی ہے اس لیے ان "نقطہ شریعت" ہے۔ (اس کے سنی ہیں اس نے نقل کی شریعت لایا اس کا ایک طریق ہے کہ ایک شخص جنگل سے نکلا اس میں ایک گھرا ہوا کرکٹ، گھر میں جب وہ لکڑی کا گھرا ہوا گیا تو اس کے اندر ماپ لگا اس وقت کی نے یہ ملکہ تھا اس کے بعد اس کا بی نام مشہور ہو گیا سب اس کے اندر کی قسم کا کھیر لیا ہوا تو اس قدر فریاد دلائے کہ وہ ہوائے کی، کیوں کہ اس میں ترکیب انسانی پائی جاتی ہے اس لیے وہ جتنی ہے اور غیر مصروف نہیں ہے۔ (۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ ترکیب حری نہ ہو جس کا احکام "زینہ" کے ساتھ ہو جسے

"نہینونہ" اور "نصرونہ" کیوں کہ یہ ملاقات میں سے ہیں اور ترکیب حری سے مراد ترکیب ہے جس کا احکام "زینہ" کے ساتھ ہے جسے "معلقہ" "خضر خوک" وغیرہ مقرر ہے۔

معلقہ کی غرض یہ ہے کہ ترکیب کی مثال ہے اس میں احکام کا ایک حصہ ملے گا، خاص میں حرف ج، ہے اور یہ اختلاف اور اس کے ساتھ بھی نہیں تمام کے ایک شہر کا نام ہے اس میں مغل ایک بہت کا نام ہے جس کا حضرت ایمان کی قوم چلتی تھی اور یہ اس شہر کے اپنی کا نام ہے جس کا

دوہول گھول کا ایک کیا اور ایک شہر کا نام رکھا گیا تھا یہ ترکیب درپیش کی وجہ سے غیر محض ہے۔
 حضور موت کی منتظر تھے جب حضرت صالح کی قوم (عمریم) طلبہ یا قرآن میں سے چار چار
 آدمی جو حضرت صالح کے ایمان لائے تھے وہ طلبہ سے گھوڑا رہا یہ لوگ اپنے مقام سے نکل کر
 حضور موت میں جا کر تسلیم ہو گئے، حضرت صالح بھی ان کے ساتھ تھے ایک کوئی پر جا کر یہ لوگ
 ظہیر گئے اور حضرت صالح کی وفات ہو گئی، اسی نے اس جگہ کا نام حضور موت (یعنی موت حاضر
 ہو گئی) ہے حضور ایک انگ رکھ چکا اور موت دوسرے رکھ چکا لیکن ان دونوں گھول کا ایک کیا اور ایک شہر
 کا نام رکھا گیا تھا یہ ترکیب درپیش کی وجہ سے غیر محض ہے۔

غفلت و غور کی منتظر تھے یہ ایک مرد کا نام ہے، غیر محض ہے یہاں کہ اس میں ترکیب
 بلا اضافت و استաց اصحیہ ہے، معنی اور کرب، اسوں کو ایک کیا ہے اس میں غفلت و غور
 غیر محض و غور غیر مستان، کرماء، محض و غور۔

تیسرا سبب: تکرار

لہذا غنیمت غیر محض کے اسباب میں سے تیسرا سبب تکرار ہے، تکرار کے سنی لغت میں گناہوں
 ہے، اور اس معنی میں ایسے کہہ کر کہتے ہیں جس کو عرب کے کلموں دوسری جگہ کے لوگوں نے وضع کیا اس
 لیے "ایما لہما سائل سائلان"۔ تکرار صاحب قدر اللہ کی دلی احساس کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے
 کہ صرف ہمارے ظہیروں ہی کے نام حضور، ہوائی تمام غیر محض ہیں، جیسا کہ فارسی زبان میں ایک
 شاعر نے ان کو نظم کیا ہے وہ شعر ہے ۔

گر ہی غرضی کہ دانی ہم بر ظہیرے تاکہ ہم است اے رعد ز تو حوی حضور
 صالح دہا دھر با شعیب دوزخ دوزخا حضور میں دگر ہائی ہر لا حضور

محمد صالح، شعیب، عذریہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور ہیں لیکن میں صرف ایک سبب ظلم
 ہے، دوسرا کوئی سبب موجود نہیں، اسباب تفسیر میں سے صرف تکرار کا احتمال تھا، لیکن چوں کہ یہ غرضی ہیں،
 اس لیے یہ بھی احتمال ظم ہو گیا اور تکرار ظم سے کوئی کلمہ غیر محض نہیں ہوتا، بلکہ نوح اور لوط اگرچہ تکرار
 ہیں، لیکن تکرار کے لیے ظم ہونے کے ساتھ یہ شرط ہے کہ تکرار ہوا یا دہرایا یا تکرار ہوا اور ان دونوں
 میں دہا توں میں کوئی بات نہیں ہے اس لیے یہ حضور ہیں۔

تکرار کے غیر محض ہونے کا سبب:

تکرار کے غیر محض کا سبب ہونے کے لیے دوسری ہیں۔

(۱) اگر تلفظ علم میں کسی کا علم ہو، کیوں کہ اگر وہ ہے جس کو غیر عرب نے وضع کیا ہے، چنانچہ اگر کوئی اگر اصل علم کے نزدیک اسم جنس ہو، مگر اصل عرب نے اسے علم دیا تو اس کو صرف ہی جی جی دیا وہ جب ہوگا مثلاً کسی آئینہ کا نام ایوان رکھ دیا جائے تو اسے صرف ہی جی جی دیا جائے گا، کیوں کہ اصل علم کے نزدیک یہ اسم جنس ہے علم نہیں، جب کہ غیر صرف کا سبب ہونے کے لیے شرط ہے کہ تلفظ علم میں کسی کا علم ہو۔

(۲) اگر کسی کی دو چیزوں میں سے کوئی ایک ہو۔

مثلاً علم میں سے آزاد عرب میں جیسے ایسا ہے۔

مثلاً اگر وہ ایرانی حرف تحرک ہو جسے شق (ایسا کہ کے کلمہ کا نام) کہتے تو وہ اسلوب صرف میں، کیوں کہ سخن عربی ہیں اور ساکن الاوسط ہیں۔ مثلاً قلی کا اردو ہے آلا ال لوطہ منہ منظم (سوائے لود کے مگر کے من کو ہم نے پھاڑا۔ یہ ہے قرآن بعد ۳۳) اور دوسری جگہ ارشد ہے اکتا لہ صلفنا شہ خالی لوزہ (ہم نے لکھا تو اس کی کسی کی تو ہی طرف سے ۳۳) اور ایسا کہ میں دلوں آجوں میں لکھا اور اور صرف ہیں، چوں کہ وہی ساکن الاوسط ہیں اور بعض لکھا کہتے ہیں کہ جس طرح اٹھ میں تانبہ تحرک الاوسط کے ساتھ شروع ہوئی اور یہ صورت ہم تحرک ہوا کے طبع سے تانبہ معنی کی کہ اس سے اس کا غیر صرف جی جی دیا جائے اس طرح اور اس میں ہر جگہ کہ شروع تحرک الاوسط نہ ہونے کے طبع سے اور جگہ کی وجہ سے اس کا غیر صرف جی جی دیا جائے ہے، لیکن صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس کا صرف جی جی دیا جائے ہے لیکن غیر صرف جی جی دیا جائے ہے، لیکن صاحب کتاب جگہ کے تانبہ قوی ہے، اس لیے کہ تانبہ کا اثر کی اشکوں میں ظاہر ہے، جیسا کہ ہندی تسمیر حلیہ آتی ہے، بخلاف جگہ کے لفظوں میں اس کا اثر بالکل ظاہر نہیں ہوتا، لہذا ہندی پر نور کا قیاس کرنا قیاس سے خارج الازلی ہے۔

چوتھا سبب تعریف

تقریباً غیر صرف کے سبب میں سے ایک سبب صرف ہے، صرف سے مراد صرف ہے، مثلاً قلی کے اردو لکھا، چوں کہ صرف ذات ہے مگر نام ہے حالات لیکن کے واسطے اور صرف اور وہ ہے ذات صرف غیر صرف کا سبب نہیں، مگر غیر صرف کا سبب کی نام کا ذات معجزہ ہر ذات کہنے والا ہے، اگر صرف سے مراد تعریف لیکن کے لئے لازم آئے گا کہ خود نام ہر ذات معجزہ ہر ذات کہے غیر صرف کا سبب ہو۔

دلہا لکھنؤ میں چلائی گئی۔ عمو کو غیر مصروف بننے کی وجہ سے مل گیا ہے۔

صرف اسکی پہنچ ہونے والا اصل معنیوں پر آتا ہے (اختلاف اس سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ جن معنیوں کے ذریعہ پر ہر ایک اور معنیوں کے ساتھ اسکی تعلیم ہو سکتی ہے) مثلاً: خنزیر، زرافہ، زحل، جمع کو خنزیر، زرافہ، زحل، خلیج سے معنی لفظ لیا گیا ہے۔ کیوں کہ ہر حرف کے لیے اسباب کی ضرورت ہے اور ہر ایک میں صرف طبیعت ہے اور ہر حرف کے اسباب میں سے کوئی اور اسباب اس میں نہیں ہے اس لیے ہر ایک اور اسباب لیا گیا۔

(۴) فطالہ اس سے مراد ہر مذکر ہے جو فطال کے وزن پر پورا عیاں ہو تو کلام ہو اور اس کے آخر میں مادہ نہ ہو اور فطالۃ سے اصول ہو۔ جیسے خذام، قطام، وفطال، جس کا یہ اسم فاعل کی حالت میں تانیہ اور طیت کے پائے جانے کی وجہ سے عرب غیر ضرر ہے۔ نیز یہاں اس میں تانیہ اور طیت کے علاوہ اصل کا بھی اظہار کرتے ہیں اور اس کو خلافت الفطالۃ، والفتۃ سے اصول بانٹتے ہیں۔ نہ فطالۃ، خذام، وفطال، البتہ تاء کے اس لیے کہ قطام اور اس کے اولت مؤنث ہیں۔ کہیں کہہ اور ت کا نام ہے لہذا اصول مذکر کی مؤنث ہے تاجا ہے۔

لیکن صحت فی جسم کے کہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہب فی جسم کے سوا اس میں کوئی دوسرا مذہب بھی ہے۔ چنانچہ دوسرے مذہب بل بل کا بدلہ کا بدلہ سے متعلق انگریز تھے ہیں اور انہوں نے شاعر کے قول سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ شاعر نے اسے قابل فروغ ہونے کے باوجود حالت جری میں استعمال فرمایا ہے۔ شاعر کا قول۔

لَتَرْجِيَنَّ عَنْهَا نَظْمًا وَهَيْبَتَنَا بِالْقُدْرَةِ وَالْإِسْلَامِ

(کیا نظامی ناز و اعلا اور انکار ملک کو بھڑوسنے کی توہمیں دولت بہار کہانی اور سلاطین کی
داد سے کر خوش ہوں گے۔ اس شعر میں گل و ہشام قطعاً ہے جو فضائی کے وزن پر طرہ مت ہے
اور وہ قطعاً سے موصول ہے باقتدار کہب کے تمام کار کا فعل ہے اور کامل مفعول ہوتا ہے
لیکن یہاں حالت دفع میں ہونے کے باوجود کہہ ہے۔ اور یہاں اس کے متعلق ہونے کی دلیل ہے اس
لیے کہ اگر یہ معرب ہوتا تو موضع فاعل میں ہونے کی وجہ سے ضرور مفعول ہوتا، کیوں کہ فعل قطعی ضرور
پر مفعول ہوتا ہے اور جب یہ نظام مفعول ہوتا تو مجرا سے حتی طور پر متعلق کہا جانے کا (یعنی ضروری) کا
شعر ہے جس کو اس نے اس معرود میں ایسی دعا میں خوش کیا ہے جس نے اپنے ہاتھ کے گل کیے جانے
کے بعد ملک شام میں عروت معرکہ آرائی سے کام لے کر ملک کو فتح کیا تھا۔)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(جب تمام کھل جائے کہ اس کی تہہ پٹی کرے، یوں کہ اس کی ایک طرف سے ہر ضام لے گیا)
اس قسم میں اگرچہ ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
اسے مثال میں تسلیم کیا ہے، اس کی ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
قبیلہ حجاز اور یمن کے مابین مسئلہ حصار میں اختلاف:

۱۱۔ فعال (یعنی ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
کامل ہے۔ جسے مسلم (ایک ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
کامل ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،

مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،

لفظ افسس میں اختلاف:

لفظ افسس (جب کہ آپ اس سے یمن و انصاف میں) یعنی وہ دن جو تمہارے آج کے دن
سے پہلے ہے، جس سے ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
کرتے ہوئے افسس بنایا ہے، کہتے ہیں، ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
جسے افسس بنایا ہے، کہتے ہیں، ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
کرتے ہوئے افسس بنایا ہے، کہتے ہیں، ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،

لفظ منفر میں اختلاف:

لفظ منفر تمام مالِ رب نے ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،
ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے، مگر ہر ضام لے گیا ہے،

(جب خدام کو بات کہتے اس کی تحدیث کر۔ کیوں کہ اصل بات حدیث ہے جو خدام نے کہی)
اس شعر میں گلِ اشتہاد حقیق ہے جو حدیث کی ہے شعر نے سرفراز ہونے کے باوجود
اسے حقیقی شعر تسلیم کیا ہے (اس کی پہلی تحصیل جو بدل میں آگئی ہے بدل میں بدل کر لیں۔)
قبیلہ مجاز اور بنو قحیم کے مابین مسئلہ حصار میں اختلاف:

۱۰ فغالب (یعنی ہر دو گرام کو ال کے وزن پر) اور میں متواکلم ہوا اس کے کلمہ میں
محل ہے جیسے منقلوب (ایک چمکاؤم ہے) خضار (ایک سارہ کاؤم ہے) اور وقلوب (ایک قبیلہ
کاؤم ہے جو عرب میں ایک نام ہے جو میں شہر کی ایک نام ہے اور میں سے وہ ہو گئی) اور اس میں
میں قبیلہ مجاز اور بنو قحیم کے درمیان میں حرکت کا ناما اختلاف ہے۔

محل قحیم اور کلمہ قحیم کے نزدیک حقیقی ہر ہے اور بعض بنو قحیم سے غیر معروف چہ ہے ہیں،
اور اس کی طرح ہے کہ جب اس کو کوہوں نے ملی پلا اور اس میں جب عامرک فغالب امر کے محل
میں اس کی ایک سر میں مشابہت تھی اور وہ دونوں ہے اور ایک سبب اس کی عام کے لیے مؤثر نہ تھا
محل کا سبب پیدا کرنے کے لیے اس میں بدل کا قہر کیا تاکہ اس کی حصار بھی اس کے ساتھ دونوں
اور بدل میں پوری مشابہت ہو جائے۔

لفظ أنفُس میں اختلاف:

لفظ أنفُس (جب کہ آپ اس سے صحن دن مراد لیں) یعنی وہ دن جو تہارے آج کے دن
سے پہلے ہے۔ محل ہے یا سرب غیر معروف، اور اس میں قبیلہ قحیم کے اکثر کوئی حضرات اسے
بر مال میں غیر معروف چہ ہے ہیں اور موضع دفع میں لفظ أنفُس کو "الأنفُس" سے متبادل فرض
کرتے ہوئے نفسی أنفُس بنالینو کہتے ہیں۔ حدیث نصی و جری میں محل کی ہر کرتے ہیں،
جیسے "أَفْتَقَفْتُ أَنْفُسَ" یہ حالت نفس کی مثال ہے، اور "وَمَا وَاقِفَةً مُنْذُ أَنْفُسَ" یہ جری کی مثال
ہے اور بعض افراد نے قحیم نے بر مال میں محل کی ہر کر چاہا ہے چنانچہ کہتے ہیں "تَغْبِ أَنْفُسَ بِنَالِینُو"
کرو کے ساتھ (اس کی پہلی تحصیل جو بدل میں آگئی ہے بدل میں بدل کر لیں) (فلیذ احج البیہا)

لفظ صَحْرُ میں اختلاف:

لفظ صَحْرُ (نام محل عرب نے در شہروں کے ساتھ اسے غیر معروف چہ ہے۔ کلی شرط ہے
ہے کہ وہ عرف ہو، دوسری شرط ہے کہ صحن دن کا صحن وقت مراد ہو) جیسے "جَفَلَهُ بَیْزُ الْجَدُو"
صَحْرُ (میں میرے پاس جو کہ صحن دن کو آج) اس مثال میں صحر عرف ہے اور صحن دن کا

(ترجمہ)۔ اس کے پہلوں میں سے چھوٹی اور بڑی ہر ایک ایک معلوم ہوتی ہے گویا کہ سونے کی زمین پر سونے کی ٹکڑیاں، اس شعر میں گل احشاء سُغوی و کُنْزوی ہے ہر ایک کے اعتبار سے کُلّی شرب کا نام منسوب ہے، فقرہ تقدیری کی وجہ سے الف لام کا تصور حدّ ضروری ہے اسی لیے الف لام کا استعمال نہ پایا ہے۔

نکاح کی ایک بڑی جماعت نے ان دونوں قسموں کو نہ تو اسم تفضیل مانتے ہوئے انہوں اس کے اس طرح کو غلطاً پر محمول کیا ہے کہ اصل التفضیل کا داہمی حق ہے کہ جب وہ الف لام اور اضافات سے خلل ہو تو ضرور نہ کرے، مثال ہو گا اور جب یہ تصور ہے تو انہوں کو پتا ہے تھا کہ کُلّی التُغْزوی و کُنْزوی من مقلوبین کہتے یا کُلّی التُغْزوی و التُغْزوی کہتے؟

شراح موصوف کی رائے:

انہوں اس کے ذکر شعر میں تہذیبی سبق لکھوں سے لڑا کیا جئے تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ انہوں نے ان نکاحات سے اسم تفضیل مراد نہیں لیا، بلکہ حیثیت ملت علیہ کا معنی و ملبوم مراد لیا ہے اور مہارت اس طرح ہے کُلّی التُغْزوی التُغْزوی و التُغْزوی التُغْزوی من مقلوبین ہذا لفظ لفظ (کہ اس شرب کے پہلوں میں سے چھوٹی اور بڑی ہر ایک ایک معلوم ہوتی ہے گویا کہ سونے کی زمین پر سونے کی ٹکڑیاں ہوں اور اس وقت منت علیہ لفظ کا معنی مطابق ہوا گا اور شاعر کی مراد بھی یہی ہے۔ خلاصہ کلام: ذکر شعر میں دونوں نکاحات کو نہ تو اسم تفضیل اور کُنْزوی کو جوہر مع اسم تفضیل چمکنے کے لیے قیاس کا خلاف یہ تھا کہ "الآخر" کہا جاتا لیکن اس استعمال سے یہ معنی ہے اسی لیے اگر کہا گیا ہے۔ جیسے کہ قبیلہ کی جمہور انہوں نے لفظ "انس" کو "الآخر" سے اور تمام اہل عرب نے لفظ "سُغوی" کو "کُنْزوی" سے بدل لیا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان "فَعِلْهُ مِنْ أَتَامِ الْآخِرِ" (تو اس کو کتنی پوری کر لی جاوے اور دونوں میں ہے۔ جروا عتہا) میں لفظ "آخر" کو "الآخر" سے بدل فرض کیا گیا ہے، پھر اس وقتی لفظ کی طرف توجہ کیا گیا اور گاہہ ہے کہ اسم تفضیل کو نہ تو استعمال الف لام اور اضافات اور کُنْزوی میں سے ہوتا ہے اور توں کہ یہاں ان تینوں میں سے کسی ایک کے ساتھ وہ مستعمل نہیں، لہذا معلوم ہوا کہ ان میں سے کسی ایک سے معادل ہے لہذا استعمال الف لام یعنی "الآخر" سے معادل ہے۔

اور ان معادلوں کے چھوڑ دیں (۱) افعال، جیسے لُطَّ (۲) نَعْلٌ جیسے نَعْلُکَ (۳) فعل جیسے غَمَزَ (۴) فعل جیسے اَمَسَ (۵) نَعْلٌ جیسے غَمَزَ (۶) معالی جیسے نَعْلُکَ

چھنا سبب۔ وصف:

زَوْشَفَ غیر صرف کے اسباب میں سے ایک سبب وصف بھی ہے، فاعل وصف اس کی یہاں سے بیان ہوا ہے ہیں۔ اصطلاح میں وصف سے مراد وہ اسم ہے جو لنگ ذات سمجھ پر دلالت کرے کہ جس میں بھی مفات کا لفظ ہو مام لاری کی بیانات وضع کے اعتبار سے ہو یا استعمال کے اعتبار سے جیسے اَخْفَزُ، اَفْضَلُ، سَكْرَانُ، غَضَبَانُ۔

شرائط۔ - وصف کے سبب وضع صرف بننے کے لیے درمیانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ بشرط یہ کہ وصف اصل ہو یعنی وضع نے اس کی حقیقت کے معنی کے لحاظ سے وضع کیا ہو نہ کہ عارضی معنی بوقت وضع عارضی اس میں وصف کا معنی موجود ہو جیسے لَمُتُوْذَ ہاتھ مارنے کے جو یہ لایچ کر کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ میں اسیت غالب آگئی کہ انے ساپ کو کہنے لگے، اور اگر کہ اصل وضع میں اسم ہو اور اس میں وصف عارضی ہو یعنی بوقت وضع عارضی اس میں وصف کا معنی موجود ہو اور اس میں عارضی کی وجہ سے وصف کا معنی پایا جائے، جیسے صفوان ہوا ازب، یہ دونوں دراصل ہمارے (چکنا چر) اور حیوان صرف (خوکوں) کے لیے وضع کیے گئے ہیں، وصف کے معنی اس میں موجود نہیں۔ البتہ جب ان دونوں کا استعمال اس وقت ہو کہ اس وقت وہ ایک لفظ کے لیے کر لیا گیا تو اب اس وقت اس میں وصف عارضی پیدا ہوگئی جس کا غیر صرف ہونے میں کوئی اعتبار نہیں۔ اس لیے یہ دونوں صرف وہ ہیں گے، جیسے هذا قلب صلوٰن، هذا رجل ارمبہ دوسری شرط یہ کہ وہ ایسا لفظ ہو جتنا حد تک قبول نہ کرتا ہو (یعنی اس کی معرفت فعلی کے وزن پر نہ آئے، جیسے اَخْفَزُ، اَفْضَلُ، سَكْرَانُ، غَضَبَانُ، کہ اس کی معرفت حنوا، فضلی، سكری، فقل کے وزن پر ہے۔ فقلانہ کے وزن پر نہیں ہے اس لیے غیر صرف ہے بلکہ کرتا ہے تائید کو قبول کرتے تو ہر اس کا غیر صرف کا سبب ہونے میں کوئی اعتبار نہیں۔ جیسے خروث ہزخبل، خوزلانی، ووزخبل، اوزخبل۔ یہ دونوں ایسے لفظ ہیں جو تائید کو قبول کرتے ہیں۔ جیسے غورقہ، اوزنلہ، اس لیے یہ دونوں صرف اس کے ساتھ اس سبب۔ جمع:

فصلجد و تصغیر الخ یہ دونوں جمع خشی و جمع کی مثالیں ہیں جمع کے معنی لغت میں اکٹھا کرنا ہے، اور اصطلاح میں وہ اسم ہے جو مادہ پر دلالت کرے اور مادہ پر دلالت اس کے طرہ کے حرف کے ساتھ کسی قسم کے تغیر کے ساتھ ہو، لیکن یہ معنی یہاں پر موقوف بلکہ مراد اسم کا لفظ کہ جان کے ساتھ ہوتا ہے، کیوں کہ اسباب لا صاف سے ہے ذات سے نہیں ہے اور یہ جمع سبب بھی ان اسباب میں سے

ہوئے فرمایا کہ جب اس کی دوا دار مع خمیر متبع ہوگی تو گویا وہ میا ام ہو گیا کہ دوا دار مع ہلایا گیا ہے۔
لام و شمر کی کے نزدیک یہ مع وجہ کے کام مقام اس وجہ سے ہے کہ جب اس کی تکرر ضرورت میں نہ
رہے تو اس میں ایک ایک حرکت حاصل ہوگی جس کی وجہ سے یہ مع ہلایا کے ہلایا میں لگے۔

آٹھواں سبب الف و لون زائد تان:

مختلف و متکثران۔ یہ دونوں اس الف و لون زائد تان کی مثالیں ہیں جو ام اور صفت میں
پائے جاتے ہیں مان کہ الف و لون زائد تان اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حروف زائد تان میں سے ہیں اور ان کا یہ
نام اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ یہ دونوں الف و صیغہ متصورہ اور صمد کے ساتھ تاء تانیہ کے نہ داخل
ہونے میں مشابہت رکھتے ہیں جیسے کہ تاء تانیہ متحرک اس ام پر جس میں الف تانیہ ہے داخل نہیں
ہوتی، اسی طرح تاء تانیہ اس ام پر جس میں الف و لون زائد تان میں داخل نہیں ہوتی، پس اگر تاء
تانیہ داخل ہوگی تو زیادتی کا مع ہونا لازم آئے گا اور الف تانیہ کے ساتھ مشابہت جاتی رہے گی،
اور اگر حروف ہو جائے گا۔

الف و لون زائد تان کے استعمال کی صورتیں:

الف و لون زائد تان کے استعمال کی دو صورتیں ہیں، یا قود و لون ام میں زائد ہوں گے یا
صفت میں، اگر ام میں ہوں تو الف و لون کے مع صرف میں تاخیر ہیں اگر نے کی شرط یہ ہے کہ جس ام
میں یہ پائے جائیں وہ ظم ہو، جیسے مختلف، متکثران، جبران، اور اگر صفت میں پائے جائیں تو بھر
غیر محرف کا سبب بننے کے لیے شرط ہے کہ اس صفت کی مؤنث میں تانیہ آتی ہو، یعنی اس کی مؤنث
فعلانہ کے وزن پر نہ آئے، جیسے متکثران کہ اس کی مؤنث ہو سکتی ہے فعلی کے وزن پر ہے۔
متکثرانہ فعلانہ کے وزن پر نہیں ہے اس لیے غیر محرف ہے۔

نکتہ۔ - قطار و من کے محرف اور غیر محرف پڑھنے میں اختلاف کیا گیا ہے جو لوگ الااء
فعلانہ کو شرط کہتے ہیں ان کے نزدیک یہ غیر محرف ہے اس لیے کہ من کا مؤنث ہی نہیں پڑ جائیگا
وہ فعلانہ کے وزن پر آئے اور جو لوگ دمج فعلی کو شرط کہتے ہیں وہ من کو محرف پڑھتے ہیں، اس
لیے کہ من ہاوی تانیہ کی صفت ہے پس اس کا مؤنث نہیں آتا نہ فعلی کے وزن پر اور نہ فعلانہ کے
وزن پر۔ (ایضاً اطلبہ ص ۴۵)

نکتہ۔ - قطار و من کی محرف وہ ہے اور بھی غیر محرف تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر
تانیہ یعنی نہ ہم نہیں ہوتی اس کا مؤنث نہ ملے ہے بلکہ بالاقاٹ محرف ہے اور اگر فعلانہ سے

ہجوم کے سزا کیے جائیں۔ ششمنہ الفم (مکتی پشیمان) اگر بلا اتفاق غیر مصروف ہے، کیوں کہ اس کا مزوت مدعی آتا ہے (شرعی ہائی کورٹ)۔

نواں سبب - تانیف:

وفاطہ، وطلعہ، وریب، وعلی، وصرہ، یہ تمام گناہ تانیف کی مثالیں ہیں۔ تانیف کی تین قسمیں ہیں (۱) تانیف بالالف جیسے خبلی، وحرہ، (۲) تانیف بالباء جیسے طالعہ، وحرہ، (۳) تانیف بالکاف جیسے ریب وصرہ۔

(۱) جو تانیف کہ قصور اور ممانعت سے مائل ہوتی ہے، وہ یقین کے ساتھ غیر مصروف کا سبب ہے اس کے غیر مصروف کا سبب بننے کے لیے کوئی شرط نہیں ہے بلکہ بدلوں میں سے ہر ایک سبب کے قائم مقام ہے جیسے خبلی، علی، وحرہ، وصرہ، وعلی، وریب، وطلعہ، ورفا کی مثال ہیں۔

تانیف بالالف و سبب کے قائم مقام کیوں؟

یہاں ایک علامہ نے اجمال سے یہ کہ تانیف کے الفاظ میں یہ قصور و سبب کے قائم مقام کیوں ہیں؟

جواب - تانیف بالالف سبب کے قائم مقام اس لیے ہیں کہ بدلوں اور ممانعت کے وضع کر کے لازم ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے داخل سے بھی بدلتی ہوتی ہیں۔ پس بدلوں اس اپنے فروع کی وجہ سے بخلاف تانیف کے ہیں۔ اور گواہان میں تانیف کو یہ ہے کہ تانیف بالالف سبب کے قائم مقام بدلوں کے ہو جائے گا، بخلاف تانیف کے وہ میں جہت الموضع کر کے لازم نہیں، اور طبیعت کی وجہ سے اس کا فروع ہو سکتا ہے۔ اور فروع میں جہت الموضع کر کے لازم نہیں، اور طبیعت کی وجہ سے اس کے لیے جہت الموضع نہیں ہو سکتا۔

(۲) تانیف بالباء سے مراد تانیف نفسی ہے یعنی وہ تانیف جس میں علامت تانیف نفسوں میں موجود ہو جیسے طلعہ تانیف ہاں کے سبب متاع صرف بنے ہیں یہ شرط ہے کہ ممانعت کی کالم اور فروع نہ کر کے طلعہ مراد کا نام ہے یا کسی مرتبہ کا جیسے طلعہ محبت کا نام ہے تانیف بالباء میں طبیعت شرط اس لیے ہے کہ تانیف بالکاف کے خفیہ ہونے سے تانیف کے نہ ہونے کا احتمال باہر ہے۔ (۳) تانیف سے جس میں علامت تانیف پوشیدہ ہو اس کے غیر مصروف پر ممانعت کے لیے جس طرح تانیف نفسی ہوتا ہے، اس میں طبیعت شرط ہے اسی طرح تانیف صوری میں بھی شرط ہے۔ مگر لفظ اس قدر

ہے کہ تائید ہائے اس کی شرط مع صرف میں ہونے و وجہ کے موثر ہے اور مستوی میں
الزاد نے جواز کے، کیوں کہ اس کے لیے وجہ یا نحو کی شرط اور ہے۔

تائید یا نحو کی غیر صرف پر مبنی کی وجوہات میں بھی تو غیر صرف، چھٹا واجب ہوتا ہے
اور بھی صرف، تھریں اور غیر صرف دونوں چھٹا ہوتا ہے۔ پہلی صورت میں پہلی شکل مع اکثر نمائندوں
میں سے ایک پہلی ہوتی ہے (۱) یا تو کل تین حروف سے زاد ہو جسے منفذ، زینب، اس لیے کہ جب تین
حروف سے زاد ہوگا تو چھٹا حرف کا تمام تائید فعل کے ہوگا اور تھریں چھٹا ہونے چاہئے گی۔ (۲) یا وہ
سرخنی ہوگا کہ وہ حرفی چھٹا ہو یا نہ حرفی ہو جسے منفذ، (جنم) کیا ایک طبقہ کا نام ہے لکن
(جنم) کے آگ کی ایک قسم ہے اس لیے کہ جب ہم حرکت کا واسطہ ہوگا تو اس کی یہ حرکت صحت پر ہے
رک کے تمام مقام ہوگا اور تمام مقام تائید کے ہوگا اور اس اعتبار سے تائید مستوی کیا ایک
خاص قسم کی قوت ہے اور ہونے کی جس سے ہونے و وجہ کے مع صرف میں موثر ہوگی۔

(۳) یا وہ جگہ ہو جسے فذ و خوذ (دشوریں) جنص، بلع، اس لیے کہ جب ہم جگہ
ہوگا تو تائید معنی اور وجہ کے موثر ہوگی اس لیے کہ مضاف لسان پر دوسری قوم کی زبان لگ
ہوتی ہے اور اس فعل کی وجہ سے اس میں سبب مع صرف نے قوت ہے اور ہونے کی۔

دوسری صورت احوال سے خالی نہیں یا تو مقامی ساکن واسطہ غیر مکی ہے ان میں یا کہ چھٹا اس کا
صرف اور غیر صرف دونوں چھٹا ہوتا ہے۔ مثلاً حذ یہ مقامی ساکن واسطہ غیر مکی ہے اس کا صرف
چھٹا مکی ہوتا ہے اور غیر صرف چھٹا مکی ہوتا ہے۔ غیر صرف اس وجہ سے کہ اس میں وجہ سبب پائے
جاتے ہیں ایک تائید معنی اور وجہ سبب طبعیت ہو کہ اس کے اثر کرنے کی شرط جواز ہے، اس وجہ
سے غیر صرف چھٹا ہوتا ہے، اور صرف چھٹا اس وجہ سے درست ہے کہ تائید کے اثر کی وجہ
شرط نہیں پائی گئی ہے۔ چون کہ مقامی ساکن واسطہ غیر مکی ہے اور کہ جب کہ مقامی ساکن واسطہ غیر مکی
ہو تو یہ غلبہ خفیف ہوتا ہے، اور غیر صرف چھٹا ہوتا ہے اس کے فعل کے ہوتا ہے جو وجہ سبب کی وجہ سے
حاصل ہوتا ہے شاعر نے مجاز اور ہم جو دونوں صورتوں کو اپنے شعر میں جمع کر دیا ہے۔

لم تستطع بفصل منظرها دغذ ولم تنسق سعدی القلب

(معدنی صحت نے اہل انصاف کے اندھے کو نہ عقل میں دیا یا۔ اور نہ وہ ہلے کے بہتوں میں
پائی یا اس شعر میں مکی اشتہار الفصاح "دغذ" اور "دغذ" ہے۔ یہ مقامی ساکن واسطہ غیر مکی ہے اس کو
صرف اور غیر صرف دونوں چھٹا ہوتا ہے۔ اسی لیے تو شاعر نے پہلے "دغذ" کو مستحق ذکر کیا اور
دوسرے کو غیر مستحق۔

(شعر کا مطلب: - شاعر نے داخل اس شعر میں دھرمائی محبت کی قریب و قریب اور
دور سر مل کر کے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک مہذب تعلیم یافتہ اور شہری و شہزادی جو پیش و ہم، راحت
و آرام بلکہ تیسرے طبیعت والی تھی، وہ یہاں پہنچی ہوئی تھی جہاں اس کے کماؤ کا قضا پتہ نہیں کرتی تھی،
بلکہ شہری ماحول کے مطابق زندگی گزار رہی تھی۔)

مؤثر ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے اسباب منع صرف کی قسمیں:

خالف التعلیق والجمع الذي لا نظير له الف مؤثر ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے
مبطل اسباب منع صرف کی جن قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: - وہ اسباب جو تمام سبب کے قائم مقام ہونے میں مؤثر ہیں، دوسری طبع کے
الفاظ کے خلاف نہیں۔ (۱) جمع خشی الخرج (۲) اور تاسیخ کے دونوں الف، یعنی الف
طعنه اور الف محذوف۔ (یہ اسباب اس جن کے ساتھ طبعیت کے الفاظ کے جمع ہوتی ہے عبارت
مطلوبہ سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے)

دوسری قسم: - وقتین العلمیۃ مع التوکید وہ اسباب جن کے اثر کے واسطے وجہ
طبعیت شرط ہے، داخل نہیں ہیں (۱) تاسیخ علیہ الفاء خواہ تار کے ساتھ ہو جسے فاعل، خواہ معنی
جیسے زینب، (۲) ترکیب جیسے فطوین فخر (۳) اگر جیسے انوار علیہ۔ عبارت مطلوبہ سے اس کی طرف
اشارہ کیا گیا ہے۔

نوٹ - ضوفاً، ضو لاجل، سلفاً، یہ تین کلمات محذوف ہیں۔ اس لیے کہ ضوفاً
اگرچہ مؤثر اور مجرہ ہے، لیکن طبعیت موجود نہیں۔ اسی طرح ضو لاجل اگرچہ مجرہ اور الف دون
راہ دان ہے لیکن طبعیت سنگی ہے، اسی طرح سلف کہچہ مؤثر فاعلی اور صفت ہے لیکن طبعیت موجود
نہیں ہے لہذا طبعیت کی طاء پر یہ سب کے سب محذوف ہوں گے، غیر محذوف نہیں۔

تیسری قسم وہ اسباب جن کے اثر کے واسطے امر تین طبعیت یا صفت میں سے کوئی ایک پایا
جائے وہ بھی تین ہیں (۱) محذوف (۲) کزن فاعل (۳) الف دون ذائقان، جیسے غفر طبعیت اور محذوف کی
وجہ سے غیر محذوف ہے، ایسے ہی اخذ ذوق فاعل اور طبعیت کی وجہ سے غیر محذوف ہے، اور سلفان
الف دون ذائقان اور طبعیت کی وجہ سے غیر محذوف ہے، یا تینوں صفت کے ساتھ جمع ہو کر مؤثر ہوں
جیسے فلات محل اور صفت کی وجہ سے اخذ ذوق فاعل اور صفت کی وجہ سے۔ اور سکوان
الف دون ذائقان اور صفت کی وجہ سے غیر محذوف ہیں۔

فَالْفِ التَّائِيَةِ وَالْجَمْعُ الَّذِي لَهُ فِي الْأَخَارِ كُلِّ مَعْنَاهُ يَنْتَقِيزُ
بِالْفَتْحِ، وَالْبَوَاقِي لَا تُكُونُ مُخَالَفَةً كُلِّ عِلَّةٍ مِنْهُنَّ لِلصَّغَةِ أَوْ
الْعَلِيَّةِ، وَتَقَعُ الْعَلِيَّةُ مَعَ التَّوَكُّبِ، وَالتَّائِيَةِ، وَالْفَتْحَةِ، وَشَرْطُ
الْعَجَبَةِ عِلِّيَّةٌ فِي الْعَجَبَةِ، وَزِيَادَةٌ عَلَى الثَّلَاثَةِ، وَالصَّغَةِ، إِصْلَاقُهَا،
وَعَدَمُ قَبُولِهَا الْقَامِ فَقَرِيئًا، وَأَرْعَلًا، وَصَفْوَانًا، وَأَرْغَبًا، بِمَعْنَى
قَلْبٍ، وَتَلِيلٍ، مُنْصَرِفَةٍ، وَيَجُوزُ فِي مَخَوِّ هَذَا وَجْهَانِ، بِخِلَافِ
رَيْتَبٍ، وَصَقَرٍ، وَبَلْعٍ، وَكَفَقَرٍ، عِنْدَ بَنِي تَمِيمٍ بَابُ خَدَامٍ، إِنْ لَمْ
يُخْتَمَرْ بِرَأْسِ كَسْفَارٍ، وَأَمْسٍ، لِنَقِيَّةٍ، إِنْ كَانَ مَرْفُوعًا، وَنَقَضَهُمْ لَمْ
يَشْتَرِكُوا فِيهِمَا، وَسَخَرُ عِنْدَ الْجَمْعِ إِنْ كَانَ طَرَفًا مُعَيَّنًا.

توضیح :- الف تائید اور جمع وہ ہے جس کے لیے اہل میں کوئی تحریر نہیں۔ ان دونوں
میں سے ہر ایک غیر صرف ہونے میں خارج ہوتے ہیں۔ اور علی ہاں قسمیں تو ان میں سے ہر ایک صغہ
کا صلت یا صلیت کے ساتھ جمع ہونا ضروری ہے۔ اور طیت کا ترکیب تائید، اور جمر کے ساتھ ہونا
ضمیمین ہے۔ اور جمر کی شرط الفت نجم میں ظم ہونا اور میں حروف پر زامہ ہونا ہے، اور صلت تو اس کا وصف
اصلی ہونا، اور تاء کو قول کرتا ہے چنانچہ غریبان، لرمعل، صطوان، ارنم، قابس اور نلیول کے
مثنیٰ میں ہیں اور صرف ہیں۔ اور حد تک جس مثال میں دونوں صورتیں جائز ہیں بر خلاف ویسب،
سطور، بلع کے اور باب خدام جو نیم کے نزدیک جمر کی طرح ہے بشرطیکہ اس کا آخری حرف را نہ ہو،
جیسے سطور، اور انہیں ضمیمین بشرطیکہ مرفوع ہو، اور بعض حضرات نے ان دونوں میں کسی چیز کی شرط نہیں
لائی ہے، اور الفاظ "سخر" تمام گویوں کے نزدیک غیر صرف ہے بشرطیکہ حرف ضمیمین ہو۔

تشریح :- مذکورہ بالا میں کل حرف تاء کی تسکیر تیب اور کثرت میں آئی ہے۔ اور جامع الیہا

بَابُ الْعَجَبِ — افعال تعجب کا بیان

بَابُ، التَّعَجُّبُ لَهُ صِيغَتَانِ، مَا أَفْعَلَ زَيْنًا، وَخَرَأَتْهُ مَا مِنْفَعًا
بِمَعْنَى شَيْءٍ عَظِيمٍ، وَ أَفْعَلَ بِفعل ماضٍ مَجْعَلَةٌ صَبِيرٌ تَا وَ زَيْنًا
مَفْعُولٌ بِهِ، وَالْجُحْلَةُ حَبْرٌ تَا وَأَفْعَلَ بِهِ، وَهُوَ بِمَعْنَى مَا أَفْعَلَهُ،
وَأَصْلُهُ أَفْعَلَ لِيْ ضَلَوٌ مَا كَدَا، كَلَعْدَالِصَبِيرُ، أَيْ ضَلَوٌ نَا عَقِبَهُ، مَعْيَرٌ

اللفظ - وزيد في الفعل لإصلاح اللفظ، في ثم لم يمت هذا
بجلا لها في فاعل كفى وإنما يعني فعلا التعجب وإنما التفصيل
من فعل - ثلاثي، مخبى، متفعلون مفع، مفعي الفاعل، ليس اسم
فاعله على أفعل.

[illegible]

تفسیر :- ہمارے التَّعَبُّبُ فاضل معنی یہاں سے انفعالِ تَجِب کا بیان فرما رہے ہیں۔ جبکہ تَجِب عَصَف سے بابِ تَفَعُّل کا صمد ہے۔ لیکن جو میں اس کے لیے بہت سادے پر موزن الفاظ ہیں۔ من سے تَجِب کا معنی ظاہر ہوتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کا ارمان کیف تکلیفوں مَالِلہ (اچھے تم اللہ کا کارگر ہو۔ پورا پورا محنت) کیف تَجِب محمول ہے۔ جو ربی رَبَّی اللہ علیہ السلام کا ارمان تَسْبَحانَ اللہ اِنَّ النُّوْبَ لَا یَسْبَحُ حُیَا وَلَا مِیْتًا (سبحان اللہ ایک ہی تَجِبِ خیر بات ہے، ہے قلبِ مومن حالتِ حیات اور حالتِ ممات میں بھی کبھی ناپاک نہیں ہوتا) اس مدح میں فقط سبحان اللہ تَجِب کے یہاں استعمال کیا گیا ہے۔

۱۱۱۔ حرب کا قول کثو مدوۃ فارسی (مذہبی کے لیے تمام تر طبعیات ہیں) ایہ بھی قہر کے معنی پر محمول ہے۔ شاعر کا قول ۔

(۱) اے! آپ کی تعجب خیز مرد، مہمان نواز، اور خاص طور پر اس شعر میں "ما لفت"

کقول کے اعتبار سے ترکیب اس طرح ہوگی۔ اما موصول اور اخضن وینا اصل لامل اور مفعول سے ل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر موصول جملہ سے ل کر مبتدا اور بعد شئی عظیم اس کی خبر مفعول مبتدا خبر سے ل کر جملہ اسیر خبریہ ہوگا۔

اور ہذا لفظ لفظی تو اس کے اسم اور فعل ہونے میں علاوہ جو کام کر کے لانا مانتا ہے، تو ان حضرات کے نزدیک یہ اسم ہے کیوں کہ اس کی ضمیر آتی ہے جیسے ما اخضن اور ما انلغ کی ضمیر ما اخضن اور ما انلغ آتی ہے، مگر عین کاغذ سب سے کہ یہ فعل ماضی ہے اور کیا گنگ اور کامل ترجیح ملتی ہے، کیوں کہ یہ جملہ لال آتا ہے، اگر یہ اسم ہوتا تو ربطاً خبریت مرفوع ہوتا، یوں کے ساتھ یا م حکم کے لفظی صورت میں لوں دکان کا نام لایا کہ ہے جیسے ما اخضن فی ایس عفو اللہ، اگر یہ اسم ہوتا تو لوں دکان کا لایا لایا کہ ہے، بلکہ لیر لوں دکان کے لایا اور صحت لایا ملاں کہ ما اخضری کہاں کی کے نزدیک جائز نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل ماضی ہے اسم نہیں۔

اور بہر حال ضمیر کا آنا تو یہ شرط ہے اور شرط مقدم کے حکم میں آتا ہے۔ اور اس کے مثلاً ہونے کے وجہ سے ہے کہ یہ موصوفہ اسماء کے مشابہ آتا ہے۔ چاہے جملہ ہونے کی وجہ سے اس کا مصدر نہیں آتا اور اصل التفضیل کے مشابہ آتا ہے یا خصوصاً اسم تفضیل کے وزن پر آنے اور لایاتی صوبہ پر دلالت کرنے کی وجہ سے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ دونوں کے دونوں ایسے اسماء سے بنائے جاتے ہیں جن میں شرطاً مستکملہ (آئندہ آنے والی شرطیں) پائے جاتے ہیں اور اخضن میں ضمیر مشترک بالانفاق ربطاً عظیم مرفوع ہے جو اس کی طرف راجع ہے اور اسی ضمیر کا لونا ماکہ اسم ہونے کی دلیل ہے، کیوں کہ ضمیر قسری طور پر اس کی طرف ہی راجع ہوتی ہے۔ وقتاً کے بارے میں بھی اقول ہے۔ جن حضرات نے لفظی کو اصل ماضی کہا ان کے نزدیک مفعول ہے اور حصول نے اسم ماضی کے نزدیک مشابہ مفعول ہے۔

افعل بہ کی ترکیب:

وافعل بہ، وهو بمعنى ما افعلہ۔ فعل تہب کے دوسرے معنی کا بیان ہے۔ دوسرا معنی افعل بہ ہے جیسے اخضن یزید، اس میں اخضن اگرچہ امر کا صیغہ ہے، لیکن معنی میں اخضن فعل ماضی کے ہے اور ضمیر سے خالی ہے اب اخضن یزید کی اصل اخضن وید ہوگی، ائی ضلوا نا خضی (جو کیا ہی حسن ولا ہو گیا) جیسا کہ اہل عرب کا قول اؤذق الضعوز، اؤذوا یسقلان، اؤذو فلان، اؤذو زید، اؤذو ابیویز، یہ نام کے تمام ضلوا ذلوزنی (درشت چور)

ہو گیا) ذلّٰہُہ (اچھ پھلدار ہو گیا) نَفَرُوْہُ (اٹاں صاحب الدار ہو گیا) نانتَقُوْہُ (زیرِ تنگ دست ہو گیا) اور ذَا غُلُوْہُ (توتی جس کوئی) کے معنی میں ہے اور بھی کو تھپ کا معنی محض نہیں ہے۔

لفظ اُفُوْلُ بہ میں اصلاحی اخیر:

فَقِيْرُ الْاَلْفِظِ وَزِيَدَةُ الْعِلْمِ فِي الْفَعْلِ الْفَعْلُ فاضل معنی نے اس مہارت کے ذریعہ ایک مسئلہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ یہ کہ اُفُوْلُ بہ میں اُخْصُوں بہ میں اُخْصُوں "ہر کا صیغہ ہے لیکن معنی میں اُخْصُوں ماضی کے ہے اور لفظ بہ میں ہاء جزو زائد کا ہے اور ضمیر مجرور اس کا قائل ہے اور اس میں ہمزہ میراث کا ہے، یہی اُخْصُوں بوزن کے معنی ضلوع زید نا خصب کے ہوگا (یعنی ریح صاحب من ہو گیا) لیکن سہول پیدا ہوتا ہے کہ جب لفظ ماضی ہے تو اس کو فعل کی طرف منتقل کر دیا اور اخیر میں ہاء کا اضافہ کر دیا اس کی کیا ضرورت تھی؟ تو اس کا جواب اس طرح دیا جاتا ہے کہ جب لفظ کو اُفُوْلُ اس کی طرف منتقل کر دیا تو یہ اُخْصُوں ویزد کی طرح ہو گیا، اور صیغہ امر کے بعد ام مرفوع کا حصول لازم اور لا قیج سمجھا جاتا ہے اور مثال نہ کہ میں اُخْصُوں امر کے بعد زید ام لائل مرفوع حاصل نہ کہ ہے بلکہ اصوات معیوب ہوں اسی قیاحت سے پہچنے اور لفظ میں اصلاح کرنے کی غرض سے ہاء کا اضافہ کر دیا، اب یہ اُخْصُوں بوزن، اَلْفُزْ بوزن کی طرح ہو گیا، ہاء اس ہاء کے مشابہ ہے جو کھنسی باللہ شہینقا میں کھنسی فعل کا قائل باللہ کے ساتھ متصل ہے، لیکن ایک جہت سے سوائقی نہیں، وہ یہ ہے کہ اُخْصُوں بہ کے ہاء کا قائل کے ساتھ متصل ہو لازم ہوتا ہے اور کھنسی باللہ کے ہاء کا متصل ہو لازم نہیں، بلکہ جائز و الخلف ہوتا ہے جیسا کہ قسم کی شاعر نے بطور ہاء کے کئی فعل کے قائل کا ذکر کیا ہے۔

فَعْبِرَةٌ وَذَعَانٌ تَغْفُوْثٌ غُلُوْثًا كُفْثٌ قُفْثٌ وَالْاِسْلَامُ لُثْمٌ مَّاهِقًا

(اگر تو نے اللہ کے راست میں جہاد کی تیاری کر لی ہے تو اہلّت میری کو پھوڑا، بڑھاپا اور اسلام انسان کے لیے روکتے ہیں)۔ یعنی میری کی اہلّت، یعنی تعلق اور عیاد و محبت کو پھوڑ دے جب تم نے اپنے درمیان میری یا کسی دشمن کے درمیان تعلق کا پھوڑ کر لیا ہے یہ میری ذاتی اور حق اسلام اس شخص کو بھی گناہوں کی لذت سے روکتے ہیں جو خطرات و گمراہی سے نہ پہنچے۔ یہ کیم بین و فیلر یا بی کا کلام ہے اس شعر میں گل اشتہاد کھنسی قُفْثٌ ہے، اس لیے کہ شاعر نے کھنسی فعل کے قائل کو بطور ہاء کے ذکر فرمایا ہے یہ اس پر خطرات کرتا ہے کہ کھنسی فعل کے قائل کی ہاء غیر لازم ہے۔

افعال تعجب بتائے کا قاعدہ:

واتما ویس فعلا التَّعْجِبُ الفاعل تعجب اور اسم فاعل ایسے بیٹے سے بتائے جاتے ہیں جن میں ایک وقت یا ایک شرط میں جو ہر دوں۔

(۱) یہ کہ وہ بیٹے میں ہو، غیر فعل سے یہ دونوں نہیں بتائے جاتے، اور جن لوگوں نے فقہاء کی بات کی (یعنی اکثر الہدایہ اور القضاۃ) (گواہ) سے فعل تعجب بنا لیا، واما اخذوا بتائے وہ خدا کا حکم کرنا ہے، اور اقصاف میں شطاطہ سے ما اقصا فعل تعجب کا اشارہ ہے، اور قاعدہ ہے کہ لفظ کاسم میں یہ نہیں قابل استدلال نہیں ہوگا۔ شطاطہ بمعنی ان کتاب ہے قبل حضرت کے ایک شخص کا نام ہے جو چوٹی کرنے میں ضرب لاش تھا، اس لیے الفع من شطاطہ کہا گیا ہے۔ (پیشوا محل میں ۱۸۱۸ء)

(۲) یہ کہ وہ فعل ہوئی ہو، کیوں کہ یہ دونوں غیر حالی مثلاً فخرج، انطلق، استخرج سے نہیں بتائے جاتے، اگر کوئی یا متراض کرے کہ جس فعل سے افعال تعجب کا واسطہ ہے اس سے فعل تعجب کے بتائے کی کیا صحت ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس شدت یا اس کے فعل مستحسن میں اس وجہ سے یہ دونوں بیٹے اس امر کا نہیں کہ وہ مصدر جس کے فعل سے فعل تعجب کا واسطہ ہے، اس کو ان کے بعد آکر کریں گے، مثلاً جب آخر راج غیر حالی ہر دوں سے یہ دونوں بیٹے تعجب کے بتائے جاتے ہیں، مالم یستخرجوا اور لشدود بلستخرجوا کہیں گے، لیکن امام ابو اسحاق نے حالی حر فہ سے افعال تعجب کے بتائے کو ہا زقر اور دیاثر ٹیکہ والا کو حذف ہوں، اور لام سے جو فعل رہا ہی مثلاً کفر، اخص، اغفل سے ان دونوں کے بتائے کو ہا زقر اور دیاثر ہے۔

(۳) یہ کہ فعل تعجب میں سے آئے کا جو فاعل کو کوئی کرتا ہے، اس سے فعل آتا جو کلامت یعنی زیادہ اور نقصان کو کوئی نہیں کرتا ہے، لہذا فاعل اور فعلی دیاں اور نقصان کو کوئی نہیں کرتے ہیں، کیوں کہ کسی کی موت کسی اور کی موت سے زیادہ اور کم نہیں ہوتی ہے۔

(۴) یہ کہ وہ جی افعال ہو، جی افعال نہ ہو، لہذا یہ دونوں ضرب، قبول جیسے فعل سے نہیں بتائے جاتے۔ (۵) یہ کہ اس فعل کا اسم قابل لفظ کے وزن پر آئے، لہذا عی، خرج اور افعال محبہ ظاہرہ میں سے ہر ان دونوں کے مماثل ہیں اور صولہ، حق، اور افعال اولیٰ میں سے ہر ان کے مماثل ہیں، اور لویٰ اور دوج اور افعال خلقیٰ میں سے ہر ان دونوں کے مماثل ہیں جن کا وصف افعال کے وزن پر آتا ہے ان سے افعال تعجب نہیں بتائے جاتے، جیسے اقصیٰ، اخرج، اسود، اغمض، اقصیٰ، اذبح ان سے افعال تعجب اور اسم فاعل نہیں لکھتے بتائے جاتے۔

فصل الفضیل اور فصل تعجب میں مناسبت:

فصل تعجب کے دہروں میں اس فصل سے ملے جاتے ہیں جس سے فصل الفضیل ملایا جاتا ہے اور جدید ہے کہ فصل تعجب اور فصل الفضیل کو باہمی یا یک دوسرے کے ساتھ مشابہت ہے اس لیے کہ ہر ایک مبالغہ کے لیے جاتا ہے۔

باب الوقف — وقف کا بیان

باب الوقف فی الاصل علی نحو رخصتی بلفظہ وغلی نحو
”مصلحتات بلفظانہ“

توجہ - یہ باب ہے رخصت کے کلمہ سے مل کر اور کہ مصلحت میں جاتے
نام کے ساتھ وقف کرتا ہوا ہے۔

تشریح - باب الوقف لغ معروض الوقف کا اصل کہ اسی طرح ضروری ہے جس
طرح مجموعہ افراد کا اصل کہ ضروری ہے اور اس کے حاصل ہوئے بغیر تو کل ناقص رہتی ہے
کیوں کہ اگر کسی افراد کا مجموعہ کے ساتھ ادا کرے لیکن وقف ہے مگر اور یہاں کہ اس سے
کلام فقہ کا حسن اور اس کا بظاہر ہر کہ بے غلطی اور بے غلطی ہے اور جہاں ہے جس کا اہم اور اس
کر سکتے ہیں جو قرآن کے معانی سے واقف ہیں سب کا وقف کے مسئلہ میں اور جو دل کا جانا ادا
ضروری ہے۔ (۱) کیفیت وقف (۲) محل وقف داخل صفت نے کل طور پر نہیں لیکن مختصراً کیفیت
وقف سے حقیقی گفتگو نہیں ہے کیفیت وقف کا مطلب ہے کہ کسی اس بات کو جانے کہ کیا ہے کہ
وقف کی طرح کرتا ہے۔

وقف کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

وقف میں وقف کے معنی وقف یعنی روکنے کے ہیں۔

اصطلاح میں وقف کی تعریف یہ ہے تعلیم القصور نفع النفس واستقلال الفقراء
لأن کل من مصلحتی (یعنی سانس اور آواز دہروں کا تحفظ اور عارف موقوف علیہ اگر پہلے سے
ساکن نہ ہو اس کو ساکن کر دیتا۔)

نظر و رخصت اور مصلحتات میں وقف

جب ایسے کہ وقف کیا جائے جس کے اثر میں تاریکی ہے تو اس کی رو صورتی ہیں۔

سے جل کر چھا ہے۔ (ترجمہ کریں) گزندہ فتنہ کرنا ان کے ہے کافی قدر کارناموں میں سے تھا۔
 نوٹ: سکر رُحمة اللہ علیہ کے ساتھ دیگر مسلمات میں اس کے ساتھ وقف کرنے پر مکرر ہے
 اپنی آئندہ عبادت "وَقَدْ يَنْفَعُ فَنُحْنُ" میں وضاحت کی ہے فَتَقْتَرُوا الْفَنِي بِمَكْمٍ مِنَ الْمُفْتَلِرِينَ

الوقف علی المنقوص — اسم منقوص میں وقف کا بیان

وَعَلَى مَحْوِ قَلْبِي زُفْعًا زَجْرًا بِالْخَذْفِ زَنْخُو الْفُلَاسِي فِيهِمَا
 بِالْإِثْبَاتِ.

ترجمہ:۔ اور قلبي میں جسے کسی حالت میں ہے اور جس میں حذف کے ساتھ اور قلبي قلبي
 میں دونوں حالتوں میں اثبات کے ساتھ وقف ہوگا۔

تشریح:۔ "وَعَلَى مَحْوِ قَلْبِي" یہاں سے لاشعری معنی کرتا ہے "وَعَلَى قَلْبِي" اور قلبي میں وقف کی کیا صورت ہوگی، آج حذف کے ساتھ یا اثبات کے ساتھ تو صورت وقف معلوم کرنے سے پہلے اسم منقوص کی تعریف دیکھیں۔

اسم منقوص کی تعریف

اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یا قبل کسر ہو جسے قلبي اسم منقوص حالت میں ہے اور
 جڑی میں حراب فقہری بوجہ تنگال کے ہوتا ہے۔ ان دونوں حالتوں میں چون کہ یہ ہر ضابطہ کسر کے
 تنگال کو اہل عرب زبان پر نہیں سمجھتے ہیں اس وجہ سے ان دونوں حالتوں میں اس کا حراب فقہری ہوا۔
 بخلاف حالت نصب کے کہ اس کا حراب فقہری تنگال کے ساتھ ہوتا ہے، چون کہ یہ فقہی اثرات ہے
 اہلاد پر نہیں لگتا۔

اسم منقوص پر وقف کرنا:

جب آپ اسم منقوص پر وقف کرنا چاہیں تو اس کی دو صورتیں ہوں گی (۱) یا تو وہ متون ہوگا
 (۲) یا نہیں ہوگا۔ اگر وہ متون ہے تو حالت رفع اور جر میں ہوا کے حذف کے ساتھ وقف کرنا زیادہ فصیح
 ہے، جیسے عدا قاضی یہ حالت دفع کی مثال ہے اور مودث مفاضی یہ جری کی مثال ہے اور یہاں کے
 ساتھ ہی وقف کرنا چاہئے۔ اسی وجہ سے امام ابن کثیر نے باری تعالیٰ کے قول "وَالْخَلْقُ قَوْمٌ غَابَرُ"
 (اور جو قوم کے لیے ہوا ہے اور غابا نے والا ہے) ۱۳ ص ۱۳۷ اور "وَمَلَقَهُ مِنْ نُورٍ وَنَوَالٍ" (اور
 کوئی نہیں ان کا اس کے ساتھ دیکر ہے) ۱۳ ص ۱۳۷ اور "وَمَلَقَهُمْ مِنَ الْفُلُو وَنَوَالٍ" (اور کوئی نہیں

اُن کو اظہار سے بچانے والا سب ۳۴ احادیث ۳۳) میں حذف کی صورت میں حلقہ کھانڈی، وال کو الین، اور وافی کو وافی، یاد کے ساتھ حذف کیا ہے اور اگر غیر ممکن ہو تو حالت رفع و جر میں یاد کے اثبات کے ساتھ حذف کرنا زیادہ صحیح ہے۔ جیسے هذا القاضي، حالت رفع کی مثال ہے اور غزوئی ہا القاضي، حالت جر کی مثال ہے۔ اور یاد کے حذف کے ساتھ بھی حذف کرنا جائز ہے اسی وجہ سے جہد قرآن ہادی تعلی کے قول "وقد افکیض الفتنال" (وہ سب سے زیادہ تر ہے سورہ مداحہ) میں الفتنال، اور لیغزیر یوم التلائی (تاکہ وہ ذرائع طاقت کے دن ہے۔ پ ۳۳) میں الفتنال، اور الفتنال یاد کے حذف کے ساتھ پڑھا ہے، لیکن ماہرین کثیر نے نسخ قول پر عمل کرتے ہوئے اثبات یاد کے ساتھ حذف کیا ہے۔

وَقَدْ يُفَكِّسُ فَيَنْهَى

ترجمہ:- اور بھی بھی نہ کہہ بالا تمام صورتوں میں حذف پر عمل کرچے ہو گیا جاتا ہے۔
تفسیر:- اس عبارت میں فینہی کی اصل ضمیر مؤنث ماضی "وحدة" کی یاد کو یاد سے بدل کر پڑھنے اور "مسلمات" کی یاد کو پاتی رکھتے ہوئے، اور "فالقاسی" کی یاد کو حذف کر کے اور "القاسی" کی یاد کو پاتی رکھتے ہوئے پڑھنے کی طرف متابع ہے یعنی بھی "وحدة" کی یاد میں یہ کہہ پاتی رکھتے ہوئے، اور "مسلمات" کی یاد کو یاد سے بدل کر اور "فالقاسی" کی یاد سے ساتھ اور "القاسی" کی یاد کو حذف کر کے حذف کیا جاتا ہے اور یہ صورتیں نہ کہہ بالا تمام صورتوں کے برعکس ہیں۔

ولیس فی مضب قاضی، والقاضی الی الیاء۔

ترجمہ:- قاضی اور القاضی میں مضب کی صورت میں یاد پر حذف کرنا درست نہیں ہے۔
تفسیر:- صاحب تہذیب فرماتے ہیں کہ جب ام محض مضب ہو تو حذف کی صورت میں اس کی یاد کو پاتی رکھنا واجب ہوگا۔ جب ام محض کے پڑھنے کی وجہ سے ہیں، اور ام محض مضب ہوا تو حذف کی صورت میں اس کی تحوین کو اظہار سے بدل کر پڑھا جائے گا، جیسے ہادی تعلی کا قول "وقد افکیض الفتنال" (سورہ مداحہ) میں تاکہ ایک پکارنے والا پکارے سے ایمان لائے کہ پ ۳۴، آل غفرین، بیت ۱۸۷) میں مضب قاضی کی تحوین کو اظہار سے بدل کر مضب قاضی پڑھا جائے گا، کیوں کہ حذف کا یہ تصور ہے کہ جب کسی کے آخری حرف پر مضب کا تحوین ہو جیسے مضکور، مضکور، وغیرہ تو اس تحوین کو اظہار سے بدل کر اس طرح پڑھتے ہیں، مضکور، مضکور، اور اگر ام محض غیر ممکن ہے تو یاد پر ممکن کے ساتھ حذف کیا جائے گا، جیسے ہادی تعلی کا قول "فَلَا إِذَا

زمی اور ہدی، کہ جب آپ نے اس کے ساتھ ساتھ طلب یا نام حکم کلام کیا تو وہ الف و تہیت اور فقیہت میں شکل یا نھر آیا۔ جس کے اصل ہونے کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ زمی اور ہدی اصل میں یاد کلام سے بدلا گیا ہے۔

اور "قضا" اور "غفا" جیسے افعال میں یاد طلب یا نام حکم کلام فرمایا تو وہ الف و تہیت وغوث اور غوث میں شکل یا نھر آیا جس کے اصل ہونے کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ قضا اور غفا ہمراہ کلام سے بدلا گیا ہے۔

اسم کے الف کی علامت۔

والاسم بالفقیہی مضمون و فقیہین اور جب اسم کا سطر مشتبہ ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس کا الف کس سے بدل ہو کر آیا ہے، اس سے ایسا ہے؟ تو اس وقت اس کے مشتبہ پر غور کیا جائے اور مشتبہ کی حالت میں جو ظاہر ہو ہی اس کی اصل ہوگا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ "لفقی" اور "لفقی" کا مشتبہ "افقیہین" اور "لفقیہین" اصل یا نھر آیا جس کے اصل ہونے کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ "لفقی" اور "لفقی" دونوں اسم میں یاد کلام سے بدلا گیا ہے اور "افقیہین" اور "لفقیہین" مضمون اور "افقیہین" میں شکل یا نھر آیا جس کے اصل ہونے کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ "لفقی" اور "لفقی" دونوں اسم میں یاد کلام سے بدلا گیا ہے۔ اور اس سطر میں امام شافعی کا قول لکھی اچھا ہے۔

و تسمية الأسماء تكشفها وإن رددت إليك الفاعل ضاعفت مثلاً
(اور اسماء کا شنبہ سے مخفف کر دے گا اور اگر نہ اپنی طرف فعل کو دے لیتے تو نے اپنی منزل کو پایا)
امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہم کو شنبہ لانے کی صورت میں ہر فعل کے ساتھ ساتھ طلب یا نام حکم کلام لائق کرنے کی صورت میں فعل یا اسم کے الف کی اصلیت مخفف ہو جائے گی۔ اور امام جرجانی نے بھی اسی طرح کا شعر کہا ہے۔

إذا فعلنا بوزنا غم عطف عجاؤة فلوطن به قلة الخطاب ولا تفت
فلن نره ملين بوزنا كنهنة بنبه والا فلو يكتب بالالف
(جب فعل کا حرف کسی وزن سے مشتبہ ہو جائے تو اس کے ساتھ ساتھ خطاب لائق کر دے اور
اسی پر جس مت کر میں اگر کسی وزن یا نام حکم کلام کے ساتھ اس کو لکھ لے ہو وہ الف
کے ساتھ لکھنا چاہئے گا۔)

از رہزانیہ، باب افعال کا مزہ و غیرہ۔

از رہزانیہ کی قسمیں: پھر مزہ ان کی دو قسمیں ہیں (۱) از افعال قطعیہ (۲) از افعال مشکیہ۔

(۱) از افعال قطعیہ سے مراد مثلاً مزہ استحکام، لب افعال کے باقی دوسرے مزہ سے جیسے
اقبال، تفریح، مسعد کے حکم پر ہم کا مزہ فعلی ہوگا غرضہ، غیر ہو جائے، لذت، باطمینان ہو جائے
ایمان، یا امر کر، ہو جائے مرض، انسان، یا متع ہو جائے، اسعد، اسودہ، یا مطلق ہو جائے، اس کی
طرح افعال میں فعل مطہر کے متضاد حکم کا مزہ فعلی ہوگا اور حروف میں جو مطلب لام ترغیب
کے برابر ایک مزہ فعلی ہوگا، ان، ان، اذ، ان، لو، الا، الی، وغیرہ۔

از رہزانیہ قطعیہ کا حکم ہے کہ یہ عزت بھی بھی ساتھ لکھا دیتے ہیں نہ خلاف لکھنا

(المولف تقریباً ص ۱۸۳)

(۲) از افعال مشکیہ سے مراد۔ مزہ زانیہ کی دوسری قسم اصل زانیہ ہے، اس کی وجہ قسمیں میں

فعلی افعال ہیں مثلاً یہ حرف ماسک کے ساتھ مل کر آتا ہے مثلاً کام میں یا مزہ ذات خود ساتھ ہو جاتا
ہے، اور اپنے فعل و ایضاً دلائل سے جانتا ہے کہ اس کے ساتھ ہونے کی وجہ سے حکم اپنی ضرورت
حکم کے لیے چھ مزہ زانیہ کرتے ہوئے اپنے مطلب کو سمجھتا ہے اس لیے کہ نام مل گیا تھا اس کو
”فعلی افعال“ کہا ہے۔ (مجموعہ ص ۱۸۴)

مزہ اصل کا حکم اس وقت کے ثبوت کے اعتبار سے حکم ہے کہ جب کسی کلمہ کا حرف
دلیل ماسک ہو تو ابتدا، یا حرف ماسک کے ساتھ ہونے کی وجہ سے قطعاً ممکن، اصل دلائل کے فرض سے
اس حرف ماسک سے فعلی مزہ اصل لا ضروری ہے، اس کو فعلی مصدق نے اپنی متن میں ”تعلیل
اہتمام“ فرمایا۔ مثلاً اصوب، لوجہ، وغیرہ لیکن جب قول اس حرف ماسک سے فعل کوئی حرف
نہاں ہے اور اصل کیا جائے تو ابتدا ماسک نہ بنے، اس وجہ سے اس مزہ اصل کو حذف کر دیتے ہیں
جس کو فعلی مصدق نے ”تعلیل“ و خلاصہ سے فرمایا جیسے ”المطعمۃ لوجہ“۔

ثبوت و حذف کے اعتبار سے مزہ اصل کا حکم

بھی کہ مزہ اصل کو حذف کیا جاتا ہے، لکھا جاتا ہے، صاحب کتاب نے دلائل کا لفظ
رہزانیہ کے حکم پر لکھا، اور اصلوں پر مطلق ہیں (۱) قطعیہ و مشکیہ کے سوا فتح کا استعمال کے دلائل
میں (۲) مزہ اصل و فتویٰ کی حرکات فتح کے بیان میں۔

فصل اول۔ مزہ اصل و قطعیہ کے ساتھ استعمال کی توجیح میں کہ مزہ فعلی و اصل کی پہلی

اَلْقَلَامُ وَلَيْسَ اَللّٰهُ فِي الْقَصَمِ الْفَح اور ان میں سے وہ ہیں جن کا ہزر میں قول کے مطابق
 کچھ متغیر ہوگا اور کثرت حید میں کسے ہوگا اور یہ نقطہ آئین ہے جو قسم میں استعمال کیا جاتا ہے اور
 اَلْقَلَامُ کا ہزر یا اشکاف کچھ متغیر ہوگا صاحب کتاب نے اسی کی طرف توجہ عبادت کے
 ذریعہ اشارہ فرمایا ہے۔

نقطہ آئین کی حقیقت حاصل یہ نقطہ قسم میں استعمال کیا جاتا ہے جسے آئین اَللّٰهُ لَا اَقْتُلُ
 (میں خدا کی قسم نہ پھر دو کروں گا) یا م طرف سے جو نقطہ آئین یعنی برکت سے مشتق ہے یہ آئین
 کی حقیقت جیسا کہ اوپر اس نے فرمایا۔

وَكُلُّ هَذِهِ الْفُنُونِ الْمُتَعَلِّقَةِ اَرْبَعَةٌ لِمَعْرِفِ الْفَح جس طرح آئین، لُتْن، آئین
 وغیرہ اسلئے غیر متغیر ہوں گے اور ہزر میں کچھ متغیر ہوگا اسی طرح اب الفح کے سوا دوسری طرف
 برائی طرف اور مصلحت برائی کے افعال ماضی، امر اور مضارع کا ہزر بھی بالا افعال میں کسے ہوگا جسے
 اِنْفُطَلِقُ اِنْقَطَبُ، اِنْشِغَرَاوُ، وغیرہ۔ ماضی صفت نے عبادت لفظ کے ذریعہ اشارہ فرمایا ہے۔

ہزر وہ اصل کا اصل عرب کسے ہی ہے، کیوں کہ ہزر وہی اصل حرف ہے اور حرف ہی ہوتے ہیں،
 اور وہ اصل سکون ہے مگر کسے کہ وہ حرکت دلی جاتی ہے کسے کہ وہ حرکت دلی جاتی ہے۔

وَأَمَّا اَللّٰهُ لَا اَقْتُلُ، وَأَمَّا اَلْفَح اَلْعَالِ میں سے بعض کا ہزر جو کہ اصل ہوتا ہے کچھ
 مشہور ہوگا اور وہ اصل ہوتی ہو کہ کامینہ سر ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اصل کا تیرا حرف اصل مشہور ہو کہ
 ہزر بھی مشہور ہو کہ جسے اَقْتُلُ، اَقْتُلُوا، اَلْقَتَبُ، اُنْخَلُ وغیرہ۔

ظاہر جملہ اشکال اور اس کا جواب:

یہاں ایک ظاہر اشکال یہ ہے کہ اصل کا ہزر اصل کا اعراب اصل کے حرف و اصل پر
 موقوف ہوتا ہے چنانچہ اگر تیرا حرف مشہور ہو تو ہزر بھی مشہور ہوگا جسے اَقْتُلُوا یا حرف ثالث
 مشہور ہے، تو ہزر بھی مشہور ہوگا لیکن جب کسی صفت سے خطاب کرتے ہوئے اَقْتُلُ یا اَقْتُلِي یا اَقْتُلِي
 کہا جائے تو اسی وقت بیان کرنا قاعدہ نوٹ رہا ہے، کیوں کہ لفظ اَقْتُلُ یا اَقْتُلِي کا تیرا حرف کسے ہے اور
 قاعدہ ہے کہ اگر تیرا حرف کسے ہو تو ہزر بھی کسے ہوگا لہذا قاعدہ کی رو سے لفظ اَقْتُلُ یا اَقْتُلِي میں ہزر
 کسے ہوگا لیکن یہاں مشہور ہے کیا کیوں؟

اصل اصل کے ہزر کی حرکت میں قدرے تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اصل کے ہزر وہی اصل کا
 اعراب اصل کے حرف ثالث پر موقوف ہوتا ہے چنانچہ اگر تیرا حرف اصل مشہور ہو تو ہزر بھی مشہور ہوگا

جیسا کہ آپ نے گفتگو فرمایا کہ حرف ثالث ہے اصل سے منقسم ہے، لہذا ہمزہ بھی منقسم ہوگی۔
 اور اگر حرف ثالث کسی ہے مگر اس کا کسرہ اصل نہیں ہے تو ہمزہ اصل کسرہ ہوگا، بلکہ منقسم ہوگا جیسے
 "نُفْرَی" کہ حرف ثالث (و) یعنی اللام کسی ہے مگر چوں کہ اصل میں "نُفْرَی" قرار کے خرابہ اور وا کے
 کسرہ کے ساتھ نہیں ہونے کی وجہ سے وہ اس کی کریمیا پھر اتجار سا کہنی ہوگا اور ہمزہ کے درمیان
 لہذا وہ اصل ہو گیا، پھر یار کی متابعت عذرا کے حرکت کسرہ سے بدل دیں اب یہ "نُفْرَی" ہو گیا،
 اصل صفت نے اسی کی طرف سے قول "نُفْرَی" "نُفْرَی" بختوں کے اور یہاں اشارہ فرمایا ہے۔
 وَأَضْرَبَ، وَأَنْشَوَا، وَأَنْهَبَ، بکسر کاف و وافی اور اگر فعل کا تیسرا حرف اصل کسرہ ہو تو
 ہمزہ بھی کسرہ ہوگا جیسے "أَضْرَبَ" کہ (ر) حرف ثالث ہے جو اصل کسرہ ہے لہذا ہمزہ بھی کسرہ ہوگا اور
 اگر حرف ثالث منقسم ہے مگر اس کا خرابہ اصل نہیں ہے بلکہ اضافہ کسرہ ہے تو ہمزہ اصل منقسم ہوگا، بلکہ
 کسرہ ہی رہے گا، جیسے "أَنْشَوَا" کہ حرف ثالث (ش) یعنی اللام منقسم ہے، مگر چوں کہ اصل میں یہ
 "أَنْشَوَا" قرار (ش) کے کسرہ اور وا کے خرابہ کے ساتھ ہمزہ ہونے کی وجہ سے وہ اس کی کریمیا
 گئی، پھر اتجار سا کہنی ہوگا اور وا کے درمیان لہذا ہمزہ ہونی ہوگا اور وا کی متابعت سے (ش) کو
 خرابہ دیا گیا، اب یہ "أَنْشَوَا" ہو گیا، اصل صفت نے حرکات نقط کے اور یہ اسی کی طرف
 اشارہ فرمایا ہے۔

لفظ أَنْهَبَ کا اعراب کسوں کیوں؟

لفظ "أَنْهَبَ" کے اور یہ اصل صفت نے یہاں ہونے والے ایک اعتراض کا جواب فرمایا ہے۔
 اعتراض یہ ہے کہ فعل کے ہمزہ اصل کا اعراب فعل کے حرف ثالث پر متوقف ہوتا ہے، چنانچہ اگر تیسرا
 حرف اصل سے منقسم ہو تو ہمزہ بھی منقسم ہوگا جیسے "أَنْهَبَ" اور اگر حرف ثالث اصل کسرہ ہو تو ہمزہ بھی
 کسرہ ہوگا۔ جیسے "أَضْرَبَ" لیکن فعل "أَنْهَبَ" میں تیسرے حرف کے متعلق ہونے کی صورت میں ہمزہ کو
 تو کیوں نہیں دیا جاتا۔ کادہ کے مطابق "أَنْهَبَ" میں تو دیا جاتا ہے خواہ کہ حرف ثالث کی حرکت
 کے مطابق ہمزہ کی حرکت ہو جائے؟

جواب: اگر حرف ثالث کی حرکت کی متابعت کرتے ہوئے فعل اس کے ہمزہ اصل کو تو دیا جاتا
 تو ان احوال مضارع سے حالت وقف میں اتھار لازم آتا جس کی ابتداء ہمزہ سے ہوتی ہے مثلاً "أَنْهَبَ"
 صیغہ اسر ہے ہمزہ اصل کو متعلق پر صیغہ اور وقف کر کے "أَنْهَبَ" ہوگا اور مضارع کا صیغہ عظم بھی وقف
 میں "أَنْهَبَ" ہوگا تو اب اتھار لازم آیا کہ یہ فعل مضارع ہے یا صیغہ اسر؟

ہدیہ تشکر و امتنان من جانب قاضی ملازم:

قطری الہدیٰ کی تحمیل باسعادت کے بعد قاضی معتمد ترماتے ہیں کہ اس مقدمہ میں میں نے جو
کچھ لکھنے کا عزم کیا تھا، الحمد للہ بحسن غریب و تحمیل کو پہنچی کر حاضر خدمت ہے جس کو اللہ رب العزت نے
اپنے فضل و کرم سے میرے لیے آسان فرمایا۔ "ایں سعادت پر وہ ہار و میست" بلکہ اللہ پاک تعالیٰ کے فضل کا
نتیجہ ہے کہ اس رسالہ میں الفاظ و کلمات کو جو مل رہے تھے پر راستہ کر کے سہاٹی و سہاٹی کو شکم و احکام و مسائل
کو مضبوط اور غور و اقسام کو کامل کر رہے تھے پر دم کیا گیا۔ اللہ رب العزت سے محبت صادق کے آنکھوں کا
قرب اور حمد و کینہ کھنڈے چال و دان چاہے کے لیے ضروری و پڑھو گی کا سامان بنادے۔

دل کی آواز حاسدین کے نام:

(۱) اِنْ تَخْشَوْنِي فَلَنْي غَيْرُ لَالِهِمْ قَبْلِي مِنَ النَّاسِ لَقُلُ الْفَضْلُ لَقَدْ حَوَّلُوا

(۲) فَلَدَامَ لِي وَلَهُمْ نَابِي وَمَلِيهِمْ وَنَلَتْ لَكُنْزَنَا غَنِيًّا بِمَا يَجِدُ

(۳) اَنَا الَّذِي يَجْزُوْنِي فَيُضْطَرِّبُهُمْ لَا اُزْنِيْنَ حَقُّنَا وَمَلْنَا وَلَا لِرُوْ

(ترجمہ)۔ (۱) اگر وہ مجھ سے حسد کریں تو بھی میں انہیں طاقت نہیں کروں گا، جتنیں کہ مجھ سے

پہلے لوگوں میں سے فضل والے حسد کیے گئے ہیں۔ (۲) جو کچھ میرے ساتھ ہے اسے میرے لیے

لیے اور جو مکان کے ساتھ ہے ان کے لیے پانچہ اور برقرار ہے اور ہم میں سے اکثر غضب کی حالت

میں ان چیزوں کی وجہ سے اقبال کر گئے جو وہ احساس کرتے ہیں۔ (۳) مجھے وہ لوگ اپنے

بیچے میں پاتے ہیں حالانکہ میں نے ان کے بیٹے میں داخل ہوا ہوں اور نزدیک ہوا ہوں۔

آخر میں اللہ رب العزت کی طرف توجہ ہوتے ہوئے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ اس نیک مسروریت کو

اپنی خالص رضا مندی و خوشنودی کا ذریعہ بنائے اور اس کے ذریعہ اللہ کو کام و کام فرمائے، حاسدین کے

شر و رخن سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اپنے فضل و کرم سے قیامت کے دن ہماری دعا قبولی نہ کرے۔ بے

شک آپ کی ذات کریم بہت توجہ قبول کرنے والی اور مائی پور دم کرنے والی اور سب اہل بیت و ائمہ الی ہے۔

تَمَّتْ بِحَمْدِ اللَّهِ وَعَوْنِ كِتَابَةِ الشَّرْحِ لِلْخَمْسِ وَالْعَشْرِينَ مِنْ شَعْبَانَ ١٤٢٥ هـ

مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۴۲۵ و اللہ اللہ اولہ و آخرہ

محمد علی گنگوہی دانش قلمی سیف نامہ ہوی

قائم الدین مسیحا مسلمانہ بخاری میوا اندو (ایم اے)

۱۱ اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز جمعہ ۱۲ رجب المرجب ۱۴۲۵